آئینِ اردو

مؤلفہ

جناب مولانا مولوی محمد زین العابدین صاحب فرجاد کوٹانوی

پنشنر مجسٹریٹ درجہ دوم پنجاب حال مقیم میرٹھ

مصدّقہ

حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی عظیم دارالمصنفین اعظم گڈھ

پبلیشر

نامی بک ڈپو محلہ اندرکوٹ شہر میرٹھ

باہتمام منشی محبوب علی پروپرائٹر

نامی پریس میرٹھ میں طبع ہوئی

بار اول ۵۰۰ جلد

سنہ ۱۹۲۶ء

قیمت فی جلد [illegible]

تصدیق و تائید

بہ درخواست تصحیح مؤلف آئین اُردو

از عالی جناب علامہ سید سلیمان صاحب ندوی سلمہ اللہ تعالےٰ

عظیم دار المصنفین اعظم گڈھ۔ ع ۳۶۳۴ مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۲۶ء

محترم دام کرمہٗ

السلام علیکم۔ میں نے ماہ رمضان کی فرصت میں آپ کی پوری کتاب (یعنی آئین اُردو) دیکھی مجھے تو کہیں حرف رکھنے کی جگہ ملی نہیں زبان سہل اور طریقۂ ادا نہایت آسان ہے ✤ ۱۴ رمضان ۱۳۴۴ھ

سید سلیمان

فہرست مضامین آئین اردو ۔ از حضرت فرجاد صاحب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

چند طالب العلموں نے مجھ سے قواعد اُردو سمجھنی چاہی۔ اور میرے بچوں نے مجھ سے پڑھی۔ میں نے دیکھا کہ مصباح القواعد مؤلفہ مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندہری میں زیادہ تر کوشش عربی صرف و نحو کی طرف کی گئی ہے۔ خواہ ترتیب ہو خواہ ترکیب۔ حالانکہ ایرین زبان یعنی اُردو کا لگاؤ سامی زبان یعنی عربی سے ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اگرچہ مؤلف نے دعوے تو کیا ہے کہ میں نے تتبع عربی نہیں کیا۔ مگر وہ کہیں بھی مجتہدانہ طریق پر گامزن نہیں ہوئے ⁂

قواعد اُردو مولوی عبد الحق صاحب بی۔ اے۔ سکرٹری انجمن ترقی اُردو۔ انگریزی ڈگر پر ہے اور ان کی سعی اُردو کو بالکل انگریزی سانچہ میں ڈھالنے کی معلوم ہوتی ہے ⁂

یہ تو ظاہر ہے کہ انگریزی اور اُردو دونوں ایرین زبانیں ہیں۔ لیکن طرز ادا اور محاورے اور مثالیں گو بالکل ہی الگ الگ نہ ہوں مگر یکساں ہرگز نہیں ⁂

میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ اور کامل عربی داں بھی نہیں ہوں۔ اس لئے میں نے اُردو کے قواعد لکھنے میں ان زبانوں میں سے کسی ایک کی کورانہ تقلید سے کام نہیں لیا اور بلحاظ زبان اُردو۔ اس کے قواعد موسوم بہ آئین اُردو لکھے ⁂

ماسٹر وحید الرحمٰن صاحب عرفانی بی اے۔ اور ماسٹر عبد اللطیف خاں صاحب ایم۔ اے۔ اور ماسٹر حبیب الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ نے اس میرے مسودے کو معترضانہ دیکھا میں ان سب صاحبوں کا سپاس گزار ہوں کہ ان کی اصلاحی نظر نے آئین اُردو کو اس قابل بنا دیا کہ میں دیگر اہل علم کی خدمت میں اس درخواست کرنے کے لائق ہو گیا۔ کہ وہ بہ نظر اصلاح آئین اُردو کو دیکھیں۔

دس بارہ صاحبوں کی خدمت میں خط لکھے مگر بجز مولوی سید سلیمان صاحب ندوی دار المصنفین اعظم گڈھ کے کسی نے مجھے جواب نہ دیا۔ سید صاحب موصوف نے البتہ توجہ فرمائی اور مجھے لکھا کہ جو چند غلطیاں آپ نے اپنے خط میں مروجہ قواعدوں کی بابت لکھی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا رسالہ اچھا ہوگا کچھ دن کے لئے اصل مسودہ بھیجدیں تو رای دوں۔

اس کے بعد صاحب ممدوح کا کارڈ آیا کہ میں نے رمضان المبارک کی فرصت میں آئین اردو کو بالاستیعاب دیکھا مجھے کہیں حرف رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ نہایت سہل اور آسان طریقہ بیان ہے۔ اس اچھی اور صحیح رائے نے مجھے آمادہ کیا کہ میں اس کی نشر و اشاعت کی طرف متوجہ ہوں۔ اس پر میرے کرم فرما ماسٹر وحید الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ نے فرمایا کہ آئین اردو میں کسی جگہ تم نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ مروجہ قواعدوں میں کیا اور کس قسم کی غلطیاں ہیں۔ اس عیب پوشی سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ بموجودگی دیگر قواعد۔ آئین اردو کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے اس اعتراض کے دفعیہ کے لئے کل تو نہیں مگر کچھ کچھ غلطیاں مصباح القواعد اور قواعد اردو کی لکھدی تھیں اور اصل مسودہ کے ساتھ دار المصنفین اعظم گڈھ کو بھیجدی تھیں۔ مگر معلوم نہیں کہ کیوں وہ اصل مسودے کے ساتھ واپس نہ آئیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ میں اپنے دیباچہ کے ساتھ ہر ایک قواعد کے متعلق کچھ کچھ لغزشیں لکھوں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ سبب تالیف آئین اردو کیا ہے۔ میں نے ان غلطیوں کو اس طرح ظاہر کیا ہے :—

کہ اوّل اس قواعد کے صفحہ کا شمار لکھا ہے جس کی غلطی ظاہر کی ہے اس کے بعد اصل عبارت یا بشرط ضرورت ملخص یا مطلب عبارت۔ اور اس کے ختم کے بعد اس لغزش کو ظاہر کر دیا ہے۔

میں نہایت شرمندہ ہوں کہ اس عیب گوئی سے اپنا ہنر ظاہر کر رہا ہوں اور اس ناقابل معافی قصور کے لئے عذر گناہ بدتر از گناہ سے کام نکالنا چاہتا ہوں تاکہ ملامت عیب بینی اور عیب گوئی سے بچ جاؤں۔ مگر اخلاقاً یہ محال ہے اور اس لئے لعل لہٗ عذراً کو شفیع لاتا ہوں۔

فرجاد علیہ الرحمۃ

تسامح مؤلف مصباح القواعد

(ص ۱۷ ")تمام وہ حروف جن میں (ہ) کی آواز ملی ہوئی ہے - یہ نہ عربی میں آتے ہیں نہ فارسی ہیں" +

ہائے مخلوط التلفظ فارسی میں کہیں کہیں مستعمل ہے جیسے - زردھشت - آتش پرستوں کے پیغمبر صاحب کا نام ہے بھیاز - سانڈہ گھوڑے کو کہتے ہیں +

(ص ۱۸ ") حروف علت - و - ا - ی" +

اُردو میں حروف علت نہیں ہوتے - میں نے ان حروف کو اعرابی لکھا ہے +

(ص ۲۲ ") فائدہ - تنوین کا نون بعض اوقات نظم میں متحرک ہوجاتا ہے - یعنی لفظ مابعد کے حرف اوّل کی حرکت اُس کو دیدیتے ہیں - حالی - تونے دی قصداً اُس کی جان بچا +"

یہ بحث عروض کے متعلق ہے - اور صرف نون تنوین ہی پر منحصر نہیں - لفظ آخر الساکن کے بعد جو متحرک الف کسی دوسرے لفظ کا آتا ہے - خواہ وہ الف اصلی ہو خواہ ممدودہ ہو خواہ وصلی ہو - اسکی حرکت اسکے ماقبل ساکن حرف کو دیکر تقطیع میں اس الف کا گرادینا جائز ہے - سعدی

ہرگز امین زیار ننشینم + سعدی - بے حکم شرع آب خوردن خطاست + نظیری

بوسۂ یار من از ین سست وفا سے آید + پہلی مثال میں امین کا اصلی الف اور دوسری میں آب کا ممدودہ الف اور تیسری میں ازیں کا وصلی الف - تقطیع میں گر گئے - ایسے الف کو عروض والے الف وصل کہتے ہیں +

(ص ۲۶ ") مصرع - دادرس کوئی بجز فالق الاصباح نہیں + اس مصرع میں اصباح کا کسرہ ال کے لام کو دیا گیا" +

یہ غلط ہے اصباح بالکسر باب افعال کا مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں صبح کرنا - اور اصباح بفتح جمع ہے - اور اس مصرع میں جمع برتی گئی ہے نہ کہ مصدر +

(ص ۳۷ ") نواختن سے نوازنا" + نوازنا نوازیدن سے ہے نہ کہ نواختن سے +

(ص۳۷) "مصدر کبھی فعل حال کے معنی دیتا ہے۔ مومن
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں۔ یعنی برا کہتے ہیں"۔
اس جگہ یہ معنی نہیں۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ میرے برا کہنے کے لئے وجود میں آئے ہیں۔ بعض جگہ آمادگی کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے میں جانے کو ہوں۔ یعنی جانے کو آمادہ ہوں۔

(ص۴۲) "مصدر لازم کے فاعل کے ساتھ نے کبھی نہیں آتا"۔
یہ کلیہ صحیح نہیں۔ ہگنا۔ موتنا۔ سنکنا۔ تھوکنا مصادر لازم ہیں اور ان کے فاعل کے ساتھ نے آتا ہے۔

(ص۴۳) "بعض مصدر ایسے ہیں کہ ہیں تو لازم مگر بعض اوقات ان کا مفعول بھی آجاتا ہے۔
ذوق شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا۔ اس میں نہیں آتا فعل منفی رونا فاعل۔ ہمیں مفعول ہے"۔
فعل لازم کا مفعول نہیں آتا جو ترکیب کی ہے صحیح نہیں۔ نہیں آتا فعل منفی لازم ناقص۔ ہمیں اسم رونا خبر۔ یوں صحیح ہے۔

(ص۴۴) "بعض مصدر ایسے ہیں کہ لازم کچھ ہیں متعدی کچھ۔ جیسے پڑنا سے ڈالنا"۔
ڈالنا کا لازم ڈلنا بھی آتا ہے۔

(ص۴۵) "حاشیہ عربی میں جاء کے معنی ہیں آیا۔ اور جاء بہ کے معنی ہیں اس کو لایا"۔
یہ صحیح نہیں۔ جاء بہ کے معنی ہیں اسکے ساتھ آیا۔ کیونکہ جئی کے معنی آنے کے ہیں اور اجاءۃ کے معنی ہیں لانے کے۔ جئی لانے کے معنی میں نہیں آتا۔

(ص۶۰) "ماضی مطلق مکرر ہو کر کبھی اسم کا کام دیتی ہے۔ جیسے وہ صبح کا بیٹھا بیٹھا شام کو اٹھا"۔
اس مثال میں بیٹھا بیٹھا۔ حالیہ ہے نہ کہ ماضی۔ تکرار کی وجہ سے ماضی نہیں رہا۔

(ص۶۱) "ماضی مطلق مکرر کبھی مفعول کے معنی دیتی ہے۔ حالی کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی"۔
اس مصرع میں کھلی کی کھلی مفعول نہیں کیونکہ رہ جانا فعل مرکب لازم ہے۔

(ص۷۱) "گردان ماضی شرطی یا تمنائی مثبت معروف میں۔ وہ آیا ہو۔ وہ لایا ہو لکھا ہے"۔
آیا ہو۔ لایا ہو۔ ماضی احتمالی کے صیغہ ہیں نہ کہ ماضی شرطی کے۔

(صفحہ ۱۰۳) "ماضی مطلق پر کبھی لفظ ہوا کی جگہ لفظ گیا لگا کر مفعول کا صیغہ بنا لیتے ہیں جیسے لایا گیا مارا گیا"

یہ غلط ہے۔ لایا گیا اور مارا گیا۔ ماضی مجہول کے صیغہ ہیں نہ کہ مفعول کے ؎

(صفحہ ۱۰۲) "اسم مفعول کبھی فعل لازم سے بھی آجاتا ہے۔ جیسے آیا ہوا۔ گیا ہوا وغیرہ"

یہ ہم بتا آئے ہیں کہ فعل لازم سے مفعول نہیں آتا۔ ورنہ فعل لازم کی تعریف صحیح نہیں رہتی آیا ہوا۔ گیا ہوا۔ وغیرہ حالیہ ماضی ہیں اور متعلق فعل نہ کہ مفعول ؎

(صفحہ ۱۰۳) "لفظ ہار بھی اسم فاعل کے معنوں کا افادہ کرتا ہے۔ جیسے ہون ہار۔ مرن ہار"

یہ کلیہ نہیں۔ ان مثالوں میں لفظ ہار نے قابلیت یا لیاقت کے معنی دیئے ہیں۔ البتہ پالن ہار میں معنی فاعلیت پائے جاتے ہیں ؎

(صفحہ ۱۰۹) "حاشیہ۔ باندھنا متعدی ہے اور بندھنا۔ اس کا لازم"

یہ صحیح نہیں۔ بندھنا متعدی بنفسہ ہے منسوب بمفعول اور باندھنا منسوب بفاعل ؎

(صفحہ ۱۳۲) "ہندوستان کے رواج کے بموجب۔ رمضانی کی ماں۔ اور عیدو کا باپ۔ کنیت ہے"

یہ غلط ہے۔ اردو میں کنیت نہیں ہوتی۔ نسبت ابن کو اردو میں اگر کنیت کہیں تو اس میں عمومیت کنیت کیسی کہاں سے آئے گی عرب میں کنیت بحیثیت شہرت قائم مقام اسم ہوتی ہے۔ اور ہندوستان میں نہیں ہوتی ؎

(صفحہ ۱۴۰) "مثال" یہ ایک اسم نکرہ ہوتا ہے"

نکرہ کی قید صحیح نہیں جیسے یہ زید ہے وہ بکر ہے۔ یوں کہو کہ اشارہ سے نکرہ معرفہ ہو جاتا ہے ؎

(صفحہ ۱۴۳) "لو اور۔ اے لو۔ بھی اشارہ کا کام دیتے ہیں۔ جیسے۔ ای لو میرا قلم۔ لو میری کتاب"

اشارہ کے لئے ان کا استعمال کہیں نہیں ہوتا۔ اکثر تعجب کے موقع پر بولتے ہیں جیسا کہ مثال ہائے مذکورہ میں ہے ؎

(صفحہ ۱۴۴) "اسم اشارہ اور ضمیر میں یہ فرق ہے کہ اشارہ کسی عضو سے ہوتا ہے اور ضمیر کا خیال دل میں ہوتا ہے"

یہ فرق نہیں۔ کیا دل عضو نہیں۔ در اصل ضمیر قائم مقام اسم ہوتی ہے۔ اور اشارہ اسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ خواہ۔ اسم فی الذہن ہو یا لفظاً مذکور ہو ؎

(صفحہ ۱۴۷) "اسم ظرف کی فارسی مثالوں میں لفظ نشستگاہ بیٹھنے کی جگہ کے معنوں میں لکھا ہے"

فارسی میں نشستگاہ اُس جسم کے حصہ کو کہتے ہیں جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ یعنی ڈھڈی کی ہڈی بیٹھنے کی جگہ کو۔ نشیمنہ یا نشستن جاے۔ کہتے ہیں ٭

(صفحہ ۱۶۱) "فارسی میں تر اور ترین تفضیل کے لئے آتے ہیں۔ جیسے۔ بہتر۔ بدتر۔ نیکاں ترین۔ کمترین"

فارسی میں تفضیل کے لئے صرف لفظ تر ہے۔ لفظ ترین میں تر تفضیل کے لئے اور ین نسبت کے لئے ہیں اور ین کبھی تفضیل کے لئے نہیں آتے نیکاں ترین کے معنی ہیں منسوب بہ نیکاں تر۔ اور کمترین کے معنی ہیں منسوب بہ کمتر ٭

(صفحہ ۱۷۵) "کوئی عام ہے ذی روح اور غیر ذی روح کے لئے۔ کچھ خاص ہے صرف غیر ذی روح کے لئے"

کچھ کے استعمال کی تخصیص غیر ذی روح کے لئے صحیح نہیں۔ جیسے کچھ آدمی بیٹھے ہیں کچھ چلے گئے۔ کچھ کبوتر مر گئے کچھ اڑ گئے ٭

(صفحہ ۱۷۷) "بعض اوقات کوئی بدستور رہتا ہے اور حروف عاملہ اس میں کچھ عمل نہیں کرتے جیسے۔ آتا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت"

اس مثال میں حرف عامل لفظ (دم) پر آیا ہے نہ کہ لفظ (کوئی) پر۔ کوئی ہمیشہ کسی سے بدل جاتا ہے کوئی کی نہیں کہتے۔ کسی کی کہتے ہیں ٭

(صفحہ ۱۸۲) "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ یعنی ہاتھ کے کنگن کو"

یہ تصریح غلط ہے اس مثل میں آرسی یعنی آئینہ ہے یعنی بدیہیات کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں جیسے کنگن کی آرایش دیکھنے کے لئے صاحب کنگن کو آرسی یعنی آئینہ کی ضرورت نہیں ٭

(صفحہ ۱۸۳) "اضافت تملیکی۔ جیسے ہندوستان کا بادشاہ۔ اس میں بادشاہ مالک ہے اور ہندوستان مملوک"

یہ صحیح نہیں۔ اس مثال میں اضافت تخصیصی ہے تملیکی نہیں ٭

(صفحہ ۱۸۴) "اضافت تشبیہی۔ جیسے۔ طعنے کا نیزہ۔ یعنی طعنہ جو دل میں جاکر لگنے اور زخم کر دینے میں نیزے کی مانند ہے۔ دل میں جاکر لگنا اور زخم کر دینا وجہ شبہ ہے"

طعنہ کا صدمہ ظاہری نہ تو نیزے جیسا ہوتا ہے نہ اس سے دل میں زخم پڑتا ہے۔ نیزے کے لگنے سے جو ناگوار اثر مترتب ہوتا ہے ویسا ہی ناگوار اثر طعنہ سے ہوتا ہے اور یہی وجہ شبہ ہے ٭

(صفحہ ۱۸۶) "مضاف نکرہ بھی ہوتا ہے اور معرفہ بھی"

اس حیثیت سے کہ وہ مضاف ہے نکرہ نہیں ہوتا۔ ورنہ اضافت کی غرض فوت ہو جائیگی ٭

(صفحہ ۱۸۵) "کبھی ایک لفظ کو اسی کی طرف مضاف کرتے ہیں اور اس سے تمام کے معنی لیتے ہیں جیسے آوے کا آوا" ٭

اس کو اضافت نہیں کہتے نسبت تساوی اور نسبت عموم و خصوص مطلق میں اضافت نہیں ہوا کرتی ٭

(صفحہ ۱۹۴) "تابع مہمل۔ بامعنی لفظ کے ساتھ ایک بے معنی لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے۔ سچ مچ۔ جھوٹ موٹ۔ طعنے مہنے" ٭

آخر کی مثال تابع موضوع میں ہونی چاہئیے (مہنا) ہندی میں طعنہ کو کہتے ہیں۔ یہ بے معنی نہیں اور ہائے ہوز کے ساتھ ہے یعنی مہنہ ٭

(صفحہ ۱۹۷) "جملہ اسمیہ" ٭

چونکہ یہ جملہ اُردو میں نہیں ہوتا اس لئے اس کا ذکر فضول ہے ٭

(صفحہ ۲۱۷) "بعض صورتوں میں کو علامت مفعول نہیں آتی۔ (۲) اگر مصدر مفعول ہو عام اس سے کہ اُردو کا مصدر ہو یا کسی اور زبان کا۔ جیسے۔ زید نے کھانا کھایا" ٭

اس مثال میں کھانا مصدر نہیں بلکہ اسم ہے۔ صرف یہ مثال غلط ہے ٭

(صفحہ ۲۲۲) "ظرف محدود کے ساتھ۔ اکثر۔ پر۔ یا۔ میں۔ یا۔ سے۔ یا۔ کو۔ استعمال کیا جاتا ہے۔ غیر محدود کے ساتھ عموماً کوئی لفظ نہیں آتا" ٭

سے۔ اور۔ کو۔ ظرف غیر محدود کے ساتھ آتے ہیں۔ جیسے وہ کہیں سے آیا ہو تمہیں کیا۔ سامنے سے ہٹ جاؤ اوپر کو مت دیکھو۔ اس محراب کے نیچے کو چلے جاؤ۔ وغیرہ ٭

(صفحہ ۲۲۴) "اُردو میں کبھی اسم مفعول حال کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے خالد گھر میں بیٹھا ہوا کام کر رہا ہے۔ بیٹھا ہوا۔ مفعول نہیں بلکہ حالیہ ماضی ہے جو عربی میں نہیں ہوتا" ٭

(صفحہ ۲۴۸) "حروف جار میں سے حرف (سے) کے جو متعدد استعمال بتائے ہیں وہاں لکھتے ہیں۔

(۸) بیان کے لئے۔ جیسے۔ احمد کو کھانے پینے۔ پیسے۔ کپڑے سے کچھ کمی نہیں" ٭

اُردو میں یوں کہتے ہیں کہ احمد کو کھانے پینے اور پیسے ٹکے۔ یا کپڑے لتّے کی کچھ کمی نہیں یا احمد کھانے

پہنچنے سے بے پرواہ ہے۔

(۹) تفضیل کے لئے۔ جیسے زید خالد سے عالم ہے۔

یہ مثال اُردو محاورہ کے خلاف ہے۔ یوں کہیں گے کہ زید خالد سے زیادہ پڑھا ہوا۔ یا عالم ہے۔

(۱۰) استبعاد کے لئے۔ جیسے۔ تیر نکلا جو کماں سے تو گریزاں نکلا۔

اس مثال میں سے ابتدا کے لئے ہے نہ کہ استبعاد کے لئے کیونکہ نکلنے کے بعد گریزاں نکلنا تحصیل حاصل ہے

کبھی سے اور تک شمول کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے۔ عالم سے لیکر جاہل تک۔ اور بادشاہ سے لیکر فقیر تک۔

ان دونوں مثالوں میں سے ابتدا۔ اور تک انتہا کے لئے ہی جب تک کوئی کلمہ مفید معنی شمول نہ بڑھایا جائے۔

(صـ ۲۴۹) جس قدر مثالیں حروف جر کی ظرفیت اور معیت کے متعلق لکھی ہیں۔ ان میں واسطے

ایک آدھ کے سب اضافت کی مثالیں ہیں نہ کہ صرف حروف جر کی۔

(صـ ۲۵۰) الفاظ۔ بے۔ بن۔ جز۔ بغیر۔ جوں۔ طرح۔ مانند۔ سب کو حروف جر میں لکھا ہے۔

حالانکہ۔ بے۔ اور۔ بن۔ حروف نفی ہیں۔ اور جز اور۔ بغیر حسب استعمال اکثر استثنا کے لئے آتے ہیں

جوں۔ طرح۔ مانند۔ تشبیہ کے لئے۔ مثالیں بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔

(صـ ۲۵۲) حروف عطف۔ پھر۔ اس میں ترتیب کبھی پائی جاتی ہے۔ جیسے۔ زید آیا پھر عمر آیا۔

اوّل تو یہ مثال زبان اُردو کے محاورہ کے موجب نہیں۔ یا تو یوں کہیں گے کہ پہلے زید آیا۔ پھر

عمرو آیا۔ یا یوں کہ پہلے زید آیا پھر عمرو۔

دوم۔ اس مثال میں پھر عطف کے لئے نہیں بلکہ وقت کے لئے ہے۔ کیونکہ ایک حکم میں یعنی آنے میں

شمول نہیں بلکہ تفاوت ہے۔

(صـ ۲۵۳) کبھی ہونا کے مشتقات بھی حرف عطف کا کام دیتے ہیں۔ جیسے لیکچرار ہوے۔

پبلک سپیکر ہوے۔ مرثیہ خواں ہوے۔ قوال ہوے۔ وغیرہ۔

اس مثال میں ہوئے نے حرف عطف کا کام نہیں دیا۔ بلکہ حرف عطف محذوف ہے اور ہوئے

اپنے اصلی معنوں میں ہے۔

(صفحہ ۲۵۶) "استدراک کے حرف۔ مگر ہاں۔ اِلّا۔ البتہ"

پہلے لفظ میں مگر استدراک کے لئے ہے۔ اور ہاں تنبیہ یا تاکید کے لئے ہاں استدراک کے لئے مگر کے ساتھ نہیں آتا ✣

اِلّا۔ استثناء کے لئے آتا ہے استدراک کے لئے نہیں آتا۔

البتہ۔ تاکید یا تائید کے لئے آتا ہے استدراک کے لئے نہیں آتا۔

جو مثالیں لکھی ہیں ان سے بھی میرے قول کی تائید ہوتی ہے ✣

(صفحہ ۲۶۲) "علت کے حرف۔ کیونکہ۔ اسلئے کہ۔ اس واسطے کہ۔ تاکہ۔ وغیرہ"

کیوں۔ لئے۔ واسطے۔ تا۔ یہ ضرور الفاظ علّت میں اور کاف ان سب میں بیانیہ ہے اور اس کا لفظ اشارہ کا ہے ✣

(صفحہ ۲۶۵) شرط کے حرف (یہاں شرط و جزا دونوں کے الفاظ لکھے ہیں) ان میں سے ایک لفظ نہیں۔ ہے۔ جیسے۔ تم وقت پہ آ پہنچے نہیں ہو ہی چکا تھا"

نہیں۔ حرف جزا نہیں بلکہ تو حرف جزا ہے جو محذوف ہے اور نہیں حرف نفی ✣

(صفحہ ۲۶۶) "جزا مقدم ہو تو حرف شرط واجب الحذف ہو جاتا ہے۔ غالب۔

نہ سنو گر بُرا کہے کوئی ✣ نہ کہو گر بُرا کرے کوئی۔ وغیرہ"

ان مثالوں میں حرف جزا حذف ہوا ہے نہ کہ حرف شرط ✣

(صفحہ ۲۷۰) "حاشا اللہ۔ اس کے معنی ہیں کہ خدا پاک ہے۔ یعنی یہ لفظ عربی کے اعتبار سے سبحان اللہ کا ہم معنی ہے"

از سرتا پا غلط۔ حاشا اللہ مترادف معاذ اللہ ہے۔ نہ کہ سبحان اللہ کا۔ دیکھو۔ قاموس۔ ح۔ ش۔ ی۔ ✣

(صفحہ ۲۷۳) "غفلت کبھی نہ کیجیو زنہار۔ بھول کر ✣ اس مصرع میں تین تاکیدیں ہیں۔ کبھی تاکید اوّل ہے۔ زنہار تاکید ثانی۔ بھول کر تاکید ثالث"

اِس مصرع میں۔ کبھی بمعنی کسی وقت ہے تاکید کے لئے نہیں +

عام

(۱) اکثر مثالیں نظم کی ہیں۔ حالانکہ ضرورت نظم قواعد صرف و نحو کی پابند نہیں رہنے دیتی +

(۲) ایسے قصص اور بعض علمی مسائل درج کتاب ہیں جو بجز ضخامت کتاب بڑھانے کے صرف و نحو کے لئے مفید نہیں +

(۳) ترتیب مضامین بطریق عربی ہے نہ کہ بطریق اُردو +

تسامح مؤلف قواعد اُردو

(۴) پ - چ - ژ - گ - ہندی میں بھی پائے جاتے ہیں ٭

حرف ژ - ہندی میں ہرگز نہیں پایا جاتا ٭

(۵) حرفوں کی شکلیں کیونکر پیدا ہوئیں ٭

یہ بیان - ۵ - ۶ - ۷ - صفحوں پر ہے - جس کا تعلق صرف و نحو سے کچھ نہیں - تاریخ املا کے لئے مناسب تھا ٭

(۷) اُردو میں مثل عربی کے حروف علت دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک محض علامات یا حرکات دوسرے اصل حروف - ا - و - ے ٭

معلوم نہیں کہ حرکات کو حروف علت کیوں کہا گیا - حرکات حروف نہیں ہوتیں ٭

اُردو میں حروف علت نہیں ہوتے - کیونکہ - اجوف - معتل - مہموز - کا قاعدہ اُردو میں نہیں اور نہ اُردو والے بحالت بیماری ان حروف سے کام لیتے ہیں ٭

(۹) الفاظ نیّر - اور - نوّاب کے معمولی ہجوں کا خاکہ اُڑایا ہے - جو صحیح نہیں کیونکہ تشدید اور سکون ایک نہیں ہوتے - ورنہ مختلف صورتیں کیوں بدلی جاتیں - مؤلف نے جس کو آواز کے گھانے سے تعبیر کیا ہے یہی خاصہ تشدید ہے - جو وقف و سکون سے اس کو ممتاز کرتا ہے - اور لفظ نیّر کو بے کے زبر سے غلط لکھا ہے زیر ہونا چاہئے ٭

(۱۲) حروف قمری میں حرف لام کو درج کر دیا حالانکہ یہ شمسی ہے ٭

(۱۳) فارسی کے واو معدولہ کو حرف قرار دیا ہے حالانکہ یہ شکل ایسی حرکت کی ہے - جو فتح اور ضمہ - یا - کسرہ اور ضمہ سے مخلوط ہو - چونکہ ایسی حرکت کے لئے کوئی علامت معیّن نہ تھی اس لئے واو معدولہ تجویز ہوا - اور وضع جدید کی وجہ سے بصورت واو تحریر میں ظاہر کیا گیا - انگریزی میں بھی مؤلف نے واو معدولہ بتایا ہے - مگر مثالیں غلط لکھی ہیں - یعنی - ہوال - بوال - لوارڈ - یہ تلفظ -

ہال۔ بال۔ لارڈ۔ کاہی۔ جو اہل زبان کے لہجے کی نقل ہو۔ لیکن ان تینوں لفظوں میں حرف ڈبلیو۔ یا
ڈی۔ جو قایم مقام واو ہیں موجود نہیں۔ نہ لکھے جاتے ہیں۔ صرف لہجہ کے تغیر سے انہیں واو معدولہ قرار
دینا صحیح نہیں۔ البتہ لفظ سوارڈ۔ جسکے اسپیلنگ یوں ہیں کہ۔ ایس۔ ڈبلیو۔ اے۔ آر۔ ڈی۔ اور
اس میں ڈبل یو۔ قائم مقام واو موجود ہے۔ مثال میں پیش کرنا شاید صحیح ہو۔

(صہ ۱۴) "نون غنہ یا حرف ساکن کے بعد آتا ہے۔ جیسے منھ۔ ہنسنا"۔
اوّل تو یہ قید غلط ہے۔ جیسے گنگا۔ ڈنگا۔ بھنگ۔ رنگ۔ وغیرہ۔
دوسرے جو مثالیں دی ہیں ان میں بھی نون غنہ بعد حرف متحرک ہے نہ کہ ساکن۔

(صہ ۳۴) "عربی کے اسم آلہ کی مثالوں میں لفظ مشعل کو بروزن مفعل بکسرۂ میم لکھا ہے"۔
ایک تو لفظ مشعل بفتح میم اسم ظرف ہے یعنی جائے شعلہ۔
دوسرے بکسر میم۔ اسکے معنی ایسے مٹکے کے ہیں جس میں انگور بھر کر رکھیں۔

(صہ ۳۳) "اردو میں بڑی اور بھاری بھرکم چیز کو مذکر بولتے ہیں اور چھوٹی اور ہلکی پھلکی کو مونث
جیسے۔ رسّا۔ رسّی۔ گولا۔ گولی۔ وغیرہ"۔
یہ کلیہ نہیں مثلاً۔ سیہرا۔ پٹّی۔ تودا۔ کڑی۔ ناند۔ کونڈا۔ وغیرہ۔

(صہ ۱۹) "جن الفاظ کے آخر میں (الف) یا (ہے) ہوگی وہ مذکر ہونگے۔ اکثر عربی و فارسی الفاظ پر
بھی یہی قیاس کرلیا گیا ہے۔ جیسے۔ لڑکا۔ گھوڑا۔ بندہ۔ سقہ"۔
لفظ سقّہ غلط ہے۔ دراصل سقاء۔ فعّال کے وزن پر ہے۔ جو ساقی کا مبالغہ ہے۔ عربی کی
اور مثال دینی چاہئے تھی۔

(صہ ۲۷) "ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں۔ او۔ یا۔ ون۔ ہوتا ہے۔ اکثر مونث ہوتے
ہیں۔ جیسے۔ باؤ۔ چھاؤں وغیرہ"۔
یہ قاعدہ اکثریہ نہیں۔ جیسے۔ بناؤ۔ دباؤ۔ پھیلاؤ۔ داؤ۔ چڑھاؤ۔ اور گانوں۔ پانوں۔ وغیرہ۔

(صہ ۶۱) "ضمایر جو صفت کا کام دیتی ہیں۔ جیسے۔ کیا چیز گر پڑی"۔

اس مثال میں کیا استفہامیہ ہے نہ کہ ضمیر ؛

(صہ ۱۷) ”کوئی اشخاص کے لئے اور کچھ اشیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے“ ؛

یہ کلیہ نہیں۔ جیسے کوئی ٹوٹا پھوٹا نہیں۔ کوئی جھوجھرا نہیں۔ وغیرہ یا کچھ آدمی آ رہے ہیں کچھ آ گئے ہیں ؛

(صہ ۳۷) ”صفات ضمیری کے الفاظ میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ۔ اور۔ جیسے۔ مجھے اور دو“ ؛

اس مثال میں لفظ اور ضمیر نہیں۔ بلکہ عطیہ کے اضافہ کے لئے بمعنی دیگر استعمال ہوا ہے اور پہلے عطیہ کی موجودگی بطریق سیاق۔ اشارہ کا کام دے رہی ہے ؛

(عام) اس کتاب میں ضمایر اور صفات اور اعداد وغیرہ کے ماخذ ہندی سے بتائے ہیں۔ جن کا تعلق علم صرف سے کچھ بھی نہیں۔ یہ امور علم لغت سے متعلق ہیں اس لئے فضول ہیں ؛

(صہ ۶۷) ”فعل کی قسمیں تین لکھی ہیں اور چار بتائی ہیں“ ؛

(صہ ۸۷) ”فعل ناقص کی مثالوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ وہ امیر بن گیا (ناقص) مکان بن گیا (لازم)“ ؛

بن گیا صیغہ فعل مجہول ہے۔ جو فعل لازم سے نہیں آتا۔ اور فعل ناقص بھی ہمیشہ لازم ہوتا ہے پھر بن گیا۔ لازم۔ اور۔ ناقص کیونکر ہو گیا ؛

(صہ ۸۷) ”فعل معدولہ نہ تو لازم ہے نہ متعدی وہ صرف ہونا ظاہر کرتا ہے۔ جیسے۔ پٹنا۔ بجنا۔ گھٹنا۔ وغیرہ اکثر قواعد نویسوں نے فعل کی اس قسم کو بالکل نظر انداز کر دیا“ ؛

اوّل تو ایسے افعال کو معدولہ کیوں کہا۔ کیا ان میں اپنے اصلی معنی سے عدول ہے۔ دوم یہ افعال متعدی مجہول ہیں جو معروف سے نہیں بنائے گئے۔ بلکہ مجہول معنوی ہیں۔ میں نے جن قواعد کو دیکھا متعدی یا مجہول کی بحث میں ان کو پایا۔ کسی نے نظر انداز نہیں کیا ؛

(صہ ۸۳) ”جب حالیہ کے ساتھ (ہوا) آتا ہے تو مفعول کے معنی دیتا ہے۔ جیسے۔ (روتا ہوا)“ ؛

رونا مصدر لازم ہے۔ پھر روتا ہوا نے مفعول کے معنی کیسے دیے۔ روتا ہوا حالیہ ماضی ہے نہ کہ مفعول ؛

(۸۴ تا ۸۹) "ان صفحوں میں حال کی انوکھی بحث لکھی ہے۔ مضارع کو صرف حال لکھا ہے۔ حالانکہ زمانہ استقبال بھی اس میں پایا جاتا ہے۔ پھر امر کو حال کی دوسری صورت بتایا ہے۔ حالانکہ امر میں زمانہ حال کا حصر نہیں ہوا کرتا۔ وہ تو ایک حکم ہے"۔

امر کی مثالوں میں لکھا ہے کہ۔ خدا تم کو زندہ رکھیو۔ حالانکہ خلاف محاورہ اہل زبان ہے۔ وہ بجائے رکھیو کے بصورت خطاب۔ رکھے کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری جگہ ہے کہ خدا تم کو زندہ اور سلامت رکھیو۔ یہاں بھی رکھے ہونا چاہئے۔

پھر لکھا ہے کہ امر میں بعض اوقات حکم کا آیندہ تک قایم رہنا پایا جاتا ہے مثلاً خدا کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو۔ یہاں بھی بعض کی قید فضول ہے۔ ہر حکم تا تعمیل قایم رہتا ہے۔

(۹۰) "حال تمام جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام ابھی ابھی ختم ہوا ہے۔ جیسے۔ وہ آیا ہے۔ پیغام لایا ہے"۔ یہ تعریف حال تمام لفظ آیا ہے پر صادق نہیں آتی۔ کیا یوں نہیں کہتے کہ۔ وہ صبح آیا ہے۔ دوپہر بعد جائے گا۔ اور جب کام کا ختم ہونا اس سے تسلیم کیا جاتا ہے تو پھر حال کیوں کہتے ہو۔ ختم شدہ زمانہ کے لئے لفظ ماضی ہے۔ اور ابھی ابھی کے معلوم کرنے کے لئے لفظ قریب۔ اگر قریب تر زمانہ گذشتہ کو حال کہتے ہو۔ تو قریب تر آیندہ کو کیوں اس لقب کے قابل نہیں سمجھتے۔

(۹۷) "طور مجہول عموماً اور اکثر افعال متعدی کا ہوتا ہے"۔
عموماً اور اکثر کی قید فضول ہے افعال لازم مجہول نہیں ہو سکتے۔

(۹۸) "بعض اوقات فعل لازم کے ساتھ بھی طور مجہول استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ مجھ سے وہاں جا کر آیا نہ گیا۔ مجھ سے اتنی دور نہیں چلا جاتا۔ مجھ سے آیا نہیں جاتا"۔

فعل لازم سے کبھی مجہول نہیں آتا۔ اور اگر ایسا تسلیم کیا جاتا ہے تو تعریف کیوں نہیں بدلی۔ دراصل ان مثالوں میں جانا کے مشتقات کا استعمال برائے وضع مجہول ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان تینوں مثالوں کا مضمون یوں بھی ادا ہو سکتا ہے کہ۔ میں وہاں جا کر نہ آسکا۔ میں اتنی دور نہیں چل سکتا۔ میں نہیں آسکتا۔ اور ان مثالوں میں لفظ (میں) فاعلی حالت میں ہے۔ پس امثلہ بالا میں (سے) بمعنی

فاعل ہو اور مجھ ضمیر فاعل۔ اس ضمیر کو اگر مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ قرار دیں تو لا معلوم فاعل بھی یعنی ضمیر معلوم ہوگی۔ اس کے علاوہ دو اوپر کی مثالوں میں مرکب فعل کے مابین حرف نفی لانا غیر فصیح ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ مجھ سے وہاں جا کر نہ آیا گیا۔ مجھ سے نہیں آیا جاتا۔

(۱۰۸) "نہ۔ اور۔ نہیں کے استعمال میں فرق ہے۔ ماضی شرطیہ اور مضارع کے ساتھ نہیں استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ (نہ) استعمال ہوتا ہے"۔

یہ صحیح نہیں۔ بلکہ حسب موقع دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے میں نے منع کیا وہ نہیں مانتا وہ گھر سے نہیں نکلتا میں نے کئی بار بلاوا بھیجا وہ نہیں آئے۔ سچ بتاؤ کیا تم نے پیسے نہیں چرائے۔

(۱۰۹) "شرطیہ کے دوسرے حصّہ میں بھی جیسے جزا کہتے ہیں نہیں نہیں آتا۔ بعض اوقات اس کے استعمال میں غلطی ہو جاتی ہے مثلاً۔ (ہم خدا تجھکو سمجھتے گر خودی ہوتی نہیں) میں اگر بجائے نہیں کے نہ ہوتا تو بہتر اور فصیح تر ہوتا"۔

جو قاعدہ بیان کیا گیا۔ اس کے بموجب اس مصرع کی شرط میں لفظ نہیں استعمال ہوا ہے۔ نہ کہ جزا میں۔ پھر غلط کیوں ٹھہرایا گیا۔

(۱۱۰) "جب کسی جملے کے دونوں حصّوں میں حرف نفی لانا مقصود ہو تو (نہ) لکھنا چاہئے۔ جیسے نہ خود آتا ہے۔ نہ دوسروں کو آنے دیتا ہے"۔

کیا یہ استعمال کہ خود آتا بھی نہیں۔ اور۔ ہمیں بلاتا بھی نہیں۔ صحیح نہیں۔

(۱۱۳) مرکب افعال کے بیان میں اسماء و صفات کی ترکیب سے جو افعال بطور مثال پیش کئے ہیں۔ وہ مرکب افعال کی مثالیں نہیں ہیں۔ جیسے۔ پوجا کرنا۔ دم توڑنا۔ وغیرہ۔ کیونکہ بصورت اس نے پوجا کی۔ اس نے دم توڑا۔ پوجا اور دم مفعول ہیں۔ اور وہ پوجا کر رہا ہے۔ یا وہ دم توڑ رہا ہے۔ میں پوجا۔ اور دم۔ خبر ہیں۔ مرکب افعال نہیں۔

(۱۱۴) حروف عطف کے بیان میں اکثر مثالیں صحیح نہیں مثلاً:۔

(۱) وصل کے لئے کیا۔ جیسے۔ کیا وہ اور کیا تم دونوں ایک ہو۔

یہاں کیا مساوات کے لئے ہے نہ کہ وصل کے لئے ٭

(۳) وصل کے لئے ۔ یا ۔ کہ ۔ جیسے کوئی ہے یا نہیں ۔ یا ۔ کوئی ہے کہ نہیں ٭

ان دونوں مثالوں میں ۔ یا ۔ اور ۔ کہ ۔ تردید کے لئے ہیں نہ کہ وصل کے لئے ٭

(۳) استدراک کے لئے ۔ بلکہ ۔ جیسے ایک نہیں بلکہ دو ہیں ٭

یہاں بلکہ ترقی کے لئے نہ کہ استدراک کے لئے ٭

(۴) علت کے لئے ۔ مبادا ۔ جیسے ۔ آپ کہہ بھیجئے مبادا وہ نہ آئے ٭

اول تو یہ مثال یوں ہونی چاہیئے ۔ آپ کہلا بھیجئے مبادا وہ نہ آئے ٭

دوم ۔ اس مثال میں مبادا علت کے لئے نہیں بلکہ شک کے لئے ہے ٭

(۱۲۴) حروف تخصیص یہ ہیں ۔ ہی ۔ تو ۔ بھی ۔ ہر ٭

ان میں سے بجز لفظ ہی کے اور کوئی لفظ تخصیص کے لئے نہیں آتا ۔ اس بیان میں اور بھی غلطیاں ہیں ٭

(۱۲۹) اسمائے کیفیت کے (۶) ضمن میں لکھا ہے کہ مادہ فعل کے آگے (ی) معروف یا (آئی) بڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں ۔ لیکن اس بیان میں اُجرت یا مزدوری کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے :۔ دھلائی ۔ سلائی ۔ وغیرہ

ان مثالوں میں ایسے الفاظ بھی ہیں کہ جو اُجرت کے علاوہ اسم حاصل کے معنی میں بھی برتے جاتے ہیں جیسے :۔ اس کرتے کی سلائی خراب ہے ۔ اسکی ڈھلائی اچھی نہیں ۔ وغیرہ ٭

(۱۵۳) بھرنا ۔ اس کا پیٹ بھرا ۔ (لازم) میں نے پانی بھرا (متعدی) ٭

بھرنا متعدی ہے لازم نہیں ہو سکتا ٭ پہلی مثال مرکب ناقص کی ہے نہ کہ جملہ کی ٭

(۱۵۴) الفاظ (جی) اور (دل) کے ساتھ جب چاہنا کے مشتقات آتے ہیں تو (نے) کا لفظ نہیں آتا ۔ جیسے :۔ جی چاہا ۔ دل چاہا ٭

(۱) یہ کلیہ نہیں ۔ جیسے :۔ میرا جینا ہی میرے جی نے نہ چاہا ۔ میرا نہیں منا لانا مگر میرے دل نے نہ چاہا

(۲) بعض افعال کے ساتھ جو خاص معنی میں متعدی استعمال ہوتے ہیں نے علامت فاعل نہیں آتی

میں اسے رویا۔ وہ مجھپر ہنسا۔ وہ مجھ سے لڑا +

ان مثالوں میں۔ رویا۔ ہنسا۔ لازم ہیں۔ اور لازم ہی استعمال ہوئے ہیں۔ لڑا متعدی ہے اور متعدی استعمال ہوا ہے معلوم نہیں کہ اس تجربے سے مدعائے۔ کاتب کیا ہے +

(۱۵۵) نے علامت فاعل ہو اور مفعول کے ساتھ کبھی نہیں آتی۔ مجھ اور تجھ کے ساتھ جب کوئی صفت آتی ہے تو نے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مجھ کم بخت نے یہ کب کہا تھا۔ تجھ بدبخت نے ایسا کیا +

اِن مثالوں میں مجھ اور تجھ فاعل ہیں نہ کہ مفعول +

(۱۵۶) علامت کو کے متعلق اس صفحہ میں اور صفحہ ۵۱ میں جو قاعدے لکھے ہیں وہ کلیہ نہیں ہیں +

(۱۶۱) حالت اضافی ضمن (۱) ملک یا قبضہ کے لئے جیسے اس کا کیا بگڑتا ہے۔ اس کا کیا جاتا ہے۔ کیا کو حالت اضافی میں سمجھنا چاہئیے +

ان دونوں مثالوں میں کیا اضافت کے لئے نہیں۔ کچھ نہیں کے معنوں میں ہے۔ اور کیا کبھی اضافت کے لئے نہیں آتا +

(۱۶۳) ضمن (۱۷) کل کے لئے اس کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں ایک ہی لفظ ہوتے ہیں اور ان کے درمیان علامت اضافت ہوتی ہے۔ جیسے سب کے سب۔ ڈھیر کا ڈھیر۔ اضافت کے ساتھ لفظ کا یہ تکرار اور معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً (الف) بالکل اور مطلق۔ جیسے۔ جاہل کا جاہل۔ (ب) کثرت۔ جیسے جھنڈ کے جھنڈ۔ (ج) حصر اور تقلیل جیسے رات کی رات۔ وغیرہ۔ (د) شمول جیسے آدمی کا آدمی اور بندر کا بندر وغیرہ +

ان مثالوں میں اضافت نہیں کیونکہ نسبت مساوات میں اضافت نہیں ہوا کرتی +

(۱۶۴) بعض اوقات حرف اضافت کے بعد کا اسم یعنی مضاف الیہ محذوف بھی ہوتا ہے جیسے۔ ایمان کی تو یہ ہے۔ یعنی ایمان کی بات +

اس مثال میں مضاف محذوف ہے نہ کہ مضاف الیہ۔ اردو میں حرف اضافت کے بعد مضاف

آتا ہے نہ کہ مضاف الیہ +

(عام) بعض قواعد کے خلاف نظم کی مثال پیش کی گئی ہے۔ حالانکہ نظم کی ضرورت متحمل ترتیب قواعد نحوی نہیں ہوتی +

(۱۶۵) ضمن (۲۲) ایک طول طویل نکتہ میں بتایا ہے کہ احمد نے اس کے تھپڑ مارا۔ اس نے اس کے چٹکی لی۔ وغیرہ میں (کے) اضافت کے لئے ہے +

یہ صحیح نہیں۔ یہ (کے) علامت مفعول ہے۔ بصورت اضافت تخصیص کیا ہوگی +

(۱۸۱) اور صفحہ (۱۸۲) ان میں بہت سے قاعدے صحیح نہیں۔ مثلاً +

(۱) لفظ اپنی کی بابت لکھا ہے۔ کہ بعض اوقات صفت کے معنی دیتا ہے جیسے اپنی گرہ سے دینا +

اس مثال میں اضافی تخصیص ہے نہ کہ صفت +

(۲) کبھی آپ کی بجائے آپے کا لفظ محاورہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ آپے سے باہر ہوجانا۔

دراصل آپ ضمیر ہے۔ اور آپا بمعنی نفس۔ وذات۔ وہوش۔ وقابو وغیرہ آتا ہے ضمیر کی جگہ استعمال نہیں ہوتا۔ عامل کے آنے سے اس کا الف (یے سے بدل جاتا) ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

(۱۸۵) کوئی بطور ضمیر ہمیشہ جانداروں کے لئے استعمال ہوتا ہے +

یہ صحیح نہیں۔ جیسے۔ کوئی جھوجھرا ہے۔ کوئی کچا ہے۔ کوئی پکا۔ وغیرہ +

(۱۹۵) بعض اوقات صرف اسم کے ساتھ والا آتا ہے اور فعل محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: محبت والا۔ دولت والا۔ یعنی محبت رکھنے والا۔ دولت رکھنے والا +

اصل مثالوں میں والا اسم فاعل کی علامت نہیں بلکہ صاحبیت کے لئے ہے یعنی صاحب محبت۔ اور صاحب دولت

عام

(۱) اکثر ان مسائل کا بیان جو صرف میں آچکے ہیں مکرر نحو تفصیلی کے عنوان سے بھی کیا گیا +

(۲) نحو میں جن جملوں کا ذکر ہے ان کی ترکیب نہیں بتائی گئی +

(۳) بیان میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا +

(۴) جو الفاظ متعدد معانی میں استعمال ہوتے ہیں ان کا ذکر ایک جگہ درج کر دیا گیا۔ ہر ایک معنی میں موقع بموقع وہ لفظ نہیں لکھا گیا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم ہجا

علم کے معنی ہیں - جاننا - اور ہجا کے معنی ہیں حرفوں کو الگ الگ پڑھنا - پس علم ہجا کے معنی حرفوں کا جاننا اور پڑھنا ہوئے ۔

حرف مجرد - جو آواز مُنھ سے نکلتی ہے - اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں - ایک تو نری آواز خواہ اکہری ہو یا دوہری - دوسرے وہ سہارا جس کے ذریعہ سے یہ آواز نکالی جا سکتی ہے - کیونکہ بلا سہارے کے آواز نکل ہی نہیں سکتی - اس نری آواز کو حرف کہتے ہیں ۔

اعراب - دوسری چیز وہ سہارا ہے جس کے ذریعہ سے آواز نکلتی ہو اس کو اعراب کہتے ہیں ۔

جو آواز حرفوں اور سہاروں کے ذریعہ سے کسی غرض یا مطلب بیان کرنے کے لئے نکالی جائے - اس کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے دو طریقے ہیں ۔

(۱) **تقریر** - یعنی زبانی بات چیت - یہ آواز جوں کی توں صرف حاضر اور موجود سننے والوں پر ختم ہو جاتی ہے - نقل و حکایت کے ذریعہ سے بزمانہ آیندہ یہ آواز بجنسہٖ نہیں پہنچتی بلکہ لفظاً اور معناً اس میں اکثر اَدَل بَدَل ہو کر کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے - اس لئے اس کو محفوظ رکھنے کی غرض سے دوسری ترکیب نکالی گئی - یعنی :-

(۲) **تحریر** - یعنی لکھنا - لکھنے سے اس آواز کی حفاظت ہو جاتی ہے - یہ بجنسہٖ آنے والی نسلوں کو اپنی غرض اور مدعا سے آگاہ کرتی ہے ۔

لکھنے کے لئے جو طریقے اور قاعدے بنائے ہیں وہ فن املا کہلاتے ہیں ۔

حروف ہجا - ہر زبان والوں نے اپنی ضرورت کے موافق جو علامتیں اور سہارے اپنے مدعا کے لکھنے اور محفوظ رکھنے کے لئے بنائے ہیں اُن کو حروف ہجا - یا حروف تہجی کہتے ہیں ۔

اُردو۔ یہ زبان قدیم اور خالص نہیں بلکہ متعدد زبانوں سے مل کر بنی ہے۔ اس زبان کے جزوِ اعظم تین زبانیں ہیں۔ ایک ہندی یعنی پراکرت زبان جو سنسکرت سے ماخوذ ہے سب سے زیادہ اسی کے الفاظ اُردو میں ہیں۔ دوسرے عربی زبان اس کے الفاظ اُردو میں بمقابلہ ہندی کے اگرچہ کم ہیں۔ مگر بمقابلہ فارسی زیادہ ہیں تیسری فارسی زبان اس کے الفاظ بمقابل ہندی اور عربی کے کم ہیں ترکی الفاظ فارسی کے ملاپ سے اُردو میں بھی آئے۔ اور اور زبانوں کے الفاظ سہولت تجارت اور ذرایع تبادلہ خیالات کی وجہ سے داخل ہوئے۔ آج کل ان دونوں اسباب کے سوا حکومت کی زبان ہونے کی وجہ سے اور نیز مخزن علوم جدیدہ ہونے کے باعث انگریزی دخیل ہو رہی ہے ؂

اِس لئے اُردو میں۔ ہندی اور عربی اور فارسی تینوں زبانوں کے حروف برتے جاتے ہیں۔ اِن کی تعداد ترپن ۵۳ ہے۔ لیکن اگر ہائے مخلوطی کو جس کو دوچشمی ہے بھی کہتے ہیں۔ اور جو بلا دوسرے حرف کی آواز کی مدد کے آواز نہیں دیتی۔ اور جس کی علیحدہ صورت اس طرح (ھ) لکھتے ہیں الگ نہ گنی جائے تو یہ تعداد باون ۵۲ حرفوں کی رہجاتی ہے۔ ان باون حرفوں میں سے یہ سینتیس ۳۷ حرف اکہری آواز کے ہیں:-

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش -
ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ء ی ے - ؂

اور دو ملی ہوئی آوازوں کے یہ پندرہ ۱۵ حرف ہیں :-

بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ مھ نھ ؂

اُردو میں ان باون حرفوں کے نام بالترتیب یہ ہیں :-

الف۔ بے۔ بھے۔ پے۔ پھے۔ تے۔ تھے۔ ٹے۔ ٹھے۔ ثے۔ جیم۔ جھے۔ چے۔ چھے۔ حے۔ خے۔
دال۔ دھے۔ ڈال۔ ڈھے۔ ذال۔ رے۔ رھے۔ ڑے۔ ڑھے۔ زے۔ ژے۔ سین۔ شین۔
صاد۔ ضاد۔ طوے۔ ظوے۔ عین۔ غین۔ فے۔ قاف۔ کاف۔ کھے۔ گ۔ گھے۔
لام۔ لھے۔ میم۔ مھے۔ نون۔ نھے۔ واو۔ ہے۔ ہمزہ۔ چھوٹی یے۔ بڑی یے +

ان ناموں سے ظاہر ہے کہ بعض حروف کی صورت تو ایک ہی ہے مگر آواز الگ الگ ہے۔

اس جدی جدی آواز کی پہچان کے لئے نقطے تجویز ہوئے کسی حرف کے اور کسی کے نیچے کسی کے پیٹ میں نقطہ یا نقطے دیئے گئے۔ اور کسی حرف کے لئے ایک اور کسی کے لئے دو کسی کے لئے تین نقطے مقرر کئے۔ تین نقطوں سے زیادہ کسی حرف کے لئے نقطے نہیں ہوتے ٭

ٹے۔ ڈال۔ ڑے۔ ان تین حرفوں پر بجائے نقطہ کے یا تو ایک چھوٹی سی طوے اس طرح (ط) کی یا سیدھی لکیر ایسی (ـ) بنا دیتے ہیں ٭

منقوط یا منقوطہ۔ یا معجم یا معجمہ وہ حروف ہیں جن پر نقطہ یا نقطے ہوں ٭

ثقیل یا ثقیلہ۔ یا ہندی وہ حروف ہیں جن پر بجای نقطہ یا نقطوں کے چھوٹی سی طو یا سیدھی لکیر بنا دی جاے ٭ ان کل حرفوں میں سے کچھ تو تینوں زبانوں یعنی ہندی۔ عربی۔ فارسی میں مشترک ہیں اور کچھ ہر ایک زبان کے لئے خاص ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) **ہندی کے خاص حرف** ۔ ٹ۔ ڈ۔ ڑ۔ ہیں۔ جو عربی یا فارسی زبان کے لفظوں میں نہیں آتے۔ اور لفظ ڑ ہندی کے کسی لفظ کے شروع میں نہیں بولا جاتا ٭

باقی پندرہ حرف ملواں آواز والے بھی ہندی کے لئے خاص ہیں۔ عربی میں تو آتے ہی نہیں۔ فارسی میں نہایت کم اکا دکا آتا ہے جو نہ آنے کی برابر ہے ٭

(۲) **عربی کے خاص حرف**۔ ث۔ ح۔ ذ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق۔ یہ نو حرف ہیں۔ جو ہندی یا فارسی لفظوں میں نہیں آتے[۲] ٭

(۳) **فارسی اور عربی کے مشترک حرف**۔ ز۔ خ۔ یہ دونوں ہندی میں نہیں آتے ٭

(۴) **فارسی خاص حرف**۔ ژ ہے جو عربی یا ہندی میں نہیں آتا ٭

---

[۱]۔ عربی میں ان حرفوں میں سے ہم شکل حرفوں کے نقطے ہوئے یا نہ ہونے یا نیچے یا اوپر ہونے یا ایک یا ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں القاب بھی ہیں۔ مگر ان کی ضرورت تحریر اردو میں کچھ نہیں۔ اس لئے ہم نے نہیں لکھے ٭

[۲]۔ بعض فارسی الفاظ میں جو ان حرفوں کے لکھنے کا رواج پڑ گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ جیسے۔ گذر۔ گذرگاہ۔ گذشتہ۔ صد۔ شصت۔ طپش۔ طشت۔ چاقو۔ در اصل ان کو یوں لکھنا چاہیئے۔ گزر۔ گزرگاہ۔ گزشتہ۔ سد۔ سشت۔ تپش۔ تشت۔ چاکو۔

لفظ خانقاہ میں جو قاف ہے یہ فارسی لفظ گاہ کے گاف کی جگہ نہیں بلکہ قاہ ترکی لفظ ہے اور خان فارسی۔ خان کے معنی گھر اور قاہ کے معنی عبادت۔ یعنی عبادت کا گھر۔ اب مقبرہ کے معنی میں بھی مستعمل ہے ٭

فارسی اور ہندی کے مشترک حروف - پ - چ - گ - یہ تینوں حرف عربی میں نہیں آتے باقی بیس حروف تینوں زبانوں میں مشترک ہیں ؞

اعراب[۵۱] - یعنی وہ سہارے جن کے ذریعہ سے حرفوں کی آواز نکلتی ہے - ہندی اور فارسی والوں نے انہیں حرکات و سکنات یعنی اعراب پر بس کی جو عربی زبان میں تھیں ؞

گو عربی سامی خاندان کی زبان ہے اور ہندی اور فارسی ایرین خاندان کی - مگر فطرت اور ضرورت انسانی کا یکسان یا قریب یکسان کے ہونا ان مختلف خاندانوں کے ملاپ میں کام آیا - اور تھوڑی سی ترمیم کے بعد یہی اعراب اُردو زبان کے لئے کافی ہوگئے ؞

ان اعرابوں یا حرکات و سکنات کے نام اور صورتیں یہ ہیں :-

(۱) **زبر** - اس کو فتح - فتحہ - نصب - بھی کہتے ہیں - یہ حرکت حرف کے اوپر اس شکل سے (ـَ) لکھی جاتی ہے - جیسے - بَندر قَلندر - میں - بے - دال - اور قاف - لام - دال - پر ہے - عربی میں جہاں زبر کی آواز کو زبر سے بڑھانا اور الف کی آواز سے مشابہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس حرف کے اوپر اس طرح کی (ـٰ) علامت بنا دیتے ہیں - اس کو عربی میں فتحہ اشباعی[۵۲] اور اُردو میں کھڑا زبر کہتے ہیں - جیسے - الرحمٰن - اسمٰعیل - طٰہٰ - الٰئک - کے میم - طو - ہے - لام - پر ہے - ان کو پڑھنے والا اس طرح پڑھیگا - کہ الرحمان - اسماعیل - طاہا - الائک ؞

(۲) **زیر** - اس کا نام کسر اور کسرہ اور جر بھی ہے اس کی صورت تو وہی ہے جو زبر کی ہے فقط اتنا فرق ہے کہ یہ علامت حرف کے نیچے دی جاتی ہے - جیسے - دِل - گِر - سِل - سِینا ؞

اس کی دوسری صورت بھی کھڑے زبر جیسی حرف کے نیچے لکھتے ہیں - اور پڑھنے میں حرف یے کی آواز پیدا کرتے ہیں اس کو کسرۂ اشباعی یا کھڑا زیر کہتے ہیں - جیسے - یہ - النصر - العراق فی ہلال - یہ اس طرح پڑھے جائینگے - یعنی - النصری - العراقی - فی ہلالی ؞

---

[۵۱] اعراب کے معنی گھوڑا دوڑانے یا تیز کرنے کے ہیں - چونکہ ان کے ذریعہ سے حرفوں کی آواز رواں ہوتی ہے اس لئے ان کا نام اعراب رکھا ؞

[۵۲] اشباع کے معنی ہیں - پیٹ بھر دینا - چونکہ اس علامت سے پوری اور بھری آواز نکلتی ہے - اس لئے یہ نام رکھا ؞ فرجاد -

(٣) پیش - اس کو ضم ضمہ - اور رفع بھی کہا جاتا ہے - اس کو اس صورت سے (ُ) حرف کے اوپر لکھا جاتا ہے - جیسے - سُوت - اُونٹ - گھُوڑا - جُوڑا - کے سین اور الف اور گھے - اور جیم - پر ہے ۔ عربی میں اس کی صورت ایک یہ بھی ہے (ٗ) اس کو ضمہ اشباعی اور اُلٹا پیش کہتے ہیں - اور اس علامت سے واو کی آواز پیدا کرتے ہیں - جیسے - لہٗ - سرہٗ - ارفعٗ - غافرٗ - پڑھتے وقت ان لفظوں کو - لہو - سرہو - ارفعو - غافرو - پڑھتے ہیں ۔

(٤) تنوین - یہ حرکت عربی کے سوا اور کسی زبان میں نہیں آتی - اس کی صورت دو زبر کی طرح حرف کے اوپر یوں (ً) اور اسی طرح دو زیر کی حرف کے نیچے - اور دو پیش کی جس میں سے ایک سیدھا اور ایک اُلٹے پیش کی مشابہ ہوتا ہے - یوں (ٌ) لکھتے ہیں - یہ حرکت نون ساکن کی قائم مقام ہوتی ہے ۔

جن لفظوں کے آخر میں بروئے طرز تحریر عربی حرف ہے کی ان دونوں شکلوں میں سے - (ہ) (ۃ) کوئی سی صورت ہو - اور اس پر دو نقطے لگا کر بجائے ہے کے - تے کی آواز پیدا کی جائے - اس پر تنوین بلا کسی تصرف کے لاتے ہیں - جیسے - تذکرۃً - دفعۃً - اور ان کو تذکرتن اور دفعتن - پڑھتے ہیں اور باقی جن لفظوں پر زبر کی تنوین لاتے ہیں - اگر ان لفظوں کے آخر الف اصلی نہو تو الف بڑھا کر اس پر تنوین لکھیں گے - جیسے - قائماً دائماً - حیناً - وقتاً - اور ان کو قائمن - دائمن حینن - وقتن - پڑھیں گے ۔ اور اگر ان لفظ کے آخر میں الف اصلی ہو - تو اس کے بعد ایک ہمزہ کا اضافہ کر کے - زبر - زیر - پیش تینوں قسم کی تنوین اس ہمزہ پر لکھیں گے - جیسے - بلاءً - بلاءٍ - بلاءٌ ۔ وباءً - وباءٍ - وباءٌ ۔ اداءً - اداءٍ - اداءٌ ۔ اور ان کو یوں پڑھیں گے - بلاأن - بلاإن - بلاأُن ۔ وباأن - وباإن - وباأُن ۔ اداأن - اداإن - اداأُن ۔ اور زیر اور پیش کی تنوین میں الف نہیں بڑھاتے جیسے - وقتٍ - وقتٌ - صباحٍ - صباحٌ - دائمٍ - دائمٌ - قائمٍ - قائمٌ - اور ان کو یوں پڑھیں گے - وقتِن - وقتُن - صباحِن - صباحُن - دائمِن - دائمُن - قائمِن - قائمُن ۔

(٥) تشدید - اس کی صورت یہ ہے (ّ) اس علامت سے اس حرف کی آواز جس پر یہ علامت

لہ ہجوں پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ صحیح نہیں ہوتے - اور نواب اور نیر کی مثال اس طرح دی ہے - کہ نون واو زبر نو - واو الف زبر وا - نوا - بے موقوف - نواب ہوا - نہ کہ نوّاب - ایسے ہی نیر کا لفظ نے بر ہوا نہ کہ نیّر - یہ اعتراض صحیح نہیں - اس کے ہجے یوں ہونگے نون واو تشدید زبر نوّ - واو الف زبر وا - نوّا - بے موقوف نوّاب - اسی طرح نیّر کے ۔

بنائی جائے - دوہری ہو جاتی ہے - یعنی پہلی آواز ساکن اور دوسری متحرک[1] - اور یہ علامت ہمیشہ حرف متحرک پر آتی ہے اور حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے اور جو حرکت اس حرف پر ہو وہ اپنے موقع پر بدستور رہے گی - جیسے - بچّہ - بچّی - ستّو - لٹّو - رسّا رسّی ؎

(۶) مدّ[2] - عربی میں اس علامت کی دو صورتیں ہیں - اور ہر حرف پر یہ علامت آتی ہے مگر اُردو - اور فارسی میں صرف الف پر یہ علامت اس صورت سے (~) لکھتے ہیں اور کسی حرف پر نہیں لاتے - اور اس سے الف کو کھینچ کر پڑھنا پڑتا ہے - جیسے آٹا - آؤ - آڑو - آیا آشنا - آسیا - آزاد - آباد ؎

(۷) سکون - یا جزم - اس کی صورت یہ ہے (ہ) جس حرف کے اوپر یہ علامت ہو وہاں آواز کا ٹھہرانا مقصود ہوتا ہے - لیکن یہ ضروری ہے کہ سکون والے حرف سے جو پہلا حرف ہو - وہ متحرک ہو - جیسے - جَبْ - کَبْ - سَبْ - گِرْ - مُڑْ - بِنے - بِسنے - بِڑنے ؎

وقف - اس کی علامت تو وہی ہے جو سکون کی ہے - صرف اتنا فرق ہے - کہ وقف اس سکون کو کہتے ہیں جو سکون کے بعد سکون آئے - جیسے چُوْلْ - بُوْلْ - لُوْگْ - رُوْگْ - کھاْلْ - چاْلْ - میں لام اور گاف ؎

عربی میں دو ساکن سے زیادہ ایک کلمہ میں جمع نہیں ہوتے - اس لئے سکون اور وقف دو ہی نام ہیں - فارسی اور اُردو میں تین بھی یکجا آتے ہیں - مگر دوسرے اور تیسرے ساکن کا سکون - وقف ہی کہلاتا ہے - جیسے :-

فارسی میں تین سکون کی مثالیں - سوخت - ساخت - باخت - بیخت - پارس - کارد - تاخت - آویخت - گسیخت - سپوخت - فروخت ؎

---

[1] دراصل حروف اعرابی میں سے حروف واو - اور یے پر جہاں تشدید ہوتی ہے وہاں - اسکے سکون کی آواز ایسی نکلتی ہے جو صرف سکون سے مشابہ نہیں ہوتی - بلکہ ایسے سکون سے ملتی جلتی ہے جس میں حرکت کی آمادگی بھی پائی جائے - دیگر حروف میں سکون سکون ہی کی طرح پڑھا جاتا ہے ؎

[2] عربی میں ایک مد تو ادھوری قلم سے ہوتی ہے جیسے (~) اس کی کشش کم کرتے ہیں - یا أَيُّهَا - تأمُرُونّي - اَلْئٰنَ - دوسری مد پوری قلم کی ایسے (~~) اس کی کشش زیادہ کرتے ہیں جیسے - الٓمٓ - قٓ - الٓمٓصٓ ؎

اُردو میں تین ساکن کی مثالیں - جانچ - پانچ - سانس - بانس - اینٹ - چھینٹ کانس - پھانس - بینٹھ - کھونٹ - گھونٹ - ہونٹ ÷

چار ساکن اُردو یا فارسی میں بھی نہیں آتے - کھونٹ - گھونٹ - بینٹھ - میں - کھ - گھ - ٹھ - ایک حرف ہے ÷

رَوم - رے کے زبر اور واو کے سکون اور میم کے وقف کے ساتھ - عربی میں یہ نام ایسے وقف کا ہے جس کو دوسرے حرف سے ملانے کے لئے پڑھنے والا ایک ادھوری یا ہلکی سی حرکت کے ساتھ اِس طرح پڑھے کہ دیکھنے والے کو تو ہونٹوں کا متحرک ہونا معلوم ہو - لیکن سُننے والے کو اس موقوف حرف کے متحرک ہونے کا پتہ نہ لگے ÷

اُردو میں بعض لفظوں کے پہلے حرف پر (جس سے دوسرا حرف یائے مخلوطی ہو - یعنی وہ یے جو ملا کر پڑھی جائے) دو خفیف حرکتیں ہوتی ہیں - جو سننے والے کو سکون کے مشابہ معلوم ہوتی ہیں - لیکن ان کے ادا کرنے میں ہونٹوں اور زبان کو حرکت ہوتی ہے یہ حرکت خواہ کیسی ہی ہلکی کیوں نہ ہو - مگر حرکت ضرور ہے - سکون ہرگز نہیں ÷

اِس حرکت کی دو صورتیں اُردو میں ہیں ÷

ایک تو یہ کہ یائے مخلوطی کے بعد الف ہو - اس صورت میں یائے مخلوطی سے پہلے حرف کی حرکت زیر اور زبر سے ملی ہوئی ہوگی - جیسے کیا - پیاس - پیار - کیاری - میں کاف اور پے کی حرکت ہے دوسرے اگر یائے مخلوطی کے بعد واو ہو تو اس یے سے پہلے حرف کی حرکت زیر اور پیش سے ملی ہوئی ہوگی - جیسے - کیوں - کیونکر - کے کاف کی ÷

چونکہ اس ملی ہوئی حرکت کا کوئی نام نہ تھا - اس لئے ہم نے اس کا نام روم قرار دیا ÷

اعراب کے لحاظ سے حرفوں کے نام

متحرک - ہر وہ حرف جس پر کسی قسم کی حرکت ہو متحرک کہا جاتا ہے - جیسے - رات - دِن - دُشمن - چَمن - قطعاً - اداءً - بلاءٍ - ابّا - مسّی - چھُٹّو - آنا - مگر ہر حرکت کے لحاظ سے

بجائے متحرک کے جو کسی قدر عام ہے حرفوں کے خاص نام بھی بولے جاتے ہیں ۔

مفتوح - وہ حرف جس پر آدھا یا پورا یا کھڑا زبر ہو جیسے - دَوڑ - ڈال - الرحمٰن ۔

مکسور - وہ حرف جس کے نیچے آدھا یا پورا یا پڑا زیر ہو جیسے - دِل - بِیج - بِہ ۔

مضموم - وہ حرف جس پر پیش یا آدھا یا اُلٹا پیش ہو - جیسے - پُتلا - کُھولنا - اُدُھ ۔

منوّن - وہ حرف جس کے اوپر یا نیچے کسی قسم کی تنوین کی علامت ہو - جیسے - کلاً - ہلالٍ - قطرۃٌ ۔

مشدّد - وہ حرف جس پر تشدید ہو - اور دو دفعہ پڑھا جائے - پہلا ساکن - دوسرا متحرک - جیسے - گدّا - گدّی - کدّو ۔

ممدود - وہ حرف جس پر مد ہو اور کھینچ کر پڑھا جائے - جیسے - آم - آزاد - آلو - آیا ۔

مقصور - وہ حرف جس پر مد نہ ہو اور کھینچ کر نہ پڑھا جائے - جیسے - اب - اَبا - امرود - اِس - اُس ۔

ساکن - وہ حرف جس کے پہلے متحرک حرف ہو - اور خود اس پر کوئی حرکت نہ ہو - جیسے - اب - کِس - چپ - کی - بے - سین - سے ۔

موقوف - ایسا حرف کہ نہ اس پر اور نہ اس سے پہلے حرف پر کوئی حرکت ہو - جیسے کام - لین - دین - دور - دوڑ - کے میم - نون - رے - ڑے ۔

اگر تین ساکن ہوں تو بھی تیسرے کو موقوف کہیں گے جیسے - دوست - کہ اس میں س ساکن ہے اور ت موقوف ۔

مروّم - وہ حرف جس پر زبر اور زیر - یا زبر اور پیش سے ملی ہوئی خفیف سی حرکت ساکن کے مشابہ ہو - جیسے - کیا - پیار - کیوں - کیونکر ۔

آواز کے اعتبار سے حرفوں کے نام

صحیح - تمام حروف سوائے - الف - واو - اور یے کے ہر حالت میں اور الف اور واو - اور یے جب متحرک ہوں صحیح کہلاتے ہیں ۔

اعرابی - الف - اور - واو - اور - یے - جب ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف کی حرکت ان کے موافق ہو - تو یہ اعرابی کہلاتے ہیں - اس لئے کہ زبر کے پڑھانے سے الف اور پیش کے کھینچ کر پڑھنے سے واو اور زیر کی کشش سے یے پیدا ہوتی ہے اور یہ اعراب ان تینوں حرفوں کے موافق ہیں چونکہ یہ حروف اعراب سے پیدا ہوتے ہیں لہٰذا اعرابی کہلاتے ہیں ۔

الف ممیزہ۔ جو لکھا جائے۔ مگر پڑھا نہ جائے۔ یہ الف عربی کے ان جمعوں میں جن کے آخر میں واو جمع آتا ہے۔ اس لئے لکھتے ہیں کہ واو اصلی اور واو جمع میں تمیز ہو سکے۔ جیسے بینوا۔ تدبروا۔ طرقوا۔ آمنوا ۔

نون غنہ۔ یعنی گنگنا نون۔ اگرچہ صحیح نون کی آواز بھی تالو کی مدد سے نکلتی ہے جیسے پان۔ ان۔ جان۔ دھان وغیرہ کا نون ہے۔ لیکن جب اس کی آواز خیشوم کے ساتھ گنگنا کر نکلتی ہو جائے تو اس کو غنہ کہتے ہیں اور علیحدہ لکھتے ہیں ایسے نون کے بیچ میں نقطہ نہیں دیتے جیسے یہاں۔ وہاں۔ جہاں۔ کہاں۔ مگر جب کسی حرف کے ساتھ ملا ہوا درمیان میں آئے تو نقطہ دیں گے۔ جیسے بھنورا۔ تنور۔ کھینٹا۔ بھانت ۔

بعض الفاظ میں جبکہ نون غنہ کے پیچھے بے یا پے آئے۔ تو یہ نون اس حرف سے مل کر حرف میم کی آواز دیتا ہے۔ جیسے کھنبا۔ چنپا۔ منبر۔ دُنبہ۔ جنبر ۔

اور بعض الفاظ میں باوجود ایسی صورت واقع ہونے کے میم کی آواز نہیں ہوتی جیسے انبولی۔ چنبیلی۔ سنبھلنا۔ جھینپ۔ بھانپ۔ وغیرہ ۔

نون مشبہ بغنہ۔ یعنی ایسا نون کہ نہ تو اس کی آواز نون صحیح کی سی ہو اور نہ پوری گنگناہٹ لئے ہوئے ہو جیسے گنگا۔ ڈنکا۔ لنگی۔ بھنگی۔ سنگھاڑا۔ وغیرہ میں ہے ۔

واو معروف[1]۔ ایسا ساکن واو جس کے پہلے حرف پر پیش ہو۔ اور خوب ظاہر ہو کر پڑھا جائے۔ جیسے مولی۔ کھولی۔ مزدور۔ لنگور۔ چول۔ ڈھول۔ ڈھونڈ۔ روپ۔ ایسے واو پر الٹا پیش بنا دیتے ہیں ۔

واو مجہول[2]۔ ایسا ساکن واو جس کے پہلے حرف پر پیش ہو۔ مگر پوری طرح ظاہر ہو کر نہ پڑھا جائے۔ جیسے گول۔ ڈول۔ مور۔ شور۔ سولا۔ ہنڈولا۔ ایسا واو عربی میں نہیں آتا ۔

واو لین[3]۔ ایسا ساکن واو جس کے پہلے حرف پر زبر ہو۔ جیسے روڑا۔ اور جو سر پر ... رسولی۔ جور۔ طور۔ شوہر۔ گوہر۔ وغیرہ میں ہے ۔

واو ممیزہ۔ یہ واو صرف عربی میں لفظ عمرو بسکون میم اور لفظ عُمر بفتح میم کی

---

[1] معروف کے معنی ہیں پہچانا ہوا ۔ [2] مجہول کے معنی ہیں بھولا ہوا ۔ [3] لین کے معنی ہیں نرم ۔

تمیز کے لئے لکھا جاتا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جاتا ۞

واو معدول۔ اس کو واو معدولہ اور واو مخلوطی اور واو مصرحہ ضمہ بھی کہتے ہیں عربی میں یہ واو نہیں ہوتا۔ ہندی میں صرف ایک لفظ سوانگ ہے۔ یہ واو پڑھا نہیں جاتا لکھا جاتا ہے۔ روزمرہ کی گفتگو میں سانگ بولتے ہیں۔ اس لفظ کی مثال میں یہ دو مصرعے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ پہلا مصرع۔ سوانگ نیا لایا ہے۔ دیکھتا چرخ کہن ۞

دوسرا مصرع۔ ایک سوانگ ہے جو کاٹھ کی پتلی سنور گئی ۞

واو معدول فارسی زبان کے لئے مخصوص ہے۔ چونکہ زبر اور پیش کی ملواں آواز کے لئے کوئی علامت نہ تھی اس لئے اس کا کام واو سے لیا گیا[1] ۞

اگر لفظ سوانگ کے سین پر بھی فتحہ اور ضمہ سے ملی ہوئی حرکت ہو تو اس واو کو واو معدولہ کہا جاسکتا ہے۔ مگر صرف ایک لفظ سے یہ قرار دینا کہ ہندی میں واو معدول ہے صحیح نہیں کسی ایک آدھ لفظ میں ایسے واو کا ہونا نہ ہونے کی برابر ہے۔ البتہ فارسی میں یہ واو آتا ہے اور ہمیشہ خے[2] کے بعد اور حرف خے پر ایسا زبر پڑھتے ہیں جس میں کچھ کچھ پیش کی بو بھی آتی ہو۔ جیسے۔ خود۔ خواجہ۔ خواست۔ خوش۔ خواند۔ خویش وغیرہ میں ہے ۞

ہائے ملفوظی۔ اس کو ہائے اصلی بھی کہتے ہیں یعنی ایسی ساکن ہے جو پڑھنے میں اچھی طرح واضح ہو۔ جیسے۔ یہ۔ وہ۔ آہ۔ راہ۔ نباہ۔ پناہ۔ کہہ۔ رہ۔ وغیرہ ۞

---

[1] میرے نزدیک فارسی میں بحیثیت حرف واو معدولہ کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بطریق علامت جدیدہ ہوتا ہے ۞

[2] فارسی قواعد نویسوں نے جو لکھا ہے کہ جو واو حرف خے کے بعد آئے اور اس کے بعد حروف۔ الف یا دال یا رے۔ یا زے۔ یا سین یا شین یا نون یا ہے یا یے میں سے کوئی حرف آئے تو وہ واو معدولہ ہوگا۔ جیسے۔ خواجہ۔ خود۔ خور۔ خوش۔ بعض حرفوں کی مثال نہیں لکھی۔ یہ کلیہ نہیں۔ کیونکہ فارسی میں ایسے الفاظ ہیں کہ خے کے بعد اور ان نو حرفوں سے پہلے واو ہے اور معدولہ نہیں۔ جیسے۔ خو بواو مفتوح بمعنی قوت لایموت خود بواو مجہول۔ کلاہ آہنی روز جنگ۔ خودنہ بواو مفتوح نام کوشک بہرام گور۔ خوزہ بواو مجہول۔ ناج بھرنے کا تھیلہ۔ خوشانیدن بواو مجہول مترادف خیسانیدن۔ خوشیدن بواو مجہول بمعنی سوکھنا۔ خون بواو معروف لہو۔ خوہ بواو مفتوح۔ گلا گھٹا ہوا ۞

ہائے مختفی - اس کا نام ہائے مظہرہ حرکت اور ہائے بیان بھی ہے یعنی وہ (ہ) ہے جو آخر الفاظ پر ساکن آتی ہے - اور صرف اظہار حرکت حرف ماقبل کے لئے ہوتی ہے - جیسے :- پیچ مختفیت پیمانہ زینہ - سایہ - پایہ - بیگانہ بیگانہ - اگر اس کے پہلے حرف پر زبر ہو تو اس ہے کو ہئیہ کی صورت میں لکھتے ہیں اور الف کی طرح پڑھتے ہیں ÷

ہائے مخلوطی - اس کو ہائے مخلوط التلفظ - یا ہائے ثقیلہ بھی کہتے ہیں - اردو رسم الخط میں تمیز کے لئے اس کو دو چشمی لکھتے ہیں - اس طرح (ھ) ایسی (ہے) عربی میں تو بالکل نہیں آتی - اور فارسی میں بہت ہی کم - جیسے - زرہ دھشت - جو نام ہے مجوسیوں کے شت پیغمبر کا یا بھیار جس کے معنی ہیں سانڈ گھوڑا ÷

البتہ ہندی میں بکثرت مستعمل ہے - اور اپنے پہلے حرف کے ساتھ اس کی آواز ایسی مل جاتی ہے کہ ایک ہی آواز معلوم ہوتی ہو - ہندی میں اس ہے کا ملاپ صرف دس حرفوں کے ساتھ تھا - یعنی - بے - پے - تے - ٹے - جیم - چے - دال - ڈال - کاف - گاف - کے ساتھ - جیسے بھاگ پھول - تھالی - ٹھوکر - جھولا - چھچھوندر - دھوتر - ڈھال - کھوپا - گھوڑا ÷

مگر اردو والوں نے - رے - ڑے - لام - میم - نون - ان پانچ حرفوں کے ساتھ اور ملا دیا - جیسے گیارھواں - پڑھنا - چولھا - کمھار - کنھیا - میں - بعض صاحبوں نے ان پانچ حرفوں کے سوا - یے اور واو - دو اور حرفوں کے ساتھ اس (ہے) کو مخلوط کر کے - یھاں - دھاں - استعمال کئے - اور جن لوگوں نے اس تصرف کو پسند نہیں کیا - انہوں نے (ہے) کو بالکل حذف کر کے - یاں اور واں استعمال کئے - یہ دونوں صورتیں نہ صحیح ہیں - نہ فصیح ہیں بلکہ یہاں اور وہاں صحیح ہیں - کیونکہ یہیں اور وہیں میں نہ تو ہائے مخلوطی بن جاتی ہے - اور نہ اصلی ہے ساقط ہوتی ہے ÷

ہمزہ - یہ حرف نہ تو اشکال حروف صحیحہ میں سے ہے اور نہ اعراب مذکورہ میں سے لیکن ہم نے اس کو حروف صحیح میں اس لئے شمار کیا - کہ تمام حرفوں میں سوائے ہمزہ کے کوئی حرف متشنج یعنی کپکپاتی ہوئی آواز والا نہیں - عربی میں ہمزہ کا استعمال ساکن اور متحرک دونوں طرح ہوتا ہے لیکن فارسی اور ہندی میں ہمزہ ساکن نہیں آتی - اور نہ متشنج یا جھٹکے

والی آواز دیتی ہے۔ جیسے زبان عربی میں۔ بحالت سکون و حرکت اس کی آواز ہوتی ہے [illegible] بلکہ فارسی میں ہائے مختفی پر اور فارسی اور ہندی میں۔ واو۔ اور یے کے ہمزہ پر معروف [illegible] دونوں طریقوں پر آتی ہے۔ اور بحالت پیش اور زیر آتی ہے۔ زبر کی حالت میں نہیں آتی اور واو اور یے کی آواز کو۔ فارسی اور ہندی میں اور ہائے مختفی کی آواز کو صرف فارسی میں اپنی آواز کے غلبہ کے ساتھ اصل حرف کی آواز کو بڑھا دیتی ہے جیسے مثالیں ؎

ہمزہ مجہول ہائے مختفی پر بحالت اضافت { بندۂ درگاہ۔ گوشۂ راہ۔ خستۂ الم۔ بستۂ الفت۔ شکستۂ پا [illegible] ؎

ہمزہ مجہول ہائے مختفی پر بحالت تنکیر۔ { [illegible] ؎

ہمزہ معروف ہائے مختفی پر بحالت خطاب۔ [illegible]

ہمزہ معروف حرف واو پر۔ کاؤس۔ چاؤش۔ کلاؤ۔ [illegible]

ہمزہ مجہول حرف واو پر۔ گاؤ۔ تاؤ کاؤ۔ داؤ۔ ساؤ۔ [illegible] ؎

ہمزہ معروف یے پر جبکہ اسم حاصل۔ رسائی۔ آشنائی۔ شنوائی۔ [illegible]

ہمزہ مجہول یے پر بحالت اضافت۔ خدائے جہاں۔ دارائے گیہاں۔ نوائے درد۔ ہوائے [illegible] ؎

ہندی کی مثالیں۔ واو۔ اور۔ یے۔ پر ؎

حرف واو پر ہمزہ معروف۔ کماؤ۔ کھاؤ۔ دباؤ۔ ہلاؤ۔ پلاؤ۔ چلاؤ ؎

حرف واو پر ہمزہ مجہول۔ جماؤ۔ چڑھاؤ۔ لگاؤ۔ بہاؤ۔ آؤ۔ جاؤ ؎

حرف یے پر ہمزہ معروف۔ بھائی۔ بھلائی۔ کمائی۔ کوئی۔ کئی۔ گئی۔ [illegible] ؎

حرف یے پر ہمزہ مجہول۔ بلائے۔ پلائے۔ دکھائے۔ ہٹائے۔ [illegible] ؎

یائے معروف۔ ایسی یے جس کا پہلا حرف مکسور ہو۔ اور [illegible] جیسے

[illegible] فقیر۔ امیر۔ تیر۔ دہی۔ گھی۔ پی۔ ابھی۔ کبھی۔ [illegible]

والی لکھتے ہیں۔ یہ یے تینوں زبانوں میں آتی ہے ؀

یائے مجہول۔ ایسی یے جس کا پہلا حرف مکسور ہو۔ اور کھینچ کر نہ پڑھی جائے جیسے ... تیر۔ شیر۔ پیے۔ لیے۔ کیسے۔ پرے۔ گناہگارے۔ اس یے کو ... اصطلاح ... کشش والی صورت سے لکھتے ہیں۔ اور یہ یے اردو اور فارسی میں آتی ہے۔ عربی میں نہیں آتی ؀

یائے لین ... ساکن یے جس کا پہلا حرف مفتوح ہو۔ یہ تینوں زبانوں میں آتی ہے۔ اور اس کو بھی کشش والی لکھتے ہیں۔ جیسے :-

ہندی۔ بیٹھے۔ جے۔ چھٹے۔ کے ؀

فارسی۔ کے۔ وسے۔ رسے۔ مے۔ بے ؀

عربی۔ شے۔ ... قے۔ طے۔ حے ؀

یائے مخلوطی۔ یہ یے صرف ہندی زبان میں آتی ہے۔ اور اپنے پہلے اور پچھلے حرف کی آواز کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اگر اس یے کا اگلا حرف الف ہو۔ تو اس سے پچھلے حرف پر کسرہ اور فتح دونوں سے ملی ہوئی حرکت ہوگی۔ جیسے کیا۔ پیاس۔ پیار۔ پیار کیا۔ میں ہے۔ اور اگر اس مخلوطی یے سے اگلا حرف واو ہے۔ تو اس سے پہلے حرف پر زیر اور پیش سے ملی ہوئی حرکت ہوگی۔ جیسے کیوں اور کیونکر میں ہے[1] ؀

حرفوں کی ترتیب۔ کسی لفظ میں جب حرفوں کا آگے پیچھے۔ یا اوّل و آخر ہونا بتایا جاتا ہے تو ان الفاظ کے سوا دو اصطلاحیں اور بھی برتی جاتی ہیں ؀

(۱) ماقبل[2]۔ ایسا حرف جو ہر دوسرے حرف سے پہلے ہو۔ جیسے محبّت اس میں ح کے ماقبل میم اور بے کے ماقبل ح ہے اور تے کے ماقبل بے ہے ؀

(۲) مابعد[3]۔ ایسا حرف جو ہر پہلے سے دوسرا ہو۔ جیسے محبت۔ اس میں میم کے مابعد

---

[1] چونکہ اس قسم کی حرکت کا کوئی نام نہیں تھا۔ اس لئے بعض صاحبوں نے یائے مخلوطی کے پہلے حرف کی دو حرکتوں سے ملی ہوئی حرکت کو سکون کے مشابہ سمجھ کر اردو میں ابتدا بساکن مان لی۔ ہم نے ایسی دو حرکتوں سے ملی ہوئی حرکت کا نام ... زیر اور زبر سے مرکب ہو۔ خواہ۔ زیر اور پیش سے۔ روم رکھا ہے۔ اور اس کا مفصل بیان اعراب میں کیا ہے ؀ [2] ماقبل کے معنی ہیں جو پہلے ہے ؀ [3] مابعد کے معنی ہیں جو پیچھے ہو ؀

حے اور ۔حے کے مابعد ۔یٔے اور ۔بے کے مابعد ۔تے ۔ہے ۔

رسم الخط۔ اُردو زبان کی مستعملہ تینوں زبانوں میں بعض حروف لکھے جاتے ہیں۔ مگر پڑھے نہیں جاتے ۔ اور صرف عربی زبان کے الفاظ میں بعض حرف پڑھے جاتے ہیں مگر لکھے نہیں جاتے یا لکھے جاتے ہیں کچھ اور پڑھے جاتے ہیں کچھ اور ۔

حروف مکتوبہ غیر ملفوظ۔ یعنی ایسے حروف جو لکھے جائیں اور پڑھے نہ جائیں ۔

ہندی میں۔ مجھکو ۔ تجھکو ۔ دودھ وغیرہ الفاظ میں ہائے مخلوطی لکھتے ہیں ۔ مگر پڑھتے یا بولتے وقت ۔ مجکو ۔ تجکو ۔ دود ۔ کہتے ہیں ۔

فارسی میں۔ واو معدول لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ۔ جیسے خوش ۔ خود ۔ خواجہ ۔ درخواست ۔ خواب میں ۔

عربی میں۔ الف لام یعنی لفظ (ال) ایسے جس کلمہ پر لام تعریف داخل ہوتا ہے ۔ تو اس صحیح اصول کے بموجب کہ ابتدا بساکن نہیں ہو سکتی ۔ ہمزہ وصل بصورت الف ۔ لام ۔ کے ماقبل لاتے ہیں ۔ اور (ال) لکھتے ہیں ۔ اس ہمزۂ وصل اور لام تعریف کی دو صورتیں ہیں ۔

(۱) **حروف شمسی** ۔ یہ چودہ حروف ہیں { ت ۔ ث ۔ د ۔ ذ ۔ ر ۔ ز ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض ۔ ط ۔ ظ ۔ ل ۔ ن ۔

اگر ایسے لفظ پر جس کے شروع میں مذکورہ بالا ۔ چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف ہو اور اس پر الف اور ۔ لام ۔ داخل ہو ۔ تو لام لکھنے میں تو آئیگا ۔ مگر پڑھا نہیں جائیگا ۔ اور اس اصل لفظ کا پہلا حرف جس پر الف اور لام داخل ہوا ہے مشدّد ہو جائیگا ۔ جیسے ۔ التّواب ۔ الثّابت ۔ الدّلیل ۔ الذّکر ۔ الرّؤف ۔ الزّاہد ۔ السّعید ۔ الشّہید ۔ الصّبور ۔ الضّار ۔ الطّاہر ۔ الظّاہر ۔ اللّطیف ۔ النّعیم ۔ اگر اس داخل شدہ الف اور لام سے پہلے کوئی لفظ متحرک الآخر آئے گا تو الف اور لام دونوں نہیں پڑھے جائیں گے ۔ جیسے عبد التّواب ۔ جمیل الثّناء ۔ واضح الدّلالت ۔ رافع الذّکر ۔ مالک الرّقاب ۔ صاحب الزّہد ۔ سمیع السّماعات کبیر الشّان ۔ عظیم الصّفات ۔ عید الضّحٰے ۔ مسائل الطّب ۔ صلوٰۃ الظّہر ۔ عبد اللّطیف ۔ جناب النّعیم ۔ ان چودہ حرفوں کو شمسی اس لئے کہتے ہیں کہ الشّمس کہنے میں صرف لام اور طلوع الشّمس کہنے میں الف اور لام دونوں نہیں پڑھے جاتے ۔ اور اصل لفظ شمس کا شین مشدّد ہو جاتا ہے ۔

(۲) **حروف قمری** - یہ بھی چوّدہ حروف ہیں۔ ا - ب - ج - ح - خ - ع - غ - ف - ق - ک - م - و - ہ - ی ۔ اگر الف اور لام کسی ایسے لفظ پر آئیں۔ جس کے شروع میں ان چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف ہو۔ تو الف اور لام دونوں پڑھے جائیں گے جیسے۔ الاحد۔ البر۔ الجلیل۔ الحق۔ الخالق۔ العلی۔ الغنی۔ الفتاح۔ القادر۔ الکریم۔ المومن۔ الوہّاب۔ الہادی۔ الیقین۔ اور اگر کوئی لفظ متحرک الآخر۔ ایسے لفظوں سے آکر ملے جن کے اصل لفظ کے شروع میں مذکورہ بالا چوّدہ حرفوں میں سے کوئی حرف ہو۔ اور اس پر الف اور لام داخل ہوا ہو۔ تو ہمزۂ وصل یعنی الف لکھا جائے گا۔ مگر پڑھا نہیں جائیگا۔ جیسے۔ عمیم الاحسان۔ جلی البرہان۔ عبد الجبّار۔ وسیع الحلم۔ علیم الخبیر۔ کثیر العلم۔ عالم الغیب۔ مطلع الفجر۔ ملک القدوس۔ صاحب الکرم۔ معتدل المزاج۔ کتاب الوصّاف۔ حامل الہدایا۔ مال الیتیم ۔ ان حرفوں کو حروف قمری اس لئے کہتے ہیں کہ القمر کہنے میں۔ الف اور لام دونوں پڑھے جاتے ہیں۔ اور لیلۃ القمر کہنے میں الف نہیں پڑھا جاتا ۔

فایدہ - یہ شمسی اور قمری حروف صرف عربی میں ہیں۔ فارسی اور ہندی میں نہیں ہوتے۔ یہاں یہ بھی بتا دینا مناسب ہے۔ کہ ہمزۂ وصل ہر درج کلام میں ساقط ہو جاتی ہے۔ یعنی لکھی جاتی ہے پڑھی نہیں جاتی۔ لیکن لام جارّہ آنے پر لکھتے بھی نہیں۔ جیسے۔ للناس۔ للذکر۔ للملٰئکۃ۔ للاناث۔ وغیرہ میں ۔

حروف غیر مکتوب وملفوظہ - یعنی ایسے حروف جو لکھے تو نہ جائیں مگر پڑھنے میں آئیں۔ یہ عربی رسم الخط میں کھڑے زبر۔ اور پڑے زیر۔ اور الٹے پیش کی حالت ہے۔ کہ لکھنے میں تو اعراب کی صورت ہوتی ہے اور پڑھنے میں حرفوں کی آواز۔ جیسے۔ اسمٰعیل۔ الرحمٰن۔ الٰئک۔ نبیٖ۔ ان میں یہ کھڑا زبر الف کی آواز دیتا ہے۔ اور اسماعیل۔ الرحمان۔ الائیک۔ یا نبی۔ پڑھتے ہیں۔ اور ہلالٖ۔ رجالٖ۔ بہٖ۔ تباشیرٖ۔ ان میں پڑا زیر۔ یے کی آواز دیتا ہے اور ہلالی۔ رجالی۔ بہی۔ تباشیری۔ پڑھا جاتا ہے۔ اور سرہٗ۔ ظلمہٗ۔ سلمہٗ۔ ارفعٗ۔ یفزعٗ۔ میں الٹا پیش واو کی آواز دیتا ہے۔ ان لفظوں کو۔ سرہو۔ ظلمہو۔ سلمہو۔ ارفعو۔ یفزعو۔ پڑھتے ہیں ۔

حروف مکتوب بالاصل وملفوظ بالبدل یعنی ایسے حروف جو لکھنے میں اور ہوں اور پڑھنے میں اور آواز دیں۔ یہ بھی عربی رسم الخط میں مذکورہ بالا اعرابوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جیسے مرتضےٰ۔ مجتبےٰ۔ جایٔ۔ زکوٰۃ۔ صلوٰۃ۔ مشکوٰۃ۔ ربوٰ^{۵۱}۔ ان کو مرتضا مجتبا۔ جیٔ۔ زکات۔ صلوات۔ مشکات۔ ربا۔ پڑھا جاتا ہے +

ادغام^{۵۲}۔ صرف عربی کے لئے خاص ہے۔ اُردو یا فارسی میں نہیں ہوتا +

لفظ^{۵۳}۔ اعراب اور حروف سے مل کر جو آواز منھ سے نکلتی ہے۔ اس کو لفظ کہتے ہیں۔ جیسے۔ بش۔ گھڑو۔ دخو۔ ژول۔ یا۔ اب۔ واہ۔ خوب۔ جانا۔ کھانا۔ زید۔ اچھا وغیرہ۔ ان مثالوں میں دو قسم کے لفظ ہیں +

ایک مہمل^{۵۴} یعنی ایسی آوازیں یا آواز جو کسی مطلب یا غرض کے ظاہر کرنے کے لئے نہوں یعنی کسی معنی کے لئے اس زبان میں برتی نہ جاتی ہوں۔ ان الفاظ کو مہمل۔ کہا جاتا ہے۔ جیسے۔ جڈ۔ ٹیگ۔ لڑمن۔ ہوتس +

دوسری موضوع^{۵۵} یعنی ایسی آواز جو اس زبان میں کسی مطلب یا غرض کے ظاہر یا بیان کرنے کے لئے مستعمل ہو۔ اس کو موضوع کہا جاتا ہے۔ جیسے واہ۔ ابن۔ زید۔ ولید۔ اچھا۔ برا۔ یہ۔ وہ۔ بیٹھنا۔ اُٹھنا۔ سونا۔ جانا۔ دوڑانا بھگانا۔ پٹنا۔ لٹنا۔ وغیرہ ہیں +

۵۱۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ مشکوٰۃ۔ جب تثنیہ یا مضاف نہوں تو الف بصورت واو لکھتے ہیں۔ اور تثنیہ اور اضافت کی حالت میں الف ہی سے لکھا جاتا ہے۔ جیسے۔ صلاتان۔ زکاتان۔ حیاتہٗ۔ مشکاتہٗ +۱۲

۵۲۔ ادغام کے معنی ہیں چھپا جانا۔ یا۔ گھیر لینا۔ فارسی کے الفاظ جو قواعد لکھنے والوں نے عمل ادغام کی سند میں پیش کئے ہیں۔ ان میں در اصل ادغام نہیں۔ بلکہ ہم مخرج یا قریب المخرج ہونے کی صورت میں لہجہ اس قسم کا ہوتا ہے جس سے ادغام کا گمان ہو جاتا ہے۔ جیسے۔ شب بو۔ شب پرک۔ بد تر۔ میں ادغام نہیں۔ اگر ادغام ہوتا تو صرف حرف مدغم فیہ لکھا جاتا۔ البتہ فرخ کو جو فرّخ لکھا جاتا ہے۔ اس میں ادغام کا تشابہ ہے لیکن ادغام نہیں فرخ کہنے میں جو ایک زبان کا بھاری پن تھا۔ اس کو حرف رے کے مشدّد کر دینے سے ہلکا کر دیا + عربی میں ادغام کے جایز اور لازم ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔ اور موانع ادغام بھی کئی ہیں۔ اور مخارج اور صفات کا جاننا۔ اور اعلال والتباس وغیرہ کا سمجھنا ضروری ہے۔ اُردو میں چونکہ عربی الفاظ بصورت ادغام ہی برتے جاتے ہیں جن میں ادغام اور عمل ادغام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا ذکر مفصل لکھنا فضول ہے +

۵۳۔ لفظ عربی ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کے منھ سے نکالنے یا پھینکنے کے عربی مثل ہے اکلت التمرۃ ولفظت النواۃ۔ یعنی میں نے کھجوریں کھائیں اور گٹھلیاں تھوک دیں ۱۲

۵۴۔ مہمل کے معنی ہیں چھوڑا ہوا ۱۲ + ۵۵ موضوع کے معنی میں رکھا ہوا یا بنایا ہوا ۱۲ +

علم صرف[1]

کلمہ ہر معنی والے لفظ کو جو کسی ایک معنی کے لئے بنایا گیا ہو۔[2] یا ایک سے زیادہ لفظ مل کر کسی ایک معنی کے لئے بولے جائیں۔ تو انکو کلمہ کہیں گے یعنی معنی والا لفظ خواہ مفرد ہو یا مرکب جب ایک معنی کے لئے بنایا جاوے۔ تو وہ کلمہ ہے۔ جیسے

الفاظ مفرد۔ دہلی۔ جمنا۔ فوج۔ پانی۔ یہ۔ وہ۔ اچھا۔ برا۔ پنجابی۔ بہتّر۔ اناسی۔ جانا۔ آنا۔ کھانا۔ پینا

الفاظ مرکب۔ محمد حسین۔ خان بہادر۔ ابو الکلام۔ فصیح الملک۔ شاہ آباد۔ شاہجہان آباد وسپنا۔ کفگیر۔ سرپوش۔ لین دین۔ پکڑ دھکڑ۔ لے اڑنا۔ بھاگ جانا۔ سب کچھ۔ ہر کوئی

اس سے کلمہ اور لفظ میں جو فرق ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ لفظ تو ہر اکیلے لفظ کو کہیں گے۔ اور کلمہ کے لئے۔ لفظ کا لفظاً مفرد ہونا ضروری نہیں صرف روئے معنی مفرد ہونا کافی ہے۔ برشے لفظ خواہ ایک ہی معنی والا لفظ ہو خواہ ایک سے زیادہ۔ مگر ہو ایک معنی کے لئے جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ دہلی ایک لفظ ایک معین شہر کے نام کے لئے وضع ہوا اور محمد حسین دو لفظوں سے مل کر ایک کلمہ ایک شخص کے نام کیلئے بنایا گیا

علم صرف۔ وہ علم ہے کہ جس میں کلموں اور کلموں کے تغیر و تبدل سے بحث کیجاوے اس حیثیت سے کہ جب کوئی مطلب یا مدعا بیان کیا جاوے۔ تو صحیح طریقہ پر بات کہنے کے لئے کلمے اس پوری بات میں کیا کیا کام دیتے ہیں۔ اور ان میں کیا کیا اور کس کس طرح ادل بدل ہوتی ہے جیسے زید نے مجھ سے التجا کی کہ میں اسے اردو پڑھا دیا کروں

---

[1] صرف کے لغوی معنی ہیر پھیر الٹنا پلٹنا کرنے کے ہیں

[2] اگر کسی لفظ کو جو کسی ایک معنی کے لئے بنایا گیا ہو کسی علت مجردہ کی رو سے کسی دوسرے معنی میں بھی استعمال کریں تو اس کی تعریف میں فرق نہیں آتا جیسے ہلنا۔ حرکت کرنے کے معنی میں وضع ہوا اور علت مجردہ یعنی حرکت کے خیال سے مانوس ہونے کے لئے بھی برتا گیا

اس پوری بات میں جسکو علم نحو میں کلام[1] کہتے ہیں۔ یہ بتانا کہ زید کیا ہے۔ اور نے کیا ہے اور بجائے نام کے مجھ کیوں آیا ہے۔ اور سے نے کیا کام دیا۔ اور انتجا کے ساتھ کی۔ کیوں کہا کیا کیوں نہ کہا۔ اور کہ کہنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اور جس نام کی جگہ مجھ کہا اس کی عوض میں میں کیوں ع لائے۔ اور بجائے زید کے نام کے اس سے کام لیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ علم صرف ہے ÷

علم صرف کا موضوع جس علم میں جس شے یا شخص سے بحث کیجائے۔ اس شے یا شخص کو اس علم کا موضوع کہتے ہیں۔ پس علم صرف کی تعریف سے ظاہر ہے کہ چونکہ اس علم میں کلمہ سے بحث ہے۔ اس لئے علم صرف کا موضوع کلمہ ہے ÷

کلمہ کی تقسیم

اردو زبان میں کلمہ کی تیرہ ۱۳ قسمیں ہیں ÷

اسم[1]۔ ضمیر[2]۔ صفت[3]۔ فعل[4]۔ متعلقات فعل[5]۔ ربط[6]۔ عطف[7]۔ ندا[8]۔ جواب[9]۔ تفسیر[10]۔ تمنا[11]۔ تحسین[12]۔ کلام طبعی[13] ÷

اب ہم ہر ایک کا بیان اسی ترتیب سے کرتے ہیں ÷

اوّل اسم

یعنی ایسا کلمہ جو کسی شخص یا چیز یا شخصوں یا چیزوں کا نام ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر اسم کا مسمےٰ خارج میں بھی نظر آنے والا ہو۔ بلکہ ذہنی اور اعتباری شے کا جو نام ہوگا وہ بھی اسم ہی کہلائیگا۔ مثلاً۔ زید۔ گنگا۔ ہمالیہ۔ کلو۔ مومن۔ ابوالکلام۔ محسن الملک۔ چراغ دہلی۔ آدمی۔ جانور۔ چاندی۔ سونا۔ فوج۔ بھیڑ۔ چڑھاؤ۔ اتار۔ زندگانی۔ بنائی۔ وغیرہ۔ ان اسموں کو پانچ عنوانوں میں بیان کیا جا سکتا ہے ÷

---

[1] کلام کا مفصل بیان علم نحو میں دیکھو ÷

(۱) اسمِ[۱] خاص۔ ایسا نام جس سے خاص شخص یا خاص چیز اکیلی سمجھی جائے یہ ضرور نہیں کہ اس شخص یا چیز کا یہ ابتدائی ہی نام ہو۔ بلکہ ہر ایسا نام۔ جو کسی خدمت یا عزت یا منصب یا قابلیت یا صفت۔ یا محبت۔ یا حقارت۔ یا اختصار یا نسبت یا تعلق یا لگاؤ کی وجہ سے رکھا جائے۔ وہ اسم خاص ہوگا جیسے:۔

ابتدائی نام۔ احمد۔ حامد۔ دہلی۔ میرٹھ۔ گنگا۔ جمنا۔ ہمالیہ۔ بندھیاچل۔

اعزازی نام۔ محسن الملک۔ فصیح الملک۔ سالار جنگ۔ امین الدولہ۔

صفتی نام۔ محبوبِ الٰہی۔ سلطان الہند۔ سالار۔ مدار۔ خواجہ۔

اختصاری نام۔ بدر الاسلام سے بدرو۔ شمس العارفین سے چھمّو۔ عنایت حسین سے نتّی

حقارت کا نام۔ پرسرام سے پرسا۔ رام چند سے چندو۔ نین سکھ سے سکھا۔

محبت کا نام۔ چھنّن۔ منّن۔ جھنڈولا۔ موتی۔ پیارا۔ لاڈلا۔

نسبتی نام۔ ابوالقاسم۔ ابوالمبشر۔ ابوہریرہ۔ ابوتراب۔ ابن ام مکتوم۔ ابن بطوطہ ابن جوزی۔ شاعر جو نظم میں لکھنے کے لئے اپنا نام پسند کرے۔ وہ بھی اسم خاص میں شامل ہے جیسے مومن۔ غالب۔ ذوق۔ حالی۔ امیر۔ محسن۔ اکبر۔ آزاد۔ راسخ۔ ناسخ۔ انیس۔ دبیر وغیرہ

فائدہ۔ ایک ہی نام اگرچہ متعدد شخصوں یا چیزوں کا تو ہو۔ مگر ایک قسم کی تمام چیزوں کا

---

[۱]۔ اسم خاص کو اسم معرفہ بھی کہتے ہیں۔

[۲]۔ واضح رہے کہ ابتدائی نام کو۔ جیسے۔ زید۔ عمرو۔ بکر وغیرہ ہیں۔ علم عین اور لام کے زبر سے۔ اور وہ نام جو حکومت کی طرف سے کسی خدمت یا عزت یا صفت کی وجہ سے تجویز ہو۔ جیسے مہاراجہ۔ شمس العلما۔ خان فضل وغیرہ تو اسے خطاب اور اگر کسی خاص وصف کی وجہ سے لوگوں میں وہ نام مشہور ہو جائے جیسے حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ کا نام۔ یا ہرے بھلے۔ بونٹوں یعنی ہرے چنوں کا نام تو اسے لقب۔ اور اگر کسی نسبت کی وجہ سے اس نام کی شہرت ہو۔ جیسے ابوالکلام۔ ابوالبشر۔ ابن سیرین۔ تو اسے کنیت اور جو نام بوجہ محبت یا حقارت کے رکھا جائے۔ جیسے۔ کلو۔ متّو۔ چھٹنو۔ چھیتو کھاپٹ۔ پورگا۔ بدرو۔ گبیدڑ قطبو وغیرہ۔ تو اسے عرف۔ اور اگر شاعر نظم کے لئے اپنا نام رکھے۔ جیسے نسیم۔ نیر۔ داغ۔ سائل وغیرہ تو اسے تخلص کہتے ہیں۔ اور یہ سب اسم خاص کے تحت میں ہیں۔

شخصوں پر صادق نہ آسکے - وہ بھی اسم خاص ہوتا ہے - مثلاً حامد کئی آدمیوں کا نام ہو - مگر چونکہ یہ نام تمام آدمیوں پر صادق نہیں آتا اس لئے اسم خاص ہے ؀

(۲) **اسم عام**[ف] - ایسا نام جو کسی ایک شخص یا چیز یا کئی شخصوں یا چیزوں کے لئے خاص تو نہو لیکن ایک قسم کی چیزوں یا شخصوں کی ہر ایک فرد پر الگ الگ صادق آسکے یعنی قسم کے لئے تو خاص ہو - مگر اس قسم کی تمام فردوں کے لئے عام ہو - اور یہ نام پوری فرد پر تو صادق آئے - مگر اسکے جزو پر صادق نہ آئے - اور جن شخصوں یا چیزوں کے نام ہوں وہ خارج میں نظر آئیں اعتباری اور ذہنی نہوں - جیسے آدمی - جانور - لڑکا - لڑکی - عورت - مرد - اونٹ - گائے - بیل - میز - کرسی - تلوار - بندوق - ڈولی - دھونکنی - ہتوڑا - گنڈاسہ - مسطر - منیر - مصقلہ - مسواک - محراب - جاروب - رومال - آبخورہ - یا - گھر - گلی - کوچہ - محلہ - گانوں - شہر - باغ - رات - دن - صبح - شام - دوپہر - گھنٹہ - منٹ - یا - غٹرغوں - کائیں کائیں - قہ قہ - پھُر پھُر - پیہو پیہو - گھڑ گھڑ - تڑاق تڑاق - کُھر کُھر - سائیں سائیں - چوں چوں - چیں چیں - یا - ڈبیا - لٹیا - پلنگڑی - پٹیا - کھٹیا - بچھڑا - بٹیا - بچونگڑہ - انگھڑی - باغیچہ - یا - پگڑ - ناکڑا - تینگڑہ - متلا - چھپر - شاہ راہ - شہتوت - شہباز[ف] ؀

اسم عام کو اسم نکرہ بھی کہتے ہیں ۱۲

یہ سب اسم عام ایسے اسما ہیں کہ جو پوری چیز یا شخص کے لئے بولے جاتے ہیں - انکے کسی ٹکڑے یا جزو پر صادق نہیں آتے جیسے میز - پوری چیز کو کہیں گے - اس کے کسی تختہ یا پائے کو نہیں کہتے - ایسے ہی آدمی جو پورے شخص پر صادق آتا ہے - ہاتھ یا پیر یا ٹانگ کو آدمی نہیں کہتے - وغیرہ وغیرہ ؀

ف - یہ سب قسم کے نام اسم عام ہیں - اُن کے جدا جدا نام بھی قواعد والوں نے لکھے ہیں جیسے آدمی یا نور - گائے - بیل - میز - کرسی وغیرہ کو اسم ذات - اور چھلنی - جھاڑو - چمٹا - کفگیر وغیرہ کو اسم آلہ - اور گھر - گلی - کوچہ وغیرہ کو اسم ظرف مکان - اور گھڑی - پل - رات - دن کو اسم ظرف زمان اور گھمسا - روں روں - میاؤں - ککڑوں کوں کو اسم صوت - اور دریچہ - مردک - ننھی - جالی - کرتی وغیرہ کو اسم مصغر - اور گنٹھر - پگڑ - شہسوار - شاہنشاہ وغیرہ کو اسم مکبر لکھا ہے - عربی زبان میں یہ اسما معینہ وزنوں پر آتے ہیں - اس لئے ضرورت پڑا کہ نہ اسم کی تھی - لیکن اُردو میں معین وزن نہیں اس لئے ہم نے ان سب کو اسم عام کے تحت میں درج کر دیا ؀

(۳) **اسم جمع** - ایسا اسم جو ایک قسم کی بہت سی چیزوں یا شخصوں پر بولا جائے اور کبھی اکیلی فرد پر صادق نہ آئے - جیسے خلقت - قافلہ - گروہ - لشکر - فوج - قطار - انجمن - محفل - انبار - بازار - دَل - منڈلی - بھیڑ - ڈھیر - ریوڑ - لہنڈا - ٹکڑی - ڈار - منڈی - برات - وغیرہ ٭

(۴) **اسم مادّی** - ایسا اسم جو اپنے مسمّٰی کے کل اور جزو - دونوں پر صادق آئے یعنی سالم چیز اور اُسکے ٹکڑے کا ایک ہی نام ہو - جیسے چاندی - سونا - لوہا - تانبا - پیتل - رانگ - جست - ٹین - نکل - آگ - ہوا - پانی - مٹی - لکڑی - چونا - شورہ - گندھک - ہڑتال - موم - چربی - پان - نواڑ - کاغذ - سنکھیا - بلور - سوت ٭

اسم مادی کی جمع اکثر نہیں آتی - اور بعض کی جمع جو مستعمل ہے - وہ بصورت جمع اسم عام ہوتی ہے نہ کہ اسم مادی - جیسے ہوائیں - لکڑیاں - یہ بصورت جمع اسم عام ہیں ٭

(۵) **اسم ذہنی** - اسکو اسم حاصل بھی کہتے ہیں یعنی کسی فعل یا صفت یا اسم عام کا اثر یا نتیجہ جو ذہن میں آئے - اور خارج میں اس کا وجود نہ ہو - اس اثر یا نتیجہ کے بیان کے لئے جو نام ہو - جیسے دُکھن - پہنچ - اتار - چپکاہٹ - خوشی - ہریاول - گرمی - سردی - وغیرہ - اسمائے ذہنی اُردو میں سماعی ہیں - کوئی خاص قاعدہ ان کے بنانے کے لئے نہیں فعل اور صفت اور اسم عام سے اسمائے ذہنی آتے ہیں - جیسے ٭

فعل - الجھنا - جلنا - چلنا - کُلنا - ہنسنا - بکنا - لوٹنا - کھسوٹنا - گھبرانا ٭
اسم ذہنی - الجھن - جلن - چلن - کُلن - ہنسی - بکواس - لوٹ - کھسوٹ - گھبراہٹ
فعل - اٹھنا - پہچاننا - ملنا - جلنا - بہلانا - پہنانا - سمانا - لڑنا -
اسم ذہنی - اٹھان - پہچان - ملاپ - جلاپا - بہلاوا - پہناوا - سمائی - لڑنت

صرف فعل بھی اسم ذہنی کے لئے برتا جاتا ہے یعنی اپنی اصلی صورت میں فعل کے معنی بھی دیتا ہے اور اسم ذہنی کے بھی - جیسے دباؤ - بناؤ - چڑھاؤ - بہاؤ - جھگڑا - پہنچ - بھاگ - چھاپ - پوجا - پکار - سنوار - تڑپ - جھڑپ - نچوڑ - مروڑ - جھوٹ - پھوٹ - پہچان وغیرہ ٭

ان کا استعمال معنی فعل ذیل کی مثالوں میں دیکھو +

میرے پیر دباؤ - تم کرسی بناؤ - آستینیں مت چڑھاؤ - لٹو سے مت بہاؤ - وہ مجھ سے جھگڑا وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا - وہ لڑکا بھاگ سکتا ہے جگنو چمک رہا ہے - اس نے بتوں کو پوجا تم نے کام بگاڑ دیا - اس نے گھر سنوار لیا - تو مت تڑپ - تو مت جھڑپ - اس لنگی کو بچھوڑ - اسکا ہاتھ مت مروڑ - گھڑا پھوٹ گئی - کبوتر چھوٹ گیا - میں نے تمھیں پہچان لیا +

اور اسم ذہنی کی یہ مثالیں ہیں +

مجھ پر کسی کا دباؤ نہیں - وہ بناؤ کر رہے ہیں - گنگا چڑھاؤ پر ہے - پانی کا بہاؤ کس طرف کو رکھو گے - آپس کا جھگڑا اچھا نہیں - بادشاہ تک پہنچ نہیں ہو سکتی - ایک بھاگ میں دم چڑھ گیا اس نگینہ کی چمک مدھم پڑ گئی - وہ پوجا کر رہا ہے - ان میں باہم بگاڑ ہو گیا - اپنی چیزیں سنوار کر رکھو - میرے دل کی تڑپ کم نہیں ہوتی - ان میں آج خوب جھڑپ ہوئی - آخر تمھاری باتوں کا بچھوڑ کیا ہے وہ اپنی مروڑ میں کسی کو نہیں گانٹھتا - ان دونوں بھٹوں کی چھوٹ ہو جانے دو ہندوستان کی پھوٹ مشہور ہے - چانولوں کی پہچان مجھے نہیں +

صفات سے بنے ہوئے اسم ذہنی

صفت - کھٹا - میٹھا - ٹھنڈا - گرم - نرم - سخت - سرخ - کالا - بیمار +
اسم ذہنی - کھٹاس - مٹھاس - ٹھنڈک - گرمی - نرمی - سختی - سرخی - کالک - بیماری +

صفت - تیز - گول - چورس - تندرست - اچھا +
اسم ذہنی - تیزی - گولائی - چورسائی - تندرستی - اچھائی +

اسم عام سے اسم ذہنی

اسم عام - انگ - آل کس - بھولا - گنوار - رانڈ - ماں -
اسم ذہنی - انگلیٹ - آل سیٹ - بھولاپن - گنوارپن - رنڈاپا - ماتا +

کبھی دو لفظوں کی تکرار سے اسم ذہنی آتا ہے خواہ وہ دونوں لفظ ایک مادہ کے ہوں یا نہوں جیسے فعل کی تکرار سے - لین دین - چھان بین - چل چلاؤ - میل ملاپ - آہر جاہر - جان پہچان - دیکھ بھال - چھین جھپٹ - یک بیک - اٹھ اٹھاؤ - بیٹھ بٹھاؤ +

صفتوں کی تکرار سے - خوشبو - بدبو - بھینی بھینی خوش بو - تیز بو +

اسم وصفت کی ترکیب سے - کپڑ گند - مانس گند - بغل گند - گندہ ذہن - شوخ چشم +

بعض فعلوں سے جو اسمائے ذہنی آتے ہیں وہ اسم ذہنی کا کام بھی دیتے ہیں اور اسم معاوضہ کا بھی

یعنی ایسے اسم کا جس سے کسی کام کی مزدوری یا معاوضہ دریافت یا ظاہر کیا جائے جیسے -

اسم ذہنی - دھلائی - رنگائی - بنائی - کٹائی - سلائی - کھدائی - لپائی - پسائی - وغیرہ +

ان کا استعمال بطریق اسم ذہنی کے یوں ہے - کہ

اس کوٹ کی دھلائی خراب ہے - اس چادر کی رنگائی اچھی نہیں - اس دری کی بنائی بھدی ہے

ان کھیتوں کی کٹائی کب ہو گی - اس قمیص کی سلائی بہت اچھی ہے - کنوئیں کی کھدائی ہو چکی

مکان کی لپائی کتنی باقی ہے - چونہ کی پسائی خوب ہونی چاہیئے - مونج کٹائی بہت چاہتی ہے

اور بطریق اسم معاوضہ - ان کا استعمال اس طرح ہو گا - کہ

ان کپڑوں کی دھلائی کیا ہو گی - کتنی رنگائی مانگتے ہو - اسکی بنائی بتلاؤ - تمھیں روزانہ کٹائی

کیا ملتی ہے - اچکن کی سلائی دو روپیہ ہوئی - میری کھدائی عطا فرمائیے - لپائی کا ابھی ایک روپیہ

باقی ہے - ایک دھڑی گیہوں کی پسائی تین پیسے ہیں +

اسم معاوضہ بھی اسم عام ہی ہوتا ہے +

اسم مصدر **اسم فاعل** **اسم مفعول**	ان تینوں اسموں کا بیان فعل کی بحث میں ہو گا +

لوازم اسم

صورت استعمال اسم - اسم یا مذکر ہو گا یا مونث - اس اسم کی تذکیر و تانیث کو جنس کہتے ہیں

اور یا واحد ہو گا یا جمع اس وحدت و جمع کا نام تعداد ہے - یا بطریق فاعل یا مفعول یا مضاف الیہ

یا مضاف ہوگا۔ اسکو حالت اسم سے تعبیر کیا جاتا ہے +

یہ ضروری ہے کہ بوقت استعمال اسم ان تین صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں بولا جائے +

(۱) جنس یعنی اسم کی تذکیر و تانیث[۱] + اسم یا تو مذکر ہوگا یعنی نر جیسے لڑکا۔ یا مونث ہوگا یعنی مادہ جیسے لڑکی +

اردو میں دو قسم کی تذکیر و تانیث ہے۔ ایک مذکر یا مونث حقیقی[۲] یعنی جو بروئے پیدایش مذکر یا مونث ہو۔ تذکیر و تانیث حقیقی صرف جانداروں میں ہوتی ہے یعنی ان جانداروں میں جو بچے یا انڈے دیتے ہیں۔ جیسے۔ لڑکا۔ لڑکی۔ گھوڑا۔ گھوڑی۔ کبوتر۔ کبوتری وغیرہ دوسری۔ مذکر یا مونث غیر حقیقی[۳] یعنی جن میں تذکیر و تانیث واقعی تو نہ ہو۔ مگر اہل زبان نے انکا مذکر یا مونث ہونا فرض کر لیا ہو۔ ایسی تذکیر و تانیث بعض جانداروں اور عام بے جان چیزوں میں ہوتی ہے۔ جیسے۔ چیونٹا۔ چیونٹی۔ گھڑا۔ گھڑیا۔ کونڈا۔ کنڈالی۔ چھرا۔ چھری۔ لوٹا۔ لٹیا۔ کلھڑا۔ کلھیا۔ وغیرہ +

اکثر جانداروں کے ناموں میں تذکیر و تانیث کا استعمال ان کے مذکر یا مونث ظاہر کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ مرد۔ عورت۔ بچّہ۔ بچّی۔ ہرن۔ ہرنی۔ سانپ۔ سانپن۔ مرغا۔ مرغی۔ وغیرہ +

مگر بعض جانداروں اور تمام بیجان چیزوں میں زیادہ تر بڑائی اور چھٹائی کے لحاظ سے تذکیر و تانیث ہوتی ہے۔ جیسے۔ تتیا۔ بھڑ۔ پنکھا۔ پنکھی۔ شہتیر۔ کڑی۔ کینچوا۔ کن سلائی۔ کنگھا۔ کنگھی وغیرہ۔ اور بعض ناموں میں تذکیر و تانیث کیلئے چھٹائی بڑائی کا لحاظ بھی نہیں ہوتا۔ جیسے۔ کونڈا چھوٹا۔ اور کونڈیا نا ندبڑی۔ سیروا چھوٹا۔ پٹی بڑی۔ گھیرا چھوٹا۔ گوہ بڑی۔ تلوا چھوٹا گیڑی بڑی۔ پتنگ یا کنکوّا۔ چھوٹا۔ تکّل بڑی۔ وغیرہ میں چھوٹے کو مذکر اور بڑی کو مونث بولتے ہیں

---

[۱] - تذکیر کے معنی ہیں مذکر کی طرف نسبت دینی اور تانیث کے معنی ہیں مونث کی طرف منسوب کرنا +

[۲] - مذکر یا مونث حقیقی کو مذکر یا مونث اصلی۔ یا۔ واقعی۔ یا فطری۔ یا جبلی۔ یا قدرتی بھی کہتے ہیں +

[۳] - مذکر یا مونث غیر حقیقی کو مذکر یا مونث مجازی۔ یا فرضی۔ یا لفظی بھی کہتے ہیں +

انسان کی تذکیر و تانیث کا اثر اردو زبان میں پیشہ۔ رشتہ۔ مذہب۔ منصب۔ صفت۔ ملک۔ ذات پر بھی پڑتا ہے۔ جیسے +

پیشہ
مذکر۔ کنجڑا۔ مالی۔ دھوبی۔ سقّا[۱]۔ کمہار۔ جلاہا۔ رنگریز۔ لوہار +
مؤنث۔ کنجڑن۔ مالن۔ دھوبن۔ سقن۔ کمہاری۔ جولاہی۔ رنگریزن۔ لہاری +

رشتہ
مذکر۔ باپ۔ پھپھا۔ چچا۔ بھائی۔ دولہا۔ تایا۔ دادا۔ وغیرہ +
مؤنث۔ ماں۔ پھپھی۔ چچی۔ بہن۔ دلھن۔ تائی۔ دادی۔ وغیرہ +

مذہب
مذکر۔ مسلمان۔ ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی +
مؤنث۔ مسلمانی۔ ہندنی۔ عیسائن۔ یہودن۔ پارسن +

منصب
مذکر۔ ڈپٹی۔ داروغہ۔ تحصیلدار۔ تھانہ دار +
مؤنث۔ ڈپٹن۔ داروغن۔ تحصیلدارنی۔ تھانہ دارنی +

صفت
مذکر۔ لنگڑا۔ اندھا۔ چندھا۔ بوڑا۔ ٹولا۔ ٹھنگنا
مؤنث۔ لنگڑی۔ اندھی۔ چندھی۔ بوڑی۔ ٹولی۔ ٹھنگنی +

لقب
مذکر۔ گورا۔ مولوی۔ منشی۔ پنڈت +
مؤنث۔ گوری۔ مولون۔ منشن۔ پنڈتانی +

ذات
مذکر۔ برہمن۔ شیخ۔ سیّد۔ پٹھان۔ مغل +
مؤنث۔ برہمنی۔ شیخانی۔ سیدانی۔ پٹھانی۔ مغلانی +

ملک
مذکر۔ فرنگی۔ بنگالی۔ پنجابی۔ ولایتی۔ عربی۔ پوربی +
مؤنث۔ فرنگن۔ بنگالن۔ پنجابن۔ ولائتن۔ عربن۔ پوربنی +

غرض ہر ایک لحاظ سے مذکر و مونث بولے جاتے ہیں جن کی تفصیل لکھی جاتی ہے +
مذکر اور مونث میں بعض نام تو ایسے ہیں کہ جنمیں باہم اشتقاقی یا مادی شرکت معلوم نہیں ہوتی جیسے

---

[۱] سقا رساقی کا مبالغہ ہے۔ سقہ جو ہے سے لکھتے ہیں غلط ہے ۱۲ +

جانداروں میں

مذکر - باپ - ابّا - مرد - خصم - میاں - شاہ - نواب - غلام - داماد - بیل - بھینسا - لال +

موئنث - ماں - اماں - عورت - جورو - بیوی - بانو - بیگم - لونڈی - بہو - گائے - بھیڑ - جینی +

بے جانوں میں

مذکر - پھول - دوپٹہ - جھالر - سلمہ - ٹھپہ - کوٹ +

موئنث - کلی - اوڑھنی - کرن - گجائی - دھنک - واسکٹ +

اکثر نام ایسے ہیں جنھیں مذکر سے موئنث بناتے ہیں - مگر موئنث بنانیکے لئے - کوئی کلیہ قاعدہ نہیں چند اکثریہ قاعدے لکھے جاتے ہیں +

(ا) جن مذکر ناموں کے + آخر میں حرف الف یا ہائے مختفی ہو - تو موئنث بنانیکے لئے ان دونوں حرفوں کو یائے معروف سے بدل لیتے ہیں - جیسے +

جانداروں میں

مذکر - بیٹا - لڑکا - چچا - دادا - نانا - پھوپھا - بھتیجا - اندھا - لنگڑا - بکرا - گھوڑا +

موئنث - بیٹی - لڑکی - چچی - دادی - نانی - پھوپھی - بھتیجی - اندھی - لنگڑی - بکری - گھوڑی

مذکر - بلّا - مرغا - ٹڈّا - چیونٹا - بچّہ - نواسہ - بندہ - پلّہ +

موئنث - بلّی - مرغی - ٹڈی - چیونٹی - بچّی - نواسی - بندی - پلّی +

بے جانوں میں

مذکر - ٹوکرا - ڈلا - تھیلا - پٹارا - کنگھا - بقچہ - صندوقچہ - پیالہ +

موئنث[^۱] - ٹوکری - ڈلی - تھیلی - پٹاری - کنگھی - بقچی - صندوقچی - پیالی +

(ب) اور کہیں ایسے مذکر ناموں کے موئنث بناتے ہیں جن کے آخر میں الف یا ہائے مختفی ہو - الف اور ہے سے پہلے - ی بڑھاتے ہیں اور ہائے مختفی کو الف سے بدل دیتے ہیں - اور مذکر کا اگر دوسرا حرف واو ہو تو موئنث میں صرف ضمہ رہجاتا ہے جیسے +

جانداروں میں

مذکر - بوڑھا - کتّا - چڑا - چوہا +

موئنث - بڑھیا - کتیا - چڑیا - چہیا +

[^۱]: اکثر اردو میں اسمائے مصغر کو یعنی چھوٹی چیز کے نام کو موئنث بولتے ہیں ایسا خواہ اس کو تصغیر سمجھو خواہ تانیث کیونکہ حقیقی تذکیر و تانیث بے جانوں میں نہیں ہوتی +

مثال: مذکر۔ موڑھا۔ چولھا۔ پڑا۔ گھڑا۔ ہنڈا +
مؤنث۔ مُڑھیا۔ چُلھیا۔ پڑیا۔ گھڑیا۔ ہنڈیا +

لیکن گڈا کی ڈال کوڑے سے بدل کر مؤنث میں گڑیا کہتے ہیں +

(ج) بعض مذکر ناموں پر صرف یائے معروف بڑھانے سے مؤنث بناتے ہیں جیسے +

مثالیں: مذکر۔ پٹھان۔ برہمن۔ چمار۔ سنار۔ لُہار۔ کمہار۔ کنجر۔ کنچن۔ ہرن۔ بندر +
مؤنث۔ پٹھانی۔ برہمنی۔ چماری۔ سناری۔ لہاری۔ کمہاری۔ کنجری۔ کنچنی۔ ہرنی۔ بندری
مذکر۔ کبوتر۔ مرغ۔ مکڑ۔ گیدڑ۔ گوجر +
مؤنث۔ کبوتری۔ مرغی۔ مکڑی۔ گیدڑی۔ گوجری +

مثال: مذکر۔ ٹوپ۔ ڈھیر۔ پہاڑ۔ پتھر۔ جوہڑ۔ درانت۔ تھال۔ جال +
مؤنث۔ ٹوپی۔ ڈھیری۔ پہاڑی۔ پتھری۔ جوہڑی۔ درانتی۔ تھالی۔ جالی +

اسم سوّر کا مشدد واؤ مؤنث بنانے میں صرف ساکن رہجاتا ہے۔ اور رے ساکن متحرک ہوجاتی ہے اور مؤنث کو سوری کہتے ہیں +

(د) بعض مذکر ناموں پر یا تو۔ الف اور نون اور یے یعنی لفظ (انی) یا صرف نون اور یے یعنی لفظ (نی) مؤنث کے لئے زیادہ کرتے ہیں جیسے +

مثالیں: مذکر۔ مغل۔ شیخ۔ پنڈت۔ مہتر۔ فقیر۔ ڈوم۔ نٹ۔ جاٹ + مسلمان +
مؤنث۔ مغلانی۔ شیخانی۔ پنڈتانی۔ مہترانی۔ فقیرنی۔ ڈومنی۔ نٹنی۔ جاٹنی۔ مسلمانی۔
مذکر۔ میو۔ اہیر۔ راجپوت۔ شیر۔ مور۔ اونٹ۔ سانڈھ +
مؤنث۔ میونی۔ اہیرنی۔ راجپوتنی۔ شیرنی۔ مورنی۔ اونٹنی۔ سانڈھنی +

جن ناموں کا دوسرا حرف مشدّد ہو۔ مؤنث میں اس پر بجائے تشدید کے سکون رہجاتا ہے جیسے سیّد سے سیدانی۔

یہ بھی یاد رکھو کہ بعض علامات تانیث جیسے حرف یے۔ یا لفظ۔ انی یعنی ایسی علامت

جس کا حرف اول ساکن ہو۔ مذکر پہ پڑھایئں۔ تو مذکر جو اردو میں ساکن الآخر ہوتا ہے اُسکا حرف آخر ساکن اپنے حرف مابعد کے موافق متحرک ہو جائیگا جیسا کہ اشارۃً اسی ظاہر ہو چکا ہے

(ط) بعض جانداروں کے مذکر ناموں ہیں جنکے آخر کا حرف۔ الف۔ یا۔ یای معروف۔ یا۔ ہای مختفی ہو ان ہیں بجائے ان آخر کے حرفوں کے مونث میں صرف نون لاتے ہیں۔ جیسے +

مذکر۔ سقا۔ بھڑبھونجا۔ کنجڑا۔ سپیرا۔ مالی۔ تیلی۔ جوگی۔ داروغہ۔ موچی +

مؤنث۔ سقن۔ بھڑبھونجن۔ کنجڑن۔ سپیرن۔ مالن۔ تیلن۔ جوگن۔ داروغن۔ موچن +

(و) بعض جانداروں کیلئے مذکر ناموں سے کوئی حرف نہیں گراتے۔ اور مونث کے لئے صرف حرف نون بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے +

مذکر۔ گوال۔ ناگ۔ سانپ +

مؤنث۔ گوالن۔ ناگن۔ سانپن +

(ز) بعض ناموں کو مذکر سے مونث بنانے میں قواعد بالا کا لحاظ نہیں ہوتا۔ جیسے +

مذکر۔ سسرا۔ رنڈوا۔ کھتری۔ اُستاد۔ ہندو۔ بھائی۔ نائی۔ بنیا۔ ہاتھی +

مونث۔ ساس۔ رانڈ۔ کھترانی۔ اُستانی۔ ہندنی۔ بہن۔ نائن۔ بنینی۔ ہتھنی +

مذکر۔ کونڈا۔ لوٹا۔ کلھڑا +

مؤنث۔ کنڈالی۔ لٹیا۔ کلھیا +

(ح) بعض جانوروں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔ اگرچہ مونث حقیقی۔ ان کیلئے ہو۔ مونث کیلئے جدا نام نہیں ہوتا جیسے۔ کوّا۔ الّو۔ لوا۔ باز۔ ٹوترو۔ شکرہ۔ لگڑ۔ باشہ۔ بیا۔ کچھوا۔ اژدہا۔ سانڈہ۔ گھرگٹ۔ گھڑیا۔ تیندوا۔ چیتا۔ گینڈا۔ پاڑہ۔ چیتل۔ خرگوش۔ گورخر۔ ریچھ وغیرہ + انسانوں میں بھی بھانڈ۔ اور نقال۔ مذکر و مونث دونوں کیلئے آتے ہیں +

(ط) بعض جانوروں کے نام مونث بولے جاتے ہیں اگرچہ مذکر حقیقی ان کیلئے ہو یعنی انکے مذکر کو بھی مونث بولتے ہیں جیسے چیل۔ قمری۔ مینا۔ کرسل۔ بط یا بطخ۔ فاختہ +

بھری۔کویل۔ابابیل۔کوئی۔گوہ۔چھپکلی۔مچھلی۔پاتل۔مکھی۔مرغابی۔لومڑی۔چھچھوندر۔گھونس +

مذکر و مؤنث ناموں کی شناخت کیلئے۔ یہ قاعدہ بھی اکثریہ ہے نہ کہ کلیہ۔ کہ جن ناموں کے آخر کا حرف الف ہو وہ مذکر بولے جاتے ہیں۔ جیسے کہ مثال ہائے مذکورہ بالا میں بہت سے نام آچکے ہیں۔ مگر گھٹا۔ پوجا۔ دوا۔ مالا۔ سیتلا۔ جٹا۔ سبھا۔ گٹھیا۔ انگیا۔ غذا۔ چھالیا۔ انّا۔ دوا۔ دعا۔ رضا۔ ٹھلیا۔ گنگا۔ جمنا۔ کلھیا۔ ڈبیا۔ وغیرہ۔ باوجود آخر میں الف ہونے کے مؤنث بولے جاتے ہیں +

اور ایسے اسمار خاص جنکے آخر میں واو معروف ہو۔ اکثر مذکر بولے جاتے ہیں جیسے رامو۔ چنو۔ چھنّو۔ منّو۔ بدلو۔ نانو۔ باتو۔ کرمو۔ بدھو۔ منگلو۔ کلّو۔ بابو۔ وغیرہ۔ اور جن ناموں کے آخر میں یائے معروف ہو وہ اکثر مؤنث بولے جاتے ہیں جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں آچکے مگر اسمائے ذیل۔ دہی۔ گھی۔ پانی۔ ہاتھی۔ مالی۔ نائی۔ بھائی۔ سپاہی۔ قسائی۔ وغیرہ باوجود آخر میں یائے معروف ہونیکے مذکر بولے جاتے ہیں +

اور ایسے اسمائے خاص جن کی آخر میں واؤ مجہول ہو۔ اکثر مؤنث بولے جاتے ہیں جیسے رامو۔ گیندو۔ چمپو۔ چھنو۔ مانو۔ نانو۔ کرمو۔ باتو۔ بدھو۔ وغیرہ +

انگریزی الفاظ جو اُردو میں دخیل ہوتے جاتے ہیں۔ ان میں سے اسمائے جمع اکثر مؤنث بولے جاتے ہیں جیسے کمپنی۔ کمیٹی۔ پارلیمنٹ۔ کونسل۔ کیولری[1]۔ وغیرہ +

ایسے انگریزی الفاظ کی جنس جن کے مترادف الفاظ بھی اُردو میں مستعمل ہیں۔ وہی ہوگی جو اُردو میں ہے یعنی اُردو کے ہم معنی الفاظ اگر مذکر بولے جاتے ہیں تو انگریزی الفاظ بھی مذکر بولے جائیں گے جیسے۔ اسکول۔ آفس۔ بیگ۔ پریس۔ وغیرہ مذکر بولے جاتے ہیں۔ اور اگر اردو الفاظ مونث مستعمل ہیں تو انگریزی بھی مؤنث مستعمل ہونگے جیسے گورنمنٹ۔ کلاس۔ اسکٹ۔ ہیٹ۔ وائن۔ وغیرہ مؤنث استعمال ہوتے ہیں +

جن لفظوں کے ہم معنی الفاظ اُردو میں نہیں۔ وہ اپنے قریب المعنی الفاظ کی بموجب مذکر و مؤنث

[1] انگریزی میں لفظ (کے ول ری) ہے +

بولے جائیں گے جیسے پوسٹ کارڈ ۔ لمپ ۔ ٹکٹ ۔ نوٹ ۔ وغیرہ مذکر ہیں ۔ اور بوتل ۔ مشین
کمیشن ۔ چمنی ۔ لال ٹین ۔ وغیرہ مونث ÷

فارسی زبان میں اگرچہ مذکر و مؤنث کے لیئے الگ الگ صیغے نہیں ہوتے ۔ مگر جب اردو
میں فارسی کے الفاظ استعمال کیئے جاتے ہیں ۔ تو بعض کو مذکر اور بعض کو مؤنث بولتے ہیں ÷
اکثر ایسے الفاظ جنکے آخر میں شین ہو اور وہ اکثر اسم حاصل ہوتے ہیں اردو میں مؤنث استعمال
کیئے جاتے ہیں جیسے آزمایش کی ۔ آسایش ملی ۔ کشش ہوئی ۔ کوشش کی ۔ خدا کی بخشش ۔ خدا کی ستایش
خدا کی نیایش ۔ پاپوش پہنی ÷ مگر خروش ۔ جوش ۔ سرپوش ۔ مذکر برتے جاتے ہیں ÷

ہوش کو کہیں مذکر بولتے ہیں اور کہیں مؤنث ÷ تیغ ۔ شمشیر ۔ کمان ۔ کمند ۔ سپر وغیرہ
مؤنث بولے جاتے ہیں اور نیزہ ۔ تیر ۔ ترکش ۔ گرز ۔ تبر ۔ خود ۔ وغیرہ کو مذکر بولتے ہیں ÷
اسی طرح عربی زبان کے اسمائے آلہ بعض مذکر بولے جاتے ہیں اور بعض مؤنث مثلاً ÷

مذکر ۔ معیار ۔ مقیاس ۔ میزاب ۔ مصداق ۔ منشار وغیرہ ÷

مؤنث ۔ مقراض ۔ میزان ۔ محراب ۔ منقار ۔ وغیرہ ÷

معراج اور مضراب ۔ کا استعمال مذکر اور مؤنث ۔ دونوں طرح کرتے ہیں ÷

باب مفاعلہ کے ہم وزن مصدروں کے آخر میں وہ (تے) جو (ہے) کی صورت پر لکھی جاتی ہے ۔ اور حالت
سکون میں وہ (ہے) کی طرح پڑھی جاتی ہے اردو میں جن عربی الفاظ کی ایسی (تے) کو (ہے) کی
طرح پڑھتے ہیں انکو اکثر مذکر بولتے ہیں جیسے مباحثہ ۔ مناظرہ ۔ مجادلہ ۔ مکابرہ ۔ مقابلہ ۔ مشاعرہ
مناقشہ ۔ وغیرہ ÷

اور جن الفاظ میں اس آخر کے حرف کو تے پڑھتے ہیں ۔ انکو اکثر مؤنث بولتے ہیں جیسے ۔
معاملت ۔ منافرت ۔ مشاورت ۔ مناقشت ۔ موافقت ۔ متابعت ۔ وغیرہ ÷

باب تفعیل کے اکثر مصادر خواہ وہ اردو میں معنی مصدری مستعمل ہوں یا نہوں مؤنث
بولے جاتے ہیں جیسے ۔ تقدیر ۔ تدبیر ۔ تحریر ۔ تقریر ۔ تصویر ۔ توقیر ۔ تنظیم ۔ تقسیم ۔ ترقیم ۔ تعمیم ۔ تفہیم

تہذیب۔ ترغیب۔ ترہیب۔ تصویب۔ تعویق۔ توفیق۔ تحقیق۔ تدقیق۔ تنسیق۔ تعمیل۔ تکمیل۔ ترسیل۔
توکیل۔ تبرید۔ وغیرہ۔ مگر تعویذ کو مذکر بولتے ہیں +

اور اگر باب تفعیل کے ہموزن مصادر کے آخر میں (ہے) ہو تو اسکو بھی مذکر بولتے ہیں جیسے۔
تخمینہ۔ تعلیقہ۔ تنقیہ۔ تصفیہ۔ تخلیہ +

جو کلمات باب ہائے۔ انفعال۔ افعال۔ افتعال۔ تفعّل۔ استفعال۔ تفاعل۔ تفعلہ کے
وزن پر ہیں۔ ان میں کسی کو مذکر بولتے ہیں اور کسی کو مؤنث۔ جیسے +

انفعال
مذکر۔ انحصار۔ انکسار۔ اندمال۔ انحطاط۔ انصراف۔ وغیرہ +
مؤنث۔ انہار۔ انقضار۔ انجلار۔ انحنار۔ وغیرہ +

افتعال
مذکر۔ اعتقاد۔ اعتماد۔ اعتدال۔ اعتراف۔ اتفاق۔ وغیرہ +
مؤنث۔ التجار۔ احتیاط۔ احتیاج۔ ابتدار۔ اقتدار۔ وغیرہ +

افعال
مذکر۔ انکار۔ اقرار۔ اکرام۔ انعام۔ اجلاس۔ افلاس۔ وغیرہ +
مؤنث۔ ایذار۔ امداد۔ افراط۔ املار۔ ایجاد۔ وغیرہ +

تفعّل
مذکر۔ توکّل۔ تعصّب۔ تصرّف۔ تبرّک۔ تکلّف۔ تجسّس۔ وغیرہ +
مؤنث۔ توجّہ۔ توقّع۔ تضرّع۔ وغیرہ +

تفاعل
مذکر۔ تقاطع۔ تقابل۔ توارد۔ تجاہل۔ تغافل۔ تعارف۔ وغیرہ +
مؤنث۔ تواضع۔ تسلی۔ تلافی۔ تقاوی۔ تمادی۔ تساوی۔ وغیرہ +

استفعال
مذکر۔ استقلال۔ استکمال۔ استحقار۔ استکبار۔ وغیرہ +
مؤنث۔ استمداد۔ استغفار۔ استدعا۔ استعداد۔ استفسار۔ وغیرہ +

تفعلہ
مذکر۔ تجربہ۔ تذکرہ۔ تبصرہ۔ ترکیہ۔ تتمیہ۔ تصفیہ۔ تخلیہ۔ وغیرہ +
مؤنث۔ تربیت۔ تعزیت۔ تقویت۔ تولیت۔ تہنیت۔ وغیرہ +

الغرض مذکر و مؤنث کا استعمال بزبان اُردو متعلق عربی و فارسی وارد و سماعت پر منحصر ہے

اسکے لئے کوئی کلیہ قاعدہ یا قاعدے نہیں ہیں +

(۲) تعداد یعنی اسم کی وحدت و جمع - اول واحد و جمع کی تعریف کیجاتی ہے +

(واحد) ایسا اسم جس سے ایک شخص یا ایک چیز سمجھی جائے جیسے - لڑکا - گھوڑا - گھڑا - ہنڈیا - لڑکی - بلی - کتیا - کتاب - ورق - وغیرہ +

(جمع) ایسا اسم عام جس سے ایک سے زیادہ اشخاص یا چیزیں سمجھی جائیں جیسے - لڑکے - لڑکیاں - گھوڑے - بلیاں - کتیاں - گھڑے - ہنڈیاں - کتابیں - ورقے - وغیرہ +

واحد اسموں کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے - اب جمع بنانیکے آئین لکھے جاتے ہیں +

آئین جمع مذکر (۱) جس اسم واحد مذکر کے آخر میں الف یا ہائے مختفی ہو تو جمع بناتے ہیں ان دونوں حرفوں کو یائے مجہول ماقبل مکسور سے بدل دیا جائے گا - جیسے +

واحد مذکر - لڑکا - بیٹا - گھوڑا - مرغا - بندہ - قاعدہ - فائدہ - ڈلا - پودا +

جمع مذکر - لڑکے - بیٹے - گھوڑے - مرغے - بندے - قاعدے - فائدے - ڈلے - پودے +

واحد مذکر - سودا - آرہ - رندہ - انڈا - وغیرہ +

جمع مذکر - سودے - آرے - رندے - انڈے - وغیرہ +

(ب) بعض واحد مذکر ناموں کے آخر کے الف کو ایسی یای مجہول سے بدلدیتے ہیں جس کے حرف پہ ہمزہ مکسور ہو - جیسے +

واحد مذکر - سوا - کوا - جوا - سوا -

جمع مذکر - سوئے - کوئے - جوئے - سوئے +

مگر یہ قاعدہ اکثر ایسے اسماء میں برتا جاتا ہے جہاں واؤ سے پہلے حرف پہ پیش ہو + اگر حرف ماقبل آخر پر پیش نہ ہوگا تو حرف آخر کو یائے مجہول سے - اور واؤ کے زبر کو زبر سے بدلدینگے جیسے

واحد مذکر - لوا - توا - کھوا + جمع مذکر - لوے - توے - کھوے +

اور اگر واؤ سے پہلا حرف مضموم ہو - مگر واؤ اور الف کے مابین ایک یا ایک سے زیادہ حروف

آجائیں تب بھی آخر کے حرف کو یائے مجہول سے بدلتے ہیں۔ اور الف سے پہلے اگر زیر کے سوا کوئی اور حرکت ہو تو اس کو زیر سے بدلدیں گے۔ جیسے :-

واحد مذکر۔ موئیا۔ بوہیا۔ سونٹھیا۔ لوہیا۔ بوریا۔ موڑھا۔ چیت کوڑیا +

جمع مذکر۔ موئیے۔ بوہیے۔ سونٹھیے۔ لوہیے۔ بوریے۔ موڑھے۔ چیت کوڑیے +

(ج) جن واحد مذکر ناموں کے آخر میں حروف واو اور الف اور نون غنہ ہوں تو جمع بنانے کے وقت حرف واو کو ساکن کر دیتے ہیں۔ اور بجائے الف کے ایک یائے مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو اور دوسری یائے مجہول ساکن نون غنہ سے پہلے بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے :-

واحد مذکر۔ دھواں۔ رواں۔ کنواں +   جمع مذکر۔ دھوئیں۔ روئیں۔ کنوئیں +

اور اگر واحد مذکر کے آخر میں۔ یے اور الف اور نون غنہ ہو۔ تو یے کو کسرہ دیکر اس کے مرکز پر ہمزہ لائیں گے۔ اور الف کو گرا دینگے۔ جیسے :-

واحد مذکر۔ دایاں۔ بایاں +   جمع مذکر۔ دائیں۔ بائیں +

آئین جمع مؤنث۔ واحد مؤنث سے جمع مؤنث بنانیکے قواعد حسب ذیل ہیں :-

(ا) جس اسم واحد مؤنث کے آخر میں یائے معروف ہو۔ اس اسم کی جمع یائے معروف کے بعد یا تو الف اور نون غنہ زیادہ کرکے۔ یا۔ یائے مجہول اور نون غنہ بڑھاکر۔ بناتے ہیں پہلی صورت میں اسم واحد کے آخر کی یائے معروف ساکن کو زبر کی حرکت سے اور دوسری صورت میں اسم واحد کے آخر کی یائے معروف کو زیر کی حرکت سے متحرک کرتے ہیں۔ جیسے +

واحد مؤنث۔ لڑکی۔ بچی۔ گھوڑی۔ مرغی۔ کرسی۔ تھالی۔ دیگچی۔ رکابی +

جمع مؤنث { لڑکیاں۔ بچیاں۔ گھوڑیاں۔ مرغیاں۔ کرسیاں۔ تھالیاں۔ دیگچیاں۔ رکابیاں
لڑکییں۔ بچییں۔ گھوڑییں۔ مرغییں۔ کرسییں۔ تھالییں۔ دیگچییں۔ رکابییں +

(ب) جن واحد مؤنث ناموں کے آخر میں لفظ (یا) ہو۔ انکی جمع بھی دو طرح ہوتی ہے یا تو الف کے بعد صرف نون غنہ بڑھا دیتے ہیں۔ یا۔ الف کو یائے مجہول مکسور سے بدلکر نون

غنّہ کا اضافہ کرتے ہیں جیسے +

واحد مؤنث - چڑیا - گڑیا - کٹیا - کلھیا - کتیا - بڑھیا - چوہیا - ڈبیا - پڑیا +

جمع مؤنث - چڑیاں - گڑیاں - کٹیاں - کلھیاں - کتیاں - بڑھیان - چوہیاں - ڈبیاں - پڑیاں -

جمع مؤنث - چڑیں - گڑیں - کٹیں - کلھییں - کتیں - بڑھیں - چوہیں - ڈبییں - پڑیں +

(ج) جن واحد مؤنث ناموں کے آخر میں الف اور نون غنّہ یا واو اور نون غنّہ ہوں ان کی جمع بنانے میں نون غنّہ کے بعد ایسی یائے مجہول مکسور جس کے مرکز پر ہمزہ ہو بڑھاتے ہیں جیسے +

واحد مؤنث - ماں - جوں - لوں + **جمع مؤنث** - مائیں - جوئیں - لوئیں +

اور اگر واحد مؤنث کے آخر میں الف اور نون صحیح ہو یعنی غنّہ نہ ہو تو نون صحیح کے بعد یائے مجہول ساکن اور نون غنّہ بڑھائیں گے اور اصل اسم کے نون صحیح ساکن کو کسرہ دینگے جیسے +

واحد مؤنث - ران - جان - تان - کھان - کمان - زبان - شان +

جمع مؤنث - رانیں - جانیں - تانیں - کھانیں - کمانیں - زبانیں - شانیں +

(د) جس اسم واحد مؤنث کے آخر میں الف ہو - اس کی جمع بنانے کے لئے الف کے بعد یائے مجہول مکسور جس کے مرکز پر ہمزہ ہو اور نون غنّہ کا اضافہ کیا جاتا ہے - جیسے +

واحد مؤنث . گھٹا - لتا - جٹا - مالا - چتا - ماتا - ماما - بپتا - دوا - غذا - ہوا - بلا - فضا +

جمع مؤنث - گھٹائیں - لتائیں - جٹائیں - مالائیں - چتائیں - ماتائیں - مامائیں - بپتائیں دوائیں - غذائیں - ہوائیں - بلائیں - فضائیں +

(ہ) جس اسم واحد مؤنث کے آخر میں یائے معروف نہو - جو اکثر علامت تانیث ہوتی ہے اور وہ حروف بھی نہوں جن کے متعلق قاعدے لکھے جا چکے ہیں انکی جمع بناتے میں حرف آخر کو کسرہ دیکر یائے مجہول ساکن اور نون غنّہ موقوف زیادہ کیا جاتا ہے - جیسے +

واحد مؤنث - رات - بات - گاجر - چلمن - کیل - نتھ - تہمت - برسات - چتون +

جمع مؤنث - راتیں - باتیں - گاجریں - چلمنیں کیلیں - ٹھٹھیں - چھیتیں - برساتیں - چیونٹیں
مگر لفظ بہوؤں کی جمع میں واو لین کو کسرہ دیکر نون غنہ سے پہلے یائے مجہول ساکن بڑھاتی ہیں اور بہوئیں کہتے ہیں ۔
فائدہ - ان تمام جمع کے قاعدوں کے علاوہ یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ اسما کا حرف آخر اگر
الف ہو - تو بعض اسموں میں اسے گرا کر اسکے حرف ماقبل کو ضمہ دینگے جیسے - گڑیا - گڑیوں - پڑیا
پڑیوں - یا بعض اسموں میں الف کو قایم رکھ کر اسکے بعد ایسا واو مضموم جس کے مرکز پر ہمزہ ہو -
زیادہ کرکے نون غنہ لائیں گے - جیسے - ماؤں - داناؤں - چپاؤں - جٹاؤں - مالاؤں - وغیرہ
میں - اور جن اسموں کے آخر میں نون غنہ ہے ان میں نون غنہ سے پہلے صرف ایسا واو مضموم
جس کے مرکز پر ہمزہ ہو اضافہ کرلیتے ہیں - جیسے - ماؤں - جوؤں - لوؤں - وغیرہ میں لیکن بعض
نون غنہ قایم رہتے ہیں اور جمع کے لئے واو - اور نون غنہ - اصلی اسم کے نون غنہ کے بعد بڑھایا جاتا
ہے - جیسے - زبانوں - کمانوں - جہانوں - جانوں وغیرہ میں ۔ اور بعض اسما جنکے آخر میں نون غنہ
سے پہلے الف ہو - اور الف کے ماقبل واو - ان میں الف کو گرا کر اصل کلمہ کے واو پر ہمزہ مضموم
بڑھا دیتے ہیں جیسے کنوؤں - دھوؤں - رؤں وغیرہ میں ۔ اور اس کے سوا باقی اسما میں واو
ساکن اور نون غنہ موقوف جمع کے لئے زیادہ کیا جاتا ہے - جیسے - راتوں - باتوں - گاجروں -
چلمنوں - چھینتوں - کیلوں - گھروں - ڈھیروں وغیرہ میں - اس طرح کی جمع ہمیشہ فعل متعدی
کے ساتھ آتی ہے فعل لازم کے ساتھ نہیں آتی ۔

بعض مذکر اور مؤنث نام ایسے ہیں کہ اُردو میں ان کے لئے جمع نہیں ہوتی - جیسے - سویرا - دوپہر
دھول - چاندی - سونا - مٹی - لوہا - تانبا - وغیرہ - اور تمام اسمائے صوت سوای قہقہہ کے ۔
فارسی اور عربی الفاظ مستعملہ بھی ایسے ہیں کہ جن کی جمع اُردو قاعدوں کی بموجب اُردو میں
نہیں بولتے جیسے - دریا - خط - حرف - لفظ - شام - خلقت - گروہ - لشکر - انبار - بازار - وغیرہ
ان دونوں صورتوں میں بعض اسما کی جمع واو اور نون غنہ سے آتی ہے - جیسے - دریاؤں -
لفظوں - گروہوں - لشکروں - وغیرہ ۔

بعض اسم مذکر بھی بولے جاتے ہیں اور مونث بھی ۔ جیسے ۔ قلم ۔ بلبل ۔ طوطی ۔ سانس ۔ فکر ۔ نقاب ۔ گیند ۔ مالا ۔ غور ۔ طرز ۔ کٹار ۔ کلک ۔ درود ۔ فاتحہ ۔ ہُمن ۔ گوند ۔ حرف میم ۔ حرف جیم وغیرہ

ایسے الفاظ جو ایک سے زیادہ معنی میں مستعمل ہیں ۔ وہ کسی معنی میں مذکر ہوتے ہیں ۔ اور کسی میں مونث ۔ جیسے :-

تال ۔ وزن موسیقی کے معنی میں مونث ۔ تالاب کے معنی میں مذکر +

تال ۔ بندوق کی نلی ۔ اور گھاس وغیرہ کی کھوکھلی نلی کے معنی میں مونث اور تاف کے معنی میں مختلف فیہ یعنی کوئی مذکر کہتا ہے کوئی مونث ۔ اور لکڑی یا پتھر یا لوہے کا کندہ جسے پہلوان اٹھاتے ہیں ۔ اس معنی میں مذکر بولتے ہیں +

لگن ۔ لگاؤ کے معنی میں مونث ۔ اور برتن کا نام ہونے میں مذکر ہے +

اسی طرح فارسی اور عربی کے الفاظ جو اپنی اصلی زبان میں ذو معنی ہوں اور اردو میں بھی مستعمل ہوں جیسے

گزر ۔ بمعنی بسر اوقات ۔ مونث ۔ اور بمعنی گھاٹ مذکر +

مثل ۔ بسکون اوسط بمعنی مانند ۔ مذکر اور مونث دونوں طرح مستعمل ہے اور بمعنی کاغذات مقدمہ صرف مونث +

ترک ۔ چھوڑنے کے معنی میں مذکر ۔ اور کتاب وغیرہ میں جو کاغذ کے ٹکڑے کا نشان رکھتے ہیں مونث

بعض مختلف فیہ یعنی ایسے اسم کہ ان کو مذکر بھی بولا جاتا ہے اور مونث بھی ۔ ان کی جمع اگر یائے مجہول اور نون غنہ سے بنائی جائے تو مونث بولیں گے ۔ جیسے میری قلمیں کون لیگیا ۔ اس شورہ کی قلمیں باریک اور چمکدار ہیں ۔ اس کے کھیت کی ڈول پر بہت کیکریں کھڑی ہیں +

اور جب واؤ اور نون سے جمع بنائی جائے ۔ تو مذکر بولیں گے جیسے قلموں کے بنڈل کیکروں کے جھنڈ +

اسم کی حالت

اسم جب کسی کلام میں بحیثیت جزو کلام بولا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ ان چھ حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہو

حالت۔ اسم مفرد یا مرکب کا وہ تعلق جو جملہ میں کسی دوسرے اسم یا فعل کے ساتھ ہو۔ اس کا نام حالت ہے جیسے۔ زید آیا۔ یہاں زید حالت فاعلی میں ہے اور بروے ترکیب نحوی بھی فاعل ہے یا۔ زید کھڑا ہے۔ یہاں بھی زید حالت فاعلی میں ہے۔ مگر بروے ترکیب نحوی زید کو فاعل نہیں کہیں گے بلکہ اسم کہیں گے +

(۱) حالت فاعلی۔ جس اسم سے کسی فعل کا صادر ہونا۔ یا کسی صفت کا اسمیں قایم ہونا پایا جائے وہ اسم حالت فاعلی میں ہوتا ہے جیسے۔ زید دوڑا۔ گھوڑا ہنہنایا۔ آدمی آئے۔ لڑکوں نے غل مچایا۔ لڑکیاں گا رہی ہیں۔ اونٹ بیمار ہو گیا۔ گھوڑی ہانپ رہی ہے۔ مزدور اینٹیں ڈھو رہے ہیں۔ ان مثالوں میں۔ زید۔ گھوڑا۔ آدمی۔ لڑکوں۔ لڑکیاں۔ اونٹ۔ گھوڑی۔ مزدور سب اسم حالت فاعلی میں ہیں +

(۲) حالت مفعولی۔ ایسا اسم جو کلام میں اس طرح واقع ہو۔ کہ اس پر کسی فعل کا یا فعل کے اثر کا واقع ہونا پایا جائے۔ اور اس اسم کا تعلق فعل کے ساتھ بجز اسکے کہ اس پر فعل واقع ہوا ہے اور کسی قسم کا نہو جیسے +

بکرے نے پانی پیا۔ گھوڑوں نے گھاس کھائی۔ ولید نے آم چوسا۔ خالد نے کرتہ پہنا۔ عمرو نے ٹوپی اوڑھی۔ زید نے لڑکی کو خط لکھا۔ خالد نے لڑکے سے کہا +

ان جملوں میں پینے کا فعل پانی پر۔ اور کھانے کا فعل گھاس پر اور چوسنے کا فعل آم پر واقع ہوا۔ اور اسی طرح دوسرے اسموں کو سمجھ لو۔ اس سے۔ پانی۔ گھاس۔ آم۔ کرتہ۔ ٹوپی۔ لڑکی لڑکا یہ سب اسم حالت مفعولی میں ہیں +

مفعول مالم یسمّٰے فاعلہ یعنی ایسا مفعول جس کا فاعل معلوم نہو۔ وہ بھی حالت مفعولی میں مانا جائے گا جیسے۔ زید پیٹا۔ ناج بکا۔ دھان کٹے۔ کھیتیں کٹی ان میں۔ زید۔ ناج۔ دھان۔ کھیتی چاروں اسم حالت مفعولی میں ہیں +

(۳) حالت مجروری۔ ایسا اسم جس کا تعلق کسی فعل یا شبہ فعل یا صفت کے ساتھ

کلام سے ظاہر ہو۔ یا یوں کہو کہ جو اسم حرف جر کے تحت میں ہو جیسے :-
زید دہلی سے آیا۔ بکر چھت پر چڑھا۔ گھوڑا تھان پر نہیں تھا۔ نوکر بازار تک گیا ہے۔ زید نے تلوار سے شیر مارا۔ بکر کی گولی چاندماری کے چاند پر لگی۔ ان کلاموں میں۔ دہلی چھت تھان بازار۔ تلوار۔ چاند۔ یہ سب حالت مجروری میں ہیں +

(۴) حالت ظرفی۔ ایسا اسم کہ جس کا تعلق مکان یا زمان سے ہو۔ یا جو مکان یا زمان ظاہر کرے جیسے۔ زید گھر میں ہے۔ لڑکا دوپہر سے غائب ہے۔ ولید پلنگ پر سوتا ہے۔ خالد رات چلا گیا۔ زید ایک گھنٹے میں آئیگا۔ ان جملوں میں۔ گھر۔ دوپہر۔ پلنگ۔ رات گھنٹہ۔ حالت ظرفی میں ہیں

(۵) حالت اضافی۔ ایسا اسم جو کسی دوسرے اسم کی طرف اس لئے نسبت کیا جائے کہ دوسرے اسم میں ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہو جائے۔ جیسے زید کا گھوڑا۔ ولید کا لوٹا۔ لڑکے کا قلم۔ لڑکی کی اوڑھنی۔ خالد کی میز۔ بکر کی کرسی +

یہ ترکیبات ناقص تمام کے تمام حالت اضافی میں ہیں نہ کہ ان میں سے کوئی ایک اسم +

حالت ندائی۔ ایسا اسم جس کو حرف ندا کے ساتھ پکارا یا بلایا جائے۔ جیسے اے لڑکے۔ او جانے والے۔ یا اللہ۔ ارے بچے۔ زید ہوت +

ان فقروں میں لڑکا۔ جانے والا۔ اللہ بچے۔ زید۔ جو منادے ہیں یعنی جنکو پکارا گیا ہے بوجہ کلمات ندا حالت ندائیہ میں ہیں +

فاعل اور مفعول اور مجرور اور ظرف اور اضافت اور ندا کا مفصّل بیان۔ اپنے اپنے موقع پر آئے گا یہاں صرف حالت کے متعلق لکھا گیا ہے اور ان حالتوں میں جو تغیر و تبدل اسم میں ہوتا ہے اس کا ذکر نہیں کیا گیا +

تنبیہ۔ اسم یا ضمیر یا صفت میں ہم نے جو حالت لکھی ہے یا لکھیں گے درصل اسنادہی جس کا ذکر نحو میں مسند اور مسند الیہ کے بیان میں مفصّل لکھا جائیگا۔ اور باہمی کلمات کے تعلق کا ذکر کیا جائیگا۔ صرف میں اسناد کا نام حالت ہے۔ اور چونکہ حالت سے اسم و ضمیر و صفت میں کچھ ادل بدل

بھی ہوتی ہے۔ اور تغیر و تبدل کا ذکر علم صرف میں آنا چاہیئے۔ اس لئے حالت کا بتانا ضروری ہوا۔ اور اسی وجہ سے ہم نے اس کلمہ کے علاقہ کا جسکی وجہ سے اسم یا ضمیر یا صفت کسی حالت میں مانی جاتی ہے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ یہ بیان متعلق علم نحو ہے نہ کہ متعلق علم صرف +

فائدہ ۔ کسی کلمہ یا مرکب ناقص کا تعلق کسی دوسرے کلمہ سے کسی جملہ میں جو پایا جائے۔ اس کو اس کلمہ یا مرکب ناقص کی حالت کہتے ہیں۔ مرکب ناقص کے کلمات میں سے کوئی ایک کلمہ کسی حالت میں نہیں ہوتا۔ اور حالت بتانے میں مرکب کلمہ ایک کلمہ سمجھا جاتا ہے جیسے۔ زید کا گھوڑا آیا۔ اسکی حالت بتانے میں زید کا گھوڑا یہ سارا مرکب ناقص حالت فاعلی اضافی میں ہے کیونکہ آنے کا فعل ہر گھوڑے سے سرزد ہونا بیان نہیں کیا۔ بلکہ زید کے گھوڑے سے سرزد ہوا ہے اسی طرح۔ نیک آدمیوں نے کھانا کھایا۔ یہاں نیک آدمی حالت فاعلی وصفی میں ہیں نہ کہ الگ الگ ان میں سے کوئی کلمہ + یہ بات ہم ہر جگہ حالت کے بیان میں نہیں لکھیں گے اسکو یاد رکھنا چاہیئے)

اسم کی نوعیت

اسم کی نوعیت ظاہر کرنے کیلئے حسب ذیل باتیں بیان کرنی چاہئیں

(الف)۔ قسم یعنی کس قسم کا اسم ہے۔ اسم عام یا اسم خاص یا اسم جمع۔ وغیرہ +

(ب) جنس یعنی مذکر ہے یا مؤنث +

(ج)۔ تعداد۔ یعنی واحد ہے۔ یا جمع +

(د)۔ حالت یعنی منجملہ فاعلی۔ مفعولی و اضافی وغیرہ کے کس حالت میں ہے +

چند مثالوں میں۔ اسم کی نوعیت بیان کرنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے +

خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب نے ابن بطوطہ کے سفرنامہ کا اردو میں ترجمہ کیا +

(۱)۔ خان بہادر۔ اسم خاص۔ واحد مذکر حالت فاعلی میں +

(۲)۔ پیرزادہ۔ اسم خاص۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۳) ۔شمیم حسین۔ اسم خاص۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں ۔
(۴) ۔ ابن بطوطہ۔ اسم خاص۔ واحد مذکر۔ حالت اضافی میں ۔
(۵) ۔سفرنامہ۔ اسم خاص۔ واحد مذکر۔ حالت اضافی میں ۔
(۶) ۔ اردو۔ اسم خاص مؤنث۔ حالت مجروری میں ۔

عابد بہار نے مشاعرہ میں غزل پڑھی ۔

(۱) ۔عابد بہار۔ بہ ترکیب اضافی اسم خاص۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں ۔
(۲) ۔مشاعرہ۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت ظرفی میں ۔
(۳) ۔غزل۔ اسم عام۔ واحد مؤنث۔ حالت مفعولی میں ۔

ایک سادھو لنگوٹی باندھے اور چادر اپنے چمٹا ہاتھ میں لئے۔ دھرم سالہ میں آیا۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کتا ہے۔ اس کے گلے میں ننھی سی پٹیا ہے جس میں گھونگرو ٹنکے ہوئے ہیں۔ لوگ جوق جوق اس کے درشن کرنے جارہے ہیں۔ اس کے گرد میلا لگا ہوا ہے ۔

(۱) ۔سادھو۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں ۔
(۲) ۔ لنگوٹی۔ اسم عام۔ واحد مؤنث۔ حالت مفعولی میں ۔
(۳) ۔چادر۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت مفعولی میں ۔
(۴) ۔چمٹا۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت مفعولی میں ۔
(۵) ۔ ہاتھ۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت ظرفی میں ۔
(۶) ۔دھرم سالہ۔ اسم عام بہ ترکیب اضافی۔ واحد مؤنث۔ حالت ظرفی میں ۔
(۷) ۔کتا۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں ۔
(۸) ۔گلا۔ اسم عام۔ واحد مذکر۔ حالت اضافی میں ۔
(۹) ۔پٹیا۔ اسم عام۔ واحد مؤنث۔ حالت مفعول مالم یسم فاعلہ میں ۔

(۱۰) - گھونگرو - اسم عام - جمع مذکر - حالت مفعول مالم یسم فاعلہ میں +

(۱۱) - لوگ - اسم جمع - جمع مذکر - حالت فاعلی میں +

(۱۲) - جوق جوق - اسم جمع جمع مذکر - حالت متعلق فعل میں +

(۱۳) - میلا - اسم جمع - واحد مذکر - حالت مفعول مالم یسم فاعلہ میں +

دریوں کی بنائی دیدی گئی۔ بننے والے نے ان کی بناوٹ بڑی چترائی سے کی ہے۔

(۱) - دریوں کی بنائی - مرکب اضافی مؤنث - حالت مفعولی اضافی میں +

(۲) - بننے والے - اسم عام - واحد مذکر - حالت فاعلی میں +

(۳) - ان کی بناوٹ - مرکب اضافی جمع مؤنث - حالت مفعولی اضافی میں +

(۴) - چترائی - اسم ذہنی - واحد مؤنث - حالت متعلق فعل یعنی مجروری میں +

دوم ضمیر

ایسا کلمہ جو کسی شخص یا چیز کے نام کی عوض بولا جاوے۔ اور بولنے میں ایک ہی نام کو بار بار دہرانا نہ پڑے۔ جیسے +

زید نے آکر اپنی سرگزشت سنائی۔ اگرچہ وہ کہتا تھا۔ کہ مجھ میں زیادہ دیر تک بیٹھنے کی طاقت نہیں۔ اور میری طبیعت بھی درست نہیں۔ مگر میں نے اس حالت کا ظاہر کرنا ضروری خیال کیا

اس کلام میں زید اسم ہے۔ اور الفاظ۔ وہ مجھ میں۔ میری۔ میں۔ جو اس کلام میں بجائے اسم زید۔ آئے ہیں ضمیر ہیں +

اردو میں ضمیر کی چھ قسمیں ہیں +

(۱) ضمیر شخصی یعنی وہ ضمیر جو آپس میں گفتگو کرتے وقت باتیں کرنے والے باہم ایک دوسرے کیلئے یا کسی اور شخص یا چیز کیلئے جس کا ذکر اثنائے گفتگو میں آچکا ہو۔ استعمال کریں +

جب باہم بات چیت ہوتی ہے تو ایک تو بات کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے نام کی

جگہ ضمیر برتے تو اس ضمیر کو واحد متکلم کہیں گے۔ جیسے میں جاتا ہوں یہاں میں کی ضمیر بات کہنے والے کے نام کی جگہ ہے اس لئے واحد متکلم ہے ✢

اور اگر بات کرنے والا ایک سے زیادہ کو اس بات میں اپنا شریک ظاہر کرنیکے لئے ضمیر لائے تو اس کو جمع متکلم کہیں گے۔ جیسے ہم جاتے ہیں۔ یہاں کئی جانے والوں کے نام کی جگہ ضمیر ہم ہے اس لئے جمع متکلم ہے ✢

دوسرا وہ شخص جس سے بات کیجائے۔ اگر اس دوسرے شخص کو تنہا خطاب کیا جائے تو بات کہنے والا اس کے نام کی جگہ لفظ تو۔ لائیگا۔ اور اس لفظ تو کو ضمیر واحد حاضر یا واحد مخاطب طوے کے زبر سے کہیں گے جیسے۔ تو جا۔ یہاں ضمیر تو دوسرے شخص حاضر کے نام کی جگہ ہے۔ اس لئے اس کو واحد حاضر یا واحد مخاطب کہیں گے ✢

اور اگر وہ جن کی طرف خطاب کرنا ہے ایک سے زیادہ ہوں تو ان کے ناموں کی جگہ ضمیر تم لاتے ہیں اور اس کو جمع حاضر یا جمع مخاطب کہتے ہیں۔ جیسے تم جاؤ۔ یہاں ضمیر تم ایک سے زیادہ مخاطبوں کے نام کی جگہ ہے۔ اس لئے یہ جمع حاضر یا جمع مخاطب ہے ✢

اور اگر وہ شخص یا چیز جس کے متعلق بات کہتی ہے۔ ایک ہے اور حاضر نہیں اس کے نام کی جگہ ضمیر (وہ) برتی جائے گی۔ اور اسکو واحد غائب کہا جائیگا۔ جیسے۔ وہ گیا۔ یہاں وہ اس شخص کے نام کی جگہ ہے جو موجود نہیں اس لئے اسکو واحد غائب کہیں گے ✢

اور اگر ایک سے زیادہ شخصوں یا چیزوں کے نام کی جگہ ضمیر لانی ہو تو بھی لفظ وہ یا وو بولا جاتا تھا لفظ وے جو پرانی اردو میں بولتے تھے اب متروک ہے۔ اور اس صورت میں کہ وہ سے ایک سے زیادہ اشخاص یا چیزیں مراد ہوں اس کو جمع غائب کہیں گے۔ جیسے۔ وہ گئے۔ یا وو گئے۔ یہاں وہ۔ یا۔ وو ضمیر جمع غائب ہیں ✢

ان تمام ضمیروں کو ضمیر شخصی کہتے ہیں اور حسب تفصیل بالا انکی صورت یہ ہوگی ✢

غائب	حاضر	متکلم	تعداد

واحد	میں	تو	وہ
جمع	ہم	تم	وہ یا وہ

واحد متکلم کی ضمیر جب کسی صفت کی موصوف ہو۔ تو بجائے میں کے مجھ اور بجائے تو کے تجھ بھی آتی ہے جیسے مجھ غریب کو کیوں ستاتے ہو۔ مجھ پردیسی پر رحم کرو۔ تجھ خستہ حال کو کون پوچھے گا۔

بلحاظ حالات کے ضمیر شخصی میں جو ادل بدل ہوتی ہے وہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

حالت	واحد متکلم	جمع متکلم	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد غائب	جمع غائب
اصلی ضمائر	میں	ہم	تو	تم	وہ	وہ یا وہ۔
حالت فاعلی	میں نے	ہم نے	تو نے	تم نے	اس نے	انھوں نے
حالت مفعولی	مجھے یا مجھکو	ہمیں یا ہمکو	تجھے یا تجھکو	تمھیں یا تمکو	اسے یا اس کو	انھیں یا انکو
حالت مجروری	مجھ پر	ہم پر	تجھ پر	تم پر	اس پر	ان پر
حالت ظرفی	مجھ میں	ہم میں	تجھ میں	تم میں	اُس میں	اُن میں
حالت اضافی	میرا	ہمارا	تیرا	تمھارا	اُس کا	اُن کا

حالت ندائی یہ حالت ضمیر کیلئے نہیں آتی اسم کیلئے خاص ہے ضمیر وہ کے ساتھ فارسی کی الفاظ اے آنکہ۔ اور اے کہ۔ کی تقلید میں جو کہا جاتا ہے کہ اے وہ کہ تیرا ثانی کوئی نہیں۔ اے وہ کہ تیری بھلائی کا چرچہ عام ہے۔ بہت کم اور شاذ و نادر قلیل الاستعمال ہے۔

ان ضمیروں میں مذکر و مؤنث کا فرق نہیں ہوتا۔ دونوں کے لئے ایک ہی ضمیر برتی جاتی ہے۔ اب ان پانچوں حالتوں کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ جس ترتیب سے حالتیں لکھی ہیں اسی ترتیب سے مثالیں دیجاتی ہیں۔

واحد متکلم۔ میں نے پکارا۔ مجھے پکارا۔ مجھکو پکارا۔ مجھ پر مہربانی کی۔ مجھ میں طاقت نہیں۔ میرا گھر ہے۔
جمع متکلم۔ ہم نے پکارا۔ ہمیں پکارا۔ ہمکو پکارا۔ ہم پر مہربانی کرو۔ ہم میں طاقت نہیں۔ ہمارا گھر ہے۔
واحد حاضر۔ تو نے پکارا۔ تجھے پکارا۔ تجھکو پکارا۔ تجھ پر مہربانی کی۔ تجھ میں طاقت نہیں۔ تیرا گھر ہے۔

جمع حاضر۔ تم نے پکارا۔ تمھیں پکارا۔ تمکو پکارا۔ تم پر مہربانی کی۔ تم میں طاقت نہیں تمھارا گھر ہے۔
واحد غائب۔ اس نے پکارا۔ اسے پکارا۔ اسکو پکارا۔ اس پر مہربانی کرو۔ اس میں طاقت نہیں اس کا گھر ہے۔
جمع غائب۔ انھوں نے پکارا۔ ان کو پکارا۔ انھیں پکارا۔ ان پر مہربانی کی۔ ان میں طاقت نہیں ان کا گھر ہے۔
ہر طرح کی ضمیر واحد کا استعمال اکثر حقارت یا محبت کیلئے کیا جاتا ہے۔ ورنہ ضمیر جمع بجاے واحد
کے استعمال کیجاتی ہے۔ اور اس سے عزت و عظمت مقصود ہوتی ہے۔ جیسے میں جاتا ہوں
تو جاتا ہے۔ وہ جاتا ہے کی جگہ یوں کہیں گے کہ ہم جاتے ہیں۔ تم جاتے ہو۔ وہ جاتے ہیں۔
اگرچہ جانے والا واحد ہو۔ البتہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کی حضور میں بوقت دعا۔ یا التجا یا ندا
واحد ہی کی ضمیر استعمال کیجاتی ہے۔ تاکہ شائبہ شرک نہو۔ جیسے۔ الٰہی تو مجھے تندرستی عطا کر۔
خداوندا تیرے سوا میرا کوئی نہیں۔ اے خدا تو میری مدد کر۔

آپ۔ حاضر کی دونوں ضمیروں تم اور تو کی جگہ لفظ آپ کا استعمال زیادہ و فصیح سمجھا جاتا
ہے اور لفظ آپ کیلئے فعل یا صفت کا کبھی صیغہ جمع برتا جاتا ہے۔ جیسے۔ آپ آئے۔ آپ
دریافت فرماتے ہیں۔ آپ عالم ہیں۔ آپ بہت اچھے ہیں۔ مگر فعل یا صفت کا جمع لانا اسی
وقت ہوتا ہے جبکہ لفظ آپ حالت فاعلی میں ہو۔ دوسری حالتوں میں جمع نہیں لاتے جیسے
آپ کو کس نے دھمکا دیا۔ آپ پر کون تہمت لگا سکتا ہے۔ آپ میں اب وہ زور نہیں رہا۔
آپ کا گھر گر پڑا۔

غائب کیلئے بھی آپ کا استعمال تعظیماً کرتے ہیں جیسے کسی غائب کی نسبت کہیں کہ آپ
یوں فرمایا کرتے تھے۔ آپ روزانہ تشریف لاتے اپنی حیات میں آپنے کبھی نماز قضا نہیں کی۔
لفظ آپ بحالت اضافت۔ واحد مذکر میں اپنا۔ اور واحد و جمع مونث میں اپنی اور جمع مذکر میں
اپنے ہو جاتا ہے جیسے یہ اپنا گھوڑا ہے۔ یہ اپنی گھوڑی ہے۔ یہ اپنے گھوڑے ہیں۔ یہ اپنی
گھوڑیاں ہیں۔

جب کوئی اسم ظاہر یا ضمیر۔ حالت فاعلی یا مفعولی۔ وغیرہ میں ہو یا ان میں سے دو حالتوں میں

تو بجائے اسم یا ضمیر کے مکرر لانیکے - اپنا - یا - اپنی - یا - اپنے لاتے ہیں - جیسے
میں اپنا کام کرتا ہوں تم اپنا کام کرو - وہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا رہے ہیں +
تم نے اپنے حوصلہ سے بڑھکر یہ کام کیا - ہم تو اپنی کملی میں مست ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے اسے دیا
وہ اپنے آپ باتیں کر رہا تھا - سب اپنی اپنی کہانی کہتے ہیں - انھوں نے اپنے اپنے ہنر دکھائے -
وہ اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے - وہ اپنے آپے میں پڑا اینٹھا ہوا ہے +
اپنے تئیں متروک ہے - بجائے اس کے اپنے آپ کہتے ہیں +
کبھی آپ بجائے اپنا - یا - اپنی کے بولتے ہیں جیسے - آپ کاج مہا کاج - میں آپ بیتی
کہانی کہتا ہوں - کبھی - آپ سے آپ - یا آپ ہی آپ - خود بخود کے معنوں میں آتا ہے جیسے
کیا میں آپ سے آپ گر پڑا - کیا وہ آپ سے آپ چلا گیا - کیا وہ آپ ہی آپ روٹھ گیا +
کبھی آپ کی جگہ آپے کا استعمال ہوتا ہے جیسے - وہ آپے سے باہر ہو گیا - وہ آپے میں نہیں رہا
یار اور یاروں کے الفاظ واحد متکلم کی ضمیر کی جگہ اور صرف یاروں کا لفظ ضمیر جمع متکلم کے لئے
بولتے ہیں جیسے - یار تو وہیں ڈٹے رہے - یاروں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا - وہ یاروں کا یار ہے
یاروں نے تو بہت زور مارا یعنی ہم نے - یاروں کو چھوڑ کہاں چلے یعنی ہمیں +
فائدہ - فارسی اور عربی میں دو قسم کی ضمیریں ہوتی ہیں ایک متصل یعنی فعل کے ساتھ
ملی ہوئی جیسے - آمدم - میں آیا یعنی میں آیا اور ضربنی یعنی مجھے مارا - ایسی ضمیر اردو میں نہیں
ہوتی - دوسری منفصل یعنی الگ جیسے او آمد - وہ آیا - یا - انا احمد - میں احمد ہوں - اردو میں صرف
منفصل ضمیریں ہوتی ہیں +
(۲) ضمیر اشارہ - ایسا لفظ جس سے کسی شخص یا چیز کو جتایا جاسے - اور جس شخص یا چیز
کو جتایا جائے یہ لفظ اس کے اسم کا قائم مقام ہو - جیسے - یہ نہیں - وہ لاؤ - اس کو نہیں اسکو
بلاؤ جس شخص یا چیز کو جتایا جائے اسے مشار الیہ کہتے ہیں - اس کے لئے دو لفظ ہیں +
(۱) یہ - اشارہ قریب کیلئے جیسے یہ تھا - یہ رہا - یہ ہے - یہ آیا - یہ گیا - یہ بیٹھا رہیگا - یہ بہت اچھا ہے

یہ بیٹا۔ یہ لڑکا۔ تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع میں یہ ضمیر یکساں رہتی ہے جیسے یہ آیا۔ یہ آ گئے۔ یہ آئی۔ یہ آئیں +

زور دینے یا توثیق کیلئے اسکی (یہ) کو کسرہ دیکر یائے معروف بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے۔ یہی تھا۔ یہی تھے۔ یہی تھی۔ یہی تھیں +

حالت مفعولی و اضافی۔ وغیرہ میں واحد کیلئے (اس) بکسرہ الف اور جمع میں (ان) بکسرہ الف سے یہ ضمیر بدل جاتی ہے۔ مگر حالت فاعلی میں واحد کیلئے تو (اس) بدستور رہتا ہے مگر جمع کیلئے بجائے (ان) کے انھوں کہیں گے جیسے۔ اس نے مارا۔ اس کو مارا۔ اس پر مار پڑی۔ اسمیں سانپ ہے۔ اسکا گھوڑا ہے۔ انھوں نے مارا۔ ان کو مارا۔ ان پر مار پڑی۔ ان میں کتابیں ہیں ان کے گھوڑے ہیں +

حالت مفعولی میں بجائے (ان کو) کے انھیں بھی بولتے ہیں جیسے انھیں مارو۔ انھیں پکڑو۔ انھیں لاؤ۔ انھیں لیجاؤ۔ وغیرہ لیکن حالت مفعول بالمعنے فاعلہ میں یہ کی ضمیر بدستور رہے گی جیسے یہ بیٹا۔ یہ لڑکا۔ یہ کٹے۔ یہ پٹے۔ وغیرہ +

زور دینے کے موقع پر (اس) کے سین کو کسرہ دیکر صرف یائے معروف۔ اور (ان) کے نون کو مکسور کر کے ہائے مخلوطی اور یائے معروف اور نون غنہ بڑھاتے ہیں جیسے۔ اسی نے کہا تھا۔ اسی کو پکارا تھا۔ اسی پر میں سوار تھا۔ اسی میں روپیے رکھے تھے۔ اسی کا مکان ہے + یا انھیں سے ملا تھا۔ انھیں پر بھروسہ ہے۔ انھیں میں ڈھونڈلو۔ انھیں کا باغ ہے وغیرہ۔ ضمیر (یہ) کے بعد یائے معروف صرف حالت فاعلی میں بڑھائی جاتی ہے۔ اور اس ضمیر (یہی) کو ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں نے علامت فاعلی نہ بولی جائے۔ جیسے یہی گیا تھا۔ یہی کہہ رہا تھا یہی کھا گیا۔ یہی سوتا تھا یہی رو رہا ہے +

(ب) وہ۔ اشارہ بعید کیلئے۔ اسمیں بھی بحالت تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے۔ وہ گیا۔ وہ گئے۔ وہ گئی۔ وہ گئیں +

حالت فاعلی مفعولی وغیرہ میں بجاے (وہ) ضمیر واحد کے (اس) بضم الف برتا جاتا ہے۔ جیسے۔ اُس نے دیکھا۔ اُس کو دیکھا۔ اُس پر چڑھا۔ اُسمیں بیٹھا۔ اُس کا قلم ÷

مگر (وہ) کی ضمیر جمع بولنے کے وقت۔ اُنھوں الف کے پیش سے حالت فاعلی اور اُنھیں حالت مفعولی میں جبکہ علامت مفعولی نہو۔ اور بحالت علامت مفعول ہونے یا دیگر حالتوں میں (اُن) الف کے پیش سے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ اُنھوں نے پڑھا۔ اُنھیں پڑھایا۔ اُن کو پڑھایا۔ ان پر آفت آئی۔ ان میں سب چیزیں رکھدیں۔ ان کے موڑھے ہیں ÷

حالت مفعولی میں جسمیں مفعول مالم یسم فاعلہ ہوتا ہے ضمیر وہ بدستور رہتی ہے وہ بچا۔ وہ چھوٹا۔ وہ لٹا۔ وہ کٹا۔ وہ کُٹا۔ وغیرہ ÷

بجاے (یہ) کے ایسا۔ اور بجاے (وہ) کے ویسا بھی بطریق ضمیر اشارہ مستعمل ہیں۔ مگر ایسی جگہ جہاں تمثیل یا تشبیہ دینی مقصود ہو۔ ایسا۔ اور ویسا کے آخر کا الف جبکہ علامت فاعلی و مفعولی وغیرہ ان کے ساتھ ہو تو جمع مذکر میں یاے مجہول سے اور واحد اور جمع مؤنث میں یاے معروف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے۔ ایسا لانا۔ ویسا مت لانا۔ ہم ایسے سوئے۔ یہ ویسے نہیں یہ ایسی ہے۔ یہ ویسی ہیں۔ اور علامات کے ساتھ۔ واحد مذکر کے لئے ایسے اور جمع مذکر کے لئے ایسوں۔ اور واحد مؤنث کیلئے ایسی۔ اور جمع مؤنث کیلئے ایسیوں۔ لاتے ہیں۔ جیسے۔

حالت فاعلی کسی ایسے ہی نے کہا ہوگا۔ ایسوں نے ہی بگاڑ دیا۔ کوئی ایسی ہی چرا لیگی ایسیوں نے ہی مل کر یہ کام کیا ہوگا ÷

حالت مفعولی۔ ایسے کو کون پوچھتا ہے۔ ایسوں کو اپنے پاس مت آنے دو۔ ایسی کو گھر میں کیوں جانے دیتے ہو۔ ایسیوں کو راہ راست پر لانا مشکل ہے ÷

حالت مجروری۔ ایسے سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ ایسوں سے نباہ آسان نہیں۔ ایسی سے کیوں ملتے ہو۔ ایسیوں کو کیوں آنے دیتے ہو ÷

حالت اضافی۔ ایسے کا منہ دیکھا۔ ایسوں کا ہاتھ پکڑا۔ ایسی کی باتیں سنیں۔ ایسیوں کا

مکان کیوں خریدا +

حالت ظرفی - ایسے میلے میں روٹی مت رکھو - ایسوں میں کھانا نہ اتارنا - ایسی میلی میں پان کیوں لائے - ایسوں میں سلوک کیونکر ہو +

ویسا - ویسی - وغیرہ جواب میں بولتے ہیں اور اس کے جواب میں جیسا وغیرہ بھی آتا ہے - اور تنہا بھی استعمال کرتے ہیں - جیسے ویسا لاؤ جیسا کل لائے تھے - تم ایسا لائے ویسا نہ لائے - جیسا میں نے کہا تھا - یہ ویسی نہیں جیسی میں چاہتا ہوں - یہ ویسا نہیں اڑتا جیسا پہلے اڑتا تھا - اب یہ ویسی نہیں رہی جیسی پہلے تھی - ایسا ٹھنڈا اور شیریں تھا کہ پھر ویسا نہ ملا +

ضمائر شخصی اور ضمیر اشارہ کے ساتھ لفظ اور یا کچھ اور بڑھا کر فرق مراتب کا اظہار کیا جاتا ہے جیسے - تو اور ہے وہ اور ہے میں اور ہوں وہ اور ہے ہم اور ہیں تم اور ہو - یہ اور ہے وہ اور ہے وہ کچھ اور ہے اور تم کچھ اور - تم کچھ اور ہو یہ کچھ اور - یہ کچھ اور ہے وہ کچھ اور - ان صورتوں میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا +

(۳) ضمیر موصولہ - اس کو ضمیر بیانی بھی کہتے ہیں یعنی ایسی ضمیر جو کسی اسم یا ضمیر کی جگہ بیان کے جملہ میں آئے - اور دو فقروں میں ربط پیدا کر دے - ضمیر موصولہ کے بعد کا فقرہ صلہ کہلاتا ہے اور موصول اور صلہ ملکر جملہ کا پورا جزو ہوتے ہیں - اگر ضمیر موصولہ میں شرط کے معنی پائے جائیں تو اس کے بعد کے فقرہ کو جزا کہتے ہیں جیسے :-

صلہ کی مثال - وہ قلم جو تم نے دیا تھا کھویا گیا - جو کل آیا تھا وہ چلا گیا +

جزا کی مثال - جو تم کہتے تو میں جاتا - جو تم بلاتے تو میں آتا +

اس ضمیر کے لئے اردو میں دو لفظ ہیں (جو) بضم جیم اور واو مجہول - اور (جونسا) اور کبھی فارسی (کہ) بھی ضمیر موصولہ کی جگہ آتا ہے - مگر یہ ضمیر موصولہ نہیں - کیونکہ بحالت فاعلی و مفعولی وغیرہ مستعمل نہیں +

(أ) جو - تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع میں - یہ ضمیر بدستور رہتی ہے - جیسے جو گیا تھا وہ

آگیا جو گئے تھے وہ آگئے۔ جو گئی تھی وہ آگئی۔ جو گئی تھیں وہ آگئیں +

حالت فاعلی میں جبکہ علامت نے نہ ہو اور حالت مفعولی میں جبکہ بحیثیت مفعول مالم یسم فاعلہ واقع ہو۔ تو اس ضمیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے۔ جو آیا تھا گیا۔ جو کہتی تھی وہ مکر گئی جو مارتے تھے وہ پکڑے گئے۔ جو بیٹھی تھیں وہ کھڑی ہوگئیں۔ جو بیٹا تھا وہ بھاگ گیا۔ جو بچایا سو کھالیا۔ جو لٹی تھی وہ رو رہی تھی۔ جو تھی وہ نکال لی +

لیکن فاعلی حالت میں جبکہ علامت نے آئے۔ اور باقی دیگر حالتوں میں۔ واحد کے لئے ضمیر (جو) لفظ جس سے بدل جاتی ہے۔ جیسے جس نے سُنا وہی خوش ہوا جس کو بلایا وہ آگیا جس پر پڑتی ہے وہی جانتا ہے۔ جسکی لاٹھی اسکی بھینس۔ جسمیں کہو رکھدوں + مگر حالت مفعولی میں (جس) کی جگہ جسے بھی مستعمل ہے جیسے۔ جسے کہو بلالاؤں جسے پوچھو اس کا حال بتاؤں +

جمع میں ضمیر (جو) بحالت فاعلی جبکہ نے علامت فاعل بھی موجود ہو۔ (جنھوں) سے بدلجاتی ہے جیسے جنھوں نے وعظ کہا تھا وہ آگئے ہیں جنھوں نے آنا تھا وہ آچکے۔

اور حالت مفعولی میں (جن) اور (جنھیں) سے جیسے جن کو اچھا سمجھا وہی بُرے نکلے جن کو بلایا تھا وہ آگئے۔ یا جنھیں اچھا سمجھا وہی بُرے نکلے جنھیں بلایا وہ آگئے +

حالت مجروری اور ظرفی اور اضافی میں صرف (جن) سے بدلتے ہیں جیسے +

جن سے ملنا تھا وہ مل گئے۔ جن پر بھروسہ تھا وہی انکار کر گئے۔ جن میں خرابی تھی وہ واپس کر دیئے۔ جن کا مال تھا انہیں دیدیا +

حالت اضافی میں تذکیر و تانیث کا اثر علامت اضافت پر ہوتا ہے۔ اصل ضمیر پر نہیں ہوتا جیسے جن کا گھوڑا تھا وہ لیگئے۔ جس کی چیزیں تھیں اُسے دیدیں۔ جس کا کام تھا اس نے کیا۔ جن کا مکان ہے وہی رہتے ہیں +

جمع کی ضمیریں تعظیم کیلئے واحد پر بھی بولی جاتی ہیں۔ جیسے جن صاحب کا ذکر تھا وہ تشریف لے آئے یہ صاحب وہی ہیں جنھوں نے کل لکھ دیا تھا +

ضمیر (جو) اور اُس کی بدلی ہوئی صورتوں کے جواب میں (سو) اور اس کی بدلی ہوئی صورتیں برتی جاتی ہیں۔ اور بعض جگہ بلفظ (سو) اور اگر ضمیر (جو) شرطیہ معنی دے تو اسکے جواب میں (تو) آتا ہے جیسے جو کہا تھا وہی ہوا۔ جو کل بازار میں تھے سو وہی ہیں ✣

جو منظور ہو وہ بتا دو جس سے کہو اس سے کہدوں جس کے ساتھ بھلائی کی اُسی نے برائی کی جن کا پیغام آیا تھا وہ آپ آگئے۔ جو سویا سو چوکا۔ جو کیا سو بھرا۔ جو ہوا سو ہوا۔ جو کہو تو میں جاؤں۔ جو آتا تو میں کہتا ✣ جواب کے کلموں میں اسکا حذف کر دینا بھی جائز ہے جیسے جو کہو کہدوں۔ جسے کہو بلا دوں جن سے کہو دریافت کر آؤں ✣

(جو) اور (جس) اور (جسے) اور (جن) مکرر آتے ہیں۔ ان میں سے (جو) کی تکرار سے جسقدر یا جتنا کے معنی بھی پیدا ہوتے ہیں جیسے۔ جو جو آنے والے تھے آچکے۔ جو جو کہا تھا سب کہدیا اور نیز ان چاروں ضمیروں کی تکرار سے۔ فرداً۔ فرداً کسی تعلق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے جو جو کام کر رہے تھے وہ چلے گئے۔ جس جس نے مارا تھا وہ پکڑے گئے جس جس کو پیغام بھیجا وہ آگیا جن جن کے نام بتائے اُن سے کہدیا جسے جسے کھانا کھانا ہو وہ آجائے ✣

ضمیر جو کے بعد لفظ کچھ بڑھاتے ہیں اور اُس سے تکمیل کے معنی بنتے ہیں۔ جیسے۔ جو کچھ تھا سب جاتا رہا۔ جو کچھ کہا سب سُنا۔ جو کچھ میرے پاس ہے سب آپ کا ہے ✣

اور ضمیر (جو) کے بعد لفظ کوئی اور ضمیر (جس) کے بعد لفظ کسی کا اضافہ کر کے عمومیت کے معنی پیدا کرتے ہیں۔ جیسے۔ جو کوئی آیا بڑا آتا ہی آیا۔ جس کسی سے پوچھا اس نے کچھ نہ بتایا جو کوئی آئے گا صلواتیں سُنائے گا۔ جس کسی سے پوچھو گے یہی جواب دیگا ✣

ضمیر (جو) کے بعد لفظ کہیں بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ جو کہیں جاتا ہے کسی غرض سے جاتا ہے۔ جو کہیں آتا جاتا ہی تھو اسے کیا معلوم ✣

(ب) جوتسا۔ اس ضمیر کی تانیث میں خواہ واحد کے لئے ہو۔ خواہ جمع کے لئے۔ آخر کا الف یائے معروف سے۔ بدل دیا جاتا ہے۔ اور جمع مذکر کے لئے یائے مجہول سے۔ اور بحالت فاعلی

وفعولی وغیرہ میں بھی۔ واحد مذکر کے لئے یائے مجہول سے اور جمع مذکر کے لئے۔ الف کو واؤ مجہول سے بدلکر نون غنہ زیادہ کرتے ہیں۔ اور جمع مونث کیلئے واؤ مجہول اور نون غنہ بلاکسی حرف کے بدلنے کے بڑھاتے ہیں۔ اور حرف کے بدلنے یا بڑھانے میں بدلے ہوئے یا بڑھائے ہوئے پہلے حرف کے ماقبل کی حرکت ان حرفوں کی بموجب ہو جاتی ہے۔ یعنی الف کیلئے زبر۔ یے کے لئے زیر۔ واؤ کے لئے پیش۔ جیسے۔ جونسا۔ جونسے۔ جونسی۔ جونسوں جونسیوں ÷ انتخاب اور تمیز کے لئے۔ اس ضمیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ جونسا کہو لے آؤں۔ جونسے آئے ہوئے تھے وہ چلے گئے۔ جونسی پڑھا کرتی ہے وہ آئی۔ جونسی گا رہی تھیں وہ انعام مانگتی ہیں ÷ حالت کی مثالیں ÷

جونسے نے کل کتاب دکھائی تھی وہ اور کتابیں لایا ہے۔ جونسے کو صبح دھمکایا تھا وہ پھر آگیا۔ جونسی پر آپ کی نظر عنایت ہے وہ عرض کرتی ہے۔ جوں سے میں کہو یہ کپڑے کھدوں÷ جونسی کی اوڑھنی رنگواتی ہو دیدو۔ جونسوں نے اینٹیں ڈھوئی تھیں وہ مزدوری مانگتے ہیں جونسیوں کو کل بلایا تھا وہ آج آئی ہیں ÷

لیکن پانچوں حالتوں میں۔ بجائے جونسا اور اسکے مشتقات کے۔ جو اور اس کی تبدیل شدہ صورتوں کا برتنا فصیح ہے۔ اور جونسا کی تبدیل شدہ صورتوں کو نہیں برتتے ÷

اس ضمیر کو جب پیہم مکرر لانا چاہیں تو (سا) اور اس کی بدلی ہوئی صورتوں کا استعمال ضمیر ثانی میں کرتے ہیں۔ پہلی ضمیر میں نہیں کرتے۔ جیسے ÷

جون جونسا۔ جون جونسی۔ جون جونسوں۔ جون جونسیوں۔ اب بجائے ان سب کے جو جو۔ یا جن جن مستعمل ہے ÷

(۴) ضمیر استفہام۔ وہ ضمیر جو سمجھنے یا دریافت کرنے کیلئے بولی جائے۔ جیسے۔ کون ہے۔ کیا ہے۔ کونسا ہے۔ کسے ہیں۔ کتنا ہے۔ اردو میں ضمیر استفہام کے پانچ لفظ ہیں÷

(۱) کون۔ کاف کے زبر سے۔ یہ ضمیر۔ ذوی العقول کی تعریف دریافت کرنے لئے آتی ہے

جیسے۔ کون گرا۔ کون بولا۔ کون آیا۔ کون گیا۔ کون ہے۔ کون تھا۔ تذکیر و تانیث اور واحد
و جمع میں ضمیر کون نہیں بدلتی۔ جیسے۔ کون گرا۔ کون گرے۔ کون گری۔ کون گریں +

حالت فاعلی، مفعولی وغیرہ میں حسبِ ذیل تبدیلیاں اس میں ہوتی ہیں +

حالت فاعلی۔ جب فاعل کے ساتھ علامت نے نہ ہو تو واحد اور جمع کے لیئے کون آئیگا۔
جیسے۔ کون بولا۔ کون بولے۔ کون گئی۔ کون گئیں +

اور اگر علامت نے فاعل کے ساتھ ہو تو واحد کے لیئے (کون) (کس) سے بدل جاتا ہے
جیسے کس نے مارا۔ کس نے کہا۔ کس نے دھول اڑائی۔ کس نے خبر دی +

اور جمع کے لیئے کنھوں بولا جائیگا۔ جیسے۔ کنھوں نے باتیں کیں۔ کنھوں نے تالیاں بجائیں۔
کنھوں نے دعائیں دیں +

حالت مفعولی۔ اگر مفعول کے ساتھ علامت کو نہ ہو۔ تو واحد کیلئے۔ (کسے) بولتے ہیں
جیسے۔ کسے پڑھایا۔ کسے پیار کیا۔ کسے بلایا۔ کسے دھمکایا +

اور جمع کے لیئے کنھیں کہتے ہیں جیسے کنھیں بلاتے ہو۔ کنھیں پڑھاتا ہے۔ کنھیں لیے جاتا ہے
اور اگر مفعول پر علامت کو ہے تو واحد کے لیئے کس اور جمع کے لیئے کن برتا جاتا ہے جیسے
کس کو سلایا۔ کس کو جگایا۔ کس کو پلایا۔ کس کو کھلایا۔ کن کو پکڑا۔ کن سے کہا۔ کن کو لائے۔
کن کو پیغام بھیجا +

مفعول مالم یسم فاعلہ کے لیئے واحد اور جمع میں اصل ضمیر کون برتی جائیگی۔ جیسے۔ کون ہٹا۔
کون لٹے۔ کون پٹی۔ کون لٹیں +

حالت مجروری
حالت اضافی
حالت ظرفی

ان تینوں حالتوں میں واحد کے لیئے (کس) اور جمع کے لیئے (کن) آتا ہے۔ جیسے حالت مجروری۔ کس سے باتیں ہوئیں۔ کس سے لڑائی ہوئی کس پر مار پڑی۔ کس پر غصّہ ہوئے۔ کن سے خط و کتابت کی۔ کن پر آفت آئی۔ کن سے محبت ہے۔ کن پر ناراضی ظاہر کیجا رہی ہے + حالت اضافی۔ کس کا مکان ہے

کس کی دکان ہے۔ کس کا ذکر تھا۔ کس کی باتیں ہو رہی تھیں۔ کن کے پاس جانا ہے۔ کن کا پیام لائے ہو۔ کن کی تصویریں ہیں + حالت ظرفی۔ کس میں برتن رکھے ہیں۔ کس میں پانی ہے کس میں آگ لگی۔ کن میں دھبے پڑ گئے۔ کن میں گیہوں بھر دیئے۔ کن میں مول آ رہا ہے۔ ان تمام ضمیروں میں تذکیر و تانیث کے وقت کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ کس اور کن۔ یہ دونوں جاندار و بیجان کے لئے عام ہیں جیسے امثلہ بالا سے ثابت ہوا کیوں۔ اور کس اور کن مکرر بھی بولے جاتے ہیں اور متعدد اشیاء یا شخصوں کے متعلق کسی ایک بات کا استفہام ہوتا ہے جیسے۔ کون کون آیا۔ کس کس نے گواہی دی۔ کن کن کو کھانا کھلایا۔ کس کس میں پانی بھرا۔ کن کن کی ٹینڈو ٹوٹی +

انتخاب یا ورتمیز کے استفہام کیلئے ضمیر (کون) پر (سا) کا لفظ اور بڑھا کر واحد مذکر کے لئے کونسا۔ اور واحد اور جمع مؤنث کیلئے کونسی۔ اور جمع مذکر کے لئے کونسے۔ بولتے ہیں۔ جیسے کونسا پسند آیا۔ کونسی پسند آئی۔ کون سے پسند آئے۔ کونسی پسند آئیں +

حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں اس ضمیر کا تغیر و تبدل حسب ذیل ہے +

حالت فاعلی میں اگر فاعل کے ساتھ علامت فاعل نہ ہو تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث اسی طرح ہو گی جس طرح اوپر بیان کی گئی۔ جیسے کونسا آیا۔ کونسی آئی۔ کونسے آئے۔ کونسی آئیں + اور اگر علامت فاعل آئے گی تو واحد مذکر کے لئے۔ کونسے اور جمع مذکر کیلئے کونسوں۔ اور واحد مؤنث کے لئے کونسی۔ اور جمع مؤنث کے لئے کونسیوں آئے گا۔ جیسے۔ کون سے نے پڑھا۔ کونسوں نے پڑھا۔ کونسی نے پڑھا۔ کونسیوں نے پڑھا +

حالت مفعول مالم یسم فاعلہ کی صورت میں کونسا کی ضمیر وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنی ابتدائی صورت پر رہے گی۔ جیسے۔ کونسا ہارا۔ کون سے ہارے۔ کونسی ہاری۔ کونسی ہاریں۔

اور حالت مفعولی میں اگر علامت مفعول بمفعول کے ساتھ ہو۔ اور حالت جروری۔ اور حالت ظرفی اور حالت اضافی میں ضمیر کونسا کا تغیر یکساں ہے یعنی واحد مذکر کے لئے کونسا۔ واحد مؤنث کے لئے کونسی۔ جمع مذکر کے لئے کونسوں۔ جمع مؤنث کے لئے کونسیوں۔ جیسے

حالت مفعولی۔ کون سے کو پکارا۔ کونسی کو پکارا۔ کونسوں کو پکارا۔ کونسیوں کو پکارا +

حالت مجروری۔ کونسے سے باتیں کیں۔ کونسی سے باتیں کیں۔ کونسوں سے باتیں کیں کونسیوں سے باتیں کیں +

حالت ظرفی۔ کونسے میں ٹھنڈا پانی ہے۔ کونسی میں نمک کھا ہے۔ کونسوں میں اناج بھرا ہے۔ کونسیوں میں کھیلیں ہیں +

حالت اضافی۔ کونسے کا دانہ ہے۔ کونسی کی کسی جائیگی۔ کونسوں کو ٹہلانے لیجائیں۔ کونسیوں کی نعل بندی ہوگی۔ کونسا کی جواب میں جونسا آتا ہے اور دونوں میں یکساں ادل بدل ہوتی ہے۔ جیسے +

جواب	سوال	جواب	سوال
جونسا سب سے اوپر ہے	کونسا پسند ہے	جون سے کل کیسے گئے تھے	کون سے کیسے جائیں گے
جونسی خوبصورت ہو	کونسی ہنڈگاتے ہو	جونسیوں کو اس قابل سمجھا	کونسیوں سے مشورہ کیا

جب چیزوں یا شخصوں کے فرداً فرداً انتخاب کے لئے ان ضمیروں کا مکرر بولنا مقصود ہو تو بجائے کونسا کونسا۔ یا کونسی کونسی وغیرہ کے۔ کون کونسا۔ کون کونسی۔ کہتے ہیں جیسے +

کون کونسا پسند آیا۔ کون کونسی خریدیں۔ کون کونسے خراب ہیں۔ کون کونسی چرخہ کات رہی ہیں۔ کون کونسوں نے مشورہ کیا۔ کون کونسیوں کو سبق پڑھایا +

(ب) کیا۔ دریافت خبر کیلئے۔ یہ ضمیر جاندار اور بے جان سب کے لئے بولی جاتی ہے۔ جیسے کیا کہتے ہو۔ کیا سنا۔ کیا ہوا۔ کیا ہے۔ کیا ٹوٹا۔ کیا پھوٹا۔ وحدت وجمع۔ اور تذکیر وتانیث اور حالت فاعلی ومفعولی وغیرہ سے اس ضمیر میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ جیسے +

کیا کھایا۔ کیا کھائی۔ کیا لائے۔ کیا لائیں +

حالت فاعلی۔ کیا کہا۔ کیا لائے۔ کیا سنی۔ کیا لائیں +

حالت مفعولی۔ کیا کھایا۔ کیا توڑے گئے۔ کیا اٹھالی۔ کیا ہٹالی گئیں۔ کیا لٹا۔ کیا پکا۔ چونکہ یہ ضمیر کلمات ربط یا علامات کی معمول نہیں ہوتی۔ اس لئے۔ علامت فاعلی یا مفعولی اور حالت مجروری یا اضافی یا ظرفی اس کے لئے نہیں ہوتیں +

کبھی علاوۃ توقع کسی امر کے ظاہر ہو جانے کے لئے بحیثیت ضمیر اس کا استعمال ہوتا ہی جیسے:
کیا تھا کیا ہو گیا۔ کیا کہا تھا اور کیا جواب ملا۔ کیا لائے اور کیا لیچلے ۔

کبھی صراحت ابہام کیلئے جیسے۔ کیا کہا پھر کہو۔ اچھا پھر کیا ہوا ۔

جب یہ ضمیر بھی مکرر آتی ہے تو تعدد کے معنی دیتی ہے جیسے۔ کیا کیا کیا۔ کیا کیا سنا۔ کیا کیا گذری۔ کیا کیا دیکھا۔ کیا کیا ہوگئی ۔

(ج) کاہے۔ یہ ضمیر بمشورہ یا خبر دریافت کرنے کیلئے آتی ہے۔ مگر بلا کلمات ربط مستعمل نہیں ہوتی۔ جیسے۔ کاہے نے کاٹا۔ کاہے نے پکڑا۔ حالت فاعلی کیلئے۔ کاہے کو توڑوں۔ کاہے کو لیجا رہی ہو۔ ان مثالوں میں ضمیر کے معنی بھی ہیں اور صلہ فعل کے بھی۔ اگر اس ضمیر کو مکرر لائیں تو صرف ضمیر کے معنی صاف صاف سمجھ میں آئیں گے جیسے۔ کاہے کاہے کو اٹھاؤں۔ کاہے کاہے کو لیجاؤں یہ چاروں مثالیں حالت مفعولی کی ہیں کاہے سے روٹی کھاؤں۔ کاہے سے لکھوں حالت مجروری کے لئے ۔

کاہے میں ٹھوکوں۔ کاہے میں رکھوں۔ حالت ظرفی کے لئے ۔

کاہے کا سبق پڑھوں۔ کاہے کی مغزی لگے گی۔ حالت اضافی کیلئے ۔

بصورت تکرار تعدد قسم کے معنی لئے جاتے ہیں اور بیائے مجہول اور بیائے معروف دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔ کاہے کاہے میں پیوند لگاؤں۔
کاہی کاہی کی دھجیاں اکٹھی کرلیں۔ کاہے کاہے پر چمک ٹکے گی۔ کاہی کاہی کا سنجن بنا لیا ہے
کاہی کاہی کے ٹکڑے جوڑ دیئے ہیں ۔

(د) کے۔ یہ ضمیر تعداد دریافت کرنے کیلئے آتی ہے۔ اور ایک سے زیادہ کی دریافت مقصود ہوتی ہے۔ خواہ جواب میں ایک ہی ہو۔ تذکیر و تانیث کا فرق اسمیں نہیں ہوتا۔ جیسے۔ کے آئے کے گئے۔ کے نے کھایا۔ کے نے غل مچایا۔ حالت فاعلی ہیں۔ کے گئے۔ کے پیٹے۔ کے سے پوچھا۔ کے کو کھلایا۔ حالت مفعولی ہیں۔ کے سے ملے۔ کے سے باتیں کیں۔ کے پر گوٹا لپیٹا۔ حالت مجروری ہیں ۔

کے کی شراکت ہوئی۔ کے کا ساجھا تھا۔ حالت اضافی ہیں +

کے ہیں آٹا بھرا۔ کے ہیں کپڑے رکھے۔ حالت ظرفی ہیں +

(۴) **کتنا**۔ یہ ضمیر مقدار یا تعداد دریافت کرنے کیلئے بولی جاتی ہے۔ واحد مذکر کے لئے کتنا اور واحد اور جمع مونث کیلئے کتنی اور جمع مذکر کے لئے کتنے۔ اور علامات کے ساتھ جمع مذکر کے لئے کتنوں اور جمع مونث کے لئے کتنیوں۔ بولتے ہیں جیسے کتنا پڑھا۔ کتنا کھایا۔ کتنی سنیں۔ کتنی لکھیں۔ کتنے جا رہے ہیں۔ کتنوں کو خبر کی۔ کتنیوں نے گایا +

حالت فاعلی { کتنے پڑھ رہے ہیں۔ کتنے کھیل چلے۔ کتنوں نے سبق یاد کیا۔ کتنوں نے امتحان دیا۔ کتنی آئیں اور کتنی آئیں گی۔ کتنیوں نے گیت گائے۔ کتنیوں نے چرخہ کاتا +

حالت مفعولی { کتنوں کو مارا۔ کتنوں کو سمجھایا۔ کتنوں کو قطع کرنا سکھایا۔ کتنیوں کو بلایا۔ کتنے پیئے۔ کتنے بلے۔ کتنے چوسے۔ کتنے توڑے +

حالت مجروری { کتنوں سے ملاقات کی۔ کتنوں سے حال دریافت کیا۔ کتنیوں پر مہربانی کی۔ کتنیوں پر خفگی کا اظہار ہوا +

حالت اضافی { کتنوں کا حصہ ہے۔ کتنوں کی لاٹھیاں چھین لائے۔ کتنیوں کی اوڑھنیاں دھانی تھیں۔ کتنیوں کی چوڑیاں آسمانی تھیں +

حالت ظرفی { کتنوں میں تالا لگایا جائے گا۔ کتنیوں میں زردہ اتار دوں۔ کتنوں میں داغ لگ گیا۔ کتنوں میں کیڑے نکلے +

(۵) **ضمیر نکرہ**۔ وہ ضمیر جو غیر معین شخص یا چیز کے لئے بولی جائے۔ جیسے کوئی آرہا ہے۔ ان میں سے کوئی سا لیلو۔ کچھ بیٹھے ہیں۔ کئی چلے گئے۔ ضمیر نکرہ کیلئے اکثر یہ کلمات بولے جاتے ہیں +

(۱) **کوئی**۔ بضم اول و واؤ مجہول۔ یہ ضمیر اور اس کی تبدیل شدہ صورتیں جاندار اور بیجان کیلئے بولی جاتی ہیں۔ اور وحدت جمع اور تذکیر و تانیث میں کوئی فرق اس ضمیر میں نہیں ہوتا جیسے کوئی آیا ہے۔ کوئی آئے ہیں۔ کوئی آئی ہے۔ کوئی آئی ہیں +

البتہ حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں بجائے کوئی کے کسی بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے +

حالت فاعلی۔ جب علامت فاعل۔ فاعل کے ساتھ نہ ہو تو کوئی بدستور رہیگا۔ جیسے کوئی بول رہا ہے۔ کوئی بیٹھا ہے۔ کوئی سوتی ہے۔ کوئی گاتی ہے۔ کوئی جانے والے ہیں۔ کوئی آنے والے ہیں + اور جب فاعل کے ساتھ علامت ہوگی تو ضمیر کوئی کو کسی سے بدل دینگے جیسے کسی نے مارا۔ کسی نے گایا۔ کسی نے پڑھا۔ کسی نے لکھا۔ کسی نے کہا +

حالت مفعولی۔ مفعول عالم بسیط فاعلہ کی صورت میں کوئی بدستور رہیگا۔ جیسے کوئی پٹا کوئی لٹا۔ کوئی کٹا۔ کوئی پکا + اور دوسری صورت میں علامت مفعول آنے سے (کسی) کہیں گے۔ جیسے کسی سے کہو۔ کسی کو بلاؤ۔ کسی سے ملو۔ کسی کو آواز دو +

حالت مجروری۔ کسی سے میں نہیں ملا۔ کسی پر میں نہیں ٹپری۔ کسی سے میری جان پہچان نہیں۔ کسی پر آپ کو اعتماد نہیں +

حالت ظرفی۔ کسی میں دم نہیں۔ کسی میں عقل نہیں۔ کسی میں قند ہو تو لے آؤ +

حالت اضافی۔ کسی کا گھر ہوگا مجھے کیا خبر۔ میں کسی کے پاس نہیں گیا۔ آپ کو کسی کی یاد ستا رہی ہے۔ وہ کسی کا یار نہیں +

کوئی اور کسی جب مکرر بولے جاتے ہیں۔ تو ان کی دلالت فرداً فرداً۔ کئی شخصوں یا کئی چیزوں پر ہوتی ہے۔ جیسے کوئی کوئی آیا ہے۔ کوئی کوئی دانے چگ رہا ہے یا کسی کسی نے سبق یاد کیا ہے۔ کسی کسی سے میں ملا۔ کسی کسی کو میں نے دیکھا +

اور اگر مختلف یا متضاد۔ افعال یا اسمائے صفات کا ذکر کیا جائیگا۔ تو بھی یہ ضمیریں مکرر برتی جائیں گی۔ مگر یہ تکرار بہیم نہیں ہوتی۔ بلکہ دونوں کے مابین فصل لفظی ہوگا +

جیسے۔ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے۔ کوئی ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے۔ کوئی اچھا ہے کوئی بُرا ہے کوئی چھوٹا ہے کوئی بڑا ہے۔ کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے کسی نے کہا کسی نے سُنا کسی سے پوچھا کسی نے بتلایا۔ کسی کی آنکھ دکھتی ہے کسی کا کان۔ کسی کا ہاتھ پکڑا کسی کا دامن۔ کوئی ہار لایا

کوئی کبوتر لایا۔ کسی نے چڑیا پکڑی کسی نے کوّا ÷

ان ضمیروں کی پیہم تکرار کے وقت حرف نفی اُن کے بیچ میں تاکید یا زور دینے کیلئے لاتے ہیں اور اس سے ان ضمیروں کی عمومیت میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی نہ کوئی تو سچ بولے گا ÷ کوئی نہ کوئی ضرور آیا۔ کوئی نہ کوئی تو ہمارا ساتھ بھی دیگا۔ کسی نہ کسی نے ضرور کہا۔ کسی نہ کسی سے تو ملاقات ہوگی۔ کسی نہ کسی طرح تمھیں آنا چاہئے ÷

ضمیر کوئی کے بعد لفظ سا کبھی زیادہ کر لیتے ہیں اور کوئی سا کہتے ہیں اس سے انتخاب یا تمیز کے معنی پیدا کئے جاتے ہیں۔ کوئی سا کا الف جمع مذکر میں یائے مجہول سے اور واحد اور جمع مونث میں یائے معروف سے بدل جاتا ہے جیسے کوئی سا لے آؤ۔ کوئی سے خرید لو۔ کوئی سی بچھاؤ کوئی سی ہوں لے آؤ ÷

حالت فاعلی اور مفعولی وغیرہ میں اگر فاعل یا مفعول کے ساتھ علامت نہ آئے۔ تو وحدت وجمع۔ اور تذکیر و تانیث میں یہی صورت رہے گی۔ اور اگر علامتیں ہیں تو واحد مذکر کے لئے (کوئی سے) اور جمع مذکر کیلئے کوئی سوں۔ اور واحد مونث کیلئے بدستور کوئی سی اور جمع مونث کیلئے۔ (کوئی سیوں) کہیں گے۔ جیسے :-

حالت فاعلی۔ کوئی سا آیا ہوگا۔ کوئی سے آئے ہونگے۔ کوئی سی آئی ہوگی۔ کوئی سی آئی ہونگی۔ کوئی سے نے مارا ہوگا۔ کوئی سوں نے مارا ہوگا۔ کوئی سی نے گایا ہوگا۔ کوئی سیوں نے گایا ہوگا ÷

حالت مفعولی۔ کوئی سا پٹا ہوگا۔ کوئی سے پٹے ہونگے۔ کوئی سی پٹی ہوگی۔ کوئی سی پٹی ہونگی۔ ان مثالوں میں کوئی سا وغیرہ مفعول مالم یسم فاعلہ ہیں۔ اور صرف مفعول کی مثالیں یہ ہیں ÷ کوئی سے کو بلاؤ۔ کوئی سوں کو بلاؤ۔ کوئی سی کو بلاؤ۔ کوئی سیوں کو بلاؤ ÷

حالت مجروری۔ کوئی سے پر مار پڑیگی۔ کوئی سوں پر مار پڑیگی۔ کوئی سی پر مار پڑیگی۔ کوئی سیوں پر مار پڑے گی ÷

حالت ظرفی - کوئی سے میں بھر دو - کوئی سوں میں بھر دو - کوئی سی میں بھر دو کوئی سیوں میں بھر دو

حالت اضافی - کوئی سے کا گھوڑا ہو لے آؤ - کوئی سوں کے کپڑے ہوں دھلنے دیدو - کوئی سی کی اوڑھنی ہو رنگ دو - کوئی سیوں کے کرتے ہوں سی دو +

لیکن حالتوں کے لحاظ سے جمع مذکر اور جمع مؤنث کے صیغوں کا استعمال غیر فصیح مانا گیا ہے اور اس لئے انکا بولنا متروک ہے +

(ب) کچھ - کاف کے پیش سے - یہ ضمیر بھی جاندار اور بے جان کیلئے عام ہے - اور بمعنی غیر معین اور مبہم تعداد کے لئے آتی ہے - اور ایک یا ایک سے زیادہ کے لئے آتی ہے جیسے - کچھ توڑا کچھ مروڑا - کچھ پیا کچھ بکھیرا - کچھ اٹھایا کچھ گرایا - کچھ توڑے کچھ پھوڑے - کچھ کھٹے کچھ میٹھے - کچھ کچے کچھ پکے - کچھ بیٹھے ہیں کچھ اڑ گئے - کچھ ٹوٹ گئے - کچھ سڑ گئے - کچھ رہ گئے - وغیرہ +

حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں جب علامتوں کے ساتھ اس ضمیر کا استعمال نہ ہو تو (کچھ) بدستور رہتا ہے - اور علامتوں کے ساتھ استعمال کرنے میں اس ضمیر کا لانا غیر فصیح ہے - اور بجائے اس کے (بعض) یا (چند) کو حسب موقع برتا جاتا ہے اب ضمیر کچھ کی حالتیں بتائی جاتی ہیں جیسے -

حالت فاعلی - کچھ آئے کچھ گئے - کچھ باتیں کر رہے ہیں - بلا علامت فاعل کے استعمال ہوا اور ایسی جگہ بھی بعض یا چند استعمال کرتے ہیں - جیسے - بعض آئے - چند گئے - چند باتیں کر رہے ہیں بعض چپ بیٹھے ہیں - اور علامت کے ساتھ یعنی بجائے کچھ نے پڑھا - کچھ نے گایا - کچھ نے کھایا - کچھ نے بتایا - کے - بعض نے پڑھا - بعض نے کھایا - بعض نے گایا - بعض نے بتایا - یا چند نے پڑھا - چند نے کھایا - چند نے گایا - چند نے بتایا - کہیں گے +

حالت مفعولی - بلا علامت مفعول بحیثیت مفعول مالم یسم فاعلہ کے +

کچھ پٹے - کچھ بکے - کچھ پسے - کچھ لٹے - کچھ پھٹے - کچھ کٹے - کچھ کٹے +

اور علامت کے ساتھ بجائے کچھ کو مارا - کچھ کو بلایا - کچھ سے کہا - کچھ سے فرمایا - کے بعض کو مارا بعض کو بلایا - بعض سے کہا بعض سے فرمایا - یا چند کو مارا - چند کو بلایا - چند سے کہا - چند سے

فرمایا۔ بولیں گئے +

حالت مجروری۔ میں کبھی بجائے کچھ سے ملاقات ہوئی۔ کچھ سے باتیں کیں کچھ پر ناراض ہوئے کچھ پر مہربانی فرمائی۔ بعض اور چند برتیں گے جیسے بعض سے ملاقات ہوئی بعض سے باتیں کیں بعض پر ناراض ہوئے بعض پر مہربانی فرمائی۔ یا چند سے ملاقات ہوئی وغیرہ +

اسی طرح حالت ظرفی واضافی۔ میں بعض کا لفظ برتا جاتا ہے۔ جیسے +

حالت ظرفی بعض میں ہیں بعض میں نہیں بعض میں آبادی ہے بعض میں دھول اڑ رہی ہے

حالت اضافی بعض کے گھر خالی ہیں۔ بعض کا پتہ نہیں۔ بعض کی خبر آئی ہے +

چند کا لفظ بھی غیر مانوس الاستعمال ہے یعنی بہت کم مستعمل ہوتا ہے +

اس ضمیر کو فرق مراتب بیان کرنے کیلئے بھی بولتے ہیں۔ جیسے یہ کچھ اور ہے وہ کچھ اور۔ یہ کچھ اور ہی ہے۔ تم کچھ اور سمجھے۔ میں کچھ اور سمجھا +

کبھی ضمیر کچھ سے امید و توقع ظاہر کیجاتی ہے۔ خواہ وہ خوف و خطر کی ہو۔ یا امن و سکون کی جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ کچھ ہو کر رہیگا۔ صبر کرو کچھ ہو رہیگا +

اس ضمیر کی تکرار متصل و منفصل و مثبت و منفی آتی ہے اور مختلف معانی ظاہر کرتی ہے جیسے۔ کچھ کچھ معلوم ہوا ہے۔ کچھ کچھ طے ہو چکا۔ کچھ کچھ باقی ہے۔ کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ ایک کچھ کہتا ہے ایک کچھ۔ یہ کچھ سوچتا ہے وہ کچھ۔ میں کچھ سمجھا۔ تم کچھ سمجھے۔ نہ کچھ کہتا ہے نہ کچھ سنتا ہے۔ نہ کچھ کہا نہ کچھ سنا۔ کچھ نہ کچھ ہوگا ضرور۔ تم نے نہ کچھ کیا نہ کچھ دھرا۔ کچھ نہ کچھ تو بتانا چاہئے کچھ نہ کچھ کیا کرو +

ضمیر کیا بھی کچھ نہیں کے معنی میں برتی جاتی ہے۔ جیسے۔ ہمیں اسکی کیا فکر۔ یعنی کچھ فکر نہیں تمہیں کیا پرواہ۔ یعنی کچھ پرواہ نہیں +

(ج) کئی۔ یہ ضمیر بھی تعداد غیر معین کے لئے آتی ہے۔ اور اس پر کلمہ ایک۔ یا ایک کا مخفف اک بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے اس کے معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ جیسے +

حالت فاعلی۔ کئی آئے۔ کئی آ گئے۔ کئی دانہ چگ رہے ہیں۔ کئی نے ملکر مارا۔ کئی نے کھایا۔ کئی نے لکچر دیئے۔ کئی نے وعظ کہا۔ کئی اک آئے کئی اک گئے۔ کئی اک دانہ چگ رہے ہیں کئی ایک نے مارا۔ کئی اک نے کھایا۔ کئی ایک نے لکچر دیئے۔ کئی ایک نے وعظ کہا +

حالت مفعولی۔ کئی پٹے۔ کئی چھٹے۔ کئی بکے۔ کئی لٹے۔ کئی کو کھلایا۔ کئی کو ہنسایا۔ کئی کو رلایا۔ کئی کو مارا۔ کئی کو بلایا۔ کئی کو پچھاڑا۔ کئی اک پٹے کئی اک چھٹے۔ کئی ایک بکے کئی ایک لٹے کئی اک کٹے کئی ایک کو کھلایا۔ کئی اک کو ہنسایا۔ کئی ایک کو مارا۔ کئی ایک کو رلایا +

حالت مجروری۔ کئی سے باتیں کیں۔ کئی سے ملاقات ہوئی۔ کئی پر چڑھا۔ کئی پر گرا۔ کئی پر ناراض ہوا۔ کئی سے راضی ہوا۔ کئی اک سے باتیں کیں۔ کئی ایک سے ملاقات کی + کئی اک سے راضی رہا۔ کئی اک پر چڑھا۔ کئی ایک پر گرا۔ کئی ایک پر ناراض ہوا +

حالت ظرفی۔ کئی میں آئیں گے۔ کئی اک میں آئیں گے۔ کئی میں غل مچا۔ کئی ایک میں غل مچا کئی میں لگاڑ ہو گیا۔ کئی اک میں لگاڑ ہو گیا +

حالت اضافی۔ کئی کا منہ ٹوٹا۔ کئی اک کا ہاتھ اترا۔ کئی کا ساجھا ہوا۔ کئی ایک کی انگلی کٹی۔ کئی کے سر پھٹے۔ کئی اک کے بازوں پر زخم آیا +

کئی کی ضمیر کو پیہم مکرر بمعنی تعدد بولتے ہیں جیسے۔ کئی کئی بیٹھ گئے۔ ایک رکابی میں کئی کئی کھانے لگے۔ کئی کئی نے ملکر گایا۔ کئی کئی کو بلایا۔ کئی کئی کو پیام بھیجا +

(۵) سارا۔ یہ ضمیر کل اور تمام کے معنی میں آتی ہے۔ واحد مذکر کے لئے سارا۔ اور واحد مونث اور جمع مونث کیلئے ساری۔ اور جمع مذکر کے لئے سارے۔ بولتے ہیں۔ جیسے سارا نکل گیا۔ سارے چوس لئے۔ ساری سما گئی۔ ساری آ گئیں +

حالتوں میں جب اسکے ساتھ علامتیں آئیں تو واحد مذکر کے لئے سارے۔ اور جمع مذکر کے لئے ساروں اور واحد مونث کیلئے ساری اور جمع مونث کیلئے ساریوں۔ برتا جاتا ہے جیسے

حالت فاعلی۔ سارا نکل آیا۔ سارے چلے گئے۔ ساری گزر گئی۔ ساری آ گئیں۔ بیٹھالیں

بلا علامت کی ہیں۔ اور علامت فاعل کے ساتھ (جو صرف جمع کے صیغوں پر آتی ہے۔ واحد کے صیغوں پر نہیں آتی) یوں بولتے ہیں کہ:۔

ساروں نے کھانا کھایا۔ ساریوں نے ملہار گایا:۔

حالت مفعولی بحیثیت مفعول مالم یسمّ فاعلہ بلا علامت۔ سارا گر گیا۔ ساری بکھر گئی۔ سارے پٹے۔ ساری لُٹیں:۔ علامت کے ساتھ۔ سارے کو گوندھ لیا۔ ساروں کو تل دیا۔ ساری کو کوٹ لیا۔ ساریوں کو بلا لیا:۔

حالت مجروری۔ سارے پر بوچھاڑ پڑی۔ ساروں پر بوندیں ٹپکیں۔ ساری پر روغن کر دیا۔ ساریوں پر پالش ہو گئی:۔

حالت ظرفی۔ سارے میں کوڑا کر دیا۔ ساروں میں مٹی بھر دی۔ ساری میں دھبے ڈال دیئے۔ ساریوں میں کھونچ آگئی:۔

حالت اضافی۔ سارے کا بوجھ مجھ پر ہے۔ ساروں کا مکان سا بھلا ہے:۔ ساری کا حساب لکھنا میرے ذمہ ہے۔ ساریوں کی صلاح یہی ہے:۔

(۵) سب۔ ضمیر اور کل اور تمام۔ جو اس کے مترادف الفاظ ہیں۔ ایک دوسرے کی جگہ برتے جاتے ہیں۔ اور انہیں وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور نہ کسی علامت کے آنے سے ان میں ادل بدل ہوتی ہے۔ جیسے:۔

حالت فاعلی۔ سب یا کل۔ یا تمام۔ آگیا۔ سب۔ یا۔ کل۔ یا تمام آگئے۔ سب یا کل یا تمام آگئی۔ سب یا کل یا تمام آگئیں:۔

حالت مفعولی۔ سب کو کہا۔ کل کو بلایا۔ تمام کو پیام دیا:۔

حالت مجروری۔ سب سے کہدیا۔ کل سے مل لیا۔ تمام سے ملاقات ہوئی:۔

حالت اضافی۔ سب کا سامان آگیا۔ کل کی کہانی سنی۔ تمام کے کاغذات دیکھے:۔

حالت ظرفی۔ سب میں آم بُندے۔ کل میں کیڑا لگ گیا۔ تمام میں روغن ہو گیا:۔

(۵) ایک - دو - چار - چھ - وغیرہ - یہ ضمیریں اور دیگر اعداد کے الفاظ بیان تعداد کے لئے آتے ہیں - گو ان سے صحیح تعداد کا ظاہر کرنا مقصود ہو یا نہ ہو ؛

تذکیر و تانیث کا فرق تو ان میں نہیں ہوتا - البتہ اپنی تعداد کے لحاظ سے - واحد - اور - جمع - بولے جاتے ہیں - جیسے :-

حالتِ فاعلی - بلا علامت فاعلی - ایک آتا ہے ایک جاتا ہے - دو ہنس رہے ہیں چار رو رہے ہیں - دس کھڑے ہیں تو پانچ بیٹھے ہیں ؛ علامت فاعل کے ساتھ : ایک نے دودھ پیا - دو نے بکھیر دیا - تین نے کھایا - اور چار بھوکے رہے ؛

حالتِ مفعولی - ایک پٹا - دو لٹے - چار کو ستایا - دو کو سمجھایا ؛

حالتِ مجروری - ایک سے بولے - دو سے نہ بولے - چار سے ملے تین سے انکار کر دیا ؛

حالتِ اضافی - ایک کا رومال پھاڑا - دو کی پگڑی اتاری - دو کے گھر دعوت کھائی - چار کی باتیں سنیں ؛

حالتِ ظرفی - ایک میں چونا ہے ایک میں کتھا - چار میں چھالیا رکھی - دو میں زردہ بھر دیا

دہاکے اور سیکڑے وغیرہ بھی بطریق ضمیر مستعمل ہیں - مگر ان سے بھی صحیح تعداد بیان کرنی مقصود نہیں ہوتی - جیسے سیکڑوں مارے گئے - ہزاروں زخمی ہوئے - پچاسوں اڑ گئے - بیسیوں باقی رہ گئے - دس کچھ کہتے ہیں دس کچھ - سیکڑوں کا جتھا ہے - لاکھوں آ پڑے ؛

جب ان کو ہم مکرر لاتے ہیں - تو فرداً فرداً کسی تعداد صحیح یا مبہم کے لئے بولتے ہیں جیسے ایک ایک آؤ - دو دو جاؤ - پانچ پانچ ایک جگہ بیٹھو - دس دس بیس بیس کی ٹولیاں جا رہی ہیں - سو سو کا ایک ایک جتھا بندھا ہے - ہزار ہزار کی قطار تھی ؛

ضمیر ایک کی ہم تکرار کی صورت میں حرف نفی بیچ میں لا کر (کوئی) کے معنی لیتے ہیں - جیسے ایک نہ ایک پڑا ہی رہتا ہے - ایک نہ ایک آیا ہی رہتا ہے ؛

کبھی مختلف تعداد کی ضمیروں میں حرف نفی لاتے ہیں اور وہ تعداد مقصود بالذات نہیں ہوتی

بلکہ تعداد مبہم کی کثرت بیان کیجاتی ہے جیسے۔ دو نہ چار بھینسیوں آگئے۔ ایک نہ دو پچاسوں پر نوبت پہنچ گئی ؎

(۲) ضمیر استغراقی۔ ایسا کلمہ جو متعدد شخصوں یا چیزوں میں سے ہر ایک پر فرداً فرداً صادق آئے ؎

یہ ایک لفظ (ہر) ہے جو تنہا استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک۔ یا۔ ہر اک۔ یا۔ ہر کسی۔ یا۔ ہر کوئی۔ استعمال ہوتا ہے یعنی۔ ایک یا۔ اک۔ یا کسی۔ یا کوئی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں

حالت فاعلی۔ ہر ایک نے سمجھایا۔ ہر ایک نے کہا۔ ہر کسی نے گایا۔ ہر کوئی آیا ؎ ہر ایک بیٹھ گیا۔ ہر ایک لڑتے لڑتے کھڑا ہو گیا ؎

حالت مفعولی۔ ہر ایک پیٹا۔ ہر اک لٹا۔ ہر کوئی کھانے لگا۔ ہر کسی کو آواز پڑے گی۔ ہر ایک کو بٹھایا جائیگا۔ ہر کوئی پکڑا گیا ؎

حالت مجروری۔ ہر ایک سے ملنا چاہئے۔ ہر اک سے ملاقات کیگئی۔ ہر کسی پر اچھا ٹھیک نہیں ہر کسی پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ایک پر قصور تھوپ دیا۔ ہر ایک پر اعتبار کیا ؎

حالت ظرفی۔ ہر ایک میں آم رکھدیئے۔ ہر اک میں کھیلیں بھر دیں۔ ہر کسی میں کپڑے ٹھونس دیئے

حالت اضافی۔ میں نے ہر ایک کا ساتھ دیا۔ ہر اک کی بات سن لیا کرو۔ ہر کسی کے گھر پہنچ جاؤ۔ حالت مجروری اور ظرفی اور اضافی میں ہر کوئی مستعمل نہیں ہوتا ؎

فائدہ۔ ہر ایک ضمیر کے بعد تاکید کیلئے لفظ (بھی) بولا جاتا ہے بعض کے ساتھ بلا علامت حالت اور اکثر کے ساتھ بعد علامت حالت کے جیسے۔ وہ بھی نہ آیا۔ وہ بھی نہ گیا۔ تو بھی نہ بولا۔ تم بھی نہ بولے۔ میں بھی تھا۔ ہم بھی جاتے۔ اس نے بھی کہا۔ انھوں نے بھی فرمایا۔ مجھے بھی یاد ہے ہمیں بھی چاہئے۔ تمھیں بھی سلام کہا ہے۔ تجھے بھی بلایا تھا۔ تجھکو بھی بلایا تھا۔ اس کو بھی پوچھتے تھے۔ اسے بھی پوچھتے تھے۔ مجھ پر بھی خفا ہوئے۔ ان پر بھی مہربانی کی۔ مجھ میں بھی طاقت نہیں۔ میرا بھی ارادہ ہے۔ اس کا بھی دل اچھا نہیں۔ آپ بھی نہ آئے۔ آپنے بھی آدیکھا

؎ ہر کے ساتھ لفظ کہیں بھی برتا جاتا۔ ہر کہیں چلا جاتا ہے وغیرہ ؎

اپنا بھی کام نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی نتھا۔ وہ بھی نتھا۔ جو بھی آئے آنے دو۔ جونسا بھی لیجائے بہتر ہے۔ کوئی بھی نہ ملا کسی نے بھی نہیں پوچھا۔ کوئی سا بھی نتھا۔ کوئی سے نے بھی بات نہ کی۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ کچھ بھی کہا ہے۔ ایک بھی نہ آیا۔ وغیرہ +

ضمائر استفہام میں سے صرف ضمیر (کتنا) کے ساتھ بصورت نفی فعل (بھی) کا استعمال کرسکتے ہیں جیسے کتنا بھی نہیں۔ اور ضمائر نکرہ میں سے (کئی) اور (سارا) کے ساتھ (بھی) نہیں برتا جاتا۔ اسی طرح ضمیر استغراقی پر نہیں بولتے +

فائدہ مفید۔ ضمایر جب قایم مقام اسم ہوتی ہیں تو ضمیر کہلاتی ہیں۔ اور جب اسم کے ساتھ آتی ہیں۔ تو صفت کا کام دیتی ہیں ضمیر نہیں ہوتیں۔ ضمیروں کی مثالیں ہر قسم کی بیان ہو چکیں صفت کی مثالیں صفت میں لکھیں گے +

ضمائر کی نوعیت

ضمیر کی نوعیت بیان کرنے میں ذیل کی باتیں بتانی چاہئیں

(ا) **قسم**۔ یعنی یہ ضمیر کونسی قسم کی ہے +

(ب) **جنس**۔ یعنی مذکر ہے یا مونث۔ یا مشترک +

(ج) **تعداد**۔ یعنی واحد ہے یا جمع یا مشترک +

(د) **حالت** یعنی۔ فاعلی یا مفعولی یا اضافی میں سے کس حالت میں ہے +

کچھ مثالوں میں اس طریقہ بیان نوعیت کو لکھا جاتا ہے +

کل جو میرے پاس آئے تھے وہ آج بھی آئے

(۱) جو۔ ضمیر موصولہ مشترک مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۲) میرے۔ ضمیر شخصی واحد متکلم مذکر۔ حالت اضافی میں +

(۳) وہ۔ ضمیر اشارہ بعید مشترک مذکر۔ حالت فاعلی میں +

انھوں نے کہا کہ مجھکو تم سے کچھ کہنا ہے۔

(۱) انھوں۔ ضمیر شخصی جمع غائب مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۲) مجھ۔ ضمیر شخصی واحد متکلم مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۳) تم۔ ضمیر شخصی جمع حاضر مذکر۔ حالت مجروری ہیں۔

(۴) کچھ۔ ضمیر نکرہ مشترک مذکر۔ حالت مفعولی ہیں۔

جن کا ذکر میں نے تجھ سے کیا تھا تو ان کے پاس ہو آئیو۔

(۱) جن۔ ضمیر موصولہ صیغہ جمع مشترک مذکر۔ حالت اضافی ہیں۔

(۲) میں۔ ضمیر شخصی واحد متکلم مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۳) تجھ۔ ضمیر شخصی واحد حاضر مذکر۔ حالت مجروری ہیں۔

(۴) تو۔ ضمیر شخصی واحد حاضر مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۵) ان۔ ضمیر شخصی جمع غائب مذکر۔ حالت متعلق فعل۔

کوئی ایسا نہیں ملتا کہ جس سے سارا انھیں پوچھ کچھ تو حال معلوم ہو جائے۔

(۱) کوئی۔ ضمیر نکرہ مشترک مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۲) جس۔ ضمیر موصولہ مشترکہ واحد مذکر۔ حالت مجروری ہیں۔

(۳) سارا۔ ضمیر نکرہ۔ واحد مذکر۔ حالت مفعولی۔

(۴) کچھ نہ کچھ۔ ضمیر نکرہ مشترک واحد مذکر۔ حالت مفعولی ہیں۔

کئی آئے تھے۔ یہ خبر نہیں کہ کیسے تھے۔ کیا کہتے تھے۔

(۱) کئی۔ ضمیر نکرہ مشترک مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۲) یہ۔ ضمیر اشارہ قریب مشترک مؤنث۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۳) کیسے۔ ضمیر استفہام مشترک مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۴) کتنے۔ ضمیر استفہام مشترک مذکر۔ حالت فاعلی ہیں۔

(۵) کیا۔ ضمیر استفہام مشترک مذکر۔ حالت مفعولی میں +

ہر ایک آتا ہے اور اپنی اپنی سُناتا ہے کس کس کی یاد ہے +

(۱) ہر ایک۔ ضمیر استغراقی۔ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۲) اپنی اپنی۔ ضمیر شخصی واحد مؤنث۔ حالت اضافی میں +

(۳) کس کس۔ ضمیر استفہام۔ واحد مذکر حالت اضافی میں +

یہاں تو ایک نہ ایک آیا ہی رہتا ہے۔ کل دو تھے آج چار ہیں +

(۱) ایک نہ ایک۔ ضمیر نکرہ واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۲) دو۔ ضمیر نکرہ جمع مذکر حالت فاعلی میں +

(۳) چار۔ ضمیر نکرہ۔ جمع مذکر۔ حالت فاعلی میں +

ان میں سے مجھے کوئی سا بھی پسند نہیں آیا +

(۱) ان۔ ضمیر اشارہ قریب جمع مذکر۔ حالت ظرفی میں +

(۲) مجھے۔ ضمیر شخصی واحد متکلم مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۳) کوئی سا۔ ضمیر نکرہ واحد مذکر۔ حالت مفعولی میں +

ایسا نہ کرنا کہ تم اس سے جا ملو +

(۱) ایسا۔ ضمیر اشارہ قریب واحد مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۲) تم۔ ضمیر شخصی جمع حاضر مذکر۔ حالت فاعلی میں +

(۳) اس۔ ضمیر اشارہ بعید واحد غائب مذکر۔ حالت مفعولی میں +

سوم صفت[۱]

صفت کہتے ہیں کسی شخص یا چیز میں کسی وصف یا عیب کی خصوصیت بیان کرنے کو خواہ بطریق مثبت یعنی اس خصوصیت کے ہونے کو بیان کیا جائے۔ یا بطریق منفی یعنی اس

[۱] صفت لغت میں کسی شخص یا چیز کی حالت یا خصوصیت۔ یا علامت کے بیان کو کہتے ہیں +

خصوصیت کا نہ ہونا ظاہر کیا جائے۔ جیسے۔

مثبت وصف۔ اچھا۔ سچا۔ سیدھا۔ گول۔ لمبا۔ دُبلا۔ موٹا۔ وغیرہ +

مثبت عیب۔ لنگڑا۔ لُولا۔ اندھا۔ کانا۔ اوچھا۔ ٹھگنا۔ بونا۔ گنجا۔ وغیرہ +

منفی وصف۔ نڈر۔ ان گنت۔ ان مول۔ بے جوڑ۔ بے لاگ۔ وغیرہ +

منفی عیب۔ نرِھاک۔ ان پڑھ۔ کٹھ۔ بن سرا۔ نکما۔ نراسا۔ ان گھڑ۔ بے تکا۔ بیڈ۔ ہٹ وغیرہ

یہ صفت اردو میں آٹھ قسم کی ہوتی ہے +

(۱) صفت ذاتی یعنی ایسی صفت جس سے کسی خصوصیت ظاہری یا باطنی کا قیام و استمرار کسی شخص یا چیز میں سمجھا جائے۔ یہ صفت کبھی تو افعال سے آتی ہے۔ جیسے۔

فعل۔ اڑنا۔ ہٹنا۔ دبنا۔ ہنسنا۔ کھیلنا۔ سڑنا۔ مرنا۔ بھولنا۔ کھونا۔ کمانا +

صفت۔ اڑیل۔ ہٹیل۔ دبیل۔ ہنسوڑ۔ کھلاڑ۔ سڑیل۔ مریل۔ بھلکڑ۔ بھولا۔ کھو۔ کماؤ +

فعل۔ بھاگنا۔ گھٹنا۔ بڑھنا +

صفت۔ بھگوڑا۔ گھٹیل۔ بڑھیا +

اور کبھی اسم سے۔ جیسے +

اسم۔ بھاگ۔ ڈھال۔ جی۔ انگ۔ آلکس۔ پیاس۔ بھوک۔ سچ۔ جھوٹ +

صفت۔ بھاگوان۔ ڈھلوان۔ جیوٹ۔ انگلیٹ۔ السیٹ۔ پیاسا۔ بھوکا۔ سچا۔ جھوٹا +

اسم۔ سیدھ۔ ٹھر۔ بانک۔ وغیرہ +

صفت۔ سیدھا۔ ٹھرا۔ بانکا۔ وغیرہ +

اور کبھی ہندی کے دو کلمے ملکر صفت کے معنی دیتے ہیں جیسے من چلا۔ ہنس مکھ۔ منہ پھٹ۔ چوکنا۔ کام چور۔ بلونت۔ لاج ونت۔ بلوان۔ کل جیبا۔ گاہک۔ روپا۔ کن رسیا۔ کھل آپا۔ ڑلیلوٹ وغیرہ

اور ہندی اور فارسی یا عربی الفاظ کی ترکیب سے صفت لاتے ہیں۔ جیسے +

سمجھدار۔ لوچ دار۔ بے چین۔ منہ زور۔ سدا بہار۔ کرم پھوڑ۔ جلے تن۔ قول ہار +

اور کبھی صرف فارسی کلموں کے ملانے سے۔ جیسے۔ دانش مند۔ نیک پے۔ خوش رو۔ شب خیز۔ باریک بیں۔ خود آگاہ۔ نیک اندیش وغیرہ ٭

اور کبھی عربی کے مختلف الاوزان الفاظ سے۔ جیسے ٭

شایل۔ جمیل۔ بخیل۔ حسین۔ سخی۔ طبیب۔ لبیب۔ حکیم۔ عاقل۔ عالم۔ جاہل۔ کاہل۔ محاسب۔ مستعد۔ ذاکر۔ شاغل۔ مریض۔ ولی۔ غیور۔ وغیرہ ٭

اور کبھی فارسی کلمات وصفی سے۔ جیسے ٭

دلیر۔ بہادر۔ ہوشیار۔ توانا۔ تندرست۔ آزاد۔ بیمار۔ مردار۔ سنجیدہ۔ وغیرہ ٭

اور کبھی عربی اور فارسی ترکیب سے۔ جیسے ٭ عقل مند۔ سعادت مند۔ بدخصلت۔ نیک عادت۔ بداطوار۔ ناشکر۔ بےصبر۔ نیک ذات۔ خوش صفات۔ خوبصورت۔ بدصورت۔ خجستہ صفت۔ خیرسگال۔ دقیقہ رس۔ وغیرہ ٭

جب صفت ذاتی میں کسی شخص یا چیز کا دوسرے شخصوں یا چیزوں سے بڑھ کر یا ترجیح دیکر بیان کرنا مقصود ہو۔ تو اس کو عربی میں تفضیل کہتے ہیں تفضیل کیلئے عربی میں تو اکثر اَفعَلُ کا وزن واحد مذکر کے لئے ہے جو اُردو میں بھی برتا جاتا ہے جیسے۔ اکبر۔ اعلیٰ۔ ادنیٰ۔ اشرف افضل۔ اکمل۔ احقر۔ ابتر۔ اکثر۔ ارشد۔ اسعد۔ وغیرہ ٭

اور فُعلیٰ کا وزن واحد مؤنث کیلئے آتا ہے جیسے۔ کبریٰ۔ صغریٰ۔ علیا۔ طوبیٰ۔ وسطیٰ۔ وغیرہ۔ مگر فارسی اور اردو میں نہ تو تفضیل کیلئے کوئی مخصوص وزن ہے اور نہ کوئی ایک لفظ اس کیلئے بنایا گیا ہے۔ دو یا دو سے زیادہ لفظوں کو ترکیب دیکر تفضیل کے معنی پیدا کئے جاتے ہیں۔ فارسی میں تر کسی صفت پر زیادہ کر کے تفضیل[۱] کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے نیک سے نیک تر۔ بد سے بدتر۔ خوش سے خوش تر۔ سبک سے سبک تر۔ گراں سے گراں تر۔ آزردہ سے

---

[۱] - فارسی میں بسیار کا لفظ تفضیل کے لئے نہیں آتا۔ بلکہ مبالغہ کے لئے آتا ہے جیسے بسیار بد بسیار نیک۔ یعنی بدی یا نیکی میں مبالغہ ہے نہ کہ تفضیل ٭

آزردہ ترمیش سے بیش تر - فرخ سے فرخ ترلہ ۔

اُردو میں اول تو تفضیل اور مبالغہ کیلئے الفاظ وضع نہیں ہوئے - مرکب لفظوں سے یہ معنی لئے گئے دوسرے تفضیل نفسی اور تفضیل بعض اور تفضیل کل جو عربی میں تفضیل کی قسمیں ہیں - ان میں سے اُردو میں تفضیل بعض اور تفضیل کل کا سا مفہوم تو پایا جاتا ہے - مگر تفضیل نفسی اور مبالغہ میں کوئی تمیز نہیں یعنی نہایت اچھا - اور بہت بد کو خواہ اچھائی اور بدی میں مبالغہ سمجھو یا تفضیل قرار دو - مگر میرے نزدیک اُردو میں تفضیل نفسی نہیں ہوتی - صرف مبالغہ ہوتا ہے اور ان دونوں میں یہ فرق ہے - کہ مبالغہ میں کسی وصف یا عیب کی کثرت یا زیادتی بلا کسی مقابلہ کے پائی جاتی ہے - اور تفضیل کیلئے ضرور ہے کہ وصف یا عیب کی زیادتی بمقابلہ دوسروں کے ظاہر کیجائے - اس ترتیب سے مرکبات ذیل ۔

مبالغہ کیلئے - بہت اچھا - بہت ہی اچھا - نہایت بُرا - نہایت ہی بُرا - بڑا نیک - بڑا ہی نیک - کیسی لمبا - ایک چھٹا ہوا - ایک ہی لچا - زیادہ بدصورت - پرلے درجہ کا بدمعاش - اوّل نمبر کا چور - اعلیٰ درجہ کا اُچکا - وغیرہ ۔

تفضیل بعض کیلئے - اِس سے اچھا - اُس سے بُرا - اِن میں سے چالاک - اُن میں سے بڑا کسی سے اچھا - کسی سے بُرا - کئی سے مزیدار - کتنوں سے خوش رنگ - وغیرہ ۔

تفضیل کل کیلئے - سب سے بھاری - کل سے خوشنما - تمام سے ذہین - ساروں سے بہتر - وغیرہ ۔ استعمال کئے جاتے ہیں ۔

اُردو میں صفت ذاتی کے کلمات سماعی ہیں - قیاسی نہیں یعنی ان کے بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں جس شخص یا چیز کو تفضیل دیجائے اسے مفضّل - ضاد کے زیر سے - اور

لہ لفظ تر کے بعد یا ئے معروف اور نون غنہ کا اضافہ کرکے جو ترین کہتے ہیں - اس میں یے اور نون نسبت کیلئے زیادہ کیا جاتا ہے نہ کہ تفضیل کیلئے جیسے بہک ترین - خوش ترین - کیونکہ فارسی میں یے اور نون نسبت کے لئے آتے ہیں نہ کہ تفضیل کے لئے - جیسے زریں منسوب بہ زر - سیمیں منسوب بہ سیم - آہنیں منسوب بہ آہن - تفضیل کے لئے یے اور نون کی زیادتی نہیں ہوتی ۔

جس پر تفضیل دی جائے اُسے مفضل علیہ کہتے ہیں +

(۲) صفت نسبتی۔ کسی ایک شخص یا چیز کے تعلق یا لگاؤ کو کسی دوسرے شخص یا چیز سے بیان کرنے کو نسبت کہتے ہیں جس کا تعلق ظاہر کیا جاتا ہے اسے منسوب اور جس سے ظاہر کیا جائے اُسے منسوب الیہ کہا جاتا ہے۔

اردو میں جن زبانوں کے کلمات برتے جاتے ہیں۔ ان میں جو اکثریہ قاعدے ہیں وہ لکھتا ہوں کلیہ قاعدہ کوئی نہیں +

(۱) اکثر اسماء پر نسبت کیلئے یائے معروف بڑھائی اور اس کے ماقبل کو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے:

ہندی۔ دھانی رنگ۔ بسنتی جوڑا۔ کپاسی دوپٹہ۔ ہلاسی چادر۔ جنگلی بیر۔ پہاڑی آدمی سیوانی مرد۔ پنجابی عورت۔ بنگالی فقیر۔ مدراسی سادھو +

عربی۔ عربی گھوڑا۔ عجمی زبان۔ بلغمی مزاج۔ مصری سوداگر۔ شرقی جانب۔ غربی سمت۔ حربی گرز۔ سفری سامان۔ امکانی بات +

فارسی۔ فارسی کتاب۔ تازی زبان۔ آبی جانور۔ زردی رنگ۔ کانی وصات۔ آہنی چھری۔ ایرانی تلوار۔ ناگہانی موت۔ آسمانی مصیبت +

(۲) جن کلمات کے آخر میں ہائے مختفی ہو نسبت دینے کے وقت اس ہے کو حذف کر کے اس کے حرف ماقبل کی حرکت کو کسرہ سے بدل دیں گے جیسے +

اصل لفظ۔ نوشہرہ۔ مالوہ۔ سرساوہ۔ مکہ۔ کوفہ +

نسبت۔ نوشہری مرد۔ مالوی تنباکو۔ سرساوی عورت۔ مکی کھجوریں۔ کوفی مرد +

(۳) اور بعض حرفوں کے آخر کی ہائے مختفی کو حرف واو سے بدل کر یا سے معروف زیادہ کرتے ہیں اور حرف ماقبل ہائے مختفی کو ساکن بولتے ہیں جیسے:-

اصل لفظ۔ تھانہ۔ سامانہ۔ نگینہ۔ سہنہ۔ کیرانہ۔ جھنہ۔ بیضہ +

نسبت۔ تھانوی۔ سامانوی۔ نگینوی۔ سہنوی۔ کیرانوی۔ جھنوی۔ بیضوی +

(۴) اور کہیں لفظ کے آخر کی ہائے مختفی کو اور اس (ہے) کے ماقبل حرف سے پہلے - اگر حرف (یے) ہو تو اس کو یعنی (ہے) اور (یے) دونوں کو حذف کرکے یائے معروف بڑھا دیتے ہیں جیسے

اصل لفظ - مدینہ - حنیفہ ✢

نسبت - مدنی لوگ حنفی مذہب ✢

(۵) بعض ناموں پر واو مکسور اور یائے معروف ساکن نسبت کیلئے زیادہ کرتے ہیں - جیسے ✢

اصل لفظ - دم - صفرا - سودا - بطحا - بیضا ✢

نسبت - دموی - صفراوی - سوداوی - بطحاوی - بیضاوی ✢

(۶) اور بعض ایسے نام ہیں جن کے آخر کا حرف یائے معروف ہو (یے) سے پہلے واو مکسور زیادہ کرتے ہیں ✢

اصل لفظ - دہلی - بریلی - علی - ثانی - معنی ✢

نسبت - دہلوی - بریلوی - علوی - ثانوی - معنوی ✢

(۷) بعض ایسے ناموں پر جن کے آخر میں الف ہو - دو یائے معروف بڑھاتے ہیں ان میں سے پہلی یے مکسور ہوتی ہے اور اسکے مرکز پر ہمزہ ہوتا ہے جیسے ✢

اصل لفظ - صہبا - مینا - بینا - ضیا - کربلا - فدا - صفا - فضا ✢

نسبت - صہبائی - مینائی - بینائی - ضیائی - کربلائی - فدائی - صفائی - فضائی ✢

(۸) اور بعض ایسے ناموں پر جن کے آخر میں الف مقصورہ یعنی - ایسی یے - ہو جو الف کی طرح پڑھی جائے - اسکو الف کی صورت میں الکر اس کے بعد دو یائے معروف جن میں سے پہلی یے کے مرکز پر ہمزہ ہوتا ہے اور اسے مکسور پڑھتے ہیں - زیادہ کی جاتی ہیں جیسے ✢

اصل لفظ - موسیٰ - عیسیٰ - مصطفیٰ - مرتضیٰ ✢

نسبت - موسائی - عیسائی - مصطفائی - مرتضائی ✢

یا - یائے مقصورہ کو واو مکسور سے بدل کر یائے معروف بڑھاتے ہیں - جیسے ✢

نسبت۔ موسوی۔ عیسوی۔ مصطفوی[۵]۔ مرتضوی +

(۹) بعض ایسے اسموں میں جنکے آخر میں الف ہو۔ نون مکسور اور یائے معروف بڑھاتے ہیں جیسے

اصل لفظ۔ صنعا۔ باقلا +

نسبت۔ صنعانی۔ باقلانی +

(۱۰) بعض اسموں کے آخر کے حرف کو مفتوح کر کے الف زیادہ کرنے کے بعد۔ نون مکسور اور یائے معروف ساکن کا اضافہ کرتے ہیں جیسے +

اصل لفظ۔ رب۔ حق۔ تحت۔ فوق۔ روح۔ زنج +

نسبت۔ ربانی۔ حقانی۔ تحتانی۔ فوقانی۔ روحانی۔ زنجانی +

(۱۱) فارسی الفاظ مستعملۂ اردو میں اسم کے حرف آخر کو کسرہ دیکر یائے معروف ساکن اور نون غنہ موقوف نسبت کیلئے لاتے ہیں جیسے +

اصل لفظ۔ نخست۔ زر۔ سیم۔ نگار۔ کمتر۔ بہتر۔ بلور +

نسبت۔ نخستین۔ زرین۔ سیمین۔ نگارین۔ کمترین۔ بہترین۔ بلورین +

جو قاعدے بیان کئے گئے۔ ان کے علاوہ بھی نسبت آتی ہے۔ جیسے +

اصل لفظ۔ گیہوں۔ گانو۔ سونا۔ سونا۔ روپا۔ روپا۔ چچا۔ خالہ۔ موٹا۔ پیٹ +

نسبت۔ گیہواں۔ گنوار۔ سنہرا۔ سنہری۔ روپہلا۔ روپہری۔ چچیرا۔ خلیرا۔ مٹلا۔ پیٹلا +

اصل لفظ۔ پیٹھ۔ پانوں۔ مٹی۔ کوڑی۔ ماں۔ نوک۔ سج۔ رنگ۔ شرم +

نسبت۔ پٹھ ملا۔ پوائی۔ مٹیالا۔ کوڑیالا۔ میکا۔ نکیلا۔ سجیلا۔ رنگیلا۔ شرمیلا +

اصل لفظ۔ کیل۔ سیل۔ ببل۔ پستہ۔ شربت۔ ڈانگا۔ بات۔ قانون۔ ہمایوں +

---

[۵] عربی میں مصطفےٰ اور مرتضےٰ سے نسبت مصطفیٰ۔ اور مرتضیٰ آتی ہے۔ یہ اول فارسی والوں نے تصرف کیا۔ اور مصطفوی۔ اور مرتضوی بنایا جیساکہ حافظ شیرازی لکھتے ہیں +

درین چمن گل بے خار کس نچید آرے + چراغ مصطفوی باشرار بولہبیست

پھر فارسی کا اتباع اردو والوں نے بھی کیا اور اس پر مصطفائی اور مرتضائی کا اور اضافہ کر دیا +

نسبت - گیلا - سیلا - میلا - پیتنی - سرسی - دنگئی - یاتونی - قانونی - صابونی +

اصل لفظ - رس - بیچ - مانجھ - آگے - پیچھے - کچا - چمپا - سات - آٹھ - دھواں +

نسبت - رسیلا - بچولیا - منجھلا - اگلا - پچھلا - کچیا - چمپئی - ستوانسا - اٹھوانسا - دھوانسا +

اصل لفظ - پانی - لڑنا - دُکھ - سُکھ - بدخشاں - رے - مرد - یمن - آرمینیا[1] +

نسبت - پنیل - لڑاک - دُکھیا - سکھیا - بدخشی - رازی - مروزی - یمانی - ارمنی +

اصل لفظ - غزنی - ہرات - طے - فرانس - پتھر - نصاریٰ - غصہ +

نسبت - غزنوی - ہروی - طائی - فرانسیسی - پتھریلی - نصرانی - غصیل +

کبھی نسبت کیلئے لفظ (والا) وغیرہ بھی استعمال کرتے ہیں جیسے کلکتہ والا - بمبئی والے لاہور والی - مدراس والی +

گو عربی میں اور فارسی میں نسبت کے اکثر یہ قاعدے ہوں مگر اردو میں زیادہ تر نسبت کا مدار[2] سماعت پر ہے بعض صفات نسبتی ایسی ہیں کہ بطریق اسم بھی ان کا استعمال ہوتا ہے - بنگالی آیا پنجابی گیا - یہاں یہ الفاظ بطور اسم ہیں اور یہ شخص بنگالی ہے - یہ لنگی پنجابی ہے - یہاں صفات نسبتی ہیں صفت نسبتی میں اس فرق و تمیز کا لحاظ رکھنا ضروری ہے +

(۳) **صفت مقداری** یعنی ایسا اسم جس سے کسی شخص یا چیز کی مقدار بذریعہ ناپ تول یا ڈیل ڈول کے - بتائی جائے جیسے - گز بھر کپڑا - من بھر آٹا - بہتیرا اناج - کچھ روٹی - کتنا لمبا - ایسی موٹی گاجر - جتنا کھو تھوڑا ہے - چند آدمی +

ان مثالوں سے صفت مقداری کی دو قسمیں معلوم ہوتی ہیں +

(۱) **صفت مقداری معین** یعنی جس صفت سے صراحت کے ساتھ مقدار بیان کی جائے جیسے گز بھر ململ - آدھ سیر گھی - من بھر باجرہ - پاؤ بھر الائچیاں - تولہ بھر چاندی +

---

[1] پہلے اس ملک کا نام ارمن تھا ۱۲

[2] - لفظ چی جو ترکی ہے اور دار نده یا صاحب کے معنوں میں ہے - جیسے طبل چی - نقارچی - باورچی - وغیرہ - اردو کے سلسلہ الفاظ میں یہ نسبت کے لئے نہیں بولتے بلکہ قبضہ اور مالکیت کے معنی میں آتا ہے ۱۲ +

(۳) صفت مقداری مبہم - ایسی صفت جس سے صحیح مقدار تو معلوم نہ ہوتی ہو مگر تخمینہ او انداز ظاہر ہوتا ہو - مقدار مبہم کے بیان کرنے کیلئے مختلف الفاظ اردو میں مستعمل ہیں یعنی:-

(الف) زیادتی مقدار مبہم کیلئے - زیادہ بہت - بہتیرا خوب وغیرہ مفردات ہیں اور اچھی طرح اس قدر - بہت کچھ وغیرہ مرکبات ہیں سے آتے ہیں جیسے - زیادہ دیر ہوگئی - بہت مینہ برسا - بہتیرا سمجھایا - خوب ہوا چلی - اچھی طرح نچوڑا - بہت کچھ دیا - اس قدر غصہ مت کرو - (یہ) اور (وہ) بھی زیادتی کے معنی میں مستعمل ہیں جیسے - یہ ٹھنڈ پڑی کہ تالاب جم گئے - وہ دریا چڑھا کہ الٰہی توبہ:-

(ب) کمی مقدار مبہم کیلئے - کچھ - کچھ کچھ - ذرہ - ذرہ ذرہ - کم - کم کم - ہلکا - ہلکا ہلکا - خفیف خفیف خفیف - تھوڑا - تھوڑا تھوڑا - انگل - بالشت - چلو - مٹھی وغیرہ مفردات و مرکبات ہیں سے بولے جاتے ہیں جیسے - کچھ درد باقی ہے - کچھ کچھ بوندیں پڑیں - ذرہ ٹھہرو - ذرہ ذرہ چلنے لگا - کم نمک ڈالنا - کم کم آواز آئی - ہلکا چھینٹا پڑا - ہلکی ہلکی ہوا چل رہی ہے - ہلکا ہلکا درد ہو رہا ہے - خفیف تلخی باقی ہے - خفیف خفیف بھوک معلوم ہونے لگی - تھوڑا کھیلنا - تھوڑا تھوڑا بخار رہتا ہے - تھوڑی تھوڑی باتیں سنیں - انگل بھر گنڈیری سے کیا ہوگا - یہ تو بالشت بھر جگہ ہے چلو بھر پانی میں ڈوب مرو - مٹھی بھر دانے دیدو:-

مقدار مبہم کی دریافت یا اظہار کیلئے - کتنا - جتنا - اور کس قدر - اور اس قدر اور جسقدر وغیرہ - الفاظ بولتے ہیں جیسے - کتنا آٹا لاؤں - کتنے آم منگانے ہیں - کتنی نارنگیاں چاہئیں - کس قدر ہوا چل رہی ہے - اب کے اس قدر پانی برسا کہ پہلے کبھی نہیں برسا - جسقدر گھی کی ضرورت ہو کہدو - جتنی ترکاری منگاؤ لادوں - اتنا سامان کیا کروگے - اتنی بات میں ہی روٹھ گئے:-

جتنا - اتنا - وتنا - مقابلہ مقدار مبہم کے لئے بولتے ہیں جیسے - جتنا گڑ ڈالو - اتنا ہی میٹھا ہو جتنا چھوٹا - اتنا ہی کھوٹا - جتنا گھی تم نے کہا اتنا ہی میں لایا - جتنی باتیں مجھے یاد تھیں اتنی میں نے کہدیں - جتنے آدمی آئیں گے - اتنی ہی کرسیاں منگا لیجئے:-

(۳) کا لفظ مقدار مبہم کے بعض کلمات کے ساتھ آتا ہے۔ اور تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع میں اسمیں ادل بدل ہوتی ہے جیسے تھوڑا سا قند لے آؤ۔ ذرہ سا نمک چاہئے۔ ہلکا سا رنگ کافی ہے خفیف سی بات پر مت بگڑو۔ کم کم سا درد ہو رہا ہے تھوڑے سے امرود اور تھوڑی سی ککڑیاں منگالو۔

فائدہ۔ جو الفاظ صفت مقداری کیلئے آتے ہیں ان میں سے بعض کلمات اس طرح بھی برتے جاتے ہیں کہ وہ متعلق فعل ہوں۔ اور صفت مقداری کے معنی میں استعمال نہ ہوں جیسے کتنا ہی مارو وہ باز نہیں آنے کا۔ تھوڑا سا کام کر کے آتا ہوں۔ ان مثالوں میں کتنا ہی اور تھوڑا سا متعلق فعل ہیں۔ اور کتنا آٹا لاؤں۔ تھوڑا سا شہد منگا دو۔ یہاں یہ دونوں کلمے صفت مقداری ہیں۔ یہ امر سیاق کلام سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے اس کا لحاظ ضروری ہے۔

اسی طرح صفات مقداری معین و مبہم میں بھی تمیز کرنی چاہئے جیسے چلو بھر پانی لے آؤ۔ مٹھی بھر دانے ڈال دو۔ ان میں یہ الفاظ صفت مقداری مبہم ہیں۔ اور چلو بھر کر پانی لانا۔ مٹھی بھر کر دانے لاؤ۔ یہاں صفت مقداری معین ہیں جو طرز کلام سے معلوم ہوتے ہیں۔

ذرہ کے ساتھ لفظ ایک یا ایک کا مخفف اک بھی برتا جاتا ہے جیسے۔ ذرہ اک ٹھہرو۔ ذرہ ایک باتیں کر لوں۔ ایسے ہی یہ الفاظ۔ گھڑی۔ پل۔ پہر وغیرہ کے ساتھ آتے ہیں جیسے۔ مجھے آئے۔ گھڑی اک ہوئی۔ پل اک گزرا۔ پہر اک ہوا۔ وغیرہ۔

(۴) **صفت عددی**۔ ایسی صفت جس سے شخصوں یا چیزوں کی تعداد۔ یا انکا نمبر ترتیبی بیان کیا جائے جیسے۔ ایک آدمی۔ چند گھوڑے۔ پہلا سبق۔ پانچویں کتاب۔ دگنا لطف۔ تہائی نقصان۔ دونوں لڑکے۔ ان مثالوں سے صفت عددی کی سات قسمیں ہوئیں۔

(الف) **صفت عددی معلوم**۔ ایسی صفت جس سے شخصوں یا چیزوں کی صحیح تعداد بیان کیجائے جیسے۔ دس مرد۔ پانچ عورتیں۔ دو بچے تین گھوڑے۔ چار کبوتر۔ سو روپیے۔ ایک چرخہ۔ چھ گھڑے۔ سات کرسیاں۔ نو کرتے۔ بارہ چمچے۔

(ب) صفت عددی مجہول۔ ایسی صفت جس سے کسی شخص یا چیز کا اندازہ یا تخمینہ بیان کیا جائے جیسے چند لڑکے۔ کچھ مرد۔ کئی عورتیں۔ تھوڑے سے آم۔ زیادہ آڑو۔ بہت گھوڑے۔ کم گھڑیاں وغیرہ۔ صفت مقداری مبہم کے الفاظ صفت عددی مجہول میں بھی برتے جاتے ہیں۔ اگر مقصود ان کلمات سے مقدار ہو۔ تو صفت مقداری ہے۔ اور تعداد ہو تو صفت عددی۔ جیسے:۔ کئی من آٹا لانا ہے۔ یہ صفت مقداری ہوئی اور کئی کبوتر اڑ گئے۔ یہ صفت عددی ہے۔ زیادہ گھی چاہیئے یہ صفت مقداری مبہم۔ زیادہ آدمی آگئے صفت عددی مجہول۔ صفت عددی معلوم کے ساتھ اگر ایک یا اک کا کلمہ بولا جائے۔ تو اس سے صفت عددی مجہول کے معنی مراد ہوتے ہیں جیسے بیس اک آدمی۔ دس اک بچے۔ بارہ ایک گھوڑے۔ پانچ ایک مرغیاں۔ یہاں صحیح تعداد ظاہر کرنی مقصود نہیں بلکہ تخمینہ کے طور پر تعداد بیان کی گئی ہے:۔

مختلف اعداد صحیح کی تکرار سے بھی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوتی۔ جیسے تین چار آدمی۔ پانچ سات لڑکے۔ دس پانچ آم آٹھ دس جوتے۔ سیکڑہ اور لاکھ اور ہزار وغیرہ۔ اکائی اور دہائیوں کی جمع جنکی جمع آتی ہے۔ عدد مجہول کے لئے آتے ہیں۔ جیسے میں سو بار گیا۔ تم ہزار مرتبہ آئے۔ لاکھ طرح سمجھایا۔ سیکڑوں آدمی جمع ہوگئے۔ چڑیا گھر میں ہزاروں جانور ہیں۔ اب کے موسم میں لاکھوں تلیر آگئے۔ بیسیوں چیزیں رکھی ہیں۔ پچاسوں مرد تماشا دیکھ رہے ہیں۔ دسیوں بندر آگئے۔ ستر اور نوے کی جمع بالکل مستعمل نہیں۔ باقی عشرات کم مستعمل ہیں۔ ان گنت۔ اور بیشمار اور لاتعداد۔ وغیرہ بھی صفت عددی مجہول کے لئے بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ ان گنت دعائیں دیں۔ بے شمار شعر پڑھے۔ لاتعداد گالیاں سنائیں:۔

صفت عددی مجہول کے کلمات کے ساتھ لفظ (سا) اور اس کی بعض صورتیں بھی برتی جاتی ہیں اور اس سے اصل کلمہ کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے تھوڑے سے سوال نکالے ہیں۔ ذرہ سا شمار اور باقی ہے۔ بہت سی مرغیاں انڈے دینے لگیں:۔

جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں کہ صفت عددی اور صفت مقداری کے کلمات ملتے جلتے ہیں۔

اور سیاق کلام سے ان میں تمیز ہوتی ہے۔ لفظ (سا) بڑھانے کے بعد بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

فائدہ۔ اسمائے اعداد صفت عددی کیلئے خاص نہیں ہیں۔ جب تعداد کے معنی دیں تو صفت عددی ہیں۔ اور جب ناپ یا تول وغیرہ کے معنی دیں تو صفت مقداری۔ جیسے۔ چار گز ململ لانا۔ اور دو گز لٹھا چاہیے۔ یہاں چار اور دو ناپ کی مقدار ہیں۔

(ج) صفت عددی ترتیبی۔ ایسی صفت جس سے کسی شخص یا چیز کی گنتی کا درجہ یا ترتیب بتائی جائے۔ جیسے۔ پہلا گھنٹہ۔ دوسرا سبق۔ تیسرا سوال۔ چوتھا کمرہ۔ پانچواں لڑکا۔ چھٹی کتاب۔ ساتویں جماعت۔ ترتیب بتانے میں ایک کو پہلا۔ دو کو دوسرا۔ تین کو تیسرا۔ چار کو چوتھا۔ چھ کو چھٹا۔ کہتے ہیں۔ اور پانچ اور سات اور سات کے بعد کے مسلسل اعداد کے ناموں میں حروف واؤ مفتوح اور الف ساکن اور نون غنّہ یعنی لفظ (واں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے۔ پانچواں۔ ساتواں۔ آٹھواں۔ پندرھواں۔ بیسواں۔ ساٹھواں۔ سوواں۔ وغیرہ۔ اسی طرح ہزارواں اور لاکھواں۔ بولا جاتا ہے۔

سو اور ہزار وغیرہ کے ساتھ اکائیاں بھی اگر ہوں تو علامت ترتیب یعنی لفظ (واں) اکائیوں کے ساتھ بولتے ہیں۔ جیسے۔ ایک سو ایکواں۔ ایک ہزار ایکواں۔ مگر اس کا استعمال بہت کم ہے۔ تولنے والا جب کسی شے کو تولتا ہے۔ تو ہر وزن کی تعداد کو یاد رکھنے کیلئے اس تعداد کو دہراتا رہتا ہے جب تک کہ اس سے اگلی تول پوری ہو جائے۔ اور اس موقع پر بالعموم وہ وزن کرنے والا۔ الف ساکن اور نون غنّہ کو ترتیب کے واسطے استعمال کرتا ہے۔ اور کہتا ہے ایکاں ہیں ایکاں۔ دوآں ہیں دوآں۔ تیناں ہیں تیناں۔ پانچاں ہیں پانچاں۔ ساتاں ہیں ساتاں وغیرہ۔ ترتیب کے لحاظ سے جن اسمائے اعداد کے آخر میں الف آتا ہے جیسے۔ پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا۔ چھٹا۔ یہ الف واحد مذکر کے لئے بدستور رہتا ہے۔ اور حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں یائے مجہول سے بدل جاتا ہے۔ جیسے۔ پہلا لڑکا۔ دوسرا مرد۔ تیسرا آدمی۔ چوتھا گھڑا۔ چھٹا اونٹ

پہلی لڑکی نے دوسرے آدمی کو تیسرے مرد کا چوتھے گھوڑے سے چھٹے اونٹ پر۔ اور واحد مؤنث میں اور نیز حالت فاعلی وغیرہ میں یہ الف یای معروف سے بدل جائیگا ۔ جیسے پہلی لڑکی دوسری عورت تیسری گھوڑی ۔ چوتھی مرغی چھٹی اونٹنی ؛

پہلی لڑکی نے ۔ دوسری عورت کو ۔ تیسری گھوڑی کا ۔ چوتھی مرغی سے ۔ چھٹی اونٹنی پر ؛

اور جن عددوں کے نام کے بعد لفظ (واں) لاتے ہیں ۔ وہاں واں کا الف حسب مذکورہ بالا بدستور بھی رہیگا اور تبدیل بھی ہوگا ۔ جیسے ۔ پانچواں انڈا ۔ ساتواں لڈو ۔ آٹھواں آم ۔ نواں پھول دسواں کتا ۔ پانچویں انڈے میں ۔ ساتویں لڈو پر ۔ آٹھویں آم پر ۔ نویں پھول کا ۔ دسویں کتے سے پانچویں کبوتری ۔ ساتویں جامن ۔ آٹھویں نارنگی ۔ نویں ہنڈسی ۔ دسویں گاڑی ۔ پانچویں کبوتری سے ۔ ساتویں جامن کو ۔ آٹھویں نارنگی میں ۔ نویں ہنڈسی پر ۔ دسویں گاڑی سے ؛

جن صفات عددی کے آخر میں الف ہوتا ہے ۔ وہ واحد مذکر میں بدستور رہتا ہے ۔ اور جمع مذکر میں یای مجہول سے اور واحد اور جمع مؤنث میں یای معروف سے بدل جاتا ہے جیسے پہلا ۔ پہلے ۔ پہلی ۔ دوسرا ۔ دوسرے ۔ دوسری ۔ اور یہی عمل علامت ترتیبی لفظ (واں) کے الف میں ہوتا ہے جیسے ۔ پانچواں ۔ پانچویں ۔ پانچویں ؛

(ف) صفت عددی اضعافی ۔ اضعاف کے معنی میں دگنا یا گنے سے زیادہ کرنا اس صفت سے کسی شخص یا چیز کی تعداد دگنی اضعافی بیان کیجاتی ہے جیسے دگنا ۔ چوگنا ۔ بیس گنا تیس گنا ۔ دوہرا تہرا وغیرہ ۔

اردو میں اس کے لئے دو لفظ ہیں ؛

(۱) گنا ۔ کاف کے پیش اور نون کے زبر سے ۔ اس لفظ کو یا تو عدد کے اصلی نام کے بعد زیادہ کرتے ہیں جیسے دوگنا ۔ تین گنا ۔ چار گنا ۔ پانچ گنا چھ گنا ۔ دس گنا ۔ پچاس گنا وغیرہ یا عدد دو کا واو گرا کر اور گنا کے کاف کو ساکن کرکے دگنا ۔ اور عدد تین کے حرف تے اور

لطیفہ مروج یہ ہے دوگنا ۔ یا دگنا کو دونا بھی کہتے ہیں ؛

نون کو گرا کر اور گنا کے گاف کو ساکن کر کے تگنا۔ اور عدد چار کی رے کو گرا کر اور اسکے الف کو واو لین سے بدل کر اور گنا کے گاف کو ساکن کر کے چوگنا۔ اور عدد پانچ میں یا تو درمیانی الف اور نون کو گرا کر لفظ گنا بڑھا کر پچ گنا کہتے ہیں۔ یا الف اور نون درمیانی گرانے کے بعد (پ) کو مفتوح کر کے واو لین کا اضافہ کرنے کے بعد گنا کے گاف کو موقوف پڑھتے ہیں۔ اور پچو گنا کہتے ہیں۔ عدد ایک اور پانچ کے بعد کے اعداد میں لفظ گنا بڑھانے سے کچھ ادل بدل نہیں ہوتی جیسے ایک گنا۔ چھ گنا۔ سات گنا۔ دس گنا۔ پچاس گنا۔ سو گنا وغیرہ گنا کا الف واحد مذکر میں بدستور رہتا ہے۔ اور جمع مذکر میں یائے مجہول سے اور واحد مونث اور جمع مونث میں یائے معروف سے بدل جاتا ہے جیسے۔ دگنے آم تگنی نارنگیاں چوگنے آلوچے۔ چھ گنی ناسپاتیاں وغیرہ ✤

(۲) ہرا۔ ہے ساکن اور رے کے زبر سے۔ یہ لفظ چار کے عدد تک مستعمل ہے اور پانچ کے عدد کے ساتھ غیر فصیح۔ باقی اعداد کے ساتھ نہیں بولا جاتا جیسے :-

اکہرا۔ دوہرا۔ تہرا۔ چوہرا۔ اگرچہ پچہرا فصیح نہیں سمجھا جاتا ✤

ان میں عدد ایک کی درمیانی یے کو گرا کر کاف ساکن کو مفتوح کر دیا جاتا ہے ✤

دو کے عدد میں واو کو گرا کر لفظ ہرا بسکون اول بڑھا دیتے ہیں ✤

تین کے عدد سے یے اور نون گرا دیا جاتا ہے ✤

چار کے عدد میں الف کو واو لین سے بدل دیا جاتا ہے ✤

جیسا کہ امثلہ بالا سے ظاہر ہوگا ✤

حالت تذکیر و تانیث میں ہرا کے الف میں بھی گنا کے الف کی طرح ادل بدل ہوتی ہے

(۳) چند۔ یہ فارسی لفظ ہے اور فارسی اسمائے اعداد کے ساتھ آتا ہے۔ جو اردو میں مستعمل ہیں اور چار سے زیادہ عددوں کے ساتھ نہیں بولتے اور اسمائے اعداد میں اسکے آنے سے ادل بدل نہیں ہوتی جیسے۔ یکچند۔ دوچند۔ سہ چند۔ چہار چند ✤

(۸) صفت عددی کسور۔ ایسی صفت جس سے کسی شخص یا چیز کا حصہ یا ٹکڑا سمجھا جائے۔ خواہ یہ حصہ یا ٹکڑا سالم عدد کے ساتھ ہو یا تنہا ہو جیسے۔ سوایا۔ ڈیوڑھا۔ تہائی۔ چوتھائی۔ پوتا۔ آدھا۔ وغیرہ ٭ مثالیں۔ سوایا نفع۔ ڈیوڑھا نقصان تہائی روٹی چوتھائی پان۔ آدھا بسکٹ۔ پونی تول۔ پونے دو سیر دال۔ تین پاؤ قند۔ وغیرہ ٭

ان صفات کے آخر کا الف بھی (گنا) کے الف کی طرح تذکیر و تانیث اور وحدت و جمع میں بدل جائیگا جیسے سوایا آٹا۔ ڈیوڑھے چنے۔ سوائی جوار۔ ڈیوڑھی دالیں۔ آدھا چہرہ آدھی تصویر وغیرہ

بعض عددوں کی تکرار بھی ہوتی ہے اور تعدد کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ آدھی آدھی روٹی ٭ پاؤ پاؤ ٹکڑا۔ تہائی تہائی کھچل ٭

جہاں اصلی عدد کے پورے نام کے ساتھ۔ حصہ یا ٹکڑا بھی ہو۔ وہاں تعدد کے لئے سالم عدد کو مکرر لیں گے حصہ کی تکرار نہیں کرتے جیسے۔ پونے دو دو سیر آٹا تین تین پاؤ چنے تقسیم کر دو ٭

(۹) صفت عددی مجموعی۔ ایسی صفت جس سے کئی شخصوں یا کئی چیزوں کا کسی کام میں یا کسی کام کے اثر قبول کرنے میں شریک ہونا بیان کیا جائے جیسے۔ دونوں کبوتر اڑ گئے۔ چاروں پلنگ اٹھا لئے۔ سب آدمی آ گئے۔ ساری لکڑیاں اٹھالیں یہ صفت دو قسم کی ہے

(۱) صفت عددی مجموعی جلی۔ ایسی صفت جس سے شخصوں یا چیزوں کی صحیح تعداد کسی کام کرنے یا کسی کام کا اثر قبول کرنے میں بیان کیجائے جیسے۔ دونوں طوطے پڑھنے لگے۔ دونوں آدمی کھا رہے ہیں۔ اس صفت کے لئے دو کے عدد پر نون مضموم اور واو مجہول ساکن اور نون غنہ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے۔ دونوں بچے کھیل رہے ہیں۔

دونوں لڑکیاں تندرست ہیں ٭ تین اور چار اور پانچ۔ اور سات اور آٹھ اور دس اور باقی دہائیاں ساٹھ تک۔ ان اسماء کے بعد صرف واو مجہول ساکن اور نون غنہ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے تینوں اونٹ لد گئے۔ چاروں مرغیاں انڈے دینے لگیں۔ پانچوں سوار آ گئے۔ ساتوں مہمان چلے گئے۔ آٹھوں آم میٹھے نکلے۔ دسوں مزدور کام پر ہیں بیسوں لوٹے پہنچ گئے

تیسوں [illegible] چالیسوں [illegible]
ساٹھوں آم تیج میں آگئے ۔

دہائیوں کی صفت مجموعی میں چالیس تک واو مجہول سے پہلے یائے مضموم بھی بڑھاتے ہیں جیسے دسیوں بیسیوں تیسیوں - چالیسیوں - درخت کٹ گئے ۔

چھ اور نو پر صفت عددی مجموعی جلی بناتے ہیں۔ ایسا واو مجہول مضموم بڑھا کے [illegible] ہوا اور نون غنہ بڑھاتے ہیں جیسے چھیوں اونٹ جنگل میں [illegible] نووں [illegible] پڑھتے ہیں۔ نوؤں عورتیں گانے لگیں ۔

سو کے عدد کی جگہ مجموعی بولتے ہیں سیکڑوں کہا جاتا ہے جیسے [illegible] سیکڑوں چیزیں بکنے لگیں ۔

ہزار اور لاکھ وغیرہ کے ساتھ وہی واو مجہول مضموم اور نون غنہ کا اضافہ [illegible] جیسے ہزاروں پرند پکڑے گئے - لاکھوں درخت گر پڑے ۔

کلیہ [illegible] ان صفات کی تکرار بھی ہوتی ہے یہ تکرار کبھی تو بلا علامت مجموعی [illegible] جیسے دو کے دو - یا تین کے تین - یا چار کے چار - یا دس کے دس [illegible] یا پچاس کے پچاس - یا سو کے سو - روپے خرچ ہو گئے ۔

اور کبھی پہلے اسم عدد صفتی پر علامت مجموعی ہوگی اور دوسرے پر نہیں جیسے دونوں کے دو یا تینوں کے تین - یا چھیوں کے چھ - یا بیسوں کے بیس - یا ساٹھوں کے ساٹھ [illegible]

اور کبھی بصورت تکرار دونوں صفتیں علامت کے ساتھ بولتے ہیں جیسے دونوں کے دونوں یا ساتوں کے ساتوں - یا آٹھوں کے آٹھوں یا دسوں کے دسوں - [illegible] کھیلنے گئے ہیں ۔

ستر اور اسی اور نوے - اور سو اور ہزار وغیرہ کی تکرار بلا علامت مجموعی بولی جاتی [illegible] جیسے سو کے سو - ہزار کے ہزار - ستر کے ستر - اسی کے اسی - نوے کے نوے - [illegible]

یا لاکھوں لاکھ روپیے بنک میں جمع کر دیئے ۔

جب سینکڑوں ہزاروں وغیرہ کا استعمال بطور صفت مجموعی کیا جائیگا تو انکی صفت مجموعی صحیح تعداد بتانے کے لئے نہیں ہوگی بلکہ اس سے کثرت کے معنی مراد ہونگے۔ جیسے سیکڑوں آدمی تھے۔ ہزاروں لوگ اکٹھے ہو گئے۔ لاکھوں جانور تھے۔ کروڑوں روپئے کی آمد ہے ۔

(۳) صفت تعداد مجموعی تقریبی یا غیر معین وہ صفت ہے جس سے شخصوں یا چیزوں کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں لگتا بلکہ تمام یا اکثر یا بعض کا مفہوم پایا جاتا ہے اور کسی کام میں یا کسی کام کے اثر قبول کرنے میں شامل ہونا پایا جاتا ہے۔ جیسے سب آدمی آگئے۔ ساری لڑکیاں چلی گئیں۔ تمام آدمی بیٹھے ہیں۔ کل دنیا کے لوگ یہی کہتے ہیں۔ ایک ایک آدمی کو بلاؤ۔ الفاظ سب۔ تمام۔ کل۔ اور ایک ایک جیسے الفاظ میں کوئی تغیر بلحاظ تذکیر و تانیث اور بلحاظ حالت کے نہیں ہوتا جیسے سب لڑکے پاس ہو گئے۔ سب لڑکیوں کو انعام ملا۔ سب آدمیوں سے کہدیا۔ تمام عورتیں آگئیں۔ کل لوگ جمع ہو گئے۔ ایک ایک آدمی نے پیالہ اٹھایا ۔

مگر لفظ سارا کا الف جمع مذکر میں یائے مجہول سے اور جمع مونث میں یائے معروف سے بدل جاتا ہے جیسے سارے شہر میں دھوم ہے۔ ساری لڑکیاں کات رہی ہیں ۔

زور دینے کیلئے کبھی کبھی یہ الفاظ مکرر بھی بولے جاتے ہیں جیسے سب کے سب ہرن اڑ گئے ۔ تمام تمام مجمع ہو گیا ۔ کل کے کل آدمی بیٹھے ہیں۔ سارے کے سارے لڑکے چلانے لگے ۔

(۴) صفت عددی استغراقی وہ صفت ہے جو شخصوں یا چیزوں کی جنس کو فرداً فرداً گھیرے۔ اس کیلئے اردو میں فارسی کا لفظ ہر مستعمل ہے۔ اور فارسی کی طرح تنہا۔ اور ایک یا اک کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے اور ان الفاظ میں تذکیر و تانیث یا حالتوں کی وجہ سے کوئی ادل بدل نہیں ہوتی۔ جیسے ہر آدمی۔ ہر جانور۔ ہر عورت۔ ہر ایک لڑکا۔ ہر اک لڑکی۔ ہر جگہ۔ ہر ایک جگہ۔ کہیں لفظ ہر کے بعد ایک یا اک کا لفظ بھی آتا ہے ہر ایک مرد۔ ہر ایک جانور۔ ہر اک عورت۔ ہر ایک شخص ہر اک گھوڑا۔ ہر ایک بیل۔ ہر اک گائے۔ ہر اک شخص۔ ہر ایک قلم۔ ہر اک دوات۔ ہر ایک چیز ہر ایک کرسی

ہرطرف - ہرایک سمت - ہرایک طرح - ہراک گانوں - وغیرہ +

جب لفظ ہر کو بہم مکرر لاتے ہیں تو اسکے ساتھ - لفظ ایک یا اک نہیں لاتے - جیسے +

ہر ہر آدمی - ہر ہر جانور - ہر ہر طرف - ہر ہر گھوڑا - ہر ہر بیل وغیرہ +

اسم عام کی بہم تکرار سے بھی استغراق کے معنی پیدا ہوتے ہیں - جیسے - آدمی آدمی انتر - کوئی ہیرا کوئی کنکر - کلی کلی کھل گئی - درخت درخت جھوم رہا تھا - گھر گھر سے گانے کی آواز آرہی تھی - جگہ جگہ رونا پڑ رہا تھا - بات بات پر اعتراض ہو رہے تھے - لفظ لفظ چنچیڑ اجا رہا تھا - مگر یہ تکرار سماعی ہے اسکے لئے کوئی قاعدہ نہیں +

بجائے لفظ ہر کے مکرر لانے کے اور (ہر ہر آدمی کی زبان پر یہی تھا) کہنے کے (ایک ایک آدمی کی زبان پر یہی تھا) کہنا زیادہ فصیح ہے +

کبھی لفظ (کیا) سے ہر ایک کے معنی لیتے ہیں جیسے کیا امیر کیا فقیر سب تماشے میں تھے + کیا بچہ کیا بوڑھا سب خوشیاں منا رہے تھے - کیا چھوٹا کیا بڑا سب چلے آرہے ہیں +

(ح) **صفت اشارہ** - ایسی صفت کہ اسم پر آئے - اگرچہ وہ اسم عام ہی کیوں نہو اور ایک قسم کی خصوصیت پیدا کر دے - جیسے - یہ آدمی ہے - وہ جانور ہے - یہ گھوڑا ہے - وہ اونٹ ہے
اردو میں صفت اشارہ کے لئے دو کلمے ہیں +

(۱) یہ - یہ اشارہ قریب کے لئے - وحدت وجمع اور تذکیر و تانیث میں یکساں بولا جاتا ہے جیسے - یہ لڑکا - یہ لڑکی - یہ لڑکے - یہ لڑکیاں - یہ گھوڑا - یہ گھوڑے - یہ گھوڑی - یہ گھوڑیاں +

توثیق کے لئے لفظ (یہ) کی (ہے) کو کسرہ دیکر یائے معروف بڑھا دیتے ہیں جیسے یہی مرد بھی لوگ یہی عورت یہی عورتیں + حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ میں - (یہ) واحد کی بجائے (اس) بکسرہ الف اور (یہ) جمع کی بجائے (ان) بکسرہ الف بولتے ہیں جیسے :-

حالت فاعلی - اس آدمی نے مارا - ان آدمیوں نے مارا - اس عورت نے گایا - ان عورتوں نے گایا + جہاں (نے) علامت فاعل نہو وہاں صرف (یہ) آئیگا - جیسے - یہ مرغا بولا - یہ مرغے

بولے - یہ مرغی بولی - یہ مرغیاں بولیں ۞

حالت مفعولی - بصورت مفعول مالم یسم فاعلہ لفظ (یہ) میں کوئی تغیر نہیں ہوتا جیسے یہ لیا گیا یہ لیے گئے - یہ لی گئی - یہ لی گئیں - یہ پکا - یہ پکے - یہ پکی - یہ پکیں ۞

اور جب مفعول کے ساتھ علامت مفعول ہو - تو واحد میں اس اور جمع میں ان کہیں گے جیسے اس لڑکے کو بلاؤ - اس لڑکے سے کہو - ان لڑکوں کو بلاؤ - ان لڑکوں سے کہو ۞

اس لڑکی کو بلاؤ - اس لڑکی سے کہو - ان لڑکیوں کو بلاؤ - ان لڑکیوں سے کہو ۞

حالت مجروری - اس آدمی سے کام ہے - ان آدمیوں سے کام ہے - اس عورت سے کام ہے - ان عورتوں سے کام ہے - اس لڑکے پر مار پڑی - ان لڑکوں پر مار پڑی - اس لڑکی پر مار پڑی - ان لڑکیوں پر مار پڑی ۞

حالت اضافی - جب (را) اور (نا) علامت اضافت ہو - یا ان دونوں علامتوں کی تبدیل شدہ صورتیں - تو صفت اشارہ ہر جگہ یہ آئیگی جیسے - یہ گھوڑا میرا ہے - یہ گھوڑے میرے ہیں - یہ گھوڑی میری ہے - یہ گھوڑیاں میری ہیں - یا ۞

یہ گھوڑا اپنا ہے - یہ گھوڑے اپنے ہیں - یہ گھوڑی اپنی ہے - یہ گھوڑیاں اپنی ہیں ۞

اور جب علامت اضافت کا - کے - کی ہوں - تو واحد کے لئے اس اور جمع کے لئے ان آئیگا جیسے - اس آدمی کا باغ - ان آدمیوں کے باغ - اس عورت کا مکان - ان عورتوں کے مکان - اس آدمی کا وارنٹ - ان آدمیوں کے وارنٹ - اس عورت کا وارنٹ - ان عورتوں کے وارنٹ ۞

اضافت کی علامتوں کا بیان کلمات ربط کے بیان میں مفصل لکھا جائیگا ۞

حالت ظرفی - اس گھڑے میں پانی ہے - ان گھڑوں میں پانی ہے ۞

اس گھڑیا میں پانی ہے - ان گھڑیوں میں پانی ہے ۞

ان حالتوں میں (اس) اور (ان) کے ساتھ - توثیق و حصر کے لیے - (اس) کے سین کو کسرہ دیکر یائے معروف بڑھاتے ہیں - جیسے - اسی آدمی نے چرایا - اسی عورت نے گایا ۞

اور (ان) کے نون کو کسرہ دیکر لفظ (ہی) بڑھا کر بولتے ہیں۔ انہی لوگوں کو میں نے
بلایا تھا۔ انہی عورتوں کو پیام دیا تھا۔ انہی لڑکوں سے دریافت کیا تھا۔ انہی لوگوں کو ...
صفت اشارہ کے طریق پر جب لفظ (انہی) کا استعمال کیا جائے۔ تو (ان) کے ... کو
اور نون غنہ بڑھا کر (انھیں) کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ توثیق و حصر کیلئے لفظ (ہی) ... لفظ
(ہیں) انھیں کا لفظ ضمیر جمع کے لئے بولتے ہیں ... اشارہ کیلئے ... اشارہ
کے بیان میں بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔

(۲) **وہ**۔ اشارہ بعید کیلئے۔ اس میں بھی وہی تغیر و تبدل ہوتے ہیں جو ہم نے لفظ (یہ)
میں بتائے ہیں۔ البتہ حالتوں پر جب بجائے (وہ) کے اس آئے گا تو اس کے الف کو
ضمہ دیں گے اور اسی طرح (ان) کے الف پر پیش پڑھیں گے جیسے۔ وہ گھوڑا یا وہ گھوڑے
آئے۔ وہ گھوڑا کس دیا۔ وہ گھوڑا میرا ہے۔ وہ گھوڑی اچھی ہے۔ اس گھوڑی کو لے آؤ۔
اُن گھوڑیوں کو نہلا دو۔ اس گھوڑی پر تم سوار ہو۔ ان گھوڑوں پر زین ڈالدو۔ ان گھوڑیوں
کی ایال کتر دو۔ ان گھوڑوں کے پچھاڑی لگا دو۔ ان گھوڑوں میں سلوک ہے۔ اُن گھوڑوں
میں کوئی عیب نہیں۔

یہ کلمات جب اسم کے ساتھ آتے ہیں تو صفت اشارہ کہلاتے ہیں اور جب تنہا اسم کی
جگہ آئیں۔ تو ضمیر کہلائیں گے۔ یہ آدمی اچھا ہے۔ وہ لڑکے بڑے ہیں۔ یہاں یہ اور وہ صفت
اشارہ ہیں۔ اور۔ یہ اچھا ہے۔ وہ برا ہے۔ یہاں (یہ) اور (وہ) قائم مقام اسم ہیں۔ اس لئے
ضمیر اشارہ ہیں۔ جن لفظوں سے اشارہ کریں ان کو کلمات اشارہ کہتے ہیں اور جس کی طرف
اشارہ کیا جائے اسے مشار الیہ۔

فائدہ۔ تمام صفتیں جب کسی اسم کے ساتھ آتی ہیں تو صفت کا کام دیتی ہیں۔ اور جب تنہا
برتی جاتی ہیں تو اسم کا جیسے۔ زید اچھا ہے۔ خالد برا ہے۔ ولید سمجھدار ہے۔ ... ہے۔
ان مثالوں میں۔ اچھا۔ برا۔ سمجھدار۔ ... صفتیں ہیں۔

اچھوں سے ملنا چاہیے۔ بڑوں سے بچو۔ سمجھدار کی بات مانو۔ ذہین سبق جلدی یاد کرلیتا ہے۔ ان مثالوں میں۔ اچھوں۔ بڑوں۔ سمجھدار۔ ذہین۔ اسم ہیں ۔

فائدہ۔ تمام صفات جن کا بیان ہوچکا ہے۔ یا تو صفت ہونگی۔ اور انکا موصوف موصوف ہی کہلائیگا۔ جیسے یہ اچھا لڑکا۔ خوبصورت لڑکی۔ یہ آدمی۔ وہ نوکر۔ عربی زبان۔ کچھ آم۔ دو گز ململ۔ تھوڑا سا لٹھا۔ پہلی کتاب۔ دونوں قلم۔ ان مثالوں میں اچھا۔ خوبصورت۔ یہ۔ وہ عربی۔ کچھ۔ دو گز۔ تھوڑا سا۔ پہلی۔ دونوں۔ صفت ہیں۔ اور لڑکا۔ لڑکی۔ آدمی۔ نوکر۔ زبان۔ آم۔ ململ۔ لٹھا۔ کتاب۔ قلم۔ موصوف ہیں۔ یا یہ صفات۔ خبر کہلائیں گی اور انکا موصوف۔ اسم کہلائیگا جیسے۔ زید اچھا ہے۔ یہ لڑکا شریر ہے۔ یہ ململ دیسی ہے۔ یہ مٹھائی تھوڑی ہے۔ ان مثالوں میں سے پہلی مثال میں صرف زید اور باقی مثالوں میں۔ یہ لڑکا۔ یہ ململ۔ یہ مٹھائی۔ یہ ترکیب وصفی اسم ہیں اور اچھا۔ شریر۔ دیسی۔ تھوڑی۔ یہ خبر ہیں۔ اور ہے فعل ناقص جسکا مفصل ذکر فعل کی بحث میں آئے گا ۔

نوعیّت صفات

صفت کی نوعیت بیان کرتے وقت ذیل کی باتیں بتانی چاہیئیں۔

(۱) قسم۔ یعنی کس قسم کی صفت ہے ۔

(۲) جنس۔ یعنی مذکر ہے یا مونث یا دونوں کے لیئے مشترک ۔

(۳) تعداد۔ یعنی واحد ہے یا جمع ۔

(۴) حالت۔ یعنی صفت اور موصوف کو الگ الگ بیان کرنا ۔

اب نوعیت بیان کرنے کی مثالیں دیکھو ۔

یہ لڑکا بڑا بھاگوان ہے ۔

(۱) یہ۔ صفت اشارہ لڑکا اسم عام واحد مذکر موصوف مشارٌ الیہ۔ یہ ترکیب توصیفی۔ اسم۔

(۲) بڑا بھاگوان۔ صفت ذاتی تفضیلی۔ خبر۔ لڑکے کی ۔

وہ پنجابی سوداگر۔ انگریزی سوداگروں سے بہتر ہے +

(۱) وہ صفت اشارہ۔ پنجابی صفت نسبتی مشارٌ الیہ۔ یہ دونوں ملکر پھر صفت ہوئے۔ سوداگر موصوف۔ یہ صفت اور موصوف بہ ترکیب توصیفی اسم ہیں +

(۲) انگریزی صفت نسبتی سوداگروں موصوف یہ صفت و موصوف ملکر بوجہ (سے) کلمہ جار کے متعلق فعل ہیں

(۳) بہتر صفت ذاتی تفضیلی جس کا موصوف (وہ پنجابی سوداگر) ہے۔ خبر ہے +

اس لڑکی کی اوڑھنی کے لئے تین گز ململ لادو +

(۱) اس صفت اشارہ۔ لڑکی اسم عام مؤنث موصوف مشارٌ الیہا +

(۲) تین گز صفت عددی معلوم۔ ململ اسم عام موصوف +

چند مہمان آگئے ہیں تھوڑا سا خشکہ دم کرلینا +

(۱) چند صفت عددی مجہول مہمان موصوف +

(۲) تھوڑا سا صفت مقداری مبہم خشکہ موصوف +

اس مہاجن کو گیہوں میں دُگنا اور چنوں میں سوایا نفع ہوا +

(۱) اس صفت اشارہ۔ مہاجن اسم عام موصوف مشارٌ الیہ +

(۲) دگنا صفت عددی اضعافی۔ نفع موصوف +

(۳) سوایا صفت عددی بکسور۔ نفع موصوف +

دونوں لڑکیاں اور سارے بچے پڑھ رہے ہیں +

(۱) دونوں۔ صفت عددی مجموعی جلی۔ لڑکیاں اسم عام جمع مؤنث موصوف +

(۲) سارے صفت عددی مجموعی خفی بچے اسم عام جمع مذکر موصوف +

ہر طرف گھٹا چھا رہی ہے +

(۱) ہر صفت عددی استغراقی۔ طرف۔ اسم عام موصوف +

بیس اک آدمی آئے ہیں +

(۱) بیس اک صفت عددی مجہول - آدمی اسم عام مذکر موصوف ٭

تیسرا لڑکا پاس ہے اور پانچواں فیل ٭

(۱) تیسرا صفت عددی ترتیبی - مذکر - لڑکا اسم عام واحد مذکر موصوف ٭

(۲) پانچواں صفت ترتیبی مذکر - لڑکا اسم عام واحد مذکر موصوف ٭

چہارم فعل

ہم اسم کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ مصدر[۱] کا ذکر فعل کی بحث میں لکھا جائیگا - اس لئے ہم اول مصدر کا بیان کرتے ہیں ٭

مصدر[۲] - ایسا اسم جو کسی فعل کا نام ہو - اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے - یا یوں کہو کہ مصدر ایسے اسم کو کہتے ہیں جس سے کرنا - یا - سہنا - یا - ہونا - بلا قید زمانہ پایا جائے مصدر کے آخر میں ہمیشہ نا ہوتا ہے اور اگر (نا) کو گرادیں تو جو باقی رہیگا - وہ مادہ مصدر کہلاتا ہے اور اسی سے تمام افعال بنائے جاتے ہیں اور یہ مادہ ہی صیغہ واحد امر حاضر ہوتا ہے ٭

پس جس اسم کے آخر میں لفظ (نا) ہو - اور اسکے حذف کر دینے کے بعد صیغہ واحد امر حاضر رہ جائے وہ مصدر ہے - جیسے - آنا - جانا - پکڑنا - چھوڑنا - لانا - لوانا - کھلوانا - بکنا - پٹنا وغیرہ اگر ان اسموں سے علامت نا حذف کردیجائے تو ٭

آ - جا - پکڑ - چھوڑ - لا - لوا - کھلوا - بک - پٹ - جو مادہ باقی رہا صیغہ واحد امر حاضر ہے - جن اسموں کے آخر میں لفظ نا ہو اور اسکے حذف کر دینے کے بعد جو باقی رہے وہ صیغہ واحد امر

---

[۱] گو مصدر اسم ہے مگر چونکہ تمام افعال مصدر سے بنتے ہیں اس لئے اس کا ذکر فعل میں مناسب ہے جس طرح اسم فاعل و اسم مفعول اور اسم حالیہ کا ذکر اسم میں نہیں کرتے بلکہ شبہ فعل میں کیا جاتا ہے ٭

[۲] مصدر کا لازم و متعدی ہونا ہم نے مصدر کے بیان میں اس لئے بیان نہیں کیا - کہ مصدر اسم ہے اور لازم متعدی ہونا لوازم فعل میں سے ہیں - کیونکہ اسمیں فاعل و مفعول کے تعلقات ہوتے ہیں - اس لحاظ سے کہ فعل لازم اور متعدی مصدر سے مشتق ہوتے ہیں مصدر کو لازم و متعدی کہا جاتا ہے افعال کے ذکر میں لازم و متعدی کی مثالیں مصدر ہی سے لکھی گئی ہیں ٭

حاضر نہ ہو تو اس کو مصدر نہیں کہتے جیسے۔ گھبرانا۔ تانا۔ بانا۔ سمدھیانا۔ کھسیانا۔ تانا۔ کانا۔ وغیرہ ان کا اگر نا گرا دیا جائے۔ تو باقی ماندہ الفاظ زبان اُردو میں بے معنی ہونگے۔

مصدر میں جب تک کہ وہ مصدری معنی دیتا ہے زمانہ نہیں پایا جاتا۔ البتہ افعال تصریحی کے آنے سے جن کا ذکر آگے آتا ہے زمانہ پیدا ہو جاتا ہے معنوی لحاظ سے اس وقت اس کو مصدر نہیں کہا جاتا یعنی اسم قرار نہیں دیا جاتا۔ بلکہ فعل ہو جاتا ہے۔ جیسے مجھے جانا ہے یہاں مصدر نے حال کے معنی دیئے۔ اگر تمھیں جانا تھا تو کیوں نہیں گئے۔

یہاں ماضی کے معنوں میں مصدر کا استعمال ہوا۔ استقبال کیلئے علامت (گا) مصدر کے ساتھ استعمال نہیں ہوتی۔ بصورت احتمال لفظ (ہوگا) البتہ مصدر کے ساتھ برتا جاتا ہے۔ جیسے۔ اب تو کل جانا ہوگا۔

مصدر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو مجرد۔ دوسرے مزید فیہ۔ تیسرے مرکب۔ مگر ہم نے مزید فیہ اور مرکب کو ایک ہی قسم مرکب میں داخل کر لیا ہے۔ اور مصدر کی صرف دو قسمیں قرار دی ہیں یعنی مصدر مجرد۔ اور مصدر مرکب۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک مثبت دوسری منفی۔ چنانچہ اسی ترتیب سے ہم مصدر کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) **مصدر مجرد مثبت**[1] یعنی ایسا اسم جو معنی مصدری کے اثبات کیلئے بنایا گیا ہو جیسے سونا۔ جاگنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ پڑھنا۔ لکھنا۔ سمجھنا۔ پکڑنا۔ پڑھانا۔ لکھانا۔ سمجھانا۔ پکڑانا۔ لوانا۔ دلوانا۔ کھلوانا۔ بلوانا۔ بجنا۔ بکنا۔ لٹنا۔ چھٹنا۔ وغیرہ۔

(۲) **مصدر مرکب مثبت**۔ اس مصدر کو کئی طریقوں سے بناتے ہیں۔

اول کسی ایک مصدر کا مادہ دوسرے مصدر کے شروع میں لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے لے دینا۔ لے دوڑنا۔ لے جانا۔ لے سکنا۔ سے چکنا۔ لے پڑنا۔ لے ڈوبنا۔ جا پکڑنا۔ جا لینا۔ جا دینا۔ چھین لینا۔ کس دینا۔ کھینچ لینا۔ کھینچ دینا۔ کود پڑنا۔ لڑ پڑنا۔ جھگڑ پڑنا۔ وغیرہ۔

---

[1] مثبت اور منفی کی تعریف افعال کی بحث میں دیکھو ۱۲ منہ۔

دوم کسی اسم میں کچھ تصرف کے بعد علامت مصدر لانا۔ اسم میں جو تصرف ہوتا ہے وہ سماعی ہے جیسے۔

اسم۔ ہکا۔ جوتا۔ گدگدی۔ ساٹھ۔ چکر۔ گولر۔ لات۔ وغیرہ +

مصدر۔ ہکیانا۔ جتیانا۔ گدگدانا۔ سٹھیانا۔ چکرانا۔ گلریانا۔ لتیانا۔ وغیرہ +

سوم کسی لفظ عربی پر خواہ وہ مصدر ہو یا نہو کسی قدر تصرف کے بعد علامت مصدر اردو زیادہ کر کے مصدر اردو بنا لینا۔ جیسے بحثنا۔ قبولنا۔ بدلنا۔ دفنانا۔ کفنانا +

چہارم۔ یا فارسی الفاظ پر خواہ وہ کسی مصدر فارسی کا جزو ہوں یا نہوں۔ کچھ تصرف کر کے علامت مصدر اضافہ کر کے اردو مصدر بنا دینا جیسے۔ نوازنا۔ فرمانا۔ بخشنا۔ آزمانا۔ شرمانا۔ گرمانا۔ غرانا۔ ترانا۔ وغیرہ +

پنجم۔ یا عربی و فارسی الفاظ پر اردو کا پورا مصدر بڑھا کر اردو مصدر بنانا جیسے۔ بر لانا۔ در آنا۔ فروغ دینا۔ خوش ہونا۔ بیتاب کرنا۔ سیر ہونا۔ زور دینا۔ شاد ہونا۔ شروع کرنا۔ یقین لانا۔ تشریف لانا۔ قرار دینا۔ حساب لینا۔ ادب دینا۔ بدل دینا۔ غور کرنا +

فی زمانا انگریزی الفاظ کی ترکیب سے بھی اردو مرکب مصدر رواج پانے لگے جیسے۔ لکچر دینا۔ ایکٹ کرنا۔ ریویو لکھنا۔ پارٹ لینا۔ ڈرل کرنا +

ششم۔ یا اردو کے دو مصدروں کو ملا کر ایک مصدر بنا لیا جاتا ہے اور اس سے مقصود ذکر مصدر اول کے معنی ہوتے ہیں اور مصدر ثانی بطور لزوم کے بولتے ہیں جیسے۔ آنا جانا۔ کھانا پینا۔ لڑنا جھگڑنا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ بیٹھنا اٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ رونا دھونا۔ تڑپنا لوٹنا۔ رونا چھینکنا گانا بجانا۔ دوڑنا بھاگنا۔ اچھلنا کودنا۔ اور کبھی ایسے دو مصدروں میں سے دوسرے مصدر کے معنی ہوتا ہے جیسے۔ دیکھنا بھالنا۔ لوٹنا پوٹنا۔ چھوڑنا چھاڑنا۔ پکڑنا دھکڑنا +

اور کبھی ایک ہی مصدر کو مختلف صورتوں میں مکرر لاتے ہیں جیسے۔ اٹھنا اٹھانا بیٹھنا بٹھانا۔ سونا سلانا۔ رونا رلانا۔ پٹنا پٹانا۔ بکنا بکانا۔ مٹنا مٹانا۔ کھانا کھلانا۔ پڑھنا پڑھانا۔ ہنسنا ہنسانا بسنا بسانا۔ چلنا چلانا۔ لڑنا لڑانا +

اور کبھی مصدر کے ساتھ ایک ہمعنی لفظ۔ اسی مصدر کیسی صورت کا زیادہ کرتے ہیں۔

اور اکثر بامعنی مصدر کے پہلے حرف کو خواہ وہ حرف اکہری آواز کا ہو یا دوہری آواز کا حرف (واؤ) سے بدل دیتے ہیں۔ اس ہمعنی مصدر کیسی صورت والے لفظ کو تابع مہمل بھی کہتے ہیں جیسے۔ بینا وینا۔ دیکھنا ویکھنا۔ جانا وانا۔ کھیلنا ویلنا۔ گھسنا وسنا۔ بکنا وکنا۔ لینا وینا۔ کھانا وانا۔ بھرنا ورنا۔ مروڑنا وروڑنا +

اور کبھی دو مصدروں کے مادوں کے بعد پورا مصدر بڑھا دیتے ہیں اور اس تمام مرکب سے ایک معنی مراد لیتے ہیں جیسے رلے دے جانا۔ دے لے آنا۔ کھاپی لینا۔ لڑجھگڑ پڑنا۔ اٹھ بیٹھ جانا۔ چل پھر لینا۔ توڑ پھوڑ دینا +

اور کبھی ایک مصدر کے مادہ پر ایک مہمل مصدر کا مادہ زیادہ کرکے۔ اسکے بعد پورا مصدر لاتے ہیں جیسے۔ پی پا جانا۔ کھا وا آنا۔ سونگھ سانگھ لینا۔ چکھ دکھ لینا۔ دیکھ داکھ لینا۔ دھو دھا دینا۔ پوچھ پاچھ کرنا۔ دیکھ بھال کرنا +

اگرچہ مصدر اسم ہے اور اسمیں زمانہ نہیں پایا جاتا۔ مگر طرز استعمال سے بوجہ افعال تصریحی جن کا بیان آگے آئیگا) مصدر میں زمانہ کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں +

اور اس کی کئی صورتیں ہیں (مثلاً) قریب تر زمانہ میں کسی فعل کے ہونے یا نہونے کو ظاہر کرنا جیسے وہ جانے کو ہے۔ وہ آنے کو تیار تھا۔ وہ پڑھنے میں مصروف ہے۔ وہ نہانے نہیں گئے۔ وہ کھانے لگے + استقبال کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے جیسے تمھیں وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ کل ان کا آنا ہو تو ہو اگر وہاں جانا پڑا تو بیٹھنا بھی ہوگا +

اسی طرح ماضی کے معنی بھی لئے جاتے ہیں جیسے تمھارا آنا بیکار گیا۔ اسوقت تمھیں جانا نہیں چاہئے تھا بیشک تمھارا بیٹھنا انھیں ناگوار تھا۔ انکا یہاں بلانا ہی بیجا تھا +

زمانہ کے علاوہ اور معنوں میں بھی مصدر کو برتا جاتا ہے + (مثلاً)

کسی یقینی امر کے ظاہر کرنے کیلئے۔ جیسے۔ ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ ایک نہ ایک دن یہ جھگڑا

ہوتا ہے۔ ہر کسی کو یہ راستہ طے کرنا ہے۔ سب کو خدائے پاک کے روبرو جانا ہے۔

مصدر سے جب ضرورت یا مجبوری کا ظاہر کرنا مقصود ہو۔ تو اسکے بعد لفظ (ہوگا) زیادہ کیا جائیگا جیسے تمھیں یہ بوجھ اٹھانا ہوگا۔ تمھیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ تمھیں کھانا کھانا ہوگا۔

یا۔ (پڑنا) کے مصدر کا صیغہ بڑھا دیں گے۔ جیسے۔ مجھے ان سے کہنا پڑا۔ تمھیں چلنا پڑیگا۔ اسکو میرے ساتھ آنا پڑا۔ مجھے اسکے ساتھ جانا پڑا۔ مجھے وہ بات کہنی پڑی۔

مزید تاکید کیلئے لفظ ہی بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے۔ یہ خط تو لکھنا ہی ہوگا۔ یہ کام کرنا ہی پڑا۔ یہ بات تو کہنی ہی ہوگی۔ یہ بات تو کہنی ہی پڑی۔

کبھی مصدر بطریق اسم استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ کھیلنا تو تمھیں بہت پسند ہے۔ مگر پڑھنا پسند نہیں بیٹھنے سے تو جی نہیں اکتاتا مگر چلنا دوبھر ہے۔

کبھی دو مختلف فعلوں کا ایک ساتھ واقع ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس حالت میں کہیں تو دونوں جگہ مصدر ہوتے ہیں۔ جیسے۔ اسکا دیکھنا تھا اور میرا اٹھنا۔ میرا آنا تھا اور اس کا جانا۔

اور کہیں پہلا مصدر ہوتا ہے اور دوسرا فعل مفرد یا مرکب۔ جیسے۔ میرا جانا تھا کہ وہ بھاگا۔ اسکا بیٹھنا تھا کہ پٹی ٹوٹ گئی۔ میرا پیر رکھنا تھا کہ چوکی کا تختہ نکل گیا۔

اور کبھی مصدر ایک حالت کے قیام پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے میں ہوں اور پڑھنا لکھنا۔ اسکے نصیب میں تو کڑھنا اور غم کھانا ہے۔

اور کہیں آمادگی کا اظہار مصدر سے کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ جانے کو ہے۔ آپ تو مجھے ہی دھمکانے کو ہیں۔ میں دودھ لانے کو ہی تھا۔

کبھی مصدر امر کے معنی دیتا ہے مگر اسمیں بمقابلہ امر کے تاکید و تنبیہ بھی ہوتی ہے۔ جیسے کل ضرور آنا بھول نہ جانا۔ پکڑے رہنا چھوڑ نہ دینا۔ اسکو اونچا اٹھائے رکھنا اسکو دبا چھوڑنا۔

مصدر کی تذکیر و تانیث بلحاظ اس کے متعلقہ اسم کے ہوتی ہے۔ جیسے۔ کام کرنا۔ بات کرنی جھگڑے کرنے۔ شکایتیں کرنیں۔ لیکن اگر اسم اور مصدر کے مابین لفظ (کا) واقع ہو۔ تو اسم مونث

کے لئے بھی مصدر مذکر ہی بولا جائے گا جیسے۔ کتاب لکھنی۔ اور کتاب کا لکھنا۔ میز اٹھانی۔ اور میز کا اٹھانا۔ دوات میں سیاہی ڈالنی۔ اور۔ دوات میں سیاہی کا ڈالنا +

مصدر کی وحدت و جمع انھی قاعدوں کی بموجب ہوتی ہے جنکا ذکر ہوچکا ہے لیکن اہل لکھنؤ مصدر کو مذکر ہی بولتے ہیں جیسے حکایت کرنا شکایت کرنا۔ بات کرنا۔ عنایت کرنا +

حالت ظرفی اور اضافی اور مجروری میں مصدر کی علامت نا کا الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے

حالت ظرفی۔ کھانا کھانے میں دیر ہے آپ کے چلنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے +

حالت اضافی۔ کس کے آنے کی خبر ہے۔ اس کے جانے کا کچھ پتہ نہیں +

حالت مجروری۔ آپ کے ملنے سے مجھے خوشی ہوئی۔ وہ سفر کرنے پر آمادہ ہیں +

حالت فاعلی اور مفعولی اور ندائی مصدر کے لئے نہیں آتی +

مصدر منفی۔ الفاظ نفی۔ یا نہی کے آنے سے مصدر خواہ مجرد ہو۔ یا مرکب منفی ہو جاتا ہے اور اسکا استعمال مختلف معنی میں کیا جاتا ہے +

نفی کے لئے لفظ (نہیں) برتا جاتا ہے اور نہی کے لئے لفظ (مت) اور لفظ (نہ) نفی اور نہی دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے +

(ا) نہیں۔ یہ لفظ نفی کے لئے مصدر کے پہلے بھی آتا ہے۔ اور بعد میں بھی جیسے میرا وہاں نہیں آنا۔ میں نہیں جانا۔ میں نہیں کھاتا۔ میں نہیں کھلاتا۔ وہ نہیں کھلواتا + وہ نہیں لکھنا۔ وہ نہیں لکھوانا۔ یا +

میرا وہاں آنا جانا نہیں۔ میں اب کھیلنا نہیں۔ میں بھاگنا نہیں۔ وہ لڑنا نہیں +

نہیں کا لفظ مصدر کے آخر میں دوسرے فعل کی نفی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے +

تمکو یہاں آنا نہیں چاہیئے۔ میرا جانا نہیں ہوا۔ کل آنا نہیں ہوگا۔ میرا چلنا نہیں ہوسکتا +

بصورت استفہام نہیں کا لفظ نفی کے لئے مصدر سے پہلے بھی آتا ہے اور بعد میں بھی

سلہ۔ الفاظ نفی اور نہی کا ذکر افعال کی بحث میں مفصل کیا جائے گا +

جیسے - کیا وہ نہیں بولتا - کیا وہ بولتا نہیں - کیا تم نہیں بھولتے - کیا تم بھولتے نہیں - کیا وہ نہیں جاتا - کیا وہ جاتا نہیں - کیا وہ نہیں کھاتا - کیا وہ کھاتا نہیں ۔

کہیں مصدر سے پہلے لفظ (نہیں) لاکر اور مصدر کے بعد - (کا - یا - گے - یا - گی) بڑھا کر عزم و استقلال کے معنی لئے جاتے ہیں - جیسے - وہ نہیں آنے کا - وہ نہیں کھانے کے وہ نہیں پڑھنے کی مگر بجائے ان کلمات کے اگر یوں کہیں - کہ وہ نہیں آئے گا - وہ نہیں کھائیں گے - وہ نہیں پڑھے گی - تو یہ طریقہ زیادہ فصیح مانا جائیگا ۔

(۲) مت - یہ لفظ خواہ مصدر کے اول آئے یا آخر میں - دونوں صورتوں میں نہی کے معنی پیدا کریگا - جیسے مت جانا - یا - جانا مت - مت لینا - یا - لینا مت - مت ڈھونڈنا - یا - ڈھونڈنا مت - مت لکھوانا - یا لکھوانا مت - مت بولنا - یا - بولنا مت - مت چھوڑنا - یا چھوڑنا مت - مت پکڑنا - یا - پکڑنا مت - مت کہنا - یا - کہنا مت ۔

لفظ (نہیں) کو مصدر کے آخر میں نہی کے لئے بولتے ہیں - جیسے - دیکھو جانا نہیں کسی کو بتانا نہیں کسی کو چھیڑنا نہیں ۔

(۳) نہ - یہ لفظ نفی معنی مصدری کے لئے - ابتدائے مصدر پر لاتے ہیں - آخر مصدر پر لانا مکروہ خیال کرتے ہیں - جیسے - نہ آنا - نہ جانا - نہ دیکھنا - نہ پکڑنا - نہ کہنا - نہ لکھنا - نہ پڑھنا - نہ پڑھوانا - نہ پٹنا - نہ پیٹنا - نہ پٹوانا - نہ بکنا - نہ بیچنا - نہ بکوانا - نہ چھوڑنا - نہ چھڑانا - نہ چھڑوانا ۔

آخر مصدر پر جو نفی کے لئے لفظ (نہ) خیال کیا جاتا ہے وہ دراصل مصدر کی نفی کے لئے نہیں آتا - بلکہ کسی دوسرے فعل کی نفی کے لئے آتا ہے - جیسے ۔

تمہیں ایسا کہنا نہ چاہئے - انکو وہاں جانا نہ تھا - میرا کل آنا نہ ہوگا - ساتھ چلنا نہ سہی ۔

جب دو مختلف المعنی مصدر متواتر بولتے ہوں تو دوسرے مصدر کے شروع میں لفظ (نہ) نفی کے لئے لاتے ہیں جس سے دونوں مصدروں کی نفی مقصود ہوتی ہے - جیسے :-

آنا نہ جانا - دیکھنا نہ بھالنا - اٹھنا نہ بیٹھنا - چلنا نہ پھرنا - جاگنا نہ سونا ۔

عامی زبان میں جس کو فصحا استعمال نہیں کرتے مصدر کی علامت (نا) کے الف کو یائے مجہول سے بدل کر بلا لفظ نفی لانے کے نفی کے معنی پیدا کرتے ہیں جیسے +
جی ہاں میں جانے کو ہی ہو رہا ہوں یعنی نہیں جاتا - یا - وہ دینے کو ہی ہو رہا ہے یعنی نہیں دیتا
اسم مصدر کی بحث کے بعد اب ہم فعل کی بابت لکھنا شروع کرتے ہیں +
تعریف فعل فعل ایسا کلمہ ہے جس سے - کرنا - یا - ہونا - یا - سہنا - بقید زمانہ طریقہ ہائے ذیل میں سے کسی طریقے پر پایا جائے +
(۱) آیا فعل کسی کرنے یا ہونے یا سہنے والے پر پورا ہو جاتا ہے +
(۲) یا فعل سے کسی اسم یا ضمیر یا صفت کا تعلق کسی دوسرے اسم یا ضمیر یا صفت سے ظاہر کرنا مقصود ہے +
(۳) یا فعل کا اثر کرنے یا ہونے یا سہنے والے سے گزر کر دوسرے شخص یا شخصوں یا چیز یا چیزوں تک پہنچ کر پورا ہوتا ہے +
(۴) یا فعل کا کرنے یا ہونے - یا سہنے والا معلوم و مذکور ہے - یا بجائے کرنے یا ہونے یا سہنے والے کے صرف ان شخص یا شخصوں یا چیز یا چیزوں کا ذکر ہے جن پر فعل واقع ہوا ہے +
(۵) یا فعل سے کرنا یا ہونا یا سہنا کسی فعل کا ظاہر کرنا مقصود ہے - یا نکرنا - نہ ہونا - نہ سہنا -
(۶) یا فعل کے کرنے یا ہونے یا سہنے یا نہ کرنے - نہ ہونے نہ سہنے - کا تعلق گزرے ہوئے زمانہ سے بیان کرنا مقصود ہے - یا موجودہ یا آیندہ زمانے سے +
اس تعریف سے ظاہر ہے کہ بولنے والا جب فعل کا استعمال کریگا - تو اسے تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ کے متعلق اپنی غرض یا منشا کا اظہار مقصود ہوگا - خواہ کسی طریق پر ہو ان تمام امور کا نام - لوازم فعل ہے +
لوازم فعل مختلف مطالب و اغراض کے بیان کے لئے افعال میں جو اول بدل برائے تعیین زمانہ کی جاتی ہے - اس اول بدل بقید زمانہ کا نام لوازم فعل ہے +

تغیر و تبدل افعال کی بڑی قسمیں تو صرف تین ہی ہیں جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اس کلی تقسیم کی بحث میں ضمنی اور جزئی تقسیمیں بھی ہم لکھیں گے۔

(۱) قرینہ فعل یعنی۔

(الف) فعل کا لازم تام یا لازم ناقص ہونا۔

(ب) فعل کا متعدی ہونا۔ خواہ کسی قسم کا متعدی ہو۔

(ج) فعل متعدی کا معروف۔ یا کسی قسم کا مجہول ہونا۔

(د) ان تمام قسم کے افعال کا مثبت یا نفی ہونا۔

(۲) نوع فعل یعنی۔

(الف) خبریہ یعنی کسی فعل کے ہونے یا نہ ہونے یا کرنے یا نہ کرنے کی خبر دینی۔ خواہ وہ بطریق استمرار ہی ہو۔

(ب) شرطیہ یعنی کسی فعل کے ہونے نہ ہونے یا کرنے نہ کرنے کو بطور شرط یا تمنا بیان کرنا۔

(ج) احتمالی یا شکی یعنی کسی فعل کے ہونے یا نہ ہونے یا کرنے یا نہ کرنے میں احتمال یا شک ظاہر کرنا۔

(د) امریہ یعنی ایسا فعل جس سے حکم یا التجا یا دعا کا اظہار کیا جائے۔

(ہ) مشابہ بفعل یعنی ایسا شبہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا۔ یا ہونا نہ ہونا بلا قید زمانہ پایا جائے۔

چونکہ یہاں افعال کی انواع کا ذکر ہے۔ اور ہم لکھ آئے ہیں کہ مصدر اسم ہوتا ہے۔ فعل نہیں اس لئے مصدر کو ہم نے نہیں لکھا۔ رہا یہ امر کہ مصدر کبھی افعال تصریحی کے ساتھ زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ تو اس وقت مصدر کی حیثیت فعل کی ہوگی نہ کہ اسم کی۔ اور بحیثیت فعل انھیں انواع میں سے کسی نوع کے تحت میں ہوگا۔

(۳) زمانہ یعنی۔

(الف) ماضی یعنی گزرا ہوا زمانہ۔

(ب) حال یعنی موجودہ زمانہ +

(ج) استقبل یعنی آیندہ زمانہ +

یہ ظاہر ہے کہ فعل میں کوئی نہ کوئی زمانہ پایا جانا ضروری ہے۔ اور ہر فعل اپنے قرائن یا انواع کے لحاظ سے کسی نہ کسی زمانہ کے ساتھ متعلق ہوگا۔ اس لئے ہم زمانہ کی بحث میں لوازم افعال کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو ہمیں ہر بیان کو دہرانا پڑیگا +

لہذا ہم لوازم افعال کا ذکر بہ ترتیب بیان کردہ لکھتے ہیں +

فعل لازم۔ چونکہ فعل لازم کی تعریف لکھنے سے پہلے فاعل کی تعریف لکھنی ضروری ہے اس لئے ہم فاعل کی تعریف کرتے ہیں +

فاعل[1]۔ ایسا اسم یا ضمیر جس سے کسی فعل کا صادر ہونا پایا جائے یعنی جس اسم یا ضمیر کی طرف کسی کام کے ہونے یا کرنے کی نسبت بہ تعلق زمانہ دی جائے۔ اسکو فاعل کہتے ہیں۔ جیسے۔ زید اُٹھا۔ بکر بیٹھا۔ یہ آیا۔ وہ گیا۔ یا۔ زید نے کھایا۔ بکر نے توڑا۔ اُس نے لکھا۔ اُس نے پڑھا + ان مثالوں میں اٹھنے۔ بیٹھنے۔ اور کھانے اور توڑنے کی نسبت زید اور بکر کی طرف ہے جو اسم ہیں اور آیا۔ اور گیا۔ اور لکھا۔ اور پڑھا کی نسبت یہ اور وہ کی طرف ہے جو ضمیر ہیں۔ اسلئے۔ وہ دونوں اسم اور یہ دونوں ضمیریں فاعل ہیں۔ کیونکہ ان سے یہ افعال صادر ہوئے اور انہیں کی طرف منسوب ہیں +

سہنے کی نسبت فاعل کی طرف نہیں ہوتی یا یوں کہو کہ سہنے کی نسبت جسکی طرف ہو اس کو فاعل نہیں کہتے۔ بلکہ وہ مفعول قایم مقام فاعل ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے صدور فعل نہیں ہوتا بلکہ اس پر وقوع فعل ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اسکو مفعول مالم یسمّٰ فاعلہ کہتے ہیں اس کا مفصّل بیان آگے آتا ہے +

---

[1] ۔ فاعل یا اسم ہوگا یا ضمیر۔ کبھی صفت فاعل نہیں ہوتی۔ اگر صفت فاعل واقع ہو تو اس کو اسم فاعل کہیں گے نہ کہ فاعل۔ اسم فاعل کا ذکر مشبہ فعل میں مفصّل کیا جائے گا +

فاعل کی تعریف کے بعد اب فعل لازم کا بیان کیا جاتا ہے ٭

فعل لازم تام - ایسا فعل جو فاعل سے ملکر پورا مطلب ظاہر کرے - اور پورا مطلب سمجھنے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت[1] نہو - جیسے ٭

زید ہنسا - ولید رویا - یہ دوڑا - وہ بھاگا - ان مثالوں میں زید اور ولید جو اسم ہیں - اور وہ اور یہ جو ضمیریں قایم مقام اسم ہیں - فاعل ہیں - اور ہنسا اور رویا اور دوڑا اور بھاگا فعل ہیں ان میں سے ہر ایک فعل نے اپنے فاعل سے ملکر پورا مطلب ادا کر دیا - اور سننے والے کو کسی دوسری بات کے سننے کی انتظار نہ رہی ٭

فائدہ - جب قرینہ قایم ہو یعنی فاعل و فعل کا ذکر پہلے آچکا ہو - یا صورت سوالیہ یا استفہامیہ ہو یعنی دریافت کرنے کے وقت صرف فاعل - یا صرف فعل - یا دونوں کا حذف کر دینا چاہیئے

فاعل کے حذف کی مثال کسی نے دریافت کیا کہ - کیا زید گیا - تم نے جواب دیا - گیا یا اس نے پوچھا - وہ آیا - تم نے کہا کہ - آیا - ان دونوں جوابوں میں زید اور وہ - جو فاعل ہیں حذف ہو گئے - گیا - اور آیا - جو فعل ہیں وہ باقی رہے ٭

فعل کے حذف کی مثال - اس سوال کے جواب میں کہ کون آیا - کہا گیا کہ (زید) یا کون جاتا ہے کے جواب میں کہا جائے کہ (وہ) ان دونوں جوابوں میں فعل یعنی آیا - اور جاتا ہے کو حذف کر دیا - صرف فاعل بولا گیا ٭

فاعل اور فعل دونوں کے حذف کی مثال - تم نے کسی باخبر سے پوچھا کہ - کیا زید جائیگا - یا - کیا وہ آئیگا ٭ اس لئے ان دونوں سوالوں کے جواب میں کہا کہ (ہاں) اس جواب

---

[1] اردو میں فعل لازم کا مفعول نہیں آتا - البتہ عربی میں فعل لازم کا مفعول بہ نہیں آتا - باقی چار قسم کے مفعولوں میں سے کوئی سا مفعول آسکتا ہے - وہ چار قسمیں یہ ہیں - (۱) مفعول فیہ یعنی ظرف مکان یا زمان - جیسے وہ گھر میں بیٹھا یا وہ صبح کو گیا (۲) مفعول مطلق اس کا استعمال اردو میں بہت کم ہے - جیسے اتنی بار مارنا کہ نہیں رہا تھا (۳) مفعول لہ جیسے میں نے اس کو تادیب کے لئے مارا - (۴) مفعول معہ جیسے میں نے سالن سے روٹی کھائی - مگر عربی میں ... (۵) حرف جر کا استعمال نہیں ہوتا اور اردو میں بلا حرف جر مفعول نہیں آتا - پانچ قسم کے مفعول ... [illegible]

میں فعل اور فاعل دونوں ندارد ہیں ÷

فعل لازم ناقص جب کسی اسم یا ضمیر یا صفت کا ایسا تعلق جو صدور یا وقوع فعل کا نہ ہو کسی فعل لازم کے واسطہ سے ثابت یا ظاہر کیا جائے۔ تو اس فعل کو فعل لازم ناقص کہیں گے جیسے۔ زید لڑکا ہے۔ ولید وہ رہا۔ یہ بیمار پڑا ÷ ان مثالوں میں لڑکا۔ اسم۔ وہ ضمیر۔ بیمار صفت کا تعلق۔ زید اور ولید۔ اسم اور یہ ضمیر کے ساتھ۔ صدور یا وقوع فعل کا نہیں۔ بلکہ ثبوت و قیام کا ہے۔ اور ہے۔ رہا۔ پڑا۔ جو۔ افعال لازم ہیں ان سے اس تعلق کو ظاہر کیا گیا ہے یہ تینوں افعال لازم ناقص ہیں فعل لازم ناقص کے اس اسم یا ضمیر کو جو بجائے فاعل ہوتی ہے۔ اسم کہتے ہیں امثلہ مذکورہ میں۔ زید۔ ولید۔ یہ اسم ہیں۔ اور ÷

جو اسم یا ضمیر یا صفت بجائے مفعول کے ہوتے ہیں۔ ان کو خبر کہتے ہیں ÷

یعنی زید لڑکا ہے۔ اس مثال میں زید اسم۔ لڑکا خبر ہے فعل لازم ناقص ہے۔ اب ہم اسم اور فاعل۔ اور خبر۔ اور مفعول میں جو فرق ہے اسے بیان کرتے ہیں ÷

فاعل اور اسم کا فرق فعل لازم فاعل پر تمام ہو جاتا ہے۔ مگر فعل ناقص لازم اپنے اسم کے ساتھ مل کر ناتمام رہتا ہے یعنی۔ پوری بات نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی اسم۔ یا ضمیر یا صفت کی۔ بات کے پورا کرنے کے لئے اور ضرورت ہوتی ہے ÷

فاعل کی دلالت صدور فعل پر ہوتی ہے۔ مگر اسم کا لگاؤ صدور فعل سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اثبات و قیام۔ اسم یا ضمیر یا صفت سے ہوتا ہے۔ جیسے ÷

زید اچھا ہے۔ وہ ہنس پڑا۔ ولید وہ ہے۔ ان مثالوں میں۔ اچھا اور ہنس اور وہ کا اثبات یا قیام۔ زید اور وہ اور ولید کے ساتھ ہے۔ نہ کہ ان کا صدور۔ اس لئے زید اور وہ۔ اور ولید۔ اسم ہیں نہ کہ فاعل ÷

خبر اور مفعول کا فرق۔ اول تو فعل لازم کا مفعول نہیں ہوا کرتا۔ اور فعل ناقص لازم ہوتا ہے اس لئے اسکا مفعول بھی نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ خبر ہوگی ÷

دوسرے مفعول اُسے کہتے ہیں جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ اور خبر پر کسی فعل کا وقوع نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے کسی اسم یا ضمیر یا صفت کا اظہار ہوتا ہے جس کا ثبات یا قیام بیان کرنا مقصود ہو
جیسے۔ زید عورت بنا۔ ولید وہ ہے۔ وہ جاہل رہا۔

ان مثالوں میں عورت اور وہ اور جاہل۔ خبر ہیں کیونکہ کسی فعل کا وقوع ان پر نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا ہونا۔ زید۔ اور۔ ولید۔ اور۔ وہ میں بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہ مفعول نہیں بلکہ خبر ہیں

افعال ناقص۔ اکثر مصادر ذیل سے آتے ہیں یعنی ان مصدروں کے مشتقات ناقص لازم۔ یا فعل لازم کے طور پر اردو میں برتے جاتے ہیں۔ یہ افعال جب فاعل پر تمام ہو جائیں تو لازم تام ہوں گے۔ اور جب اسم و خبر کے آنے سے ان کا مطلب پورا ہو تو لازم ناقص ہوں گے وہ مصادر یہ ہیں۔

مصادر مجرد۔ ہونا۔ آنا۔ لگنا۔ رہنا۔ پڑنا۔ ٹھہرنا۔ بننا۔ رہنے کے معنی میں نکلنا (ظاہر ہونے کے معنی میں)
مصادر مرکب۔ ہو جانا۔ بن جانا (رہنے کے معنی سے) نظر آنا۔ دکھائی دینا۔ معلوم ہونا۔

اب ہم لازم اور لازم ناقص کا استعمال بتاتے ہیں۔

تام۔ جھگڑا ہوا۔ وہ آیا۔ آگ لگی۔ زید میرٹھ میں رہتا ہے۔ اولے پڑے۔
ناقص۔ وہ بیمار ہوا۔ مجھے رونا آیا۔ زید کے اینٹ لگی۔ میں سوتا رہا۔ یہ ہنس پڑا۔
تام۔ یہ چاکو کتنے میں ٹھہرا۔ خوب کام بنا۔ سورج نکلا۔
ناقص۔ میں گنہگار ٹھہرا۔ وہ عالم بنا۔ ولید شریر نکلا۔
تام۔ تم میرے پاس ہو جاؤ۔ کوٹھی بن گئی۔ چاند نظر آیا۔ خواب دکھائی دیا۔ حال معلوم ہوا۔
ناقص۔ وہ دیوانہ ہو گیا۔ زید عالم بن گیا۔ وہ دُبلا نظر آیا۔ زید کمزور دکھائی دیا۔ وہ عقلمند معلوم ہوا۔

لیکن الفاظ۔ ہے۔ ہیں۔ ہو۔ ہوں بواؤ مجہول ہوں بواؤ معروف۔ اور تھا۔ تھی۔ تھے تھیں۔ ہمیشہ ناقص لازم فعل کی طرح آتے ہیں۔

لفظ ہے۔ اور اس کی تبدیل شدہ صورتیں دراصل کسی مصدر سے مشتق نہیں ہیں۔ اگر مصدر

ہونا سے انکا اشتقاق سمجھا جائے۔ تو۔ اول تو اشتقاق کے اکثر یہ قاعدوں کے خلاف ہے دوسرے ہونا مصدر کے مشتقات کی طرح بطریق لازم تام کبھی ان کا استعمال ہوتا۔ بلکہ یہ لازم تام کے طور پر نہیں برتے جاتے۔ جیسے ؛

ناقص۔ وہ جاہل ہے۔ تم عالم ہو۔ ہم بیمار ہیں۔ میں مسافر ہوں۔ شاید وہ متردد ہوں ؛

اگر ہے اور اس کی تبدیل شدہ صورتیں کلمات ذیل ہیں کہ کوئی ہے کیا تم ہو۔ ہم ہیں میں ہوں کہیں وہ ہوں فعل لازم تام مانا جائے ۔ تو یہ احتمال درست نہیں۔ کیونکہ ان فقروں میں۔ موجود۔ یا حاضر یا۔ آیا۔ یا انھیں کا کوئی ہم معنی لفظ مقدر ہے۔ اور وہی مقدر فعل لازم ناقص کی خبر ہے۔ اسی طرح تھا۔ اور تھی اور تھے اور تھیں۔ کا استعمال بطریق ناقص لازم ہوتا ہے۔ جیسے ؛

ناقص۔ وہ حاضر تھا۔ میں موجود تھی۔ ہم کھیل رہے تھے۔ وہ گا رہی تھیں ؛

اگر یوں کہیں کہ۔ وہ تھا۔ میں تھی۔ تم تھے۔ وہ تھیں۔ تو ان میں خبر محذوف ہوگی۔ جب لفظ ہے۔ اور۔ تھا۔ اور ان کی باقی صورتیں بطریق حرف فعل لازم آئیں تو ان الفاظ کو اس لئے لازم تام نہیں کہہ سکیں گے۔ کہ لازم تام اصلی فعل ہوگا۔ نہ کہ یہ علامتیں۔ جو صرف تعین زمانہ کو ظاہر کرتی ہیں تیسرا لفظ سہی ہے جو فعل لازم ناقص کی طرح مستعمل ہے۔ اور فعل لازم تام کی طرح بھی یہ وہ سہی نہیں۔ جو مصدر سہنا کی ماضی مطلق میں سے واحد مؤنث کا صیغہ ہے کیونکہ سہنا بمعنی برداشت کرنا۔ مصدر متعدی ہے۔ لازم نہیں۔ پس متعدی مصدر کا مشتق۔ لازم نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ سہی۔ واحد و جمع اور مذکر و مؤنث میں یکساں رہتا ہے۔ کوئی تغیر اس میں نہیں ہوتا جیسے ؛

تام۔ میری اور اس کی دشمنی ہی سہی تمھارا اور ہمارا جھگڑا ہی سہی ؛

ناقص۔ میں دشمن سہی۔ وہ دوست سہی۔ وہ نیک سہی۔ ہم بد سہی ؛

فائدہ۔ جب کسی اسم یا ضمیر سے کسی فعل کا صادر ہونا اور کسی اسم یا ضمیر یا صفت سے کسی فعل کا ان پر واقع ہونا نہ پایا جائے۔ تو ایسے۔ اسم۔ یا ضمیر کو۔ اسم۔ اور ایسے۔ اسم۔ یا

ضمیر یا صفت کو خبر کہیں گے۔ اور جس فعل کے یہ اسم و خبر ہوں گے وہ لازم ناقص کہلائیگا۔

فعل متعدی۔ جس طرح ہم نے بضرورت فعل لازم سے پہلے فاعل کی تعریف لکھی اسی طرح فعل متعدی کی تعریف سے پہلے مفعول کی تعریف ضروری ہے۔

مفعول[1] ایسے اسم یا ضمیر کو کہتے ہیں جس پر فعل واقع ہو۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ایسا مفعول جس کا فاعل لفظاً مذکور ہو۔ جیسے زید نے آم چوسا۔ اس مثال میں چوسا فعل ہے اور زید فاعل جو لفظاً مذکور ہے۔ آم مفعول ہے۔ یا۔ زید نے لڑکوں کو مٹھائی بانٹی۔ اس مثال میں۔ بانٹی فعل۔ زید فاعل۔ لڑکوں مفعول اول مٹھائی مفعول ثانی ہے۔

(۲) ایسا مفعول جسکا فاعل لفظاً مذکور نہ ہو۔ اس مفعول کو مفعول مالم یسمّٰے فاعلہ کہتے ہیں۔ یعنی ایسا مفعول جسکے فاعل کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جیسے۔ زید مارا گیا۔ کھانا کھایا گیا۔ ولید لٹا بکر پیٹا۔ ان مثالوں میں۔ زید۔ کھانا۔ ولید۔ بکر مفعول مالم یسمّٰے فاعلہ ہیں اس لئے کہ مارنے والا۔ کھانے والا۔ لوٹنے والا۔ پیٹنے والا۔ مذکور نہیں ہیں۔

فائدہ۔ اُردو میں دو سے زیادہ مفعول نہیں آتے۔ پہلے کو مفعول اول اور دوسرے کو مفعول ثانی کہتے ہیں۔ اور علامت مفعول مفعول ثانی کے ساتھ نہیں بولی جاتی بشرط ضرورت مفعول اول پر لاتے ہیں جیسے۔

خالد نے لڑکوں کو مٹھائی بانٹی۔ اس مثال میں لڑکوں اور مٹھائی دو مفعول ہیں لڑکوں مفعول اوّل مٹھائی مفعول ثانی اور لفظ (کو) علامت مفعول صرف مفعول اول پر ہے۔

سوال کے جواب میں کبھی صرف فعل کبھی صرف مفعول کبھی دونوں کو حذف کر دیا جاتا ہے اور اگر فاعل لفظاً مذکور ہو تو اسکو بھی حذف کر دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بلا قیام قرینہ حذف نہیں ہونا چاہیے۔

---

[1] مفعول یا اسم ہوگا یا ضمیر ہوگی۔ اور صفت جب مفعول واقع ہو تو اس کو اسم مفعول کہیں گے جسکا ذکر شبہ فعل میں آئے گا۔

فعل کے حذف کی مثال۔ سوال۔ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ جواب۔ اخبار زمیندار۔
مفعول کے حذف کی مثال۔ سوال۔ کیا سبق پڑھ لیا۔ جواب۔ پڑھ لیا۔
سوال۔ کیا زید کو روپیہ دیدیا۔ جواب۔ دیدیا۔ اس مثال میں دونوں مفعول حذف ہو گئے۔
سوال۔ کیا امرود پک گئے۔ جواب۔ پک گئے۔ یہاں مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ حذف ہو گیا۔
فعل اور مفعول دونوں کے حذف کی مثال۔ سوال۔ پان کھا لیا۔ جواب ہاں۔ سوال لڑکوں کو مٹھائی بانٹ دی۔ جواب۔ جی ہاں۔ سوال۔ تم پیٹے۔ جواب۔ ہاں۔
فعل اور فاعل اور مفعول کے حذف کی مثال۔ سوال۔ تم نے روٹی کھائی۔ جواب جی ہاں۔ سوال۔ تم نے لڑکوں کو شیرینی دیدی۔ جواب۔ ہاں۔

فعل متعدی کی تعریف۔ ایسا فعل جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو۔ بلکہ فاعل کے سوا اس کو مفعول کی بھی ضرورت ہو۔ خواہ ایک مفعول کی یا دو مفعولوں کی یعنی بلا مفعول یا مفعولوں کے صرف فاعل سے اسکے معنی پورے نہ ہوں۔ جیسے۔ زید نے مارا۔ اس نے کھایا۔ ولید نے دیا۔ ان مثالوں میں زید اور اس اور ولید۔ فاعل ہیں۔ اور مارا۔ اور کھایا۔ اور دیا۔ افعال متعدی ان مثالوں سے سننے والے نے پورا مطلب کہنے والے کا نہیں سمجھا کیونکہ ان متعدی فعلوں کو مفعول یا مفعولوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے جب یوں کہیں گے کہ۔ زید نے بکر کو مارا اس نے کھانا کھایا۔ ولید نے فقیروں کو آٹا دیا۔ تو چونکہ بکر۔ کھانا۔ فقیروں۔ اور آٹا مفعول ہیں ان کے بیان کرنے سے پورا مطلب کہنے والے کا معلوم ہو گیا۔

اُردو میں فعل متعدی کی چار قسمیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) متعدی بنفسہٖ۔ ایسا فعل جو متعدی معنی کے لئے ہی بنایا گیا ہو یعنی کسی فعل لازم سے متعدی نہ بنایا گیا ہو۔ یا یوں کہو کہ اس کا فعل لازم نہ بولا جاتا ہو جیسے۔ چوسنا۔ کھانا۔ پینا۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ یہ متعدی بنفسہٖ ہیں۔ فعل لازم ان کا نہیں ہوتا کیونکہ یہ متعدی معنی کے لئے ہی بنائے گئے ہیں۔ جیسے۔

میں نے۔ آم چوسا۔ یا۔ روٹی کھائی۔ یا۔ پانی پیا۔ یا خط لکھا۔ یا۔ کتاب پڑھی۔ ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ یہ افعال اپنے فاعل۔ (میں) پر تمام نہیں ہوئے۔ بلکہ آم۔ یا۔ روٹی۔ یا۔ پانی۔ یا۔ خط۔ یا۔ کتاب۔ کی جو مفعول ہیں۔ پوری بات ہونے کیلئے ضرورت پڑی +

اگرچہ ہر فعل متعدی معروف و مجہول ہوتا ہے۔ اور بروئے قاعدہ معینہ معروف سے مجہول بنایا جاتا ہے۔ لیکن متعدی بنفسہ اُردو میں ایسے بھی ہیں۔ جو مجہول معنی کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور ان سے فعل متعدی معروف بنایا جاتا ہے۔ جیسے۔ زید پٹا۔ ناج لکا۔ قافلہ لٹا کھیتی کٹی۔ ہونچ گُتی۔ چھپر بندھا +

معروف و مجہول کا مفصل ذکر آگے لکھا جائے گا۔ یہاں اس لئے مختصر ذکر کر دیا ہے کہ متعدی بنانے کے قاعدے۔ جو لازم سے متعدی بنانے کے لئے بیان کئے جائیں گے وہ افعال متعدی بنفسہ مجہول معنوی میں بھی کار آمد ہیں +

(۲) متعدی من لازم۔ ایسا فعل متعدی جو فعل لازم سے بنایا گیا ہو۔ جیسے +

فعل لازم۔ سویا۔ جاگا۔ بھاگا۔ اٹھا۔ ہنسا۔ دوڑا۔ کودا +

فعل متعدی۔ سُلایا۔ جگایا۔ بھگایا۔ اٹھایا۔ ہنسایا۔ دوڑایا۔ کدایا +

(۳) متعدی المتعدی۔ ایسا فعل جو متعدی سے پھر متعدی بنایا جائے۔ اس غرض سے کہ اس فعل کا دو مفعولوں پر واقع ہونا ظاہر کیا جائے۔ جیسے +

متعدی۔ روٹی کھائی۔ پانی پیا۔ کتاب پڑھی +

متعدی المتعدی۔ اس کو روٹی کھلائی۔ ان کو پانی پلایا۔ لڑکے کو کتاب پڑھائی +

ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ فاعل کا فعل بغیر کسی دوسرے شخص کے دونوں مفعولوں پر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ افعال متعدی المتعدی ہیں +

(۴) متعدی بالواسطہ۔ ایسا فعل متعدی المتعدی جس میں فاعل کے فعل کا وقوع براہ راست فاعل کی ذات سے مفعول یا مفعولوں پر نہ ہو۔ بلکہ وقوع فعل کیلئے فاعل اور مفعول

یا مفعولوں میں علاوہ فاعل کے کوئی اور واسطہ ہو۔ جیسے۔ میں نے زید کو روٹی کھلوائی۔ میں نے اُن کو پانی پلوایا۔ زید نے ولید کو بکر سے[1] خط لکھوایا۔

ان مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ کھانے اور پینے اور لکھنے کا فعل۔ خود فاعل نے اپنی ذات سے نہیں کیا بلکہ کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرایا۔

فعل متعدی بنانے کے قاعدے۔ فعل لازم سے فعل متعدی اور فعل متعدی سے فعل متعدی المتعدی۔ اور فعل متعدی بالواسطہ بنانے کے قاعدے اُردو میں ایسے نہیں کہ ہر جگہ جاری کئے جاسکیں۔ زیادہ سے زیادہ ان قاعدوں کو اکثریہ کہا جاسکتا ہے۔ نہ کہ کُلّیّہ۔

یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر فعل لازم سے فعل متعدی بنایا جاسکے۔ مثلاً۔ اِترانا۔ اونگھنا (غنودن کے معنی ہیں) بڑبڑانا۔ وغیرہ ایسے افعال لازم ہیں کہ ان سے فعل متعدی نہیں آتا۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر فعل متعدی سے فعل متعدی المتعدی یا متعدی بالواسطہ آئے ہی آئے مثلاً۔ اُکتانا۔ بلبلانا۔ بیلنا۔ بلونا۔ بھرنا۔ پانا۔ وغیرہ ایسے افعال متعدی ہیں کہ ان سے متعدی المتعدی یا متعدی بالواسطہ افعال نہیں بولے جاتے۔

اب ہم وہ قاعدے لکھتے ہیں کہ جو فعل لازم سے فعل متعدی اور فعل متعدی سے فعل متعدی المتعدی بنانے میں برتے جاتے ہیں۔

فعل لازم سے فعل متعدی بنانا۔ مادہ مصدر کے شمار حروف میں۔ ہائے مخلوطی اور نون غنہ کو شمار سے خارج رکھا گیا ہے۔ اسکا لحاظ ہر جگہ رکھو۔

(۱) (**الف**) جس مصدر لازم کا مادہ دو حرفی ہو۔ اسکے دوسرے حرف ساکن کو زبر دیکر الف بڑھا دیا جائے تو مصدر متعدی بن جائے گا۔ جیسے۔ ہلنا۔ ہنسنا۔ اُٹھنا۔ چلنا۔ بھرنا۔ کے مادہ ہائے۔ ہل۔ ہنس۔ اٹھ۔ چل۔ بھر۔ کے دوسرے حرف۔ لام۔ سین۔ ٹھ۔ لام۔ رے۔

[1] اس مثال میں یہ شبہ نہو۔ کہ ولید۔ اور بکر۔ اور خط۔ تینوں مفعول ہیں۔ بکر مفعول نہیں۔ بلکہ متعلق فعل ہے۔ اس لئے کہ بکر پر کوئی فعل واقع نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ

کو فتح دیکر الف بڑھایا جائے تو فعل متعدی ہو جائے گا۔ اور اگر علامت مصدر زیادہ کر دیجائے تو مصدر متعدی یعنی۔ بلانا۔ ہنسانا۔ اٹھانا۔ چلانا۔ پھرانا ✤

(ب) اور اگر تین حرف کا مادہ ہو۔ تو دوسرے متحرک حرف کو ساکن کرکے اور تیسرے حرف کو فتح دیکر الف زیادہ کردیں گے جیسے چمکنا سے چمکانا۔ لپٹنا سے لپٹانا۔ تڑپنا سے تڑپانا۔ لٹکنا سے لٹکانا۔ لچکنا سے لچکانا۔ وغیرہ ✤

(ج) اور کہیں سہ حرفی مادہ کو دوسرے حرف کے بعد اور تیسرے حرف سے پہلے الف زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور حرکات بدستور رہتی ہیں جیسے ✤ نکلنا سے نکالنا۔ ابھرنا سے ابھارنا۔ اکھڑنا سے اکھاڑنا۔ اترنا سے اتارنا۔ اچھلنا سے اچھالنا۔ بگڑنا سے بگاڑنا۔ سنورنا سے سنوارنا آخری مثال میں نون غنہ شمار سے خارج ہے ✤

(۲) یہ قاعدہ فعل لازم سے متعدی بنانے اور فعل متعدی بنفسہ مجہول معنوی منسوب بمفعول سے فعل متعدی بنفسہ معروف منسوب بفاعل بنانے میں کام آتا ہے ✤

کہ مصدر کے پہلے حرف کے بعد اسکی حرکت کے موافق حرف اعرابی ساکن زیادہ کرنا یعنی حرکت زبر کے موافق الف اور حرکت زیر کے موافق یے۔ اور حرکت پیش کے موافق واو حرف یے اور حرف۔ واو۔ خواہ معروف ہوں یا مجہول ✤

(۱) فعل لازم کے پہلے حرف مفتوح کے بعد الف بڑھاکر متعدی بنایا گیا جیسے مرنا سے مارنا۔ تھمنا سے تھامنا۔ ٹلنا سے ٹالنا ✤

(۲) فعل متعدی بنفسہ مجہول معنوی میں جو منسوب بمفعول ہے۔ بموافقت حرکت زبر پہلے حرف کے بعد الف زیادہ کرکے فعل متعدی بنفسہ معروف منسوب بفاعل بنانا جیسے ✤ نپنا سے ناپنا۔ کٹنا سے کاٹنا۔ پلنا سے پالنا۔ بندھنا سے باندھنا۔ بنٹنا سے بانٹنا۔ تپنا سے تاپنا ✤

فعل لازم کے پہلے حرف کے بعد اسکی حرکت زیر کے موافق یائے معروف یا مجہول بڑھاکر متعدی بنانا۔ جیسے بچنا سے بیچنا۔ پھرنا سے پھیرنا ✤

فعل متعدی بنفسہ مجہول معنوی سے فعل متعدی بنفسہ معروف بنانے کی حسب بالا مثالیں ۔
جیسے کھچنا سے کھینچنا۔ گھرنا سے گھیرنا۔ پسنا سے پیسنا۔ چرنا سے چیرنا ۔
فعل لازم کے پہلے حرف کے بعد اسکی حرکت پیش کے موافق۔ واو معروف یا مجہول زیادہ کرکے متعدی بنانا۔ جیسے بجھنا سے بجھونا۔ مڑنا سے موڑنا۔ رکنا سے روکنا۔
فعل متعدی بنفسہ مجہول معنوی سے اسی قاعدہ کی بموجب فعل متعدی بنفسہ معروف بنانا جیسے۔ منڈنا سے مونڈنا۔ پجنا سے پوجنا۔ جڑنا سے جوڑنا ۔

(۳) کہیں فعل لازم یا فعل متعدی مجہول معنوی کے مادہ کے دوسرے حرف کے بعد حرف لے یا حرف واؤ۔ بڑھا کر متعدی بنفسہ معروف بناتے ہیں۔ اگر حرف ثانی مادہ کا اگر متحرک ہو تو اسکی حرکت کو اس حرف کے موافق بدل دیں گے جو بڑھایا جائیگا۔ جیسے۔ نبڑنا سے نبیڑنا۔ سمٹنا سے سمیٹنا۔ بکھرنا سے بکھیرنا۔ اُدھڑنا سے اُدھیڑنا۔ اُکھڑنا سے اُکھیڑنا۔ کھسٹنا سے کھسوٹنا۔ نچڑنا سے نچوڑنا۔
اور اگر حرف ثانی ساکن ہو تو اسکو بڑھائے ہوئے حرف کی حرکت کے موافق متحرک کرلیں گے جیسے چبھنا سے چبھونا ۔
اور متعدی بنفسہ مجہول معنوی میں حرف الف بھی بڑھایا جاتا ہے اور حرف ثانی ساکن کو مفتوح کرلیا جاتا ہے۔ جیسے بچھنا سے بچھانا۔ لدنا سے لدانا ۔

(۴) کہیں حرف ٹے کو حرف ڑے سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے۔ ٹوٹنا سے توڑنا۔ پھوٹنا سے پھوڑنا۔ چھوٹنا سے چھوڑنا۔ ان مثالوں میں مجہول وضعی سے متعدی معروف بنائے گئی ہیں ۔

(۵) اور کہیں مجہول معنوی کے مادہ کے دوسرے حرف کو واؤ مجہول سے بدلکر متعدی معروف بناتے ہیں جیسے۔ دھلنا سے دھونا۔ ڈھلنا۔ ڈھونا ۔

(۶) ایسے متعدی بنفسہ درجہ قواعد مذکورہ بالا کے تحت میں نہیں آتے۔ یہ ہیں ۔
رہنا سے رکھنا۔ بھیگنا سے بھگوتا۔ پڑنا سے ڈالنا۔ (ڈالنا کا مجہول وضعی ڈلنا۔ غیر فصیح

مانا گیا ہے) بلکنا سے بیچنا۔ وغیرہ +

(۷) بعض مصدروں کے متعدی دو۔ دو طریق پر آتے ہیں اور دونوں میں معنوی فرق ہوتا ہے
چند مصادر بطریق مثال لکھے جاتے ہیں +

(۱) ٹوٹنا۔ اس کا ایک متعدی توڑنا ہے یعنی ٹوٹنا کی پہلی ٹے کو تے سے اور دوسری ٹے کو ڑے سے بدلا ہے۔ اس کے معنی معمولی ہیں +

دوسرا تڑانا۔ اس میں پہلی ٹے کو تے سے اور واؤ ساکن کو ڑے مفتوح سے اور دوسری ٹے کو الف سے بدل کر بنایا ہے۔ یہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے۔ جہاں کوئی جانور اپنے بندھن کی رسی کو توڑ کر آزاد ہو جائے۔ تو کہتے ہیں کہ گھوڑا پچھاڑی تڑا گیا۔ گائے رسّا تڑا گئی +

(۲) دبنا۔ اس کا ایک متعدی دبانا ہے۔ جو چپی کرنے کے معنی میں ہے یعنی جسم کو یا جسم کے کسی جزو کو اپنے ہاتھوں سے دبا کر راحت پہنچانی اور دوسرا دابنا اس کے معنی دفن کرنے یا کسی شخص یا چیز کو کسی بوجھل شخص یا چیز کے نیچے رکھنے کے ہیں۔ مگر یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہیں۔ جیسے میرے سر پیر دباؤ۔ یا میری کمر دباؤ + اور دبانا اور دابنا غالب آنے کے معنی بھی دیتے ہیں جیسے۔ اسے غم نے دبا لیا۔ یا۔ اسے بیماری نے داب لیا +

(۳) گھلنا۔ اس کا ایک متعدی گھولنا ملا دینے کے معنوں میں ہے۔ اور دوسرا گھلانا تحلیل کرنے کے معنی میں۔ جیسے۔ اس دودھ میں بورا گھولو۔ اور اس نے اپنی جان اسی فکر میں گھلا دی +

(۸) کبھی مصدر لازم سے پہلے مصدر متعدی (لینا) کا مادہ بڑھا کر۔ لازم سے متعدی بنا لیتے ہیں جیسے۔ لے جانا۔ لے آنا۔ لے اڑنا۔ لے دوڑنا۔ لے بھاگنا۔ لے ڈوبنا۔ لے بیٹھنا۔ لے پڑنا۔ وغیرہ

لازم سے متعدی یا متعدی سے متعدی المتعدی بنانا +

ذیل کے قاعدے دونوں قسم کے مصدروں میں استعمال کئے جاتے ہیں +

(۱) جس مصدر کے مادہ میں دو حرف ہوں اور دوسرا حرف اعرابی ہو۔ تو حرف اعرابی کو گرا کر لام مفتوح اور الف ساکن اسکی جگہ بڑھا دیں گے۔ جیسے +

لازم سے متعدی ۔ رونا سے رُلانا ۔ سونا سے سلانا ۔ جینا سے جلانا ۔
متعدی سے متعدی المتعدی ۔ پینا سے پلانا ۔ دینا سے دلانا ۔ دھونا سے دھلانا
البتہ کھانا سے کھلانا جو آتا ہے اس میں متعدی مصدر کے حرف اول کے فتح کو کسرہ سے بدل دیا ہے

فائدہ ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر لازم سے متعدی یا ہر متعدی سے متعدی المتعدی برتا جائے
جیسے ۔ لازم (آنا) سے متعدی نہیں آتا ۔ اور بونا ۔ اور چونا ۔ بواؤ مجہول سے بوانا اور چوانا ۔
متعدی المتعدی آتے ہیں ۔

(۲) سہ حرفی مادہ والے مصدر کا اگر دوسرا حرف اعرابی ہو تو اکثر جگہ حرف اعرابی گرا کر
مادہ کے تیسرے حرف کے بعد الف بڑھا دیں گے ۔ اور تیسرا حرف چونکہ اکثر ساکن ہوتا ہے
اسے مفتوح کر لیتے ہیں ۔ جیسے ۔

لازم سے متعدی ۔ جاگنا سے جگانا ۔ بھاگنا سے بھگانا ۔ کودنا سے کدانا ۔ تیرنا سے تیرانا
متعدی سے متعدی المتعدی ۔ ہارنا سے ہرانا ۔ توڑنا سے تڑانا ۔ چھوڑنا سے چھڑانا
بعض مصدروں میں یہ قاعدہ مستعمل نہیں ۔ جیسے ۔ دوڑنا سے دوڑانا ۔ بھونکنا سے بھونکانا
وغیرہ میں واؤ ساقط نہیں ہوا ۔ کیونکہ یہ واو لین ہے واؤ اعرابی نہیں ۔ اسی طرح سیکھنا سے
سیکھانا ۔ اور جیتنا سے جیتانا تو باقاعدہ ہیں اور سکھلانا ۔ اور جتلانا ۔ قاعدے کے خلاف

متعدی بالواسطہ بنانے کے قاعدے ۔ متعدی بالواسطہ بنانے کے لئے اکثر دو قاعدے ہیں
(۱) مادہ مصدر کے بعد اور علامت مصدر سے پہلے واؤ مفتوح اور الف یعنی لفظ (وا) بڑھایا
جائے) اور اگر مادہ کا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا حرف اعرابی ہو تو وہ گرا دیا جائے ۔

دوسرے حرف اعرابی کی مثال ۔ ڈالنا سے ڈلوانا ۔ چھاپنا سے چھپوانا ۔ تولنا سے
تلوانا ۔ بولنا سے بلوانا ۔ کھولنا سے کھلوانا ۔ گھولنا سے گھلوانا ۔ پیسنا سے پسوانا ۔ پیٹنا سے
پٹوانا ۔ بھیجنا سے بھجوانا ۔ کھینچنا سے کھچوانا ۔ وغیرہ ۔

تیسرے حرف اعرابی کی مثال ۔ اٹھانا سے اٹھوانا ۔ بچھانا سے بچھوانا ۔ جمانا سے جموانا

دکھانا سے دکھوانا۔ کھسوٹنا سے کھسٹوانا۔ گھسیٹنا سے گھسٹوانا ٭

چوتھی حرف اعرابی کی مثال پہچاننا پہچنوانا۔ برسانا سے برسوانا پھنسانا سے پھنسوانا۔ ٹہلانا سے ٹہلوانا ٭

اگر ان مواقع میں حرف اعرابی ہو تو صرف لفظ (وا) زیادہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ٭
جھلسنا سے جھلسوانا۔ دھرنا سے دھروانا۔ چننا سے چنوانا۔ بننا سے بنوانا۔ بے کے پیش ہے۔ بیچنا سے بکوانا میں چے کو کاف سے بدل دیا۔ بکنا سے بکوانا نہیں بنا کیونکہ بکنا مجہول معنوی ہے۔ اور بکوانا معروف ٭

(۳) بعض مصدروں کے مادہ کے بعد صرف حرف الف بڑھا کر متعدی بالواسطہ بناتے ہیں جیسے ٭ لکھنا سے لکھانا۔ کرنا سے کرانا۔ اور بجائے ان کے لکھوانا اور کروانا بھی بولتے ہیں دینا سے دلانا میں حرف یے کو لام سے بدل دیا۔ یا یوں سمجھو کہ حرف اعرابی کو گرا کر لفظ (لا) بڑھا دیا۔ اگرچہ بجائے دلانا کے دلوانا بھی مستعمل ہے ٭

ایسا متعدی بالواسطہ متعدی المتعدی کی جگہ بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے مٹھائی کھلوائیے یعنی کھلائیے۔ ٹکا دلوائیے یعنی دیجئے۔ اسوقت کچھ سنوائیے یعنی سنائیے ٭

بعض متعدی مصادر ایسے بھی ہیں کہ ان سے متعدی بالواسطہ نہیں بولے جاتے۔ جیسے ٭ کھلانا۔ تڑپانا۔ تیرانا۔ تھکانا۔ ابھرانا۔ چکرانا۔ وغیرہ ٭

بعض مصادر متعدی مختلف طریقوں سے متعدی بالواسطہ بنائے جاتے ہیں۔ جیسے ٭ بلنا بفتح اول سے بلوانا۔ بونا سے بوانا۔ بھیجنا سے بھجوانا۔ بلانا سے بلوانا ٭

بعض لازم یا متعدی مصدروں سے متعدی المتعدی یا متعدی بالواسطہ برتے نہیں جاتے جیسے۔ اترانا۔ اکتانا۔ اونگھنا (بمعنی غنودن) چھانا۔ بڑبڑانا۔ بلبلانا۔ بیلنا۔ بلونا۔ پانا۔ پھرنا وغیرہ

ایسے مصادر بکثرت ہیں جن سے متعدی اور متعدی بالواسطہ دونوں آتے ہیں۔ جیسے ٭

اصل مصدر - اترنا۔ اٹکنا۔ اٹھنا۔ اڑنا۔ الجھنا۔ بندھنا۔ بِسنا۔ بچنا۔ بجھنا۔ بچنا۔ چلنا۔ جلنا۔ ہٹنا وغیرہ

مصدر متعدی - اتارنا - اٹکانا - اٹھانا - اڑانا - الجھانا - باندھنا - سلانا - بچانا - بجھانا - بجانا - چلانا - جلانا - ہٹانا - وغیرہ

متعدی بالواسطہ - اتروانا - اٹکوانا - اٹھوانا - اڑوانا - الجھوانا - سلوانا - بچوانا - بجھوانا - بجوانا - چلوانا - جلوانا - ہٹوانا - وغیرہ ٭

فائدہ - افعال کی مثالیں مصادر سے جو اسم ہیں۔ اس لئے دی ہیں کہ انہیں کے مادوں سے اشتقاق افعال ہوتا ہے ٭

معروف[۱] و مجہول - فعل لازم ہمیشہ معروف ہوتا ہے۔ البتہ فعل متعدی معروف بھی ہوتا ہے اور مجہول بھی۔ فعل لازم مجہول نہیں ہوسکتا۔ اس لئے فعل متعدی کی یہ دو قسمیں قرار دی گئیں ٭

(**الف**) **معروف** - یعنی ایسا فعل متعدی جس کا فاعل لفظاً مذکور ہو۔ اور اس فاعل کے فعل کا اثر مفعول پر پڑے۔ یا یوں کہو کہ فعل متعدی جب فاعل کی طرف نسبت دیا جائے تو اس کو معروف کہیں گے جیسے۔ اس نے روٹی پکائی۔ میں نے تم کو پکڑا۔ زید نے بچھونا بچھایا۔ ہندہ نے چوڑیاں پہنیں۔ پاربتی نے دال دھوئی۔ لڑکے نے سبق پڑھا۔ ان مثالوں میں افعال متعدی اپنے فاعل کی طرف منسوب ہیں۔ اور افعال کا اثر مفعولوں پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ تمام افعال متعدی معروف ہیں ٭

(**ب**) **مجہول** - یعنی ایسا فعل متعدی جسکا فاعل نہ لفظاً مذکور ہو۔ نہ اس کے معلوم ہونے کا قرینہ لفظی موجود ہو بلکہ مفعول لفظاً مذکور ہو۔ یا یوں کہو کہ جو فعل متعدی اپنے مفعول کی طرف نسبت کیا جائے۔ اسے مجہول کہتے ہیں۔ اور اس مفعول کو جسکی طرف فعل متعدی منسوب کیا گیا ہے مفعول مالم یسم فاعلہٗ کہیں گے یعنی ایسا مفعول جسکے فعل کے فاعل کا علم نہیں جیسے۔ روپیہ دیا گیا۔ کتاب لی گئی۔ پانی پیا گیا۔ روٹی کھائی گئی۔ کرتہ پہنا گیا۔ زید پیٹا گیا۔ ناچ ہوا

---

[۱] معروف کے معنی ہیں جانا پہچانا۔ اور مجہول کے معنی ہیں بھولا بسرا ٭

گیہوں تلے۔ دروازہ کھلا۔ پھول کھلے۔ چنے بھنے۔ وغیرہ۔ ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ فعل متعدی مجہول دو طرح کا ہوتا ہے +

(۱) **مجہول وضعی** یعنی ایسا فعل متعدی مجہول جو فعل متعدی معروف سے بنایا گیا ہو جیسے سبق پڑھایا گیا۔ سوال نکالے گئے۔ لیکچر سنایا گیا۔ خط لکھے گئے +

ان مثالوں میں فاعل مذکور نہیں اور مفعول کا ذکر ہے یعنی فعل اپنے مفعول کی طرف منسوب ہے اور یہ سب افعال متعدی معروف سے متعدی مجہول بنائے گئے ہیں +

مصدر متعدی مجہول بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جس مصدر متعدی معروف کے مصدر متعدی مجہول بنانا ہو۔ اس مصدر متعدی معروف کی ماضی مطلق پر اگر مصدر جانا بڑھا دو گے تو یہ مصدر متعدی مجہول ہو جائیگا۔ جیسے۔ لایا جانا۔ دیا جانا۔ لیا جانا۔ کھویا جانا۔ پایا جانا۔ لکھا جانا۔ پڑھا جانا کہا جانا۔ وغیرہ +

اشتقاق افعال مجہول کی بحث ہم آگے لکھیں گے +

(۲) **مجہول معنوی** یعنی ایسا فعل جو مجہول معنوں کے لئے ہی مخصوص طور پر بنایا گیا ہو کسی علامت مجہول لگانے کی وجہ سے مجہول نہ بنایا گیا ہو۔ جیسے +

پٹنا۔ کٹنا (بفتح کاف) کٹنا (بضم کاف) بکنا۔ بجنا۔ بھننا۔ لٹنا۔ چھٹنا۔ رچنا۔ پکنا۔ گھٹنا جتنا (بضم جیم) گھلنا (بضم گاف) ٹنکنا۔ بچنا۔ لگنا۔ وغیرہ

افعال لازم اور افعال متعدی معروف و مجہول میں سے ہر ایک فعل کی دو قسمیں اور ہیں انکا ذکر اب ہم کرتے ہیں +

(**الف**) **مثبت** یعنی ایسا فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا۔ یا سہنا بیان کیا جائے جیسے۔ وہ آیا ہے۔ وہ آیا تھا۔ وہ آتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اگر تم چاہتے تو بہتر ہوتا۔ وہ بارہا آتی تھی۔ تم جاؤ۔ وغیرہ +

(**ب**) **منفی**۔ ایسا فعل جس سے کسی کام کا نہ کرنا۔ یا نہ ہونا۔ یا نہ سہنا۔ ظاہر کیا جائے جیسے۔

وہ نہیں آیا۔ وہ نہ آئے نہ گئے۔ ہم نہیں جاتے تھے۔ بس نہ آتی۔ وہ نہیں سوتے۔ تم مت کرنا۔ وغیرہ

امر کے صیغوں کو جب بمعنی نفی برتا جاتا ہے تو اسکو (نہی) کہتے ہیں جیسے۔ مت جا۔ مت کر لے مت۔ کھا مت ÷

باقی مفصّل بیان اثبات و نفی و نہی کا اشتقاق افعال کی بحث میں کیا جائے گا ÷

اشتقاق افعال

زمانہ۔ افعال کا اشتقاق بلحاظ زمانہ کے ہوتا ہے۔ اور زمانے تین ہیں ÷

(۱) **ماضی** یعنی وہ زمانہ جو گزرا ہے۔ یا گزر چکا ہے ÷

(۲) **حال** یعنی وہ زمانہ جو اب موجود ہے ÷

(۳) **استقبال** یعنی وہ زمانہ جو آرہا ہے یا آئیگا ÷

ان زمانوں کی تصریح اور وضاحت کے لئے۔ اُردو میں تین افعال ایسے ہیں کہ اگرچہ کسی مصدر سے تو مشتق نہیں۔ مگر زمانہ کی صراحت کرتے ہیں یعنی ÷

افعال تصریحی[۱] ان افعال کا مفصّل ذکر ہم ذیل میں لکھتے ہیں ÷

(۱) **ہے**۔ اس فعل کو اگر ماضی مطلق کے آگے لایا جائے۔ تو قریب کے گزرے ہوئے زمانہ کی صراحت کرتا ہے۔ اور اگر مادہ مصدر کے بعد لفظ (تا) پر اسکو بڑھایا جائے۔ تو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے ÷ لایا ہے۔ ماضی قریب۔ اور لاتا ہے۔ حال مطلق ÷

یہ فعل صیغہ ہائے واحد غائب و حاضر میں تو (ہے) رہیگا۔ اور جمع غائب اور جمع متکلم میں (ہیں) ہو جائے گا۔ اور جمع حاضر میں (ہو) بواؤ مجہول۔ اور واحد متکلم میں (ہوں) بواؤ معروف بولیں گے۔ مذکر و مؤنث کی وجہ سے ان میں کوئی تغیر نہیں ہوگا جیسے ÷

وہ لایا ہے۔ وہ لائی ہے۔ تو لایا ہے۔ تو لائی ہے۔ وہ لائے ہیں۔ وہ لائی ہیں۔ تم لائے ہو

---

[۱] تصریح کے معنی ہیں صاف کہنا یا کھول کر بیان کرنا چونکہ ان الفاظ سے افعال میں زمانہ کا مفہوم صاف ہو جاتا ہے اسلئے یہ نام رکھا گیا ÷

تم لائی ہو۔ میں لایا ہوں۔ میں لائی ہوں۔ ہم لائے ہیں۔ جمع متکلم کا صیغہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے۔ ایک ہی بولا جاتا ہے +

فعل ہے اور اس کی وحدت وجمع کی صورتیں کسی شخص یا چیز کی موجودگی ظاہر کرنے کے لئے بھی بولی جاتی ہیں۔ خواہ بجواب استفہام بولی جائیں۔ خواہ بلا اس کے جیسے +

وہ ہے۔ وہ ہیں۔ تم ہو۔ میں ہوں۔ ہم ہیں +

لیکن (ہو) بواو مجہول۔ جو جمع حاضر میں آتا ہے اور (ہوں) بواو معروف جو واحد متکلم میں مستعمل ہے۔ یہ دونوں کسی شے بے جان۔ یا جاندار غیر ذوی العقول کے لئے نہیں بولے جاتے + اور نوع احتمالی میں۔ لفظ (ہو) بواو مجہول۔ بجائے (ہے) کے استعمال ہوتا ہے اور واحد غائب اور واحد حاضر۔ اور جمع حاضر کے لئے (ہو) بواو مجہول۔ اور جمع غائب و جمع متکلم کے لئے (ہوں) بواو مجہول اور واحد متکلم کے لئے (ہوں) بواو معروف برتے جاتے ہیں۔ جیسے +

وہ پڑھتا ہو۔ وہ پڑھتی ہو۔ تو پڑھتا ہو۔ تو پڑھتی ہو۔ تم پڑھتے ہو۔ تم پڑھتی ہو۔ وہ پڑھتے ہوں۔ وہ پڑھتی ہوں۔ میں پڑھتا ہوں۔ میں پڑھتی ہوں۔ ہم پڑھتے ہیں +

جمع متکلم کا صیغہ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے ایک ہی برتا جاتا ہے +

(ہو) اور اس کی بدلی ہوئی صورتوں میں بھی تذکیر و تانیث کا فرق نہیں ہوتا۔ اور یہ سب صورتیں بصورت احتمال استعمال کی جاتی ہیں۔ جیسے +

شرطیہ طریق پر۔ اگر کوئی ہو تو بلا لو۔ اگر لوگ آ گئے ہوں تو بٹھاؤ +

صلہ کے طور پر۔ جو آیا ہو اُسے خبر کر دو۔ جتنے حاضر ہوں انھیں بلا لو +

بصورت نکرہ۔ کوئی ہو تمھیں کیا مطلب۔ وہ کوئی ہوں تم ان سے ملو۔ وہ کوئی ہو آنے دینا چاہئے +

فعل (ہے) کبھی (ہوتا) کے معنی میں برتا جاتا ہے جیسے۔ زمانہ کی رفتار یوں بھی ہے اور یوں بھی یعنی (ہوتی ہے) انکی رائے کبھی کچھ ہے کبھی کچھ یعنی۔ (ہوتی ہے) آپ کا برتاؤ

سب کے ساتھ یکساں ہے۔ یعنی۔ (ہوتا ہے)+

افعال (ہے) اور (ہو) کے ساتھ لفظ (ہوگا) بھی برتا جاتا ہے۔ اور وحدت و جمع اور
تذکیر و تانیث میں اسکی صورت بدل جاتی ہے۔ جیسے+

ہے { مذکر۔ ہے گا۔ ہیں گے۔ ہوگے۔ ہوں گا۔ ہوں گے+
مؤنث۔ ہے گی۔ ہیں گی۔ ہوگی۔ ہوں گی ہوں گے+

تیسرے اور آخر کے صیغہ میں (ہو) اور (ہوں) بواو مجہول ہیں اور چوتھے صیغہ میں (ہوں) بواو معروف+

ہو { مذکر۔ ہوگا۔ ہوں گے (بواو مجہول) ہوں گا (بواو معروف)
مؤنث۔ ہوگی۔ ہوں گی (بواو مجہول)۔ ہوں گی (بواو معروف)

یہ سب احتمالی صورت میں استعمال کئے جاتے ہیں+

(۲) تھا۔ یہ فعل یا تو زمانہ ماضی بعید یا۔ زمانہ ماضی استمراری پر دلالت کرتا ہے+
اور وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں حسب ذیل تبدیلیاں اس میں ہوتی ہیں+

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ تھا	وہ تھے	تو تھا	تم تھے	میں تھا	ہم تھے
مؤنث	وہ تھی	وہ تھیں	تو تھی	تم تھیں	میں تھی	ہم تھے

(۳) گا۔ یہ لفظ زمانہ مستقبل ظاہر کرنے کے لئے ہے (گا) واحد مذکر کے لئے اور (گی) واحد
مؤنث کے لئے۔ اور جمع مذکر کے لئے (گے) اور جمع مؤنث کے لئے بدستور (گی) اور جمع متکلم میں
مذکر و مؤنث کے لئے (گے)۔ جیسے۔ وہ آئے گا۔ وہ آئے گی۔ وہ آئیں گے۔ وہ آئیں گی تو آئے گا
تو آئے گی۔ تم آؤ گے۔ تم آؤ گی۔ میں آؤں گا۔ میں آؤں گی۔ ہم آئیں گے+

انواع افعال۔ بطریق اجمالی ہم نوع فعل کی تعریف کر آئے ہیں۔ یہاں ہمیں اشتقاق
افعال سے بحث کرنی ہے۔ اور نوع فعل یعنی طریق ادائے مقصود کے لئے افعال میں تغیر

وتبدیل اور اشتقاق عمل میں لایا جاتا ہے۔ اسلئے ہم انواع کے لحاظ سے افعال مشتق کے نام لکھتے ہیں۔ اور پھر ہر ایک کا طریق اشتقاق بتائیں گے +

نوع خبریہ۔ انکی چھ قسمیں ہیں اور بروے اشتقاق اُن کے نام یہ ہیں +

ماضی مطلق۔ ماضی قریب۔ ماضی بعید۔ ماضی استمراری۔ حال مطلق فعل مستقبل +

نوع احتمالی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ماضی احتمالی یا شکی۔ حال احتمالی +

نوع شرطیہ۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ماضی شرطی یا تمنی۔ مضارع +

نوع امریہ۔ صرف امر۔ کو قرار دیا جا سکتا ہے +

نوع مشابہ فعل۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ اسم فاعل۔ اسم مفعول صفت حالیہ صفت مانہ

اب بلا لحاظ ترتیب اقسام انواع۔ اور بہ ترتیب زمانہ۔ اشتقاق افعال کے طریقے اور مثالیں لکھتے ہیں + اور صرف افعال مثبت کا بیان اول کریں گے +

فعل مثبت۔ ایسا فعل کہ جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا تینوں زمانوں میں کسی نہ کسی زمانہ میں پایا جائے

اول ماضی۔ ایسا فعل جو گزرے ہوئے زمانہ پر خواہ بقید قرب و بعد۔ خواہ بلا قید قرب و بعد از زمانہ موجودہ۔ دلالت کرے۔ اس کی چھ قسمیں ہیں +

(۱) ماضی مطلق مثبت معروف۔ ایسا فعل جس سے کسی کام کا ہونا زمانہ گذشتہ میں بلا اس قید کے کہ گزرا ہوا زمانہ قریب ہے یا بعید۔ اور فعل میں کوئی احتمال یا شک یا شرط یا تمنا یا کام کا لگاتار ہونا۔ نہ پایا جائے +

ماضی مطلق مثبت کے صیغہ واحد مذکر کے بنانے کے لئے دو قاعدے ہیں +

(۱) مادہ مصدر کے آخر کا حرف اگر (الف) یا۔ (واو) نہو۔ تو اس آخر کے حرف کو چونکہ وہ ساکن ہوتا ہے زبر کی حرکت دیکر الف بڑھا دیں۔ جیسے +

مصدر	مادۂ مصدر	ماضی مطلق	مصدر	مادہ مصدر	ماضی مطلق
اٹھنا	اٹھ	اٹھا	بیٹھنا	بیٹھ	بیٹھا

لیٹنا	لیٹ	لیٹا	ہنسنا	ہنس	ہنسا
دیکھنا	دیکھ	دیکھا	چاہنا	چاہ	چاہا
سوچنا	سوچ	سوچا	بھوننا	بھون	بھونا
سینا	سی	سیا	پینا	پی	پیا
پیسنا	پیس	پیسا	چھوڑنا	چھوڑ	چھوڑا
جاننا	جان	جانا	کھسوٹنا	کھسوٹ	کھسوٹا

لینا کے مادہ لے۔ اور دینا کے مادہ دے۔ سے صیغہ واحد مذکر میں الف بڑھانے کے علاوہ۔ یائے مجہول کو معروف سے بدل کر لیا۔ اور دیا۔ کہتے ہیں۔ اگر مصدر سینا اور کھینا کے صیغہ ہائے واحد مذکر میں یائے مجہول بدستور رہی گی۔ اور الف ممدودہ زیادہ کر کے سے آ اور کھے آ۔ کہیں گے مگر زبان سے آخر کی یائے مجہول مفتوح ہو کر الف کے ساتھ بولی جائے گی اور سیا۔ اور کھیا۔ کہیں گے ؛

اور مصدر کرنا کے مادہ کر سے صیغہ واحد غائب ماضی مطلق مثبت کا کیا۔ خلاف قاعدہ سماعی آتا ہے ؛

اور مصدر مرنا کا صیغہ واحد غائب دو طریق پر آتا ہے ایک حسب قاعدہ یعنی مرا۔ دوسرا خلاف قیاس یعنی (موا) جو اکثر بطریق صفت مستعمل ہوتا ہے جیسے۔ موا جل گیا۔ اور موا سوئی مٹی۔ ان موئے چیتھڑوں کو کیا کروں ؛

(۲) اگر مادہ مصدر کے آخر میں حرف (الف) یا (واو) ہو تو ماضی مطلق مثبت کے صیغہ واحد مذکر بنانے کے لئے لفظ (یا) اور بڑھا دیا جائے گا۔ جیسے ؛

مصدر	مادہ مصدر	ماضی مطلق	مصدر	مادہ مصدر	ماضی مطلق
کھانا	کھا	کھایا	دھونا	دھو	دھویا
پانا	پا	پایا	سونا	سو	سویا

آنا	آ	آیا	بونا	بو	بویا
بنانا	بنا	بنایا	کھونا	کھو	کھویا
سمجھانا	سمجھا	سمجھایا	رونا	رو	رویا

مگر ہونا مصدر کے مادہ ہو سے ہوا۔ اور چھونا سے چھوا۔ اور جانا سے گیا۔ یہ تینوں صیغہ ہائے واحد مذکر ماضی مطلق مثبت خلاف قیاس ہیں۔

مصدر جانا کی ماضی مطلق واحد مذکر کا صیغہ بر وسے قاعدہ جایا ہے مگر اسکی جگہ گیا استعمال ہوتا ہے مگر صرف صیغہ جایا بعض محاورں میں برتا جاتا ہے جیسے تم سے جایا نہ گیا مجھ سے وہاں جایا نہیں جاتا۔ کیا تم سے وہاں جایا جائیگا۔

واحد مؤنث ۔ جب صیغہ واحد مذکر پر۔ مادہ مصدر کے آخر میں صرف حرف الف بڑھایا گیا ہو۔ اس الف کے ماقبل حرف کو بشرطیکہ وہ حرف ماقبل حرف (یے) نہو۔ کسرہ دیکر الف کو یائے معروف سے بدل دیں گے۔ جیسے

واحد مذکر	واحد مؤنث	واحد مذکر	واحد مؤنث
اٹھا	اٹھی	بیٹھا	بیٹھی
لیٹا	لیٹی	ہنسا	ہنسی
دیکھا	دیکھی	چاہا	چاہی
سوچا	سوچی	بھونا	بھونی
پیسا	پیسی	چھوڑا	چھوڑی
جانا	جانی	کھسوٹا	کھسوٹی

اور اگر صیغہ واحد مذکر کے آخر کے الف سے پہلے یائے معروف مفتوح ہو تو حرف (یے) کو ساکن کر کے الف کو گرا دیں گے۔ جیسے۔ لیا سے لی۔ دیا سے دی۔ کیا سے کی۔ پیا سے پی سیا سے سی۔ جیا سے جی۔ وغیرہ۔

مگر سے آ اور گئے آ بیاے مجہول کی۔ یاے مجہول بدستور رہے گی اور اسکے الف ممدودہ کو ایسی یاے معروف سے بدل دیں گے جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو معروف ہو جیسے سیتی بی بیا

اور اگر صیغہ واحد مذکر مادہ مصدر پر (یا) بڑھا کر بنایا گیا ہو۔ تو واحد مؤنث کے لیے ایسی یاے معروف جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو۔ لاتے ہیں جیسے۔ آیا سے آئی۔ کھایا سے کھائی بھایا سے بھائی۔ بنایا سے بنائی۔ سویا سے سوئی۔ رویا سے روئی۔ بویا سے بوئی۔ کھویا سے کھوئی۔ دھویا سے دھوئی +

جمع مذکر۔ اگر واحد مذکر میں مادہ مصدر پر صرف الف زیادہ کیا گیا ہو۔ مگر مادہ کے آخر کا حرف (یے) نہ ہو۔ تو اس الف کو یاے مجہول ساکن سے بدل دو۔ اور اس کے ماقبل حرف کو کسرہ دیدو۔ جمع مذکر کا صیغہ ہو جائے گا۔ جیسے + اُٹھا سے اُٹھے۔ بیٹھا سے بیٹھے لیٹا سے لیٹے۔ سوچا سے سوچے۔ دیکھا سے دیکھے۔ وغیرہ +

اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یاے معروف ہے۔ تو بعوض الف بڑھانے کے۔ ایسی یاے مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو زیادہ کر دو + جیسے +

پیا سے پیئے۔ سیا سے سیئے۔ کیا سے کیئے۔ دیا سے دیئے۔ لیا سے لیئے۔ جیا سے جیئے مگر سیا کھیا میں جو یاے مجہول ہیں۔ یاے مجہول بدستور رہے گی۔

اور اسکے بعد اور یاے مجہول جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو زیادہ کی جائے گی جیسے۔ سیئے۔ کھیئے +

لیکن صیغہ واحد مذکر (موا) سے موئے۔ اور چھوا سے چھوئے وغیرہ میں الف سے پہلے واو ہے اور انکا الف بھی ایسی یائے مجہول سے جمع مذکر کے لیئے بدلا گیا جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہے +

اور اگر واحد مذکر میں مادہ مصدر پر لفظ (یا) زیادہ کیا گیا ہے تو جمع مذکر کے لیئے۔ اس بڑھائے ہوئے لفظ (یا) کی جگہ ایسی یائے مجہول جسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو لگا دو۔ جیسے لایا سے لائے پایا سے پائے۔ کھایا سے کھائے۔ دکھایا سے دکھائے۔ بنایا سے بنائے۔ کھویا سے کھوئے بویا سے بوئے۔ سویا سے سوئے۔ رویا سے روئے۔ لگایا سے لگائے +

جمع مؤنث - ہر قسم کے صیغہ واحد مؤنث کے آخر میں صیغہ جمع مؤنث بنانے کے لئے نون غنہ بڑھا دیا جاتا ہے جیسے - اٹھی سے اٹھیں - بیٹھی سے بیٹھیں - لیٹی سے لیٹیں - سوئی سے سوئیں - روئی سے روئیں - لی سے لیں - دی سے دیں - پی سے پیئں - کی سے کیں - لائی سے لائیں - کھائی سے کھائیں - پائی سے پائیں - دھوئی سے دھوئیں - کھوئی سے کھوئیں

لیکن سینا بیائے مجہول جو مرغی کے انڈوں پر بیٹھنے کے معنی میں ہے اسکے صیغے ان قاعدوں کے تحت میں نہیں آتے - اسکا واحد مذکر سیتا - اور جمع مذکر سیئے - اور واحد مؤنث سیئی اور جمع مؤنث سیئیں - آتے ہیں یعنی مادہ (سے) کی یائے مجہول بدستور ساکن رہتی ہے - اور ہر جگہ ہمزہ متحرک بڑھائی جاتی ہے اور یہی حال مصدر کھینا بیائے مجہول کے صیغوں کا ہے جیسے - کھیتا - کھیئی - کھیئے - کھیئیں ٭

یہ قاعدے مصدر لازم اور متعدی سے صیغے بنانے کے ہیں - جو مذکور ہوئے اور مصادر متعدی المتعدی - اور متعدی بالواسطہ میں ماضی مطلق مثبت کے صیغہ واحد مذکر بنانے کا صرف یہی قاعدہ ہے کہ ہر ایسے مصدر کے مادہ کے بعد لفظ (یا) زیادہ کر دیا جائے - اور باقی صیغے اوپر کے بیان کئے ہوئے قاعدوں کی بموجب بنائے جائیں ٭

گردان ماضی مطلق مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آیا	وہ آئے	تو آیا	تم آئے	میں آیا	ہم آئے
مؤنث	وہ آئی	وہ آئیں	تو آئی	تم آئیں	میں آئی	ہم آئیں

جمع متکلم میں مذکر و مؤنث کا صیغہ ایک ہی ہوتا ہے مؤنث کے لئے جمع مؤنث کا صیغہ نہیں بولتے

طریق استعمال - ماضی مطلق کے صیغوں سے بول چال میں ٭

کبھی تو استقبال کے معنی لیتے ہیں - جیسے - تم چلو میں آیا - تم آئے اور وہ بھاگا - وہ اگر آیا تو

تمھارا پیغام پہنچا دونگا۔ اگر کوئی کام ہوا تو مطلع کرونگا۔
کبھی حال کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسے۔ چاند یہ رہا۔ کہیں مرغا بولا۔ پھر کھٹکا ہوا۔ کسی نے پکارا۔
کبھی ماضی مطلق کے دو فعلوں کو بطریق تابع و متبوع بولتے ہیں۔ اور مختلف معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ وہ میرا دیکھا بھالا ہے۔ وہ کھاتا پیتا ہے۔ وہ لکھا پڑھا ہے۔ میرا کہا سنا معاف کرنا۔ سب کیا دھرا اکارت گیا۔ دیا لیا آگے آیا۔ اس نے اپنا کیا پایا۔

ماضی قریب مثبت معروف۔ ایسا فعل جو قریب کے گزرے ہوئے زمانہ پر دلالت کرے جیسے۔ زید آیا ہے۔ بکر گیا ہے۔ ولید نے کہا ہے۔ ہندہ نے پیام دیا ہے۔
ماضی قریب مثبت معروف۔ ماضی مطلق مثبت معروف سے اس طرح بناتے ہیں۔ کہ واحد غائب اور واحد حاضر کے صیغوں پر لفظ (ہے) اور جمع غائب اور جمع متکلم پر لفظ (ہیں) اور جمع حاضر پر لفظ (ہو) بواؤ مجہول اور واحد متکلم پر لفظ (ہوں) بواؤ معروف زیادہ کر دیتے ہیں مگر جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے جو ماضی مطلق میں بصورت جمع آتے ہیں ماضی قریب میں بصورت واحد لاتے ہیں۔ اور صرف علامت ماضی قریب کو بشکل جمع بدلتے ہیں جیسا کہ ذیل کی گردان سے ظاہر ہے۔

گردان ماضی قریب مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آیا ہے	وہ آئے ہیں	تو آیا ہے	تم آئے ہو	میں آیا ہوں	ہم آئے ہیں
مؤنث	وہ آئی ہے	وہ آئی ہیں	تو آئی ہے	تم آئی ہو	میں آئی ہوں	ہم آئے ہیں

طریق استعمال۔ ماضی قریب کو کبھی تو ماضی بعید کے معنوں میں بولتے ہیں۔ جیسے عقلمندوں نے کہا ہے۔ تم نے جو پاپ کئے ہیں انہی کا یہ نتیجہ ہے۔ شیخ سعدی نے فرمایا ہے۔ فردوسی نے

کہا ہو۔ اور کبھی ماضی مطلق کے معنی لیتے ہیں جیسے مجھے میرے چچا نے کتاب دی ہو۔ مجھے بڑے بھائی صاحب نے سبق پڑھایا ہے ٭

(۳) **ماضی بعید مثبت معروف**۔ ایسا فعل کہ جس سے زمانہ بعید میں کسی کام کا کرنا یا ہونا سمجھا جاوے۔ زمانہ حال سے متصل یا قریب متصل کو زمانہ قریب کہتے ہیں ٭ اور اس سے پہلے گزرے ہوئے زمانہ کو زمانہ بعید جیسے۔ آیا تھا۔ گیا تھا۔ بیٹھا تھا۔ کھایا تھا۔ لایا تھا۔ بلایا تھا۔ کیا تھا۔ وغیرہ ٭

اسکو بھی ماضی مطلق سے بناتے ہیں۔ اس طرح۔ کہ واحد مذکر غائب و حاضر و متکلم کے صیغہ ہائے ماضی مطلق کے بعد لفظ (تھا) اور جمع مذکر غائب و حاضر و متکلم۔ اور جمع مؤنث متکلم کے صیغوں کے بعد لفظ (تھے) اور واحد مؤنث غائب و حاضر و متکلم کے آگے لفظ تھی۔ اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے آخر میں لفظ (تھیں) زیادہ کرتے ہیں ٭

گردان ماضی بعید مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم ٭
مذکر	وہ آیا تھا	وہ آئے تھے	تو آیا تھا	تم آئے تھے	میں آیا تھا	ہم آئے تھے
مؤنث	وہ آئی تھی	وہ آئی تھیں	تو آئی تھی	تم آئی تھیں	میں آئی تھی	ہم آئے تھے

اس گردان میں بھی جمع مؤنث غائب و حاضر کے اصل صیغے بصورت واحد آئے ہیں صرف علامت بعید جمع کی صورت میں بدلی گئی ہے ٭

(۴) **ماضی استمراری مثبت معروف**۔ اس ماضی کو۔ ماضی ناتمام بھی کہتے ہیں یعنی ایسا فعل کہ جس سے گزرے ہوئے زمانہ میں کسی کام کا لگاتار ہوتے رہنا ظاہر کیا جاوے۔ اور اس سے ختم کام کا پتہ پایا جائے۔ اس ماضی کو مادہ مصدر سے اس طرح بناتے ہیں کہ مادہ مصدر کے بعد واحد مذکر غائب و حاضر و متکلم کے لئے لفظ (تا تھا) اور جمع مذکر غائب و حاضر و متکلم اور نیز جمع مؤنث

متکلم کے لئے لفظ (تے تھے) اور واحد مؤنث غائب و حاضر و متکلم کے لئے (تی تھی) اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے لئے (تی تھیں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے میں ان سے ملتا تھا۔ وہ میرے پاس آتے تھے۔ وہ چرخہ کاتا کرتی تھی۔ وہ گایا کرتی تھیں وغیرہ۔

گردان ماضی استمراری مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آتا تھا	وہ آتے تھے	تو آتا تھا	تم آتے تھے	میں آتا تھا	ہم آتے تھے
مؤنث	وہ آتی تھی	وہ آتی تھیں	تو آتی تھی	تم آتی تھیں	میں آتی تھی	ہم آتے تھے

(۵) ماضی احتمالی مثبت معروف۔ اس کا نام ماضی شکی بھی ہے یعنی ایسا فعل جس سے گزرے ہوئے زمانہ میں کسی کام کے کرتے یا ہونے میں شک ظاہر کیا جائے۔

اس ماضی کو ماضی مطلق ہی سے بناتے ہیں۔ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر احتمال قوی کا ظاہر کرنا مقصود ہو تو واحد مذکر کے لئے (ہوگا) اور واحد مؤنث کے لئے (ہوگی) اور جمع مذکر کے لئے غائب و حاضر و متکلم میں اور مؤنث کے لئے جمع متکلم میں (ہونگے) بواؤ مجہول اور جمع مؤنث میں سوائے جمع متکلم کے (ہوں گی) بواؤ مجہول اور واحد متکلم مذکر کے لئے (ہونگا) بواؤ معروف اور واحد مؤنث متکلم کے لئے (ہونگی) بواؤ معروف اور اگر احتمال ضعیف کا ظاہر کرنا مطلوب ہو۔ تو واحد مذکر اور واحد مؤنث کے لئے سوائے واحد متکلم کے (ہو) اور جمع مذکر و جمع مؤنث کے لئے (ہوں) بواؤ مجہول اور واحد متکلم مذکر و مؤنث کے لئے (ہوں) بواؤ معروف ماضی مطلق مثبت کے صیغوں پر بڑھایا جائے۔ یہ بیان حسب قاعدہ ہے۔ مگر اہل زبان جمع حاضر مذکر میں (ہوگے) اور (ہو) اور مؤنث میں (ہوگی) اور (ہو) بولتے ہیں۔ اور نون غنہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ البتہ لفظ آپ یعنی تعظیمی الفاظ کے ساتھ مؤنث میں (ہونگی) اور (ہوں) اور مذکر میں ہوں گے۔ اور ہوں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ تم آئے ہو۔ یا تم آئے ہوگے۔

یا۔ تم آئی ہو۔ یا۔ تم آئی ہوگی۔ شاید آپ آئے ہوں۔ شاید وہ تشریف لائے ہوں۔ شاید آپ آئی ہوں۔ شاید آپ تشریف لائی ہوں۔ شاید آپ آئے ہونگے۔ شاید آپ تشریف لائے ہونگے۔ شاید آپ آئی ہونگی۔ شاید آپ تشریف لائی ہونگی۔ اس لئے بصورت خطاب تم کے ساتھ صرف تم ہوگے، ہوگی، ہو، لکھیں گے *

گردان ماضی احتمالی مثبت معروف

	جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ہوگا	مذکر	وہ آیا ہوگا	وہ آئے ہونگے	تو آیا ہوگا	تم آئے ہوگے	میں آیا ہونگا	ہم آئے ہونگے
	مؤنث	وہ آئی ہوگی	وہ آئی ہونگی	تو آئی ہوگی	تم آئی ہوگی	میں آئی ہونگی	ہم آئے ہونگے
ہو	مذکر	وہ آیا ہو	وہ آئے ہوں	تو آیا ہو	تم آئے ہو	میں آیا ہوں	ہم آئے ہوں
	مؤنث	وہ آئی ہو	وہ آئی ہوں	تو آئی ہو	تم آئی ہو	میں آئی ہوں	ہم آئے ہوں

(۶) **ماضی شرطی مثبت معروف**۔ اس ماضی کا دوسرا نام ماضی تمنی ہے۔ یہ ایسے فعل کو کہتے ہیں جو گزشتہ زمانہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کو بطریق شرط یا تمنا ظاہر کرے اس کے بنانے کے دو قاعدے ہیں *

(۱) مادہ مصدر کے بعد واحد مذکر غائب و حاضر و متکلم کے لئے لفظ (تا) اور جمع مذکر حاضر و غائب و متکلم اور جمع مؤنث متکلم کے لئے لفظ (تے) اور واحد مؤنث غائب و حاضر کے لئے لفظ (تی) اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے لئے لفظ (تیں) بنون غنہ زیادہ کیا جائے جیسے۔ اگر وہ آتے تو میں بھی آتا۔ اگر تم پوچھتے تو میں بتاتا۔ تم پوچھتیں تو وہ بتاتی۔ وہ جاتیں تو میں جاتی۔ یا۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ یہاں آتا۔ کاش تم مجھ سے مل جاتے۔ کاش میں بھی لکھ پڑھ سکتی۔ کاش وہ آتیں اور میری مصیبت دیکھتیں *

(۲) ماضی مطلق مثبت کے صیغوں پر لفظ (ہوتا) اور اسکی بدلی ہوئی صورتیں جس طرح کہ

ہم نے قاعدہ اول میں بتایا ہے مناسب صیغوں پر بڑھا دی جائیں یعنی مذکر کے لئے ہوتا اور ہوتے۔ اور مؤنث کے لئے۔ ہوتی اور ہوتیں۔ سوائے جمع متکلم مؤنث کے کہ اس پر مذکر کی طرح ہوتے ہی آئے گا۔ جیسے۔ ایک آم کا کیا دینا۔ اگر دینے تھے تو کئی دیئے ہوتے۔ اگر اس نے کوئی پیغام دیا ہوتا تو وہ مجھ سے ضرور کہتی اگر اس نے کچھ کہا ہوتا تو میں سن لیتا۔ یا۔ کاش میں بھی پڑھی ہوئی ہوتی۔ بس چلدیئے کچھ تو کہا ہوتا ۔

گردان ماضی شرطی مثبت معروف

	جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
تا	مذکر	وہ آتا	وہ آتے	تو آتا	تم آتے	میں آتا	ہم آتے
	مؤنث	وہ آتی	وہ آتیں	تو آتی	تم آتیں	میں آتی	ہم آتے
ہوتا	مذکر	وہ آیا ہوتا	وہ آئے ہوتے	تو آیا ہوتا	تم آئے ہوتے	میں آیا ہوتا	ہم آئے ہوتے
	مؤنث	وہ آئی ہوتی	وہ آئی ہوتیں	تو آئی ہوتی	تم آئی ہوتیں	میں آئی ہوتی	ہم آئے ہوتے

طریق استعمال۔ ماضی شرطی سے کہیں معنی مستقبل لئے جاتے ہیں جیسے ۔
زندگی میں اسکو وہ سزا ملی جو مرنے کے بعد ملتی۔ اس وقت اس کا وہ حال ہوا جو نزع کے وقت ہوتا
کہیں اس ماضی سے ماضی استمراری کے معنی لئے جاتے ہیں۔ جیسے۔ جب وہ ادھر آتے تمھیں پوچھ جاتے۔ جب وہ مدرسہ جاتا تمھیں یاد کرتا ۔
اور کبھی وقوع فعل بزمانہ گزشتہ کا اظہار اس ماضی سے کرتے ہیں۔ جیسے تمھیں کیا مطلب تھا وہ پڑھتا یا نہ پڑھتا۔ میں اس سے کیوں ملتا۔ اچھا آپ یہ چاہتے تھے کہ میں اس کے پاس جاتا مگر بات نہ کرتا ۔

جس ماضی شرطی میں علامت (ہوتا) آتی ہے۔ وہ ان معنوں میں استعمال نہیں ہوتی ۔
دوم حال۔ ایسا فعل جس سے زمانہ موجود میں کسی فعل کا کرنا یا ہونا ظاہر کیا جائے اردو میں

اس کی دو قسمیں ہیں +

(۱) حال مطلق۔ جیسے۔ وہ آتا ہے۔ میں جاتا ہوں +

(۲) حال احتمالی جیسے۔ وہ آتا ہوگا۔ یا۔ وہ جاتا ہو +

(۱) حال مطلق مثبت معروف۔ ایسا فعل جس سے زمانہ موجود بلا کسی شک و احتمال کے سمجھا جائے۔ جیسے۔ جاتا ہے۔ سمجھتا ہے۔ روٹھتا ہے۔ اچھلتا ہے۔ پیٹتا ہے وغیرہ۔ اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ مادہ مصدر کے بعد واحد مذکر غائب و حاضر کے لئے لفظ (تا ہے) اور جمع مذکر غائب اور متکلم اور جمع مونث متکلم کے لئے لفظ (تے ہیں) اور جمع مذکر حاضر کیلئے (تے ہو) اور واحد متکلم مذکر کے لئے لفظ (تا ہوں) بواؤ معروف اور واحد مونث غائب و حاضر کے لئے لفظ (تی ہے) اور جمع مونث غائب کے لئے لفظ (تی ہیں) اور جمع مونث حاضر کے لئے لفظ (تی ہو) اور واحد مونث متکلم کے لئے لفظ (تی ہوں) بواؤ معروف بڑھایا جاتا ہے +

گردان حال مطلق مثبت معروف

جنس۔	واحد غائب۔	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر۔	واحد متکلم	جمع متکلم +
مذکر۔	وہ آتا ہے	وہ آتے ہیں	تو آتا ہے	تم آتے ہو	میں آتا ہوں	ہم آتے ہیں
مونث	وہ آتی ہے	وہ آتی ہیں	تو آتی ہے	تم آتی ہو	میں آتی ہوں	ہم آتے ہیں

طریق استعمال۔ علاوہ زمانہ موجودہ کے کبھی تو اسکا استعمال زمانہ ماضی کے لئے کرتے ہیں جیسے میں گھر سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ تمھارے باغ میں ایک آتا ہے۔ ایک جاتا ہے۔ اور بطریق حکایت زمانہ ماضی۔ جیسے شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ اُستاد ذوق کہتے ہیں حافظ شیراز لکھتے ہیں اور کبھی زمانہ مستقبل کے لئے بولتے ہیں جیسے۔ تم چلو وہ بھی آتا ہے ذرا ٹھہر و میں بھی چلتا ہوں بہت اچھا حاضر ہوتا ہوں +

زمانہ گزشتہ سے زمانہ موجودہ تک کسی حالت کے قیام کا اظہار بھی حال مطلق سے کیا جاتا ہے۔

جیسے میں ایک مہینے سے پرانے مجھیں اسی حال میں دیکھتا ہوں۔ میں اپنی طبیعت کو ایک ہفتہ سے سست پاتا ہوں *

کبھی اظہار یقین کے لئے بولا جاتا ہے جیسے۔ پانچ اور پانچ دس ہوتے ہیں قسمت کا لکھا آگے آتا ہے۔ بدی کا انجام بد ہوتا ہے *

کبھی اظہار عادت کے لئے جیسے۔ وہ جب کبھی آتا ہے کچھ نہ کچھ ضرور لاتا ہے وہ بچوں کو جمعرات کی جمعرات مٹھائی بانٹتا ہے۔ وہ پہلے کھانا کھاتا ہے پھر نہاتا ہے *

(۴) حال احتمالی مثبت معروف۔ ایسا فعل کہ جس سے زمانہ موجود میں کسی کام کے کرنے یا ہونے میں شک و احتمال بیان کیا جائے۔ جیسے۔ وہ لکھتا ہوگا۔ یا لکھتا ہو *

اس کو حال مطلق مثبت سے اس طرح بناتے ہیں۔ کہ لفظ (ہے) اور اسکی بدلی ہوئی صورتوں کی بجائے اگر احتمال قوی ہو تو لفظ (ہوگا) اور اس کی بدلی ہوئی صورتیں۔ اور اگر احتمال ضعیف ہو تو لفظ (ہو) اور اس کی بدلی ہوئی صورتیں بڑھا دی جائیں الفاظ (ہوگا۔ اور ہو) کے متعلق ہم نے ماضی احتمالی میں مفصل لکھدیا ہے۔ وہی تغیر و تبدل حال احتمالی میں۔ الفاظ (ہوگا۔ اور ہو) میں کرنا چاہیے۔ علامت (ہو) میں تذکیر و تانیث سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

گردان حال احتمالی مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم۔ جمع متکلم
مذکر۔	وہ آتا ہوگا	وہ آتے ہونگے	تو آتا ہوگا	تم آتے ہوگے	میں آتا ہونگا ہم آتے ہونگے
مؤنث۔	وہ آتی ہوگی	وہ آتی ہونگی	تو آتی ہوگی	تم آتی ہونگی	میں آتی ہونگی ہم آتے ہونگے
مذکر۔	وہ آتا ہو	وہ آتے ہوں	تو آتا ہو	تم آتے ہو	میں آتا ہوں ہم آتے ہیں
مؤنث	وہ آتی ہو	وہ آتی ہوں	تو آتی ہو	تم آتی ہو	میں آتی ہوں ہم آتے ہیں

طریق استعمال۔ حال احتمالی کبھی تو ماضی احتمالی کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے مثلاً۔ کوئی شخص

تم سے کہے۔ کہ جب تم یہاں سے چلے گئے تو میں روز تمھارے گھر آتا رہتا۔ اور تم جواب میں کہو۔ کہ۔ آتے ہوگے۔ مگر یہ استعمال حال احتمالی کے ان صیغوں کے ساتھ خاص ہے جن پر لفظ (ہوگا) زیادہ کیا گیا ہو۔

کبھی وقت یا زمانہ ظاہر کر کے حال احتمالی سے مستقبل کے معنی لیتے ہیں جیسے۔ اگر تم رات کی گاڑی سے جاتے ہو۔ تو چلے جاؤ۔ یا۔ اگر تم رات کو دیر تک جاگتے ہو۔ تو دن میں سو رہا کرو۔ مگر یہ استعمال۔ علامت (ہو) والے صیغوں کے ساتھ خاص ہے۔

آتا ہو۔ اور اس کے دوسرے صیغوں کو اصلی احتمالی سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ حال احتمالی کے معنی دیتے ہیں جیسے۔ شاید وہ آتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ جاتے ہوں۔ اس وقت میں پڑھتا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جاتے ہیں۔

۴ مستقبل مثبت معروف۔ ایسا فعل کہ جس سے کام کا کرنا۔ یا۔ ہونا۔ زمانہ آئندہ میں بیان کیا جائے جیسے۔ لائے گا۔ آئے گا۔ سوئے گا۔ دھوئے گا۔ بیٹھے گا۔ لیٹے گا۔ وغیرہ

اُردو میں فعل مستقبل کے بنانے کے پانچ طریقے ہیں۔

(۱) مادہ مصدر کا حرف آخر اگر حرف الف یا حرف واو ہو۔ تو ایسے مادہ پر یائے مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو اور لفظ (گا) واحد مذکر کے لئے اور (گی) واحد مؤنث کے لئے بڑھا دیں جیسے۔ آسے آئے گا۔ یا آئے گی۔ جا سے جائے گا یا جائے گی۔ کھا سے کھائے گا یا کھائے گی۔ پا سے پائے گا یا پائے گی۔ سو سے سوئے گا یا سوئے گی۔ دھو سے دھوئے گا یا دھوئے گی۔ بو سے بوئے گا یا بوئے گی۔ رو سے روئے گا یا روئے گی۔

لیکن مصدر ہونا کے مادہ (ہو) سے اس قاعدے کے خلاف صیغۂ واحد مذکر (ہوگا) اور واحد مؤنث ہوگی استعمال کئے جاتے ہیں۔ یائے مجہول مع ہمزہ مکسور کا بڑھانا آج کل غیر فصیح ہے۔

(۲) اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یائے مجہول ساکن ہو۔ تو واحد مذکر کے لئے صرف لفظ (گا) اور واحد مؤنث کے لئے صرف لفظ (گی) زیادہ کریں گے جیسے۔ دے سے دے گا یا دے گی دے سے

دے گا یا دے گی ۔

مگر مصدر سینا بیائے مجہول کا مادہ (سے) اس قاعدہ سے مستثنےٰ ہے۔ کیونکہ مادہ (سے) کے بعد ایسی یائے مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ ہو اضافہ کیجاتی ہے۔ جیسے۔ سیئے گا۔ سیئے گی ۔ اور اسی طرح مصدر کھینا۔ بیائے مجہول سے کھیئے گا۔ اور کھیئے گی آتا ہے ۔

(۳) اور اگر مادہ مصدر کے آخر کا حرف ان تینوں حرفوں یعنی الف اور واؤ اور یائے مجہول ساکن کے سوا کوئی اور ہو تو یائے مجہول بڑھا کر لفظ گا۔ یا۔ گی زیادہ کر دیں گے جیسے۔ دیب سے دبے گا یا دبے گی کت سے کتے گا یا کتے گی بچ سے بچے گا یا بچے گی۔ پھر سے پھرے گا یا پھرے گی ہنس سے ہنسے گا یا ہنسے گی پگھل سے گھلے گا یا گھلے گی۔ بہہ سے بہے گا یا بہے گی۔ چھپ سے چھپے گا یا چھپے گی کٹ سے کٹے گا یا کٹے گی بج سے بجے گا یا بجے گی۔ بد سے بدے گا یا بدے گی۔ پڑھ سے پڑھے گا یا پڑھے گی ڈھک سے ڈھکے گا یا ڈھکے گی۔ رس سے رسے گا یا رسے گی۔ جاگ سے جاگے گا یا جاگے گی۔ پی سے پیئے گا یا پیئے گی۔ جی سے جیئے گا یا جیئے گی ۔

جمع غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے اس یائے مجہول کے بعد جو زیادہ کی جاتی ہے۔ خواہ اسکے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو یا نہو۔ نون غنہ اور بڑھایا جاتا ہے اور لفظ (گا) کا الف جمع مذکر میں اور جمع متکلم مذکر و مؤنث میں یائے مجہول ماقبل مکسور سے بدل جاتا ہے مگر جمع مؤنث میں لفظ (گی) بدستور رہے گا جیسے۔ وہ لائیں گی۔ وہ لائیں گے۔ ہم لائیں گے۔ جمع مذکر و مؤنث دونوں کے لئے جمع متکلم کا صیغہ ایک ہی ہے ۔

لیکن مصدر ہونا سے صیغہ ہائے جمع غائب مذکر اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے مادہ مصدر کے بعد حرف نون غنہ کا اضافہ کر کے لفظ (گے) اور جمع مؤنث غائب کے لئے لفظ (گی) زیادہ کریں گے جیسے۔ وہ ہونگے۔ ہم ہونگے ۔

اور جمع حاضر مذکر و مؤنث کے لئے اگر مادہ مصدر کے آخر کا حرف الف یا واؤ ہو تو اس کے بعد ایسا

سلہ مرغی جب انڈوں کو بچے نکالنے کے لئے اپنے سینہ سے دبا کر بیٹھتی ہے تو اسکے اس فعل کو انڈے سینا کہتے ہیں ۱۲ منہ

واو جسکے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو۔ زیادہ کرکے مذکر کے لئے (گے) اور مؤنث کے لئے (گی) بولتے ہیں
جیسے۔ تم لاؤ گے۔ تم لاؤ گی۔ تم جاؤ گے۔ تم جاؤ گی۔ تم دھوؤ گے۔ تم دھوؤ گی۔ تم پاؤ گے
تم پاؤ گی ❊

مگر ہونا کے مادہ ہو پر حرف واو نہیں بڑھاتے۔ صرف مذکر کے لئے (گے) اور مؤنث کیلئے
(گی) زیادہ کرتے ہیں جیسے۔ تم ہو گے۔ تم ہو گی ❊

(۴) اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یا مجہول ساکن ہو تو اس کو واو مجہول ساکن سے بدل دیں گے
اور اسکے بعد (گے) یا (گی) بڑھادیں گے۔ جیسے ❊
لے سے تم لوگے۔ یا تم لوگی۔ اور دے سے تم دوگے۔ تم دوگی ❊

لیکن مصدر سینا اور کھینا۔ بیائے مجہول کا مادہ (سے اور کھے) اس قاعدے سے مستثنےٰ ہیں ان کی
یائے مجہول بدستور رہتی ہے اور اسکے بعد ایسا واو مجہول جسکے مرکز پر ہمزہ مجہول ہو بڑھا دیا جاتا
ہے جیسے۔ تم سیؤ گے۔ تم سیؤ گی۔ تم کھیؤ گے۔ تم کھیؤ گی ❊

واحد متکلم مذکر و مؤنث کے لئے۔ اُس مادہ مصدر پر جس کے آخر میں الف یا واو ہو۔ ایک اور ایسا
واو معروف جس کے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو اور نون غنّہ کا اضافہ کرکے واحد مذکر کے لئے (گا) اور
واحد مؤنث کے لئے (گی) لگادیں گے۔ جیسے میں جاؤنگا۔ میں جاؤنگی۔ میں سوؤنگا۔ میں سوؤنگی۔
میں لاؤں گا۔ میں لاؤں گی۔ میں بوؤں گا۔ میں بوؤں گی ❊

اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یائے مجہول ساکن ہو تو اس کو واو معروف ساکن سے بدلکر نون غنّہ
اور علامت مذکر گا۔ اور مؤنث گی۔ زیادہ کردو جیسے میں لونگا۔ میں لونگی۔ میں دونگا۔ میں دونگی ❊
مگر سینا اور کھینا بیائے مجہول کے مادہ (سے) اور (کھے) کی یائے مجہول بدستور رہتی ہے اور
اس کے بعد ایسا واو معروف جسکے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو۔ اور اس کے بعد نون غنّہ لاکر گا۔ یا۔ گی۔ لاتے ہیں
جیسے۔ میں سیؤں گا۔ میں سیؤں گی۔ میں کھیؤں گا۔ میں کھیؤں گی ❊

(۵) باقی صورتوں میں مادہ مصدر کے بعد واو معروف ساکن ماقبل مضموم اور نون غنّہ لاکر

مذکر کے لیئے (گا) اور مؤنث کے لیئے گی) بڑھاتے ہیں جیسے میں کھینچونگا- میں کھینچوں گی- میں کروں گا- میں کروں گی- میں بھاگوں گا- میں بھاگوں گی- میں پیونگا- میں پیوں گی- میں جیوں گا- میں جیوں گی +

فعل مستقبل مثبت معروف کی گردانیں ہر قسم کی لکھتے ہیں ان سے ہر طرح کے مصدروں کے مادہ میں اور علامت استقبال میں جو جو ادل بدل ہوتی ہے وہ واضح ہو جائے گی +

گردان مستقبل مثبت معروف

جنس-	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر-	وہ جائے گا	وہ جائیں گے	تو جائے گا	تم جاؤ گے	میں جاؤں گا	ہم جائیں گے
مؤنث	وہ جائے گی	وہ جائیں گی	تو جائے گی	تم جاؤ گی	میں جاؤں گی	ہم جائیں گے
مذکر-	وہ سوئے گا	وہ سوئیں گے	تو سوئے گا	تم سوؤ گے	میں سوؤں گا	ہم سوئیں گے
مؤنث-	وہ سوئے گی	وہ سوئیں گی	تو سوئے گی	تم سوؤ گی	میں سوؤں گی	ہم سوئیں گے
مذکر-	وہ ہوگا	وہ ہوں گے	تو ہوگا	تم ہوگے	میں ہوں گا	ہم ہوں گے
مؤنث	وہ ہوگی	وہ ہوں گی	تو ہوگی	تم ہوگی	میں ہوں گی	ہم ہوں گے
مذکر-	وہ لے گا	وہ لیں گے	تو لے گا	تم لوگے	میں لوں گا	ہم لیں گے
مؤنث	وہ لے گی	وہ لیں گی	تو لے گی	تم لوگی	میں لوں گی	ہم لیں گے
مذکر-	وہ سیئے گا	وہ سیئیں گے	تو سیئے گا	تم سیئو گے	میں سیئوں گا	ہم سیئیں گے
مؤنث	وہ سیئے گی	وہ سیئیں گی	تو سیئے گی	تم سیئو گی	میں سیئوں گی	ہم سیئیں گے
مذکر	وہ کرے گا	وہ کریں گے	تو کرے گا	تم کرو گے	میں کرونگا	ہم کریں گے
مؤنث	وہ کرے گی	وہ کریں گی	تو کرے گی	تم کرو گی	میں کروں گا	ہم کریں گے

طریق استعمال- مصدر ہونا کے مستقبل سے کبھی تو حال مطلق کے معنی لیتے ہیں جیسے- تم سا

عقل مند کون ہوگا یعنی کون ہے۔ مجھ سا دکھیا کوئی نہ ہوگا یعنی کوئی نہیں۔ اس لفظ ہیں میں لفظ ہے موجود ہے اس لئے مکرر کم بولتے ہیں + کبھی بقرینہ کلام ہوگا سے علامت گا اور ہوگی سے علامت گی وغیرہ حذف کر دیتے ہیں جیسے۔ ایسا کام نہ کبھی کیا نہ کروں یعنی کروں گا ایسی بارش نہ پہلے ہوئی نہ آیندہ ہو یعنی ہوگی +

یہ استعمال اکثر بصورت نفی ہوتا ہے +

چہارم مضارع ۔ ایسا فعل جس سے بزمانہ حال یا استقبال کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔ جیسے۔ آئے۔ دھوئے۔ لے۔ سیئے۔ ہو۔ کرے۔ بیٹھے۔ جاگے۔ وغیرہ +

اس کے بنانے کے وہی طریقے ہیں جو فعل مستقبل مثبت معروف میں ہم نے لکھے ہیں صرف یہ فرق ہے کہ لفظ (گا) یا (گی) فعل مضارع کے ساتھ نہیں بولا جاتا۔ اگر فعل مستقبل میں ان علامتوں کو ہر ایک صیغہ سے حذف کر دیا جائے تو جو باقی رہیں گے وہ مضارع کے صیغے ہونگے فعل مستقبل میں تذکیر و تانیث کا فرق۔ انہیں۔ گا۔ اور۔ گی۔ علامتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور مضارع میں یہ علامتیں نہیں ہوتیں اس لئے۔ اس کے صیغوں میں تذکیر و تانیث کا فرق بھی نہیں ہوتا۔ اسی لئے ہم نے مذکر و مونث کی ایک ایک گردان ہی لکھدی ہے +

گردان مضارع مثبت معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر و مونث	وہ جائے	وہ جائیں	تو جائے	تم جاؤ	میں جاؤں	ہم جائیں
مذکر و مونث	وہ سوئے	وہ سوئیں	تو سوئے	تم سوؤ	میں سوؤں	ہم سوئیں
مذکر و مونث	وہ ہو	وہ ہوں	تو ہو	تم ہو	میں ہوں	ہم ہوں
مذکر و مونث	وہ لے	وہ لیں	تو لے	تم لو	میں لوں	ہم لیں
مذکر و مونث	وہ سیئے	وہ سیئیں	تو سیئے	تم سیئو	میں سیئوں	ہم سیئیں

مذکر و مؤنث	وہ کرے	وہ کریں	تو کرے	تم کرو	میں کروں	ہم کریں

تصریح - فعل مضارع کبھی تو حرف استقبال کے معنی دیتا ہے - جیسے - وہ آئے تو کام ہو - جب میں آؤں تب تم آنا - بیٹھے بیٹھے تو ٹھنڈے ہو - اگر وہ نہ آئے تو میں چل دونگا - اس سے کہدو کہ جب میں بلاؤں تب آئے ؞

اور کبھی فعل حال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے - جیسے -

جس پر پڑے وہی جانے - کچھ کہو تو معلوم ہو - جو کرے سو بھرے - وہ تو نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے ؞

طریق استعمال فعل مضارع سے کبھی تو تمنا کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے - کاش وہ آئے کیا اچھا ہو کہ میں بھی جاؤں ؞

اور کبھی تعجب کے جیسے - تم اور ہمارے گھر آؤ - وہ اور برائی کرے ؞

اور کبھی دریافت منشاء یا طلب اجازت کے - جیسے - کیا میں آؤں - آپ فرمائیں تو حاضر ہوں میں آؤں یا چلا جاؤں - تم کہو تو ٹھہرا رہوں ؞

کبھی اپنے آپ سے مشورہ کرنے - یا تردد ظاہر کرنے کے جیسے - کیا کروں کس سے کہوں کہاں جاؤں کس سے پوچھوں - کیا کروں کیا نہ کروں - کس کو بلاؤں کس کو نہ بلاؤں - کس کی جان کو روؤں ؞

اور کبھی اظہار ملال و افسوس کے جیسے - ہائے وہ اور یوں دھکے کھائے - تم سا آدمی اور یوں بیکار پھرے - وہ اور دنیا سے نامراد جائے ؞

اور کبھی اظہار رائے کے جیسے - آپ کو وہاں جانا چاہئے - تم آج نہ جاؤ تو بہتر ہے اس کو مناسب ہے کہ دل لگا کر پڑھے ؞

اور کبھی اظہار احتمال یا اندیشہ کے - جیسے - ایسا نہ ہو کہ وہ گر پڑے - شاید وہ چلا نہ کہیں وہ نکل نہ جائے

اور کبھی دعا و التجا کے جیسے - خدا برکت دے - خدا کرے تم آؤ - اللہ فضل فرمائے - خدا کرے

تم جلدی تندرست ہو جاؤ ❖

اور کبھی توقع اور امید کے جیسے۔ وہ آئیں تو انکی مہربانی ہے۔ وہ آئے اور پھر آئے۔ وہ کہیں اور ضرور کہیں

اور کبھی حالت ظاہر کرنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے۔ وہ تو نہ جائے نہ آئے ہیں نہ عالم ہوں نہ مولوی۔ تم اگر پہلوان ہو تو کشتی لڑو ❖

پنجم امر معروف۔ ایسا فعل جو حکم یا التجا یا دعا کے لئے بولا جائے جیسے۔ آ۔ جا۔ لے دے۔ کر۔ لکھ۔ پڑھ۔ دیکھ۔ سن۔ اٹھ۔ لیٹ۔ بیٹھ۔ سو۔ ہنس۔ وغیرہ ❖

ہر قسم کے مصدر سے علامت مصدر (نا) گرانے کے بعد جو مادہ باقی رہتا ہے۔ وہی امر کا صیغہ واحد حاضر ہوتا ہے جیسے۔ لاتا سے لا۔ پانا سے پا۔ کھلانا سے کھلا۔ کھلوانا سے کھلوا۔ کھانا سے کھا۔ پڑھنا سے پڑھ۔ پڑھانا سے پڑھا۔ پڑھوانا سے پڑھوا۔ پٹنا سے پٹ۔ بجنا سے بج۔ آنا سے آ۔ جانا سے جا۔ پینا سے پی۔ سینا بیائے معروف سے سی۔ جینا سے جی۔ لینا سے لے۔ دینا سے دے۔ سینا بیائے مجہول سے سے۔ وغیرہ ❖

اور امر کے صیغہ جمع حاضر بنانے کے یہ تین قاعدے ہیں ❖

(۱) اگر مادہ مصدر کے آخر کا حرف الف یا واو ہو تو دونوں صورتوں میں ان کے بعد ایسا واو مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو زیادہ کرو جیسے۔ آؤ۔ جاؤ۔ کھاؤ۔ بناؤ۔ اٹھاؤ۔ دباؤ وغیرہ۔ یا۔ دھوؤ۔ سوؤ۔ روؤ۔ کھوؤ۔ بوؤ۔ چھوؤ۔ وغیرہ۔ مگر مصدر ہونا کا مادہ (ہو) جو صیغہ واحد حاضر ہے۔ جمع حاضر میں بھی بدستور رہتا ہے۔ اس پر واو مجہول مذکور کا اضافہ نہیں کرتے جیسے۔ تو ہو۔ تم ہو۔ ❖ اور مصدر چھونا کے مادہ چھو کے بعد واو مجہول جسکے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو جمع حاضر کے لئے جب زیادہ کرتے ہیں تو اس کے آخر کے واو معروف کو حذف کر کے صرف ضمہ معروف بولتے ہیں اور چھوؤ کہتے ہیں۔ اور واو معروف کا ظاہر کر کے پڑھنا غیر فصیح خیال کرتے ہیں

(۲) اور اگر مادہ مصدر کے آخر میں یائے مجہول ہو تو اسکو واو مجہول سے بدل دیتے ہیں جیسے لے سے لو۔ دے سے دو۔ مگر مصدر سینا۔ اور کھینا۔ ہر دو بیائے مجہول کے۔ مادوں کی یائے

مجہول کو نہیں گراتے۔ اور اس کے بعد واؤ مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مضموم مجہول ہو صیغہ جمع حاضر کے لئے زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے سیئو۔ کھیئو۔

(۳) اگر مادہ مصدر پر ان تینوں حرفوں مذکورہ بالا میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ تو اس مادہ مصدر پر بلا کسی حرف کے گرانے یا بدلنے کے۔ واؤ مجہول ساکن زیادہ کیا جائے اور اس حرف ما قبل یعنی مادہ مصدر کے آخر کے حرف کو ضمہ دیا جائے جیسے۔ سمجھ سے سمجھو۔ پوچھ سے پوچھو۔ بک سے بکو۔ تھک سے تھکو۔ چھوڑ سے چھوڑو۔ جوڑ سے جوڑو۔ دوڑ سے دوڑو۔ بھاگ سے بھاگو۔ جاگ سے جاگو۔ بل سے بلو۔ تل سے تلو۔ مروڑ سے مروڑو۔ چھوٹ سے چھوٹو۔ پی سے پیو۔ جی سے جیو۔ ناچ سے ناچو۔ ہنس سے ہنسو۔ بحث سے بحثو۔ قبول سے قبولو۔ وغیرہ۔

امر کے صرف دو صیغے بولے جاتے ہیں کیونکہ ان میں تذکیر و تانیث کا فرق نہیں ہوتا ایک واحد حاضر۔ اور دوسرا جمع حاضر۔ ان کے علاوہ صیغہ ہائے واحد غائب و جمع غائب کے لئے مضارع کے ہی صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ اور واحد متکلم اور جمع متکلم کے واسطے صیغے نہیں آتے کیونکہ حکم یا التجا یا تمنا اپنے لئے آپ نہیں ہوا کرتی۔ غرض یا اظہار ارادہ۔ امر نہیں ہوتا

گردان امر معروف

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر
مذکر مؤنث	وہ آئے	وہ آئیں	تو آ	تم آؤ

طریق استعمال۔ امر واحد حاضر کا صیغہ یا تو اظہار محبت کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے۔

آ میرے لاڈلے آ۔ جا میری پیاری جا۔

یا حقارت و نفرت کیلئے۔ جیسے ہٹ پرے ہٹ۔ چل دور ہو۔

یا بخیال عظمت و توحید الٰہی تاکہ شائبہ شرک نہ پایا جائے۔ جیسے۔ الٰہی تو رحم کر یا خدا۔ اپنا فضل فرما۔ یا معبود اپنی رحمت بھیج۔

ورنہ عام بات چیت میں اکثر واحد کے لیے بھی جمع حاضر کا صیغہ بولا جاتا ہے جیسے۔ آؤ۔ بیٹھو
جاؤ۔ کھاؤ۔ پیو۔ سنو۔ کہو۔ بولو۔ چھوڑو۔ دوڑو۔ ڈھونڈو۔ وغیرہ۔

امر کے صیغہ واحد حاضر میں کئی طرح کا تصرف کر کے اہل زبان مختلف معانی میں اس کو استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً:

(۱) جس صیغہ واحد حاضر کے آخر میں الف یا واؤ مجہول ہو۔ اس میں ان دونوں حرفوں کے بعد ایسی یائے مجہول مضموم جس کے سر پر ہمزہ معروف مکسور ہو بڑھا کر اس کے بعد واؤ مجہول ساکن اور زیادہ کرتے ہیں۔ اور تاکید کے معنی لیتے ہیں جیسے۔ آئیو۔ جائیو۔ کھائیو۔ نہائیو۔ بنائیو۔ دبائیو۔ سمجھائیو۔ سلائیو۔ سوئیو۔ دھوئیو۔ کھوئیو۔ لوئیو۔ روئیو۔ وغیرہ۔

(۲) اور جن امر واحد حاضر کے صیغوں میں۔ آخر کا حرف یائے مجہول ہو ان میں دو طرح کے تصرف ہوتے ہیں

(الف) یائے مجہول کو معروف کرنے کے بعد جیم مضموم اور واؤ مجہول ساکن اور بڑھا دیتے ہیں جیسے۔ لے سے لیجو۔ دے سے دیجو۔

(ب) یا۔ یائے مجہول کو یائے معروف بنا کر جیم مکسور اور یائے مجہول مضموم اور واؤ مجہول ساکن کا اضافہ علی الترتیب کرتے ہیں جیسے۔ لے سے لیجیو۔ دے سے دیجیو۔

مگر سینا اور لکھنا مصادر کے امر واحد حاضر (سے اور لکھے) میں یہ دونوں عمل نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کی یائے مجہول مجہول ہی رہتی ہے اور اس کے بعد ایسی یائے معروف جس کے سر پر ہمزہ مکسور معروف ہو۔ اور یائے مجہول مضموم اور واؤ مجہول ساکن بالترتیب زیادہ کرتے ہیں جیسے (سے) سے سیئیو (لکھے) سے لکھیئو

(۳) اگر امر کے صیغہ واحد حاضر کے آخر میں یائے معروف ہو تو یہ بدستور رہے گی اور اس کے بعد جیم مضموم اور واؤ مجہول ساکن بڑھائیں گے جیسے پی سے پیجو۔ سی سے سیجو۔

یا۔ یائے معروف کے بعد جیم مکسور اور اس کے بعد یائے مجہول مضموم اور اس کے بعد واؤ مجہول ساکن زیادہ کریں گے جیسے۔ سی سے سیجیو۔ پی سے پیجیو۔

مگر جینا مصدر کے صیغہ امر واحد حاضر میں یہ دونوں قاعدے جاری نہیں ہوتے۔ بلکہ جی کی یائے معروف کے بعد یائے مجہول مضموم اور واؤ مجہول ساکن بڑھاتے ہیں۔ اور جیجیو کہتے ہیں

(۴) اور اگر امر کے صیغہ واحد حاضر کے آخر میں حروف مذکورہ بالا میں سے کوئی حرف نہ ہو تو آخر کے حرف کو کسرہ دیکر یائے مجہول مضموم اور واؤ مجہول ساکن بڑھاتے ہیں۔ جیسے۔ بھاگ سے بھاگیو۔ جاگ سے جاگیو۔ دوڑ سے دوڑیو۔ چھوڑ سے چھوڑیو۔ دیکھ سے دیکھیو۔ لکھ سے لکھیو۔ بن بالفتح سے بنیو۔ بن بالضم سے بنیو۔ تول سے تولیو۔ کھول سے کھولیو۔ کر سے کریو۔ مر سے مریو۔ ناپ سے ناپیو۔ بک سے بکیو۔ وغیرہ۔

کرنا کے صیغہ کر سے کیجو۔ اور کیجیو بھی مستعمل ہیں ؛

اب ہم اس تغیر و تبدل کو لکھتے ہیں جو امر کے صیغہ جمع حاضر میں ہوتا ہے ؛

(۱) اگر صیغہ امر واحد حاضر کے آخر کا حرف الف یا واو ہو۔ تو جمع حاضر بنانے کے لئے ان حرفوں کے بعد ہمزہ مکسور اور یائے معروف مکسور اور یائے مجہول ساکن زیادہ کرو۔ جیسے آیئے جایئے۔ لایئے۔ کھایئے۔ نہایئے۔ اٹھایئے بٹھایئے۔ وغیرہ یا۔ دھویئے۔ کھویئے۔ رویئے سویئے۔ بویئے۔ چویئے۔ یا واو مجہول۔ ڈھویئے۔ وغیرہ ؛

مگر مصدر ہونا کے صیغہ امر واحد حاضر (ہو) سے ہوجیئے آتا ہے ؛

(۲) اگر صیغہ واحد حاضر کے آخر میں یائے معروف ہو تو ؛

یا تو اس کے بعد جیم مکسور مجہول اور یائے مجہول زیادہ کریں گے جیسے پی سے پیجے۔ سی سے سیجے ؛ یا جیم مکسور معروف کے بعد ایک یائے مجہول مکسور اور دوسری یائے مجہول ساکن بڑھادیں گے جیسے پی جیئے۔ سی جیئے۔

لیکن مصدر جینا کا صیغہ واحد حاضر جی ان دونوں قاعدوں سے مستثنےٰ ہے۔ اس کا صیغہ جمع حاضر (جیو) آتا ہے ؛

اور اگر صیغہ واحد حاضر کے آخر میں یائے مجہول ہو تو اس کو یائے معروف سے بدلکر وہی عمل

کریں گے جو یائے معروف کی صورتوں میں بنائے گئے ہیں جیسے۔ لیجے یا لیجیے۔ دیجے یا دیجیے۔ مگر مصدر سینا۔ اور لکھنا کے صیغہ واحد حاضر (سے) اور (لکھے) کی اس طرح جمع حاضر نہیں بناتے۔ بلکہ قاعدہ (۱) کی بموجب سیئے۔ اور لکھیئے کہتے ہیں ٭

فائدہ۔ میری تلاش کی بموجب صیغہ ہائے امر واحد حاضر۔ پی۔ سی۔ بیائے معروف اور لے دے۔ بیائے مجہول کے بعد جمع حاضر بنانے کے لئے جیم بکسور بکسرۂ مجہول و یائے مجہول۔ یا جیم بکسور بکسرۂ معروف و یائے مجہول بکسور و یائے مجہول ساکن۔ زیادہ کرتے ہیں اور ایسے مصادر جنکے مادہ کے آخر میں یائے معروف یا مجہول ہو۔ اس قاعدے کے تحت میں نہیں آتے جیسا کہ ہم نے استقرار کرکے بتا دیا ہے ٭

(۳) اور جس صیغہ امر واحد حاضر کے آخر میں حروف مذکورہ بالا میں سے کوئی حرف نہ ہو تو حرف آخر کو کسرۂ معروف دیکر یائے مجہول مکسور اور یائے مجہول ساکن زیادہ کرو جیسے۔ ماریئے کاٹیئے۔ چھوڑیئے۔ جوڑیئے۔ بھاگیئے۔ جاگیئے۔ ٹھہریئے۔ کھینچیئے۔ باندھیئے۔ بھوسیئے۔ چوسیئے دیکھیئے۔ لکھوائیے۔ وغیرہ ٭

مگر بعض امروں کی جمع حاضر کے صیغوں کے لئے امر واحد حاضر کے صیغہ کے حرف آخر کو کسرہ نہیں دیتے۔ جیسے۔ گھڑیئے۔ پڑھیئے۔ ڈریئے۔ پکڑیئے۔ جھگڑیئے۔ لڑیئے۔ وغیرہ ٭

لیکن مصدر کرنا کے صیغہ امر واحد حاضر (کر) سے کریئے غیر فصیح مانا جاتا ہے اور اس کے بجائے کیجیے اور کیجئے۔ بولتے ہیں ٭

ان مذکورۂ بالا طریقوں پر جو امر جمع حاضر کے صیغے بنائے جائیں انکے بعد لفظ (گا) تاکید کے لئے بڑھا دیا جاتا ہے جیسے آیئے گا۔ جایئے گا۔ سویئے گا۔ دھویئے گا۔ پی جے گا۔ پی جیئے گا سی جے گا۔ سی جیئے گا۔ لی جے گا۔ لی جیئے گا۔ دی جے گا۔ دی جیئے گا۔ کی جے گا۔ کی جیئے گا دوڑیئے گا۔ نچوڑیئے گا۔ مروڑیئے گا۔ چھوڑیئے گا۔ وغیرہ ٭

ان بدلی ہوئی صورتوں کے ساتھ ضمیر حاضر (آپ) بولتے ہیں۔ تم نہیں کہتے۔ جیسے۔

آپ آیئے۔ آپ فرمایئے۔ آپ پیجئے۔ آپ پیچئے۔ آپ دیجئے۔ آپ دیکھئے۔ آپ لکھئے۔
آپ پڑھئے۔ آپ بھیجئے۔ آپ دوڑیئے۔ آپ سویئے۔ آپ دھویئے۔ وغیرہ ÷
بجائے آپ کے اور کلماتِ تعظیم مثلاً جناب۔ یا حضرت۔ یا حضور وغیرہ بھی بولتے ہیں۔

طریق استعمال - امر کے صیغوں پر الفاظ (تو سہی) بواوِ مجہول۔ یا (تو) بواوِ مجہول۔ یا (نا) بغرض تاکید یا تنبیہ لاتے ہیں۔ لفظ سہی کا تنہا استعمال متروک ہے ہمیشہ اس سے پہلے لفظ (تو) بواوِ مجہول لائیں گے جیسے۔ آتو سہی۔ جاتو سہی۔ سن تو سہی۔ آؤ تو سہی۔ جاؤ تو سہی سنو تو سہی۔ یا بیٹھ تو چلا جائیو۔ ٹھہرو تو چلے جانا۔ تم آؤ تو۔ دیکھ تو کیا ہو رہا ہے۔ سمجھو تو میں کیا کہتا ہوں۔ یا۔ آؤ نہ سیر کو چلے چلیں۔ بیٹھے کیوں ہو پڑھو نہ۔ جاؤ نہ بیٹھا کیوں کھڑا ہے کہاں جا رہے ہو بیٹھو نہ کب تک سوتے رہو گے اٹھو نہ ÷

کبھی امر کا صیغہ صرف بغرض تنبیہ آتا ہے۔ اس معنی میں اکثر۔ دیکھ یا دیکھیو۔ کل نہیں دیکھو تو چل۔ دیکھ کر پڑھ۔ دیکھ رہ۔ دیکھ ہٹ۔ دیکھ کر چلو۔ دیکھیو بچیو۔ دیکھو بیٹھو۔ دیکھیو پڑھیو اور کبھی تنبیہ کے لئے ان صیغوں کو مکرر بولتے ہیں جیسے۔ ٹھہر ٹھہر۔ ٹھہرو ٹھہرو۔ بچ بچ۔ بچو بچو۔ پڑھ پڑھ۔ پڑھو پڑھو۔ پڑھ پڑھ۔ پڑھو پڑھو۔ وغیرہ۔ یا۔ دیکھئے دیکھئے۔ [illegible] [illegible] پڑھئے پڑھئے۔ ٹھہرئے ٹھہرئے۔ یا بچیو بچیو۔ ہٹیو ہٹیو۔ پڑھیو پڑھیو ÷

امر واحد حاضر کے وہ صیغے جن کا ذکر قاعدہ (۱) (۲) (۳) میں ہے۔ بطریق نکرہ بھی استعمال کئے جاتے ہیں جیسے۔ کوئی ہو تو دوڑیو۔ کوئی بچیو۔ کوئی خبر لیجیو۔ کوئی پانی لائیو۔ کوئی آگ بجھائیو۔ کوئی کچھ کہیو کسی سے کہیو۔ وغیرہ ÷

امر جمع حاضر کے وہ صیغے جن کے آخر میں یائے مجہول ہوتی ہے بجائے [illegible] [illegible] جاتے ہیں۔ جیسے [illegible] [illegible] کا نام کیا ہے [illegible] [illegible] تو سہی کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible]
آپ [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ ÷

اشتقاق فعل مثبت مجہول وضعی

فعل مجہول کی تعریف اور نیز یہ امر کہ مجہول دو قسم کا ہوتا ہے۔ اور صرف فعل متعدی معروف سے فعل متعدی مجہول بنتا ہے ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ اور یہ بھی بتا آئے ہیں کہ مجہول معنوی مصدر معروف سے نہیں بنتا۔ یہاں صرف بنانے کے قاعدے ہر ایک فعل کے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) **ماضی مطلق مجہول مثبت۔** ماضی مطلق معروف مثبت کے مذکر صیغوں پر خواہ وہ واحد ہوں یا جمع وحدت و جمع میں انہیں کی مطابق مصدر جانا کا صیغہ بڑھا دو اور مؤنث کے صیغوں میں سوائے جمع متکلم مؤنث کے جو بطرز جمع مذکر متکلم آتا ہے۔ واحد و جمع کے لئے اصل فعل واحد لاؤ۔ اور جانا مصدر کے صیغوں میں وحدت و جمع کا لحاظ کرو۔ جو فعل بنانے کے لئے بڑھائے گئے ہیں مثبت۔

گردان ماضی مطلق مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا گیا	وہ لائے گئے	تو لایا گیا	تم لائے گئے	میں لایا گیا	ہم لائے گئے
مؤنث	وہ لائی گئی	وہ لائی گئیں	تو لائی گئی	تم لائی گئیں	میں لائی گئی	ہم لائے گئے

(۲) **ماضی قریب مجہول مثبت۔** اس ماضی کے صیغہ ہائے مذکر میں تو وحدت و جمع کا فعل اصل فعل۔ اور اس فعل میں جو مجہول بنانے کے لئے زیادہ کیا جائے۔ اور ہاں ... ماضی قریب یعنی فعل رہے ان تینوں میں ہوگا۔

... صیغہ ہائے مؤنث کے لئے اصل فعل اور وہ فعل جو مجہول بنانے کے لئے بڑھایا گیا ہے سوائے صیغہ جمع متکلم مؤنث کے باقی صیغوں میں واحد آئیں گے اور وحدت و جمع کا لحاظ صرف ... اور اسی مشتقات میں کیا جائے گا۔ جمع متکلم مؤنث ... جمع آئیں گے جیسے۔

گردان ماضی قریب مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا گیا ہے	وہ لائے گئے ہیں	تو لایا گیا ہے	تم لائے گئے ہو	میں لایا گیا ہوں	ہم لائے گئے ہیں
مؤنث	وہ لائی گئی ہے	وہ لائی گئی ہیں	تو لائی گئی ہے	تم لائی گئی ہو	میں لائی گئی ہوں	ہم لائے گئے ہیں

(۳) ماضی بعید مجہول مثبت۔ یہ ماضی بھی اسی طرح بنائی جاتی ہے جس طرح ماضی قریب مجہول مثبت۔ صرف دو فرق ہیں۔ اول یہ کہ فعل تصریحی بجائے (ہے) کے (تھا) آتا ہے دوم یہ کہ فعل (تھا) میں تذکیر و تانیث کے لئے الگ الگ صیغے ہوتے ہیں برخلاف فعل (ہے) کے کہ اس میں تذکیر و تانیث سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فعل تھا میں جو فرق بصورت وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث واقع ہوتا ہے وہ ہم ماضی بعید معروف مثبت میں بتا آئے ہیں جیسے +

گردان ماضی بعید مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم +
مذکر	وہ لایا گیا تھا	وہ لائے گئے تھے	تو لایا گیا تھا	تم لائے گئے تھے	میں لایا گیا تھا	ہم لائے گئے تھے
مؤنث	وہ لائی گئی تھی	وہ لائی گئی تھیں	تو لائی گئی تھی	تم لائی گئی تھیں	میں لائی گئی تھی	ہم لائے گئے تھے

(۴) ماضی استمراری مجہول مثبت۔ اس ماضی کے بنانے کے لئے اصل صیغے ماضی مطلق معروف کے۔ مذکر میں بلحاظ وحدت و جمع لاتے ہیں + اور اسکے بعد مصدر جانا کا صیغہ ماضی استمراری معروف۔ جو وحدت و جمع میں اصل فعل کے مطابق ہو بڑھا کر۔ واحد کے لئے (تھا) اور جمع کے لئے (تھے) اور زیادہ کر دیتے ہیں +

اور صیغہ ہائے مؤنث میں اصل فعل۔ اور وہ صیغہ جو مجہول بنانے کے لئے زیادہ کرتا ہے واحد الف نئے میں اور واحد میں (تھی) اور جمع میں (تھیں) اور بڑھا دیتے ہیں۔ جمع متکلم مؤنث کا

صیغہ وہی آتا ہے جو جمع متکلم مذکر کا ÷

گردان ماضی استمراری مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جاتا تھا	وہ لائے جاتے تھے	تو لایا جاتا تھا	تم لائے جاتے تھے	میں لایا جاتا تھا	ہم لائے جاتے تھے
مؤنث	وہ لائی جاتی تھی	وہ لائی جاتی تھیں	تو لائی جاتی تھی	تم لائی جاتی تھیں	میں لائی جاتی تھی	ہم لائے جاتے تھے

(۵) **ماضی احتمالی مجہول مثبت** یہ ماضی اس طرح بناتے ہیں کہ ماضی بعید مجہول مثبت کے صیغہ ہائے واحد مذکر غائب وحاضر میں ہوگا۔ اور واحد مؤنث غائب و حاضر جمع مؤنث حاضر میں ہوگی بجائے تھا۔ اور تھی۔ اور تھیں کے۔ اور جمع مذکر غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث میں ہونگے۔ اور جمع مؤنث غائب میں ہونگی ہر دو بواؤ مجہول بجائے تھے اور تھیں کے۔ اور جمع مذکر حاضر میں ہونگے بواؤ مجہول بجائے تھے کے اور واحد متکلم مذکر میں ہونگا اور واحد متکلم مؤنث میں ہونگی۔ ہر دو بواؤ معروف بجائے تھا اور تھی کے زیادہ کردیں گے۔ یہ صورت احتمال قوی کے اظہار کی ہے ÷

اور یا۔ واحد مذکر و مؤنث غائب و حاضر کے اور جمع مذکر و مؤنث حاضر کے لئے لفظ (ہو) بواؤ مجہول۔ اور جمع غائب مذکر و مؤنث۔ اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے لفظ (ہوں) بواؤ مجہول اور واحد متکلم مذکر و مؤنث کے لئے لفظ (ہوں) بواؤ معروف۔ بڑھا دینگے۔ یہ صورت احتمال ضعیف کے ظاہر کرنے کی ہے ÷ جیسے :۔

گردان ماضی احتمالی مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا گیا ہوگا	وہ لائے گئے ہونگے	تو لایا گیا ہوگا	تم لائے گئے ہوگے	میں لایا گیا ہونگا	ہم لائے گئے ہونگے
مؤنث	وہ لائی گئی ہوگی	وہ لائی گئی ہونگی	تو لائی گئی ہوگی	تم لائی گئی ہونگی	میں لائی گئی ہونگی	ہم لائے گئے ہونگے

مذکر	وہ لایا گیا ہو	وہ لائے گئے ہوں	تو لایا گیا ہو	تم لائے گئے ہو	میں لایا گیا ہوں	ہم لائے گئے ہوں
مؤنث	وہ لائی گئی ہو	وہ لائی گئی ہوں	تو لائی گئی ہو	تم لائی گئی ہو	میں لائی گئی ہوں	ہم لائے گئے ہوں

(۶) ماضی شرطی مجہول مثبت ۔ یہ ماضی دو طریقہ سے بنائی جاتی ہے۔

اول۔ ماضی مطلق معروف کے ہر صیغہ پر مذکر میں مطابقت واحد و جمع مصدر (جانا) کی ماضی مطلق معروف کا صیغہ (یعنی گیا) کر واحد مذکر میں ہوتا۔ اور جمع مؤنث میں ہوتے زیادہ کریں اور ہر صیغہ مؤنث میں اصل صیغہ ماضی مطلق معروف اور صیغہ ہائے مصدر جانا کی ماضی مطلق معروف کے واحد ہی لائے جائیں اور بجائے ہوتا کے واحد میں ہوتی اور جمع میں سوائے جمع متکلم مؤنث کے ہوتیں زیادہ کریں۔ جمع متکلم کا صیغہ مذکر و مؤنث میں یکساں ہوتا ہے۔

دوم۔ ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ واحد و جمع مذکر پر مصدر جانا۔ کا صرف مادہ یعنی لفظ (جا) زیادہ کیا جائے اور اس کے بعد واحد کے لئے (تا) اور جمع کے لئے (تے) بڑھا دیں اور مؤنث میں سوائے جمع متکلم کے جو مذکر کا صیغہ ہی ہوتا ہے۔ ماضی مطلق معروف مثبت کا صیغہ واحد مؤنث واحد و جمع میں استعمال کریں اور اس کے بعد حسب قاعدہ اول لفظ (جا) زیادہ کرکے واحد کے لئے (تی) اور جمع کے لئے سوائے جمع متکلم کے لفظ (تیں) زیادہ کریں جیسے۔

گردان ماضی شرطی مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا گیا ہوتا	وہ لائے گئے ہوتے	تو لایا گیا ہوتا	تم لائے گئے ہوتے	میں لایا گیا ہوتا	ہم لائے گئے ہوتے
مؤنث	وہ لائی گئی ہوتی	وہ لائی گئی ہوتیں	تو لائی گئی ہوتی	تم لائی گئی ہوتیں	میں لائی گئی ہوتی	ہم لائے گئے ہوتے
مذکر	وہ لایا جاتا	وہ لائے جاتے	تو لایا جاتا	تم لائے جاتے	میں لایا جاتا	ہم لائے جاتے
مؤنث	وہ لائی جاتی	وہ لائی جاتیں	تو لائی جاتی	تم لائی جاتیں	میں لائی جاتی	ہم لائے جاتے

حال مطلق مجہول مثبت ۔ اس کو اس طرح بناتے ہیں کہ ماضی مطلق معروف کے مذکر صیغوں

بلحاظ وحدت و جمع مصدر رجانا کا مادہ (جا) بڑھا کر۔ واحد مذکر کے لئے (تا ہے) اور جمع مذکر غائب و متکلم اور جمع متکلم مؤنث کے لئے (تے ہیں) اور جمع مذکر حاضر کے لئے (تے ہو) بواؤ مجہول۔ اور واحد متکلم مذکر کے لئے (تا ہوں) بواؤ معروف۔ اور واحد غائب و حاضر مؤنث کے لئے (تی ہے) اور جمع غائب کے لئے (تی ہیں) اور جمع حاضر کے لئے (تی ہو) بواؤ مجہول۔ اور واحد متکلم مؤنث کے لئے (تی ہوں) بواؤ معروف۔ زیادہ کر دیے جائیں جیسے۔

گردان حال مطلق مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جاتا ہے	وہ لائے جاتے ہیں	تو لایا جاتا ہے	تم لائے جاتے ہو	میں لایا جاتا ہوں	ہم لائے جاتے ہیں
مؤنث	وہ لائی جاتی ہے	وہ لائی جاتی ہیں	تو لائی جاتی ہے	تم لائی جاتی ہو	میں لائی جاتی ہوں	ہم لائے جاتے ہیں

حال احتمالی مجہول مثبت۔ یہ فعل بھی حال مطلق مجہول مثبت کی طرح بنایا جاتا ہے صرف علامت میں فرق ہوتا ہے۔ اسکی علامتیں دو ہیں +

ایک۔ احتمال قوی کے لئے لفظ (ہوگا) واحد مذکر میں زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو جمع مذکر غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث میں (ہونگے) بواؤ مجہول اور جمع مذکر حاضر میں (ہوگے) بواؤ مجہول۔ اور واحد متکلم مذکر میں (ہونگا) بواؤ معروف۔ ہو جاتا ہے +

اور مؤنث کے واحد غائب و حاضر اور جمع حاضر میں (ہوگی) اور جمع غائب میں (ہونگی) اور واحد متکلم مؤنث میں (ہونگی) بواؤ معروف۔ بن جاتا ہے +

دوسری۔ احتمال ضعیف کے لئے برتی جاتی ہے یعنی صیغہ ہائے واحد غائب و حاضر اور جمع حاضر مذکر و مؤنث میں لفظ (ہو) اور جمع غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث میں لفظ (ہوں) بواؤ مجہول اور واحد متکلم۔ مذکر و مؤنث میں لفظ (ہوں) بواؤ معروف۔ لایا جاتا ہے۔ جیسے +

گردان حال احتمالی مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جاتا ہوگا	وہ لائے جاتے ہونگے	تو لایا جاتا ہوگا	تم لائے جاتے ہوگے	میں لایا جاتا ہونگا	ہم لائے جاتے ہونگے
مؤنث	وہ لائی جاتی ہوگی	وہ لائی جاتی ہونگی	تو لائی جاتی ہوگی	تم لائی جاتی ہوگی	میں لائی جاتی ہونگی	ہم لائے جاتے ہونگے
مذکر	وہ لایا جاتا ہو	وہ لائے جاتے ہوں	تو لایا جاتا ہو	تم لائے جاتے ہو	میں لایا جاتا ہوں	ہم لائے جاتے ہوں
مؤنث	وہ لائی جاتی ہو	وہ لائی جاتی ہوں	تو لائی جاتی ہو	تم لائی جاتی ہو	میں لائی جاتی ہوں	ہم لائے جاتے ہوں

مستقبل مجہول مثبت - اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ صیغہ ہائے مذکر کے لئے ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ ہائے واحد و جمع مذکر پر مصدر جانا کے فعل مضارع معروف مثبت کے صیغے مطابقت وحدت و جمع زیادہ کرکے واحد مذکر کے لئے لفظ (گا) اور جمع مذکر کے لئے اور جمع متکلم مؤنث کے لئے لفظ (گے) زیادہ کریں گے۔

اور صیغہ ہائے مؤنث کے لئے اصل فعل تو ہر جگہ ماضی مطلق معروف کا صیغہ واحد مؤنث ہوگا اور مصدر جانا کے صیغے جو مجہول بنانے کے لئے اضافہ کئے جائیں گے انہیں وحدت و جمع کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اور اسکے بعد واحد اور جمع کے لئے۔ لفظ (گی) بڑھا دیا جائے گا جیسے:-

گردان مستقبل مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جائیگا	وہ لائے جائیں گے	تو لایا جائیگا	تم لائے جاؤگے	میں لایا جاؤں گا	ہم لائے جائیں گے
مؤنث	وہ لائی جائے گی	وہ لائی جائیں گی	تو لائی جائے گی	تم لائی جاؤگی	میں لائی جاؤنگی	ہم لائے جائیں گے

مضارع مجہول مثبت - اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس مصدر سے مضارع مجہول مثبت بنانا ہو۔ اس کی ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ ہائے واحد مذکر و مؤنث غائب و حاضر کے بعد

مصدر جانا کا مادہ (جا) بڑھا کر اسکے بعد الیسی یائے مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو۔ زیادہ کردیں۔ اور جمع مذکر و مؤنث غائب اور جمع متکلم مذکر و مؤنث کے لئے۔ مادہ (جا) کے بعد یائے مجہول جس کے مرکز پر ہمزہ مکسور ہو اور نون غنہ بڑھادیں اور واحد متکلم مذکر و مؤنث کے بعد واؤ معروف جس کے مرکز پر ہمزہ مضموم ہو اور نون غنہ اضافہ کریں مؤنث کے صیغوں کے لئے مادہ (جا) اور علامتوں ہیں تو کوئی فرق نہیں ہوتا البتہ مؤنث کے ہر صیغہ کے لئے خواہ وہ واحد ہو یا جمع سوائے جمع متکلم کے۔ اصل فعل ماضی مطلق معروف مثبت کا واحد ہی آئے گا۔ جیسے:۔

گردان مضارع مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا جائے	وہ لائے جائیں	تو لایا جائے	تم لائے جاؤ	میں لایا جاؤں	ہم لائے جائیں
مؤنث	وہ لائی جائے	وہ لائی جائیں	تو لائی جائے	تم لائی جاؤ	میں لائی جاؤں	ہم لائے جائیں

امر مجہول مثبت۔ دراصل امر مجہول نہیں ہوتا۔ جہاں امر مجہول کا کام لینا مقصود ہو وہاں مضارع کے صیغہ ہائے واحد و جمع غائب و حاضر مذکر و مؤنث بولتے ہیں کیونکہ متکلم کے دونوں صیغے امر میں نہیں ہوتے۔ جیسے:۔

گردان امر مجہول مثبت

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر
مذکر	وہ لکھا جائے	وہ لکھے جائیں	تو لکھا جائے	تم لکھے جاؤ
مؤنث	وہ لکھی جائے	وہ لکھی جائیں	تو لکھی جائے	تم لکھی جاؤ

امر معروف مثبت کی بحث میں ہم یہ بتا آئے ہیں کہ امر کے صرف دو صیغے حاضر کے لئے ہوتے ہیں غائب کے لئے وہاں بھی مضارع سے کام لیا جاتا ہے۔

نفی[۱] و نہی افعال معروف و مجہول

فعل منفی۔ ایسا فعل کہ جس سے کسی کام کا نہ کرنا یا نہ ہونا تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پایا جائے۔ ایسی منفی کو جس پر کلمہ نفی آئے فعل منفی کہتے ہیں۔ مگر فعل امر کی نفی کو نہی کہا جاتا ہے۔ نفی اور نہی کے لئے یہ تین لفظ ہیں۔ نہ نہیں مت۔ ان تینوں کلموں کا اور طریق استعمال ہم مفصّل لکھتے ہیں ۔

(۱) نہ ۔ یہ لفظ عام ہے اور نفی یا نہی کی غرض سے ہر فعل کے ساتھ آتا ہے۔ نہی کا ذکر امر کی بحث میں آئے گا۔ یہاں نفی کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے ۔

(نہ) کا لفظ افعال کے شروع میں بولتے ہیں خواہ فعل لازم ہو یا متعدی جیسے۔ تمہارے بلانے سے وہ نہ آیا۔ ان میں سے کوئی بھی نہ آئی۔ وہ تو نہ جاتا تھا میں نے زبردستی بھیجا۔ یہ تو نہ آتی تھی میں گھسیٹ کر لایا ہوں۔ میرا گمان ہے کہ وہ نہ آیا ہوگا۔ مجھے خیال ہے کہ ابھی وہ نہ گئی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس نے نہ کہا ہو۔ کیا خبر وہ نہ گئی ہو۔ اگر تو نہ آتا تو اچھا ہوتا۔ اگر تم نہ آتیں تو کون آتا۔ اگر یہ تمہاری لائی ہوئی نہ ہوتی تو میں ہرگز نہ لیتا۔ اگر میں نہ گئی ہوتی تو تم شکایت کیوں کرتیں۔ آج کل تو وہ تمہارے پاس نہ آتا ہوگا۔ کہیں وہ نہ آتی ہو۔ شام کو میں نہ جاؤں گا۔ اب وہ نہ آئے گی۔ شاید زید کلکتہ نہ جائے شاید ہندہ اب نہ آئے ۔

افعال ماضی قریب اور حال مطلق خواہ معروف ہوں یا مجہول۔ ان کے صیغوں پر نفی کے لئے (نہ) نہیں لاتے یعنی یوں نہیں کہتے کہ وہ نہ آیا ہے۔ یا وہ نہ آتا ہے۔ یا نہ لایا گیا ہے۔ یا نہ لایا جاتا ہے البتہ جب لفظ نہ دو فعلوں پر مکرر لانا ہو تو کبھی تو فعلوں سے پہلے بولتے ہیں اور یہ اکثر خطاب کے وقت استعمال کرتے ہیں جیسے۔ وہ نہ آتا ہے نہ بلاتا ہے۔ وہ کبھی نہ آیا ہے نہ گیا ہے ۔

اور کبھی اس حرف نفی کو ضمیر یا اسم سے پہلے بولتے ہیں جیسے۔ نہ کوئی آیا ہے نہ گیا ہے۔ یا نہ کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے۔ نہ کسی نے مارا ہے نہ چھیڑا ہے۔ نہ کوئی کہتا ہے نہ سنتا ہے۔ جہاں مختلف افعال

---

[۱] نفی کے معنی ہیں دور کرنا یا دور ہونا۔ اور نہی کے معنی ہیں روکنا۔ منع کرنا ۔

کی نسبت ایک ہی اسم یا ضمیر کی طرف ہو تو حرف نفی (نہ) خواہ ضمیر وغیرہ سے پہلے لاؤ یا ضمیر وغیرہ کے بعد جیسے۔ نہ ہم آتے ہیں نہ جاتے ہیں۔ نہ وہ بولتا ہے نہ ہم بولتے ہیں۔ نہ وہ آیا ہے نہ اسکا خط آیا ہے وہ نہ آتا ہے نہ جاتا ہے۔ ہم نہ جاتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں۔ کوئی نہ آیا ہے نہ گیا ہے۔ نہ اُس نے کبھی کہا ہے نہ ذکر کیا ہے۔ اسم یا ضمیر یا صفت کے بعد فعل منفی جب آتا ہے۔ تو حرف نفی کو کبھی تو فعل کے ساتھ لاتے ہیں جیسے۔ اس نے میرے کہنے کا برا نہ مانا۔ دوسرے پاس تک نہ آیا۔ اور کبھی ضمیر یا اسم سے پہلے لاتے ہیں جیسے نہ میں نے اسکے کہنے کا برا مانا۔ نہ اس نے میرے کہنے کا۔ نہ زید آتا ہے نہ بکر آتا ہے نہ وہ بولتا ہے نہ میں بولتا ہوں۔ نہ ولید نے برائی کی نہ خالد نے بھلائی کی +

لفظ (نہ) فعل کے آخر میں تاکید کے لیئے آتا ہے نفی کے معنی نہیں دیتا جیسے۔ کیوں میں نے کہا بتایا تھا وہیں ملا نہ۔ اسکو کتنا بلایا ہے۔ آخر نہ آیا نہ۔ دیکھو اس نے وہی بات کہی نہ جو میں کہتا تھا۔ کبھی افعال تصریحی سے یا علامت احتمالی سے پہلے اور فعل کے بعد لفظ (نہ) کو نفی کے معنی میں بولتے ہیں جیسے۔ وہ ابھی گیا نہ تھا۔ ابھی اس نے کہا نہ تھا۔ شاید وہ جاتا نہ ہوگا۔ مگر فصحا یہ عمل نہیں کرتے اور لفظ نفی کو فعل سے پہلے ہی بولتے ہیں +

بصورت استفہام لفظ (نہ) بجائے نفی کے اثبات کے معنی میں آتا ہے جیسے۔ کیا میں گیا نہ تھا یا۔ کیا میں نہ گیا تھا۔ یعنی گیا تھا۔ اور۔ کیا وہ آیا نہ ہوگا۔ یا۔ کیا وہ نہ آیا ہوگا یعنی آیا ہوگا +

(۲) **نہیں**۔ یہ لفظ نفی کے لیئے آتا ہے۔ نہی کے لئے نہیں آتا جیسے۔ وہ نہیں آیا۔ وہ نہیں گئی وہ نہیں جاتا تھا۔ وہ نہیں آتی تھیں۔ دکانیں ابھی نہیں کھلی ہونگی۔ وہ نہیں گیا ہوگا۔ میں کل نہیں آؤنگا وہ نہیں آئے گا +

جس طرح لفظ (نہیں) فعل سے پہلے نفی کے لیئے آتا ہے۔ اسی طرح فعل کے بعد بھی بولتے ہیں جیسے تو اب تک گیا نہیں۔ کیا وہ یہاں آیا نہیں۔ تم آتے نہیں۔ وہ آتا نہیں۔ تو گئی نہیں۔ تو لاتی نہیں وہ بتاتی نہیں +

اور کبھی افعال تصریحی یا علامت احتمالی سے پہلے۔ اور فعل کے بعد نفی کے لیئے لفظ (نہیں)

استعمال کرتے ہیں جیسے۔ وہ گیا نہیں تھا۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا۔ وہ ابھی آیا نہیں تھا۔ شاید وہ جاتا نہیں ہوگا۔

مگر فصیح یہی ہے کہ جس فعل کی نفی مقصود ہو۔ اس سے پہلے لفظ نفی بولا جائے۔

اور بطریق استفہام کے جب لفظ (نہیں) بولتے ہیں تو بجائے نفی کے اثبات کے معنی لیتے ہیں جیسے۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا یعنی کہا تھا۔ کیا اس نے بتایا نہیں تھا یعنی بتایا تھا۔ کیا میں صبح نہیں آیا تھا یعنی آیا تھا۔ کیا میں نے تمھاری بات نہیں مانی یعنی مانی۔ کیا وہ یہاں آکر نہیں بیٹھے یعنی بیٹھے۔

اور جہاں فعل کے بعد لفظ (ہی) تاکید کے لئے آئے۔ وہاں بھی نفی کے لئے لفظ (نہیں) لفظ (ہی) کے بعد۔ یا افعال تصریحی کے پہلے۔ بولتے ہیں۔ جیسے۔ وہ گیا ہی نہیں۔ یا وہ گیا ہی نہیں تھا۔ وہ آیا ہی نہیں۔ وہ بتاتا ہی نہیں تھا۔ وہ گاتا ہی نہیں۔ وہ لاتا ہی نہیں تھا۔

جب کسی اسم یا ضمیر یا صفت کے بعد فعل منفی لانا ہو تو نفی کے لئے فعل سے پہلے لفظ (نہیں) لاتے ہیں اسم یا ضمیر یا صفت سے پہلے نہیں لاتے جیسے۔ زید نہیں آیا۔ وہ نہیں گیا۔ میں خوش نہیں ہوا۔ بکر نہیں پٹا۔ وہ نہیں بکا۔ یہ پسند نہیں کیا۔

جس فعل کے ساتھ افعال تصریحی میں سے (ہے) اور اسکے دوسرے صیغے ہوں اور اس فعل سے پہ نفی کے لئے لفظ (نہیں) آئے تو افعال تصریحی مذکورہ بالا کا بولنا اس لئے غیر فصیح سمجھا جاتا کہ لفظ (نہیں) میں خود اسکا موجود ہے کیونکہ لفظ (نہ ہے) کی مستعملہ صورت (نہیں) ہے جیسے اُس نے جواب نہیں دیا۔ وہ کہیں نہیں گیا۔ اس نے مجھے نہیں بتایا۔ وہ نہیں جاتا۔ وہ بات نہیں کرتا۔ وہ نہیں دیکھتا۔ انھوں نے یہ باتیں نہیں کہیں۔ وہ نہیں جاتے۔ تم مجھسے نہیں بولے میں نہیں جاتا۔ میں نہیں لایا۔ تم اسکو نہیں پڑھاتے۔ مگر لفظ (نہ) جب نفی کے لئے لائیں تو افعال تصریحی مذکورہ بھی بولے جاتے ہیں جیسے۔ وہ نہ آیا ہے نہ لایا ہے۔ تم نہ کہتے ہو نہ سنتے ہو۔ میں نہ بولتا ہوں۔ نہ دیکھتا ہوں۔ ہم نہ آئے ہیں نہ گئے ہیں۔

اگر فعل مثبت بول کر اسی فعل کی نفی کیجائے تو نفی کے لئے مکرر وہ فعل نہیں لاتے صرف قرینہ کلام کافی ہوتا ہے جیسے۔ تم کھیلا کرو مگر ہر وقت نہیں۔ میں کبھی چلونگا مگر ابھی نہیں۔ وہ کبھی آتا ہے کبھی نہیں۔ تم بتاؤ گے یا نہیں ٭

کبھی لفظ (کیا) اور (کب) اور (کس) بھی نفی فعل کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے مجھے کیا خبر یعنی (خبر نہیں) ہم کیا جانیں یعنی (ہم نہیں جانتے) اس نے کب کہا تھا (یعنی نہیں کہا) میں وہاں کب گیا یعنی (نہیں گیا) تم میرے پاس کس دن آئے (یعنی نہیں آئے) بھلا میں کس وقت آیا تھا یعنی (نہیں آیا تھا) اسی طرح لفظ (تھوڑا ہی) سے کبھی نفی کا کام لیا جاتا ہے جیسے میں نے تھوڑا ہی کہا تھا یعنی نہیں کہا تھا۔ میں نے جوارش تھوڑا ہی کھائی ہے یعنی نہیں کھائی ٭

(۴۳) **مت**۔ یہ لفظ نہی کے لئے خاص ہے اور امر کے صیغہ واحد و جمع حاضر کے ساتھ اول یا آخر میں بولا جاتا ہے جیسے مت جا۔ مت آ۔ مت کھا۔ مت پی۔ مت رو۔ مت بھاگ۔ یا۔ جا مت۔ آ مت۔ کھا مت۔ پی مت۔ رو مت۔ بھاگ مت۔ امر کو واحد حاضر کے صیغوں میں سے بعض کے اول لفظ (مت) کا لانا فصیح خیال کیا جاتا ہے اور بعض کے آخر میں۔ اور اسکے خلاف غیر فصیح مانا جاتا ہے اس کے لئے کوئی قاعدہ معین نہیں ہو سکتا صرف سماعی ہے مثلاً مت پی فصیح اور پی مت غیر فصیح مت پکڑ فصیح۔ پکڑ مت غیر فصیح رو مت فصیح مت رو غیر فصیح مت ہنس فصیح ہنس مت غیر فصیح۔ مگر میں اسکو تسلیم نہیں کرتا۔ در اصل اپنے اپنے موقع پر مت کا اول یا آخر میں لانا اہل زبان میں مروج ہے اور فصیح مانا جاتا ہے۔ اسی طرح مت کرو۔ مت دیکھو۔ مت کہو۔ مت لو۔ مت دو۔ مت سنو۔ یا کرو مت۔ دیکھو مت۔ کہو مت۔ لو مت۔ دو مت سنو مت کا حال ہے ٭

مصدر جب امر کے معنی میں برتا جاتا ہے تو نہی کے لئے اسکے ساتھ بھی مت لاتے ہیں جیسے مت جانا۔ مت کرنا۔ مت دیکھنا۔ مت اٹھانا۔ مت دبانا۔ مت مارنا۔ یا جانا مت۔ کرنا مت دیکھنا مت۔ اٹھانا مت۔ دبانا مت۔ مارنا مت ٭

ایسے مصدروں کے بعد لفظ (نہیں) بھی نہی کے لیے بولا جاتا ہے جیسے۔ دیکھو بیٹھے رہنا جانا نہیں۔ اگر کوئی اس خط کو دیکھنا چاہے تو دکھانا نہیں۔ دیکھو ڈٹے رہنا ہٹنا نہیں مگر لفظ نہیں نہی کے لئے مصدر کے اوّل نہیں بولتے۔

لفظ (نہ) بھی فعل سے پہلے نہی کے لئے امر واحد حاضر اور جمع حاضر کے لئے لاتے ہیں جیسے نہ کر۔ نہ بیٹھ۔ نہ بول۔ نہ پکڑ۔ نہ دبا۔ نہ بلا۔ یا۔ نہ کرو۔ نہ بیٹھو۔ نہ بولو۔ نہ پکڑو۔ نہ دباؤ۔ نہ بلاؤ۔ یا مصدر کے جو بمعنی امر استعمال کیا جائے جیسے۔ نہ جانا۔ نہ کرنا۔ نہ بیٹھنا۔ نہ لیٹنا۔ نہ بولنا۔ نہ پکڑنا۔ نہ دبانا۔ نہ بلانا۔ مگر لفظ (نہ) کا نہی کے لئے مصدر کے آخر میں لانا غیر فصیح اور متروک ہے۔

امر جمع حاضر کا صیغہ اور مضارع جمع حاضر کا صیغہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے نہیں کا لفظ۔ جاؤ نہیں۔ آؤ نہیں۔ بیٹھو نہیں۔ لیٹو نہیں۔ وغیرہ میں نفی فعل مضارع کے لئے ہے نہ کہ نہی امر کے لئے۔ اسکو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔

امر واحد غائب اور جمع غائب پر چونکہ یہ صیغے مضارع کے ہوتے ہیں جن سے امر غائب۔ کا کام لیا جاتا ہے اس لئے (مت) کا لفظ نہی کے لئے ان پر نہیں لاتے۔ البتہ لفظ (نہ) استعمال کرتے ہیں جیسے:۔

وہ نہ آئے۔ وہ نہ آئیں۔

افعال مجہول کی نفی اور نہی کے لئے الفاظ (نہ) اور (نہیں) استعمال کرتے ہیں نہی کے واسطے مجہول میں لفظ (مت) نہیں برتا جاتا۔

الفاظ نفی و نہی اصل فعل سے پہلے اور بعض افعال میں اصل فعل کے بعد اور مصدر جانا کا جو صیغہ مجہول بنانے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ ان دونوں کے بیچ میں لاتے ہیں یعنی اصل فعل کے بعد اور علامت مجہول سے پہلے نہ اور نہیں۔ کا استعمال فعل مجہول میں اس طرح کیا جاتا ہے۔

نہ لایا گیا۔ نہ لائی گئی۔ نہ لائے گئے۔ نہ لائی گئیں۔ یا لایا نہ گیا۔ لائی نہ گئی۔ لائے نہ گئے۔ لائی نہ گئیں یا نہیں لایا گیا۔ نہیں لائے گئے۔ نہیں لائی گئی۔ نہیں لائی گئیں۔ لائے نہیں گئے۔ لائی نہیں گئیں۔ لایا نہیں گیا۔ لائے نہیں گئے۔

نہ لایا گیا ہے۔ نہ لائی گئی ہے۔ نہ لائے گئے ہیں۔ نہ لائی گئی ہیں۔ اس مثال میں لفظ (نہ) کا استعمال اصل فعل اور علامت مجہول کے مابین نہیں کرتے ۔

اور جب نفی کے لئے لفظ نہیں ماضی قریب پر آتا ہے۔ تو افعال تصریحی ماضی قریب گیا ہے نہیں بولتے جیسے نہیں لایا گیا۔ لایا نہیں گیا۔ نہیں لائے گئے۔ لائے نہیں گئے۔ نہیں لائی گئی۔ لائی نہیں گئی ماضی قریب میں لفظ (نہیں) بمقابلہ لفظ (نہ) کے زیادہ فصیح مانا جاتا ہے ۔

ماضی بعید۔ اور ماضی استمراری۔ حال احتمالی۔ اور مستقبل مجہول میں۔ الفاظ (نہ) اور (نہیں) اصل فعل سے قبل و بعد دونوں طرح برتے جاتے ہیں۔ جیسے۔

نہ لایا گیا تھا۔ لایا نہ گیا تھا۔ نہیں لائی گئی تھی۔ لائی نہیں گئی تھی۔ نہ لائے جاتے تھے لائے نہ جاتے تھے۔ نہیں لائی جاتی تھیں۔ لائی نہیں جاتی تھیں۔ نہ لائے جاتے ہونگے۔ لائے نہ جاتے ہونگے نہ لایا جاتا ہو۔ لایا نہ جاتا ہو۔ نہیں لائے جاتے ہونگے۔ لائے نہیں جاتے ہونگے۔ نہیں لائی جاتی ہوں۔ لائی نہیں جاتی ہوں۔ نہ لایا جائے گا۔ لایا نہ جائے گا۔ نہیں لائی جائیں گی۔ لائی نہیں جائیں گی۔

ماضی احتمالی مجہول۔ کی اس صورت میں کہ (ہوگا) علامت احتمالی ہو۔ لفظ (نہ) اور نہیں دونوں بولتے ہیں۔ اور جہاں لفظ (ہو) علامت احتمالی ہو اسکے ساتھ نہیں بولنا فصیح نہیں سمجھتے جیسے نہ لایا گیا ہوگا۔ لایا نہ گیا ہوگا۔ نہیں لایا گیا ہوگا۔ لایا نہیں گیا ہوگا۔ نہ لائے گئے ہوں۔ لائے نہ گئے ہوں ۔

ماضی شرطی مجہول کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک لایا گیا ہوتا۔ دوسری لایا جاتا۔ پہلی صورت میں نفی کے لئے لفظ (نہیں) استعمال نہیں کرتے۔ صرف لفظ (نہ) بولتے ہیں دوسری صورت میں دونوں الفاظ نفی کا استعمال دونوں جگہ یعنی قبل و بعد اصل فعل کرتے ہیں جیسے۔ نہ لایا گیا ہوتا۔ لایا نہ گیا ہوتا۔ نہ لائے جاتے۔ لائے نہ جاتے۔ نہیں لائے جاتے۔ لائے نہیں جاتے ۔

حال مطلق مجہول میں۔ لفظ (نہ) کا استعمال قبل از اصل فعل ہوتا ہے۔ اصل فعل کے بعد نہیں ہوتا البتہ لفظ نہیں اصل فعل سے پہلے اور پیچھے دونوں طرح استعمال کرتے ہیں جیسے۔ نہ لایا جاتا ہے۔

نہ لائے جاتے ہیں۔ نہیں لایا جاتا۔ لایا نہیں جاتا۔ اس دوسری صورت میں ماضی قریب کی طرح افعال تصریحی نہیں بولے جاتے +

مضارع مجہول۔ اس میں نفی کے لئے صرف لفظ (نہ) بولتے ہیں (نہیں) استعمال نہیں کرتے جیسے۔ نہ لائی جائے۔ لائی نہ جائے۔ نہ لائے جائیں۔ لائے نہ جائیں +

میرے نزدیک حروف نفی کا اصل فعل سے پہلے بولنا زیادہ فصیح ہے۔ اور طبع سلیم گواہ ہے کہ بعد از اصل فعل کلمات نفی کا لانا کراہت سے خالی نہیں +

الفاظ (کیا) اور (کیوں) اور (کاہے کو) سے بھی نفی کے معنی لیتے ہیں۔ لیکن اس کی تمیز کہ یہ الفاظ استفہام کے لئے ہیں۔ یا نفی کے لئے طرز و سیاق کلام اور لہجۂ ادا سے مطلب ہو سکتی ہے مثلاً یہ کیا کر رہے ہو۔ اس میں ایک معنی تو استفہام کے ہیں اور دوسرے نفی کے یعنی نہ کرو۔ وہاں کیوں گئے تھے اس میں بھی استفہام اور نفی دونوں ہیں۔ کاہے کو پیر پلاتے ہو۔ یہاں ایک تو دریافت وجہ ہے۔ اور دوسرا مطلب نفی ہے کہ پیر مت ہلاؤ +

امر مجہول۔ چونکہ اسکے وہی صیغے ہوتے ہیں۔ جو مضارع مجہول کے ہیں۔ اس لئے الفاظ نفی بھی اسی طرح اور وہی آئیں گے جو مضارع مجہول میں مستعمل ہیں۔ لفظ مت استعمال نہیں ہوگا۔ جیسے۔ نہ لایا جائے لایا نہ جائے۔ مضارع کی طرح لفظ (نہیں) امر مجہول میں بھی نہیں برتا جاتا +

پنجم شبہ فعل

شبہ فعل ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو اسم اور صفت اور فعل تینوں میں مشترک ہو جیسے۔ پڑھتا سناؤ۔ سوکھا ہوا درخت گرا۔ مارنے والا آیا +

اُردو میں شبہ فعل تین قسم کے ہوتے ہیں +

(۱) **اسم فاعل**۔ فعل صادر ہونے کی نسبت سے جو نام اُس شخص یا شے کا رکھا جائے جس سے فعل صادر ہوا۔ اس نام کو اسم فاعل کہتے ہیں۔ مثلاً۔ زید آیا۔ یہاں زید فاعل ہے

جس سے آنے کا فعل صادر ہوا۔ اور آنے کی نسبت سے جو زید کا نام رکھا جائے یعنی آنے والا تو اس نسبتی نام کو اسم فاعل کہیں گے۔ نہ کہ فاعل۔ اسی طرح اس نے کھایا میں ضمیر فاعل ہے اور کھانے والے نے کھایا میں کھانے والا اسم فاعل ہے ۔

اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ علامت مصدر یعنی لفظ (نا) کے نون کو کسرہ دیکر اس کے الف کو یائے مجہول سے بدل دیں۔ اور فعل لازم کی صورت میں واحد مذکر کے لئے لفظ والا۔ اور جمع مذکر کے لئے لفظ والے۔ اور واحد مؤنث کے لئے والی اور جمع مؤنث کے لئے والیاں یا والئیں بڑھاویں گے۔ جیسے آنے والا آیا۔ یا۔ آنے والے آئے۔ یا۔ آنے والی آئی۔ یا۔ آنے والیاں آئیں یا۔ آنے والئیں آئیں لیکن فعل متعدی کی صورت میں جبکہ علامت فاعل بھی ہو تو واحد مذکر کے لئے۔ والے۔ اور جمع مذکر کے لئے والوں۔ اور واحد مؤنث کے لئے والی اور جمع مؤنث کے لئے والیوں۔ لائیں گے۔ جیسے۔ آنے والے نے کہا۔ یا۔ آنے والوں نے کہا۔ یا۔ آنے والی نے کہا۔ یا۔ آنے والیوں نے کہا ۔

صیغہ جمع مؤنث فعل لازم جب بطریق صفت استعمال کیا جائے گا۔ تو الفاظ۔ والیاں۔ یا۔ والئیں۔ جمع کے لئے نہیں بولیں گے بلکہ اسکی جگہ واحد مؤنث کا صیغہ ہی آئے گا۔ اور اسم کو جمع لائیں گے۔ جیسے۔ پڑھنے والی لڑکیاں۔ کھیلنے والی بچیاں۔ گانے والی عورتیں بجانے والی ڈومنیاں ۔

جب اسم فاعل کو کسی اسم یا ضمیر کے ساتھ بولا جائے۔ تو یہ صفت کا کام دیگا۔ جیسے پڑھنے والا لڑکا۔ گانے والی لڑکی۔ جھگڑنے والے مرد۔ لڑنے والی عورتیں۔ ایکلنے والا زید۔ کھانے والی ہندہ۔ یا یہ جانے والا ہے۔ اس لکھنے والے کو بلاؤ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور بلا کسی اسم یا ضمیر کے اسم فاعل کہلاتا ہے۔ جیسے پڑھانے والا آگیا۔ لکھوانے والا چلا گیا۔ بنانے والا بیمار ہے

اسم فاعل کے بعد اگر افعال تصریحی میں سے (ہے) اور اسکے باقی صیغے لائیں تو اسم فاعل فعل مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ جیسے۔ جانے والا ہے۔ آنے والے ہیں۔ لکھ دینے والی ہے کہنے والا ہوں۔ گانے والی ہو۔ وغیرہ ۔

اور (تھا) اور اسکے اور صیغوں کے آنے سے ماضی بعید کے معنی دیتا ہے جیسے آنے والا تھا۔ جانے والے تھے۔ گانے والی تھی۔ کاتنے والی تھیں ٭

اور الفاظ (ہو) اور (ہوگا) سے حال احتمالی کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسے ٭ آنے والا ہو۔ آنے والا ہوگا۔ آنے والے ہونگے۔ آنے والی ہو۔ آنے والی ہونگی۔ شاید جانے والی ہوں شاید آنے والے ہوں۔ وغیرہ ٭

جہاں فعل لازم ہو۔ وہاں تو یہ اسم۔ اسم فاعل ہوگا۔ اور جہاں فعل متعدی ہو۔ وہاں یہ اسم اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے اور اسم مفعول بھی فعل لازم کی مثالیں گذر چکیں فعل متعدی کے ساتھ اسم فاعل کی مثال یہ ہے۔ کھانے والے نے کھایا۔ مارنے والی نے مارا۔ اور اسم مفعول کی مثال یہ ہے۔ تم کھلانے والے کو بلاؤ۔ تم مارنے والی سے کہو۔ گانے والے کو لاؤ۔ سونے والے کو جگاؤ

کبھی صرف مصدر سے اسم فاعل کے معنی لئے جاتے ہیں جیسے۔ پھسلنا پتھر۔ رونا بچہ۔ ٹھنکنی۔ لڑکی۔ لچکنی پتی۔ اُڑنا کبوتر۔ پھدکنی چڑیا۔ وغیرہ ٭

اگر صرف والا کا لفظ کسی اسم پر بڑھائیں تو اس کے معنی مالک یا صاحب کے ہونگے۔ جیسے۔ زور والا۔ قوت والا۔ محبت والا۔ عداوت والا۔ الفت والا۔ رحم والا۔ لفظ ہار بھی بعض جگہ والا کے معنی میں آتا ہے۔ مگر اکثر مصدر کی علامت (نا) کے الف کو گرا کر اسکے بعد لفظ (ہار) بڑھاتے ہیں جیسے بخشنہار۔ ہونہار۔ مرن ہار۔ جان ہار۔ ان مثالوں میں جان ہار کا لفظ جان اسم نہیں بلکہ مصدر جانا کا الف گرا کر جان کر لیا ہے۔ مرن ہارا اور جان ہار میں جس طرح لفظ (ہار) لفظ (والا) کا ہم معنی ہے اسی طرح قابل اور سزاوار کے معنی بھی دیتا ہے۔ یہ ہار وہ ہار نہیں جو مصدر ہارنا سے صیغہ امر واحد ہے۔ نہ اسکے وہ معنی ہیں۔ جان ہار میں اگر جان کو اسم اور ہار کو امر ہارنا جائے تو یہ اسم فاعل ترکیبی ہوگا ٭

ہارا۔ اور ہاری۔ اور ہاریاں۔ اور۔ یارا۔ اور یاری۔ اور یاریاں۔ یہ الفاظ پیشہ کے معنی پر آتے ہیں۔ والا۔ یا۔ والے۔ یا والی۔ یا۔ والیاں کے مترادف نہیں ہیں۔ اور نہ مصدر کی علامت

(نا) گرانے کے بعد بڑھاتے جاتے ہیں لیکن یہ اسم کے بعد آتی ہیں اور اسم میں ان کے آنے سے جو تغیر ہوتا ہے وہ سماعی ہے۔ باقاعدہ نہیں جیسے لکڑہارا۔ لکڑہاری۔ لکڑہارے۔ لکڑہاریاں۔ پنھیارا۔ پنھیاری۔ پنھیارے۔ پنھیاریاں۔ یا گھسیارا۔ گھسیاری۔ گھسیارے۔ گھسیاریاں۔ بھٹیارا۔ بھٹیاری۔ بھٹیارے۔ بھٹیاریاں۔ اور کہیں مصدر میں غیر معمولی اور خلاف قیاس تبدیلی کر کے (ہارا) کا لفظ بڑھاتے ہیں جیسے پسنہارا۔ پسنہارے۔ پسنہاری۔ پسنہاریاں۔

اسم فاعل بنانے کا دوسرا قاعدہ مگر صرف افعال لازم کے لئے یہ ہے کہ فعل لازم کی ماضی مطلق کے مذکر صیغوں پر بلحاظ واحد و جمع۔ الفاظ (ہوا) اور (ہوئے) اور مؤنث کے صیغہ پر واحد و جمع پر صرف لفظ (ہوئی) زیادہ کر دیں گے۔ کیونکہ مؤنث میں جمع کا لحاظ فعل میں کیا جاتا نہ کہ لفظ (ہوئی) میں جیسے۔ آیا ہوا۔ آئے ہوئے۔ آئی ہوئی۔ واحد اور جمع دونوں کے لئے مثلاً آیا ہوا گیا۔ آئے ہوئے گئے۔ آئی ہوئی گئی۔ آئی ہوئی گئیں۔

اگر اس اسم کو بلا کسی دوسرے اسم یا ضمیر کے استعمال کریں تو یہ ہمیشہ اسم فاعل ہوگا جیسے سویا ہوا جاگا۔ بیٹھی ہوئی اٹھی۔ روتے ہوئے ہنسے۔ بھاگی ہوئی آئیں۔

اس صورت میں ضروری ہے کہ اصل فعل لازم ہو۔ متعدی نہ ہو۔

اگر اس اسم فاعل کے ساتھ۔ کوئی اور اسم یا ضمیر لائی جائے تو یہ اسم فاعل اس اسم یا ضمیر کی صفت ہوگا جیسے۔ آیا ہوا مہمان گیا۔ بھاگا ہوا لڑکا آیا۔ سوئی ہوئی لڑکی جاگی یا۔ وہ آیا ہوا گیا۔ وہ بھاگا ہوا آیا۔ وہ سوئی ہوئی جاگی۔

ان مثالوں میں آیا ہوا مہمان کی۔ اور بھاگا ہوا۔ لڑکے کی۔ اور سوئی ہوئی لڑکی کی۔ صفات ہیں۔ اور آیا ہوا۔ اور گیا ہوا۔ سوئی ہوئی۔ وہ کی صفات ہیں۔ اور یہ صفت اور موصوف مل کر فاعل ہیں نہ کہ اسم فاعل۔

کبھی ہوا۔ یا ہوئی۔ وغیرہ کو حذف کر کے صرف ماضی مطلق سے اس اسم فاعل کا کام لیتے ہیں جو صفت واقع ہوتا ہے جیسے۔ آیا مہمان گیا۔ بھاگا لڑکا آیا۔ سوئی لڑکی جاگی۔

جب اس اسم فاعل کا استعمال بطریق صفت کیا جائے۔ تو اسکی دو صورتیں برتی جاتی ہیں +

اوّل۔ یہ کہ صیغہ واحد مذکر ماضی مطلق کے۔ اور لفظ ہوا کے آخر کے الف کو یائے مجہول سے اور صیغہ ماضی مطلق کے فتح ماقبل الف کو کسرہ سے بدل دیں اور نیز ہوئے کی یائے مجہول کے عوض پر ہمزہ مکسور بڑھا دیں جیسے۔ زید کھڑے ہوئے پکار رہا تھا۔ وہ بیٹھے ہوئے گر پڑا۔ وہ لیٹے ہوئے چیخ رہی تھی۔ وہ بیٹھے ہوئے گا رہی تھی۔ اس عمل میں تذکیر و تانیث کا فرق نہیں۔ اس برتاؤ میں لفظ (ہوا) اور اسکے اور صیغوں کا حذف نہیں کیا جاتا +

دوم حسب بیان بالا۔ ماضی مطلق کے صیغے پر لحاظ وحدت و جمع و تذکیر و تانیث الفاظ ہوا۔ ہوئے۔ ہوئی۔ زیادہ کریں۔ جیسے۔ وہ بیٹھا ہوا سو گیا۔ وہ سوتے ہوئے جاگے۔ وہ بھاگتی ہوئی گری۔ وہ سوتی ہوئی چیخیں +

اس صورت میں لفظ ہوا اور اسکے اور صیغوں کا حذف کر دینا جائز ہے جیسے۔ وہ بیٹھا سو گیا۔ وہ سوتے جاگے۔ وہ بھاگتی گری۔ وہ سوتی چیخیں۔ مگر یہ حذف فصیح نہیں۔ اگر ماضی مطلق کے صیغہ کو مکرر بولیں۔ تو اسکے ساتھ ہوا اور اسکے اور صیغہ استعمال نہیں کرتے۔ اور یہ صورت اسم فاعل کی نہیں ہوتی بلکہ متعلقات فعل کی ہوتی ہے جیسے۔ وہ بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ وہ لیٹا لیٹا۔ بولتا رہا۔ وہ بھاگا بھاگا آیا۔ وہ دوڑا دوڑا گیا۔ وغیرہ +

اردو میں بعض مفرد یا مرکب اسمائے ایسے ہیں۔ جو اسم فاعل کے معنی میں آتے ہیں۔ جیسے۔

مفرد۔ چور۔ چوٹّا۔ اچکّا۔ لٹیرا۔ جوتار (بواو مجہول) لیوا۔ دیوا۔ منگتا۔ لونا۔ (بے کے زیر سے) کھبیٹر۔ باندا

مرکب۔ بٹ مار۔ گنٹھ کٹا۔ چرواہا۔ دودھ پینا۔ راہ چلتا۔ بن بٹا۔ کھٹ بنا۔ لے بوٹ کھل۔ اپار۔ چغل خور۔ بے چین۔ بے قرار۔ بے چھڑ +

اسی طرح فارسی کے اسم فاعل اُردو میں مستعمل ہیں جیسے۔ راہ رو۔ راہبر۔ راہ گیر۔ کارساز۔ دل گداز۔ دل کشا۔ جان نواز۔ جان فزا۔ پرہیزگار۔ دانشمند۔ دردانگیز۔ دانا۔ بینا۔ توانا۔ خریدار۔ غمگسار۔ سیر چشم۔ طاقت ور۔ جان سوز۔ جان دوز۔ وغیرہ +

یہ سب اسم فاعل سماعی ہیں۔ اور ان میں سے جو مرکب ہیں وہ اسم فاعل ترکیبی بھی کہلاتے ہیں
کبھی مصدر کی علامت (نا) کے الف کو یائے مجہول سے بدل کر اسکے بعد لفظ (کو) زیادہ کرکے افعال
تصریحی کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور اسم فاعل کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے۔ وہ آنے کو ہے یعنی آنے
والا ہے۔ وہ مارنے کو ہے یعنی مارنے والا ہے اسی طرح وہ بات کرنے کو تھا۔ میں آنے کو تھا۔ وہ
جانے کو ہوگا۔ میں جانے کو ہو رہا ہوں۔ وہ لانے کو ہو رہا تھا اور اس طریقہ پر کسی کام کی آمادگی کا اظہار بھی
کرتے ہیں ؞

(۴) اسم مفعول جس اسم یا ضمیر پر فعل واقع ہو۔ اور اس واقع شدہ فعل کی نسبت سے
جو اس اسم یا ضمیر کا نام رکھیں اسکو اسم مفعول کہتے ہیں نہ کہ مفعول۔ جیسے۔ لایا ہوا۔ بلایا ہوا۔
منگائی ہوئی۔ لائے ہوئے۔ وغیرہ ؞

اسم مفعول ہمیشہ فعل متعدی سے آتا ہے یعنی اصل فعل متعدی ہوتا ہے خواہ متعدی وضعی ہو
یا معنوی۔ اگر اصل فعل لازم ہو تو اسم مفعول نہیں لاتے فعل متعدی معنوی کا اسم مفعول مفعول
مالم یسمّ فاعلہ کہلاتا ہے۔ اسم مفعول کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جس مصدر متعدی سے اسم مفعول
بنانا ہو تو اس کی ماضی مطلق معروف مثبت کے صیغہ واحد مذکر پر ہوا۔ اور جمع مذکر پر ہوئے اور
واحد و جمع مؤنث کے صیغوں پر ہوئی۔ زیادہ کردیں۔ جیسے۔ لایا ہوا۔ لائے ہوئے۔ لائی ہوئی
واحد اور جمع مؤنث دونوں کے لئے ؞ اسم مفعول کی مثالیں ؞

اصل فعل متعدی وضعی۔ میں نے آئے ہوئے کو بٹھایا۔ اس نے سوئی ہوئی کو جگایا۔ تم نے جمے
ہوئے اکھاڑے۔ تو نے بھاگی ہوئی کو پکڑا۔ تم نے گئی ہوئی لوٹائیں ؞

اصل فعل متعدی معنوی۔ آیا ہوا پیٹا۔ لائے ہوئے پکے۔ بھیگی ہوئی کٹی۔ ہضم کا ف ۔
لوٹی ہوئی چھتیں ؞

اسم مفعول کے صیغے جب کسی اسم یا ضمیر کے ساتھ آئیں تو صفت ہوتے ہیں۔ جیسے۔ بنا ہوا
کام بگڑا۔ روٹھے ہوئے آدمی کو منایا۔ کھوئی ہوئی کتاب مل گئی۔ دبائے ہوئے آم سڑ گئے رکھے بھیگی

ہوئی مونچھ کٹ گئی - لوٹی ہوئی کھجوریں چھن گئیں - وغیرہ +

اور بغیر اسم یا ضمیر لانے کے - یہ صیغے اسم ہوں گے جیسے پڑھا ہوا سناؤ - لکھا ہوا مٹ گیا - دیا ہوا کام آتا ہے - لیا ہوا ادا کرنا چاہیئے +

کبھی (ہوا) اور اسکے باقی صیغے بوجہ سیاق کلام حذف کر دیئے جاتے ہیں جیسے میرا کہا سنا معاف کرنا - یعنی کہا ہوا - لفظ سنا یہاں بطور تابع کے ہے +

شام کا بھولا صبح کو گھر آیا - یعنی بھولا ہوا سنی سنائی بات پر یقین مت کرو یعنی سنی ہوئی - منہ سے نکلی بات نہیں چھپتی - یعنی نکلی ہوئی +

اسم مفعول - فعل ناقص کا اسم بھی ہوتا ہے اور بطریق صفت بھی آتا ہے - جیسے پڑھی ہوئی لڑکی - یہاں پڑھی ہوئی لڑکی کی صفت ہے - یا پڑھا ہوا سبق - اس میں پڑھا ہوا سبق کی صفت ہے - پٹا ہوا بیمار ہے - لٹا ہوا حاضر ہو گیا - یہاں پٹا ہوا - اور لٹا ہوا - اسم ہیں +

بعض کلمات اردو خواہ مفرد ہوں یا مرکب اسم مفعول کے معنی میں آتے ہیں جیسے

مفرد - بوڑا (بواو مجہول) لنڈورا (بواو معروف) جھوجھرا - جھلنگا - کھوڑا (بواو مجہول) +

مرکب - نکٹا - کن پھٹا - بیاہتا +

فارسی کے اسم مفعول بھی اردو میں مستعمل ہیں جیسے - آزردہ - نوشتہ - خواندہ - کشیدہ - دریدہ - آشفتہ - سفتہ - فریفتہ - گسستہ - گرویدہ - غم زدہ - ستم زدہ - کاشتہ - نگاشتہ - وغیرہ +

اسی طرح عربی کے بھی - جیسے محروم مغموم معصوم مرقوم مجذوم - مزعوم - مردود - مشہود - معبود - موجود - موعود - مطلوب - مرغوب - معقول - منقول - محزون - مامون - معظم - مکرم - ملزم (زے کے زیر سے) متبنّٰی - وغیرہ +

فائدہ - فعل متعدی کے ساتھ یہ ضروری نہیں کہ اسم مفعول کی صورت جو بیان کی گئی ہے ہمیشہ مفعول ہی ہو - ممکن ہے کہ اسم مفعول کی جو صورت بیان کی گئی ہے فاعل ہو اور مفعول اسکے سوا ہو جیسے - آئے ہوئے نے کھانا کھایا - گئے ہوئے نے خط بھیجا - یہاں - آئے ہوئے -

اور گئے ہوئے۔ اسم فاعل ہیں۔ اور کھانا۔ اور حظ مفعول ہیں۔ یا۔ آئے ہوئے کو تم نے مارا۔ سوئے ہوئے کو میں نے جگایا۔ یہاں آئے ہوئے اور سوئے ہوئے۔ اسم مفعول ہیں اور میں اور تم۔ فاعل +

اور آیا ہوا بیٹا۔ گیا ہوا لٹا۔ تلا ہوا پکا۔ پسا ہوا چھنا۔ ان مثالوں میں چونکہ اصل فعل مجہول معنوی ہے اس لئے۔ آیا ہوا۔ گیا ہوا۔ تلا ہوا۔ پسا ہوا۔ مفعول مالم یسمّٰی فاعلہ ہیں +

(۳) **حالیہ ماضی**۔ ایسا شبہ فعل جو فاعل یا مفعول کی ایسی حالت کا اظہار کرے جس سے فعل کا تمام یا پورا ہونا نہ پایا جائے +

یہ شبہ فعل اگر اصل فعل لازم ہے تو فاعل کی حالت ظاہر کریگا۔ اور متعلق فعل ہوگا۔ جیسے۔ وہ ہنستا ہوا آیا۔ وہ روتی ہوئی گئی۔ وہ جاتے ہوئے آئے۔ وہ سوتی ہوئی اٹھیں۔

اور اگر اصل فعل متعدی ہے تو۔ یا فاعل کی یا مفعول کی حالت بیان کریگا۔ جیسے۔ اس نے روتے ہوئے کھانا کھایا۔ وہ ہنستی ہوئی خیرات دے رہی تھی۔ میں چلتے ہوئے اس سے نہیں ملا۔ وہ ٹہلتی ہوئی مجھ سے لڑائی۔ یا۔ وہ گھوڑے کو بھگاتا ہوا لایا۔ اس نے مجھے جھڑکتا ہوا روپیہ دیا۔ وہ جاتی ہوئی پٹی۔ وہ لڑتی ہوئی ماری گئی۔ وہ لڑتا ہوا پٹا۔

اس شبہ فعل کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ ماضی شرطی یا تمنی کے صیغہ واحد مذکر پہ (ہوا) اور جمع مذکر اور جمع متکلم مؤنث پہ (ہوئے) اور واحد اور جمع مؤنث پر سوا ئے جمع متکلم کے (ہوئی) زیادہ کریں۔ جیسے۔ وہ روتا ہوا آیا۔ وہ روتے ہوئے آئے۔ تو روتا ہوا آیا۔ تم روتے ہوئے آئے۔ میں روتا ہوا آیا۔ ہم روتے ہوئے آئے (یا)

وہ روتی ہوئی آئی۔ وہ روتی ہوئی آئیں۔ تو روتی ہوئی آئی۔ تم روتی ہوئی آئیں۔ میں روتی ہوئی آئی۔ ہم روتے ہوئے آئے۔ یہ سب مثالیں فعل لازم کی ہیں +

اور اس حالیہ ماضی سے فاعل کی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر حالیہ ماضی متعلق فعل ہے۔ وہ جاتا ہوا پٹا۔ وہ جاتی ہوئی پٹی۔ وہ جاتے ہوئے پٹے۔ وہ جاتی ہوئی پٹیں۔ تو جاتا ہوا پٹا۔

تو جاتی ہوئی بیٹی۔ تم جاتے ہوئے بیٹے۔ تم جاتی ہوئی بیٹیں۔ میں جاتا ہوا بیٹا۔ میں جاتی ہوئی بیٹی۔ ہم جاتے ہوئے بیٹے۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے۔ ان مثالوں میں حالیہ ماضی مفعول بالم بتلے فاعلہ کی حالت بتاتا ہے اور متعلق فعل متعدی مجہول معنوی ہے۔ وہ کھاتا ہوا ملا۔ یا وہ کھاتے ہوا ملا۔ وہ کھاتی ہوئی ملی۔ وہ کھاتے ہوئے ملے۔ وہ کھاتی ہوئی ملیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہاں اصل فعل متعدی ہے اور حالیہ ماضی فاعل کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ اور جاتے ہوئے مرد کو مارا۔ جاتی ہوئی عورت کو مارا۔ جاتے ہوئے مردوں کو مارا۔ جاتی ہوئی عورتوں کو مارا۔ ان مثالوں میں اصل فعل متعدی کے مفعول کی حالت کا اظہار کیا ہے +

حالیہ ماضی کو بغیر لفظ (ہوا) اور اس کے دوسرے صیغوں کے کبھی اصلی معنوں میں استعمال کرتے ہیں جیسے۔ روتی صورت۔ دکھتی چوٹ۔ چلتا آدمی۔ یا۔ وہ ہنستا آیا۔ وہ گالیاں دیتا بھاگا۔ وہ کھیلتی آئی۔ وہ کودتی گئی۔ اس نے دوڑتی گھوڑی پکڑی۔ اس نے چلتی موٹر روکی +

حالیہ ماضی اگر مکرر بولا جائے۔ تو ہوا اور اسکے دوسرے صیغے اس کے ساتھ نہیں بولتے اور یہ کبھی متعلق فعل ہوتا ہے جیسے وہ سوتا سوتا۔ اٹھا۔ وہ بیٹھا بیٹھا کھڑا ہو گیا۔ وہ لیٹا لیٹا گر پڑا وہ جھکتا جھکتا سے چپٹ کر گیا۔ میں چلتے چلتے تھک گیا۔ وہ ہنستے ہنستے لوٹ گئی وہ روتے روتے سو گئی۔

بصورت تکرار حالیہ ماضی بموجودگی قرینہ فاعل حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے ہنستے ہنستے آنسو نکل پڑے۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی چیختے چیختے گلا بیٹھ گیا چلاتے چلاتے آواز بھر گئی چلتے چلتے تھک گیا۔ گاتے گاتے سر چکرا گیا۔ دوڑتے دوڑتے ہانپ گیا +

اس صورتوں میں وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا امتیاز حالیہ ماضی میں نہیں ہوتا ہے تکرار حالیہ ماضی ہم بستگی اور تدریج کے لئے بھی آتا ہے جیسے سیکھتے سیکھتے سیکھ لیگا کھسکتے کھسکتے پہنچ جائیگی۔ آتے آتے آجائیگی۔ بولتے بولتے بولنے لگے گا۔ گاتے گاتے کلاونت ہو گیا۔ لکھتے لکھتے لکھنے لگا۔ ہوتے ہوتے ہو گیا +

جب حالیہ ماضی کا اصل فعل متعدی ہو۔ اور اسکے مفعول کے ساتھ علامت کو یا سے آتی ہو تو حالیہ ماضی کے فعل ماضی شرطی کے صیغوں میں سے صیغہ واحد مذکر کے آخر کے الف کو یائے مجہول سے بدل کر اور اسکے حرف ماقبل آخر کو کسرہ دیکر۔ اور ہوا کے الف کو ایسے یائے مجہول سے جسکے مرکز پہ ہمزہ مکسور ہو تبدیل کر کے بولتے ہیں جیسے میں نے لڑکے کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکی کو ہنستے ہوئے پایا۔ اور یہ بھی جایز ہے کہ بغیر اس اول بدل کے استعمال کریں اور یوں کہیں کہ میں نے لڑکے کو ہنستا ہوا پایا۔ میں نے لڑکی کو ہنستا ہوا پایا۔ واحد اور جمع اور مذکر و مؤنث میں کوئی امتیاز حالیہ ماضی کے لئے نہیں جیسے میں نے لڑکوں کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکوں کو ہنستا ہوا پایا۔ میں نے لڑکی کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکیوں کو ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے لڑکی کو ہنستا ہوا پایا۔ میں نے لڑکیوں کو ہنستا ہوا پایا۔

اگر مفعول کے ساتھ علامت مفعول نہو تو حالیہ ماضی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں فاعل کی مطابق ہوگا جیسے میں نے لڑکی بیٹھی ہوئی دیکھی۔ اس نے لڑکا کھیلتا ہوا دیکھا۔ تم نے لڑکے جاتے ہوئے دیکھے۔ ہم نے لڑکیاں جاتی ہوئی دیکھیں۔

ان سب صورتوں میں صرف صیغہ ہائے ماضی شرطی سے بھی کام لیا جاتا ہے اور ہوا اور اسکے اور صیغوں کو استعمال نہیں کرتے جیسے میں نے اسکو ہنستے پایا۔ وہ مجھے روتا ملا۔ تم نے اسکو جاتے دیکھا۔ وہ اسے جاتی ملی۔ وہ گاتی جا رہی تھی۔

اگر کلام کی ابتدا مفعول سے کی جائے۔ تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا لحاظ رکھا جاتا ہے مجھے ایک لڑکا جاتا ہوا ملا۔ یا مجھے لڑکا جاتا ملا۔ مجھے لڑکی جاتی ہوئی ملی۔ یا مجھے لڑکی جاتی ملی۔ مجھے لڑکے جاتے ہوئے ملے۔ یا مجھے لڑکے جاتے ملے۔ مجھے لڑکیاں جاتی ہوئی ملیں۔ مجھے لڑکیاں جاتی ملیں۔

اگر فاعل کے ساتھ علامت فاعل ہو۔ تو حالیہ ماضی کا الف آخر حسب قاعدہ بالا بدل جائیگا جیسے۔ اس نے لکھتے لکھتے دیر کر دی۔ میں نے پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔ تم نے سوتے سوتے

دن چڑھا دیا۔ زید نے بھینچتے بھینچتے کچومر نکال دیا۔ وہ چلتے چلتے ٹھر گیا۔ وہ بیٹھتے بیٹھتے کھڑا ہوگیا۔ وہ روتے روتے سو گیا +

مگر دوسری صورت میں حالیہ ماضی کے الف کو بدستور بھی رکھتے ہیں اور بدل بھی دیتے ہیں جیسے۔ وہ بیٹھتا بیٹھتا کھڑا ہوگیا۔ یا۔ وہ بیٹھتے بیٹھتے کھڑا ہوگیا۔ وہ جاتا جاتا ٹھر گیا۔ یا وہ جاتے جاتے ٹھر گیا۔ وہ روتا روتا سو گیا۔ یا۔ وہ روتے روتے سو گیا +

اگر حالیہ ماضی مفعول کی حالت ظاہر کرے تو بھی حالیہ ماضی کے الف کو خواہ بدستور کہیں یا بدل لیں جیسے۔ دریا پر گرد کو جمتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دریا پر گرد کو جمتا ہوا نہیں دیکھا۔ دریا پر گرد جمتی نہیں دیکھی۔ دریا پر گرد کو جمتا نہیں دیکھا۔ دریا پر گرد جمتے جمتے رہ گئی۔ دریا پر گرد جمتی جمتی رہ گئی۔ دریا پر غبار جمتا جمتا رہ گیا +

حالیہ ماضی۔ ماضی مطلق سے بھی آتا ہے۔ اصل فعل خواہ لازم ہو یا متعدی مگر حالیہ ماضی فاعل کی حالت بتائے گا۔ اور اگر اصل فعل مجہول معنوی ہو تو مفعول کی اور مکرر آنے کی صورت میں۔ لفظ (ہوا) اور اسکے صیغے برتنے جائز نہیں جیسے۔ وہ بیٹھا ہوا سو گیا۔ وہ بیٹھا سو گیا۔ وہ بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ وہ کھڑا ہوا دیکھتا رہا۔ وہ کھڑا دیکھتا رہا۔ وہ کھڑے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ کھڑا کھڑا دیکھتا رہا۔ وہ کھڑے کھڑے دیکھتا رہا +

وہ بیٹھا ہوا پٹا۔ وہ بیٹھے ہوئے پٹا۔ وہ بیٹھا پٹا۔ وہ بیٹھا بیٹھا پٹا۔ وہ بیٹھے بیٹھے پٹا + آخری مثالیں مفعول مالم یسم فاعلہ کی ہیں +

فائدہ۔ حالیہ ماضی میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو یہ امتیاز ضروری ہے کہ وہ اپنے فاعل یا مفعول کی صفت ہے۔ اور صفت اور موصوف ملکر فاعل یا مفعول واقع ہوئے ہیں۔ یا۔ حالیہ ماضی متعلق فعل ہے۔ اگر ہم کہیں کہ +

وہ سوتا سوتا جاگا۔ یا۔ وہ لیٹا لیٹا اٹھا۔ یا وہ پڑے پڑے دیکھتا رہا۔ یا۔ وہ کھڑے کھڑے سنا کیا۔ یا۔ وہ چلتا چلتا ٹھر گیا۔ یا۔ وہ جاتا جاتا رک گیا +

انمیں حالیہ ماضی اپنے فاعل کی صفت ہے۔ اور +

وہ آتے آتے پٹا۔ وہ لاتے لاتے بکا۔ وہ پیٹتے پیٹتے تلا۔ ان مثالوں میں حالیہ ماضی مفعول مالم یسمّ فاعلہ کی صفت ہے +

اور وہ پڑا پڑا دیکھتا رہا۔ وہ لیٹے لیٹے کھاتا رہا۔ وہ کھڑا کھڑا سنتا رہا۔ وہ جاتا جاتا بکا گیا۔ وہ بیٹھا بیٹھا۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ ان میں حالیہ ماضی متعلق فعل ہے +

افعال مرکّب

ہم نے مصادر مرکب کا ذکر فعل کی بحث میں تحت اسم مصدر مختصراً کیا ہے۔ یہاں بروئے اشتقاق افعال۔ افعال مرکب بہ ترتیب انواع لکھے جاتے ہیں۔ اور آخر میں ان مصادر کے متعلق ضروری تفصیل لکھی جائیگی جن سے اکثر افعال ترکیب پاتے ہیں +

افعال مرکب۔ ایسے افعال جو سوائے افعال تصریحی کے۔ دو مشتق فعلوں سے اس غرض کے لئے ترکیب دیئے جائیں۔ کہ بعد ترکیب وہ دونوں افعال کسی ایسے معنی یا مفہوم پر بدلالت کریں جس پر فرداً فرداً بروے معنی دال نہوں یا بروے معنی۔ اس ترکیب سے کوئی جدت یا لطافت یا تاکید یا تخصیص پیدا ہوتی ہو۔ جیسے۔ آیا۔ فعل مفرد ہے۔ اور۔ آپڑا۔ یا۔ آگیا۔ یا۔ آلیا۔ یا۔ آپکڑا۔ افعال مرکب ہیں +

اِن افعال مرکب میں بمقابلہ فعل مفرد کے۔ تاکید۔ یا توضیح یا تکمیل پائی جاتی ہے + اگر دو سے زیادہ افعال یکے بعد دیگرے آئیں تو ان میں سے فعل مرکب وہی ہوگا جو کسی جدید مفہوم کے لئے ترکیب دیا گیا ہو۔ جیسے :-

وہ آتا جاتا رہا۔ اس میں تین فعل ہیں اور اس کے معنی ہیں کہ وہ آتا رہا۔ اور جاتا رہا۔ یہ تینوں مل کر فعل مرکب نہیں بلکہ آتا رہا علیحدہ مرکب ہے اور جاتا رہا علیحدہ اسی طرح وہ گاتا بجاتا چلا گیا۔ میں چار۔ اور وہ گاتا بجاتا جا رہا تھا۔ میں پانچ افعال ایک دوسرے کے بعد

آئے ہیں۔ لیکن یہ سب کسی ایک معنی کے لئے نہیں۔ بلکہ گاتا ہوا۔ اور بجاتا ہوا۔ حالیہ ماضی جدا ہیں۔ اور پہلے جملہ میں چلا گیا۔ اور دوسرے میں جا رہا تھا افعال مرکب ہیں۔ اور چلا اور جا سے جدا معنی سمجھے جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ فعل مرکب ایسا فعل مشتق ہے جو کسی ایک مفہوم کے لئے ترکیب دیا جائے یہ ضروری نہیں کہ جن فعلوں سے۔ وہ فعل مرکب ترکیب پایا ہے۔ انھیں معنوں میں فعل مرکب بھی ہو بلکہ ہمیشہ ترکیب افعال لطیف و نازک وجدید معانی کے لئے کی جاتی ہے +

باہمی فعلوں کو جو ترکیب دی جاتی ہے اس کی چار صورتیں ہیں +

(۱) اصلی فعل مادہ مصدر ہو۔ جیسے۔ جا پڑنا۔ لے اڑنا۔ دیکھ آنا۔ وغیرہ +

(۲) اصلی فعل صیغہ واحد غائب ماضی مطلق معروف ہو۔ جیسے۔ آیا کیا۔ دیکھا کیا وغیرہ

(۳) اصلی فعل۔ صیغہ واحد غائب فعل مضارع ہو۔ جیسے آئے جانا۔ کئے جاتا۔ دیکھے جانا وغیرہ

(۴) اصل فعل ماضی شرطی کے صیغہ ہائے واحد مذکر مؤنث اور جمع مذکر ہوں۔ وہ جاگتا رہتا۔ ہم جاگتے رہتے۔ تو جاگتی رہتی۔ اصلی فعل جمع مؤنث کے لئے بھی واحد ہی استعمال ہوگا۔ جیسے۔ تم جاگتی رہتیں +

وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا عمل پہلی اور دوسری اور تیسری قسم میں فعل الحاقی پر ہوگا۔ نہ کہ فعل اصلی پر۔ اور چوتھی صورت میں فعل اصلی اور الحاقی دونوں میں یہ عمل کیا جائے گا جس فعل کو ترکیب دیا جائے اسکو فعل اصلی کہتے ہیں۔ اور جس فعل سے ترکیب دیا جائے اس کو فعل الحاقی +

مرکب افعال کا قاعدہ اشتقاق مرکب مصادر سے وہی ہے جس کا ذکر افعال مفرد کی بحث میں ہو چکا ہے + یہاں مرکب افعال کو بہ ترتیب انواع فعل ہم لکھتے ہیں +

فعل کا نام بہ نسبت زمانہ و شرط و احتمال وغیرہ فعل الحاقی کی بموجب رکھا جاتا ہے +

نوع خبریہ افعال مرکب یعنی جن افعال مرکب سے کسی کام کے لئے ہونے یا کرنے

یا سہنے۔ یا جاری رہنے۔ یا متواتر ہونے۔ یا پورا ہونے۔ یا ناتمام رہنے کی خبر خواہ بطریق مثبت خواہ بطریق منفی دی جائے۔ نوع خبریہ سات طرح آتی ہے ÷

ماضی مطلق مرکب۔ ماضی قریب مرکب۔ ماضی بعید مرکب۔ ماضی استمراری مرکب حال مطلق مرکب مستقبل مرکب۔ مضارع مرکب ÷

فائدہ فعل مرکب کا فعل اصلی مجہول وضعی نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خود دو فعلوں سے مرکب ہوتا ہے۔ البتہ مجہول معنوی بطریق قسم اوّل مرکب ہوتا ہے ÷

اب ہم نوع خبریہ کی ساتوں قسموں کی مثالیں الگ الگ لکھتے ہیں ÷

(۱) **ماضی مطلق مرکب**۔ وہ آیا کیا۔ وہ گایا کئے۔ وہ کھایا کی۔ وہ پٹا کیں۔ میں کہا کیا۔ ہم دیکھا کئے۔ اس نے کھا لیا۔ اس کو اٹھا دیا ÷

(۲) **ماضی قریب مرکب**۔ وہ آرہا ہے۔ وہ آگئے ہیں۔ وہ جا چکی ہے۔ وہ کھا رہی ہیں میں جا چکا ہوں۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس نے جا لیا ہے۔ اس کو پکڑ لیا ہے ÷

(۳) **ماضی بعید مرکب**۔ وہ لے گیا تھا۔ وہ کھا چکے تھے۔ وہ دیکھ رہی تھی وہ جا پڑی تھیں۔ میں رہ چکا تھا۔ ہم پی چکے تھے۔ اس نے پکڑ لیا تھا۔ اس کو دبا لیا تھا ÷

(۴) **ماضی استمراری مرکب**۔ وہ لکھا کرتا تھا۔ وہ بیٹھے رہتے تھے۔ وہ پڑھا کرتی تھی۔ وہ لیٹی رہتی تھیں۔ میں آتا جاتا تھا۔ میں دیکھا کرتی تھی۔ ہم کیا کرتے تھے ÷ وہ دیکھے جاتا تھا۔ ہم آئے جاتے تھے۔ وہ کہے جاتی تھی۔ وہ ہنسے جاتی تھیں ÷

اس ماضی کے مرکب افعال کا فعل اصلی۔ ماضی مطلق۔ اور ماضی شرطی اور مضارع کے واحد و جمع کے صیغے آتے ہیں ہر ایک کی مثال دی گئی ÷

(۵) **حال مطلق مرکب**۔ وہ آجاتا ہے۔ وہ پڑھتی ہے۔ وہ روٹھ جاتے ہیں وہ اٹھا لیتی ہیں میں اٹھ بیٹھا کرتا ہوں میں پکڑ دیتی ہوں۔ ہم کھا جاتے ہیں۔ اور کبھی فعل اصلی صیغہ جمع غائب فعل مضارع کا ہوتا ہے جیسے ÷

وہ ہنسے جاتا ہے۔ وہ پٹے جاتے ہیں۔ وہ دیکھے جاتی ہے۔ وہ دیکھے جاتے ہیں۔ میں سنے
جاتی ہوں۔ میں کیے جاتا ہوں۔ ہم روئے جاتے ہیں ٭

(۶) **مستقبل مرکب**۔ وہ کہہ جائیگا۔ وہ رہ جائیں گے۔ وہ دیکھ جائے گی۔ وہ پڑھ جائیں گی
میں اٹھ جاؤں گا۔ میں بیٹھ جاؤں گی۔ ہم سن جائیں گے ٭

مادہ مصدر کے علاوہ فعل ماضی شرطی کے صیغے بھی بجائے اصل فعل مستعمل ہیں۔ جیسے۔
وہ آتا رہے گا۔ وہ جاتی رہے گی۔ وہ کہتے رہیں گے۔ وہ بولتی رہیں گی۔ میں گاتا رہوں گا۔
میں لکھتی رہوں گی۔ ہم چلتے رہیں گے ٭

(۷) **مضارع مرکب**۔ وہ دیکھ آئے۔ وہ کہہ جائیں۔ وہ چھوڑ آئے۔ وہ پکڑ لائیں۔
میں لے لوں۔ ہم دے دیں ٭

علاوہ مادہ مصدر کے۔ ماضی شرطی کے صیغے بھی اصل فعل کی جگہ بولے جاتے ہیں جیسے۔
وہ دیکھتا رہے۔ وہ کہتی جائے۔ وہ بولتے رہیں۔ وہ گاتی رہیں۔ میں بناتا رہوں۔ میں دوڑتی رہوں
ہم کہتے جائیں ٭

نوع شرطیہ افعال مرکب۔ ایسا فعل مرکب جس سے شرط یا تمنی بطور اثبات یا نفی ظاہر کیا جائے
جیسے کاش وہ آجاتا تو میں رہ جاتا۔ یا۔ وہ اگر آجاتا تو میں جاتا۔ وغیرہ ٭

اس کے لئے صرف ماضی شرطی مرکب آتی ہے اور اس کا اصلی فعل یا مادہ مصدر۔ یا۔ ماضی
مطلق کا صیغہ واحد مذکر۔ یا خود ماضی شرطی کے صیغے ہوتے ہیں جیسے ٭

ماضی شرطی مرکب۔ وہ آجاتا۔ وہ بیٹھ رہتے۔ وہ چل دیتی۔ وہ سن لیتیں۔
میں کہہ بیٹھتا۔ میں بھاگ پڑتی۔ ہم جاگ اٹھتے۔ (یا) ٭
وہ سویا کرتا۔ وہ گایا کرتی۔ وہ دیکھا کرتے۔ وہ جایا کرتیں۔ میں بیٹھا رہتا۔ میں جاگا
کرتی۔ ہم پڑھا کرتے۔ یا ٭
وہ لکھتا رہتا۔ وہ لکھتے رہتے۔ وہ جاگتی رہتی۔ وہ دوڑتی رہتیں۔ میں جاتا رہتا۔

میں آتی رہتی۔ ہم کھاتے رہتے ٭

نوع احتمالی افعال مرکب۔ ایسا فعل مرکب جس سے کسی فعل کے کرنے یا ہونے میں بطریق مثبت یا منفی۔ احتمال یا شک پایا جائے۔ اس کے لئے ماضی احتمالی مرکب اور حال احتمالی مرکب مستعمل ہیں۔ یہ افعال احتمالی مفرد میں ہم بتا آئے ہیں کہ غالب احتمال کے لئے لفظ (ہوگا) اور ضعیف احتمال کے لئے لفظ (ہو) استعمال کیا جاتا ہے ٭

ان دونوں فعلوں کی ترکیب میں مادہ مصدر۔ یا ماضی مطلق کا صیغہ واحد مذکر۔ یا صیغہ ہائے ماضی شرطی۔ بطور فعل آلی برتے جاتے ہیں ٭

ماضی احتمالی مرکب۔ وہ آ رہا ہوگا۔ وہ آ گئے ہوں گے۔ وہ لے گئی ہوگی۔ وہ دے رہی ہوں گی۔ تم جا رہے ہوگے۔ تم جا رہی ہوگی۔ میں کھا گیا ہوں گا۔ میں دیکھ گئی ہوں گی۔ ہم چل پڑے ہوں گے ٭

وہ چلا گیا ہو۔ وہ چلی گئی ہو۔ وہ سو گئے رہے ہوں۔ وہ سو گئی رہی ہوں۔ تم چلے گئے ہو تم چلی گئی ہو۔ میں چلا گیا ہوں۔ میں چلی گئی ہوں۔ ہم چلے گئے ہوں۔ یا ٭

وہ سنتا رہا ہوگا۔ وہ سنتے رہے ہوں گے۔ وہ سنتی رہی ہوگی۔ وہ سنتی رہی ہوں گی۔ تو سنتا رہا ہوگا۔ تم سنتے رہے ہوگے۔ تو سنتی رہی ہوگی۔ تم سنتی رہی ہوگی۔ میں سنتا رہا ہوں گا۔ میں سنتی رہی ہوں گی۔ ہم سنتے رہے ہوں گے ٭

ہوگی کی جگہ ہوگا۔ اور ہوگا کی جگہ ہو۔ استعمال کر کے احتمال غالب اور ضعیف ظاہر کیا جا سکتا ہے ٭

حال احتمالی مرکب۔ وہ کہہ آتا ہوگا۔ وہ کہہ آتے ہوں گے۔ وہ سن آتی ہوگی وہ سن آتی ہوں گی۔ تو دیکھ آتا ہوگا۔ تم دیکھ جاتے ہوگے۔ تو دیکھ جاتی ہوگی۔ تم دیکھ آتی ہوگی۔ میں لے جاتا ہوں گا۔ میں دے جاتی ہوں گی۔ ہم کھیل آتے ہوں گے یا۔ وہ سویا کرتا ہو۔ وہ سویا کرتے ہوں۔ وہ سویا کرتی ہو۔ وہ سویا کرتی ہوں۔ تو دیا

کرتا ہو۔ تم دھویا کرتے ہو۔ تم رویا کرتی ہو۔ تم رویا کرتی ہو۔ میں لوٹا کرتا ہوں۔ میں آیا کرتی ہوں۔ ہم جایا کرتے ہیں۔ (یا)

وہ بولتا جاتا ہو گا۔ وہ تولتے جاتے ہوں گے۔ وہ بولتی جاتی ہو گی۔ وہ تولتی جاتی ہوں گی۔ تو کھولتا جاتا ہو گا۔ تم گھولتے جاتے ہو گے۔ تو دیکھتی جاتی ہو گی۔ تم پڑھتی جاتی ہو گی۔ میں لکھتا جاتا ہوں گا۔ میں کاتتی جاتی ہوں گی۔ ہم گنتے جاتے ہوں گے۔

نوع امریہ افعال مرکب یعنی ایسا فعل مرکب۔ کہ جس سے حکم یا التجا۔ وغیرہ ظاہر ہو۔ یہ صرف امر کے صیغوں سے ظاہر کیجاتی ہے۔ اس میں فعل اصلی۔ یا تو مادہ مصدر ہو گا۔ جیسے چل دے۔ جا لے۔ دے جا۔ لے جا۔ گر پڑ۔ اٹھ بیٹھ۔ لیٹ جا۔ کہہ دے۔ وغیرہ۔ یا صیغہ ماضی مطلق جیسے۔ آیا کر۔ جایا کر۔ لیا کر۔ دیا کر۔ کہا کر۔ سنا کر۔ دیکھا کر۔ وغیرہ یا ماضی شرطی کا صیغہ جیسے۔ آتا رہ۔ کہتا جا۔ دیکھتی رہ۔ ہنستی جا۔ کھاتا رہ۔ پیتا رہ وغیرہ

جمع حاضر کے صیغے۔ مادہ مصدر کے بعد۔ اٹھ بیٹھو۔ بیٹھ جاؤ۔ چل پڑو۔ کہہ دو۔ بول اٹھو وغیرہ ماضی مطلق کے صیغوں سے جیسے۔ آیا کرو۔ بیٹھا کرو۔ ڈھونڈا کرو۔ دیکھا کرو۔ کئے جاؤ۔ دیئے جاؤ۔ لئے جاؤ۔ سکے جاؤ۔ سنے جاؤ۔ اٹھے جاؤ۔ بکے جاؤ۔ وغیرہ۔

ماضی شرطی کے صیغوں سے کہتے رہو۔ آتے رہو۔ سنتے رہو۔ اٹھتے رہو۔ کھاتے رہو۔ پیتے رہو۔ ہنستے رہو۔ سوتے رہو۔ جاگتے رہو۔ وغیرہ

نوع مشابہ فعل مرکب۔ ایسا فعل جس سے کسی فعل کا کرنا یا ہونا۔ بلا قید زمانہ پایا جائے

فعل الحاقی مصدر جیسے۔ دیکھ آنا۔ کہہ جانا۔ رو پڑنا۔ دے ڈالنا۔ اٹھ آنا۔ بیٹھ جانا یا۔ دیکھا جانا۔ رکھا جانا۔ اٹھا جانا۔ سویا جانا۔ کھایا جانا۔ کہا جانا۔ وغیرہ

یا۔ کہتے رہنا۔ بکتے جانا۔ اچھلتے رہنا۔ کودتے جانا۔ بولتے رہنا۔ ڈھونڈتے جانا وغیرہ

فعل الحاقی اسم فاعل۔ آجانے والا۔ بیٹھ جانے والا۔ دیکھ آنے والا۔ سن جانے والا۔ وغیرہ

فعل الحاقی مفعول بالمعنی فاعلہ۔ پٹ جانے والا۔ کٹ جانے والا۔ کٹ جانے والا۔

گھٹ جانے والا۔ لٹ جاتے والا۔ بک جانے والا۔ بج جانے والا۔ چھین جانے والا۔ وغیرہ
اسم مفعول اور حالیہ مرکب اس صورت میں مستعمل نہیں ہوتے ٭

فائدہ۔ بعض افعال مرکب میں اصل فعل اور الحاقی فعل دونوں متعدی معروف ہوتے ہیں مگر مرکب مجہول کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے۔ چاند دکھائی دیا۔ بات سنائی دی۔
یہاں تک ہم نے سب افعال مرکب مثبت لکھے ہیں۔ افعال منفی کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ افعال مفرد میں ہم نفی اور نہی کی بحث لکھ آئے ہیں۔ وہی قاعدے یہاں بھی جاری ہونگے الفاظ نفی کے استعمال کی مثالیں افعال مرکب کی یہاں بھی لکھے دیتے ہیں ٭

نفی و نہی افعال مرکب۔ جس ترتیب سے ہم نے افعال مرکب لکھے ہیں اسی ترتیب سے ان کی نفی یا نہی کی مثالیں لکھتے ہیں ٭

مگر یہ یاد رکھو کہ افعال میں سے ہر فعل کی اور ہر فعل میں سے ہر صیغے کی نفی مستعمل نہیں۔ اور ایسے ہی بعض فعل الحاقی کو ستھ نفی کا استعمال مع طلب بعض کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اور نفی افعال مرکب کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہو سکتا۔ صرف سماعت پر منحصر ہے ٭

اب مثالیں سنو۔ اس نے نہ کھا لیا۔ یا اسنے کھا نہ لیا۔ اس کو نہ اٹھا دیا۔ اس کو اٹھا نہ دیا گو یہ ماضی مطلق معروف منفی کے صیغے ہیں مگر ان کے معنوں میں حرف نفی لانے سے فرق پڑ گیا پہلے دونوں کلموں کا استعمال ایسے موقع پر کیا جاتا جہاں کوئی شخص کھانا کھانے کی امید پر جائے۔ اور دوسرا شخص اسکو کسی وجہ سے منع کرے اور وہ نہ مانے اور پھر کھانا کھانے سے محروم واپس آئے۔ تو روکنے والا بطریق طعنہ کے اسے کہے گا کہ تونے نہ کھا لیا۔ یا کھا نہ لیا۔ دوسرے دونوں کلموں کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اس شخص کو اٹھا دینا مناسب تھا کیوں اٹھا نہ دیا

وہ نہیں آ رہا۔ وہ آ نہیں رہا۔ وہ نہیں جا چکی۔ وہ جا نہیں چکی۔ یہ ماضی قریب کے صیغے ہیں اور فعل (ہے) بوجہ لفظ نہیں کے حذف ہو گیا۔ یہ چاروں صیغے نفی کے معنی دیتے ہیں وہ نہیں لے گیا تھا۔ وہ لے نہیں گیا تھا۔ وہ نہیں کھا چکے تھے۔ وہ کھا نہیں چکے تھے۔

وہ نہ کھا چکے تھے نہ پی چکے تھے۔ اس فقرہ میں۔ لفظ نفی (نہ) آیا ہے مگر مکرر۔ اگر مکرر نہ بولا جائے تو لفظ (نہ) استعمال نہیں کرتے +

وہ نہیں لکھا کرتا تھا۔ وہ لکھا کرتا نہ تھا۔ وہ نہ کہا کرتی تھی۔ وہ کہا کرتی نہ تھی۔ میں نہیں کہا کرتی تھی۔ وہ نہیں کہا کرتے تھے۔ میں نہیں کہا کرتی تھی +

حال مطلق مرکب اور مستقبل مرکب میں اکثر بوقت استفہام الفاظ نفی بولتے ہیں جیسے۔ کیا وہ نہیں آجاتا۔ کیا وہ نہیں پڑھ رہتی۔ کیا وہ آ نہیں جاتا۔ کیا وہ پڑھ نہیں رہتی۔ کیا وہ نہ کہہ جائے گا۔ کیا وہ نہ رہ جائیں گے۔ کیا وہ کہہ نہ جائیگا۔ کیا وہ رہ نہ جائیں گے۔ کیا وہ نہیں کہہ جائے گا۔ کیا وہ نہیں رہ جائیں گے۔ کیا وہ کہہ نہیں جائے گا۔ کیا وہ رہ نہیں جائیں گے۔ اسی طرح کہیں وہ کہہ نہ جائیں۔ کہیں وہ نہ کہہ جائیں۔ کہیں وہ پکڑ نہ لائے۔ کہیں وہ نہ پکڑ لائے کہیں وہ نہ بولتے رہیں کہیں وہ بولتے نہ رہیں۔ مضارع مرکب کے صیغوں پر لفظ نفی آتا ہے۔ ماضی شرطی میں بھی اکثر بصورت استفہام ہی لفظ نفی بولتے ہیں جیسے۔ کیا وہ نہیں آجاتا کیا وہ آ نہیں جاتا۔ کیا وہ نہیں بیٹھ رہتا۔ کیا وہ بیٹھ نہیں رہتا۔ مگر بوجہ لفظ (نہیں) اس ماضی شرطی میں حال کے معنی پائے جاتے ہیں اور لفظ (ہے) کا حذف ہونا بوجہ لفظ (نہیں) سمجھا جاتا ہے +

ماضی احتمالی اور حال احتمالی مرکب میں اسی صورت استفہامیہ کے ساتھ حرف نفی آتا ہے۔

نوع امریہ { نہ لے جا۔ لے نہ جا۔ نہ کہہ دے۔ کہہ نہ دے۔ نہ دیا کر۔ دیا نہ کر۔ وغیرہ +
مت لے جا۔ لے مت جا۔ مت دیا کر۔ دیا مت کر۔ وغیرہ +

نوع مشابہ فعل۔ نہ دیکھا جانا۔ دیکھا نہ جانا۔ نہ اٹھا جانا۔ اٹھا نہ جانا۔ نہ بکتے رہنا۔ بکتے نہ رہنا۔ نہ سوتے رہنا۔ سوتے نہ رہنا۔ وغیرہ +

ان مثالوں میں نفی کا مقام استعمال اور یہ کہ کون کونسا لفظ کس کس فعل کے ساتھ کہاں کہاں استعمال ہو سکتا ہے۔ بتا دیا گیا +

تفصیل مصادر الحاقی - یہاں ہم وہ مصادر لکھتے ہیں جن کے مشتقات بطریق فعل الحاقی کثیر الوقوع ہیں - اور وہ سترہ ہیں ٭

(۱) دینا - یہ مصدر اور اس کے مشتقات اکثر تکمیل فعل کے لئے ملحق کئے جاتے ہیں - اور اظہار تکمیل چار طرح کیا جاتا ہے ٭

(الف) صرف تکمیل فعل کے لئے - جیسے - لے دو - کھلا دو - چل دو - چُکا دیا - پکڑوا دیا - کہہ دینا - دے دینا - بتا دینا - لا دیا ہے - کہہ دیا تھا - لا دیتا ہے - لا دیگا وغیرہ ٭

(ب) تکمیل فعل بجبر جیسے - نکال دو - نکال دیا - نکال دیا تھا - نکال دیا ہے - نکال دیتا - نکال دیتا ہو - نکال دیتا ہوگا - ہٹا دے - پٹک دیا - پٹک دینا - ہٹا دینا - وغیرہ ٭

(ج) تکمیل بطریق اجازت - آنے دو - آنے دینا - آنے دیا - آنے دیا تھا - روک دو - روک دیتا تھا - روک دینا - جانے دیا ہے - جانے دو - جانے دینا - جانے دیتا تھا وغیرہ

(د) تکمیل فعل دوسرے کے فائدہ کے لئے - جیسے - سمجھا دینا - دکھا دیا - بتا دو - سمجھا دیا تھا - دکھا دیا ہے - بتا دیا ہوگا - دکھا دیا ہوتا - وغیرہ ٭

(۲) لینا - یہ مصدر تکمیل و تاکید کے لئے الحاق پاتا ہے اور بموجب فعل اصلی کے اس میں - صرف تکمیل - یا صرف تاکید - یا تکمیل فعل اپنے فائدہ کے لئے یا تکمیل فعل بزور و قوت جو مفید قربت ہو - پائی جاتی ہے - جیسے ٭

تکمیل و تاکید - بلا لو - کھا لو - سنبھال لو - کر لیا - لے لیا - اٹھا لیا - اٹھا لینا - پکڑ لینا - پی لینا - کھا لینا - پکڑ لو - پی لو - اٹھا لو - لے لو - وغیرہ ٭

بولنے میں طرز ادا - اور لہجہ زبان کے فرق سے تکمیل و تاکید کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے ٭

اپنے فائدہ کے لئے تکمیل فعل - سمجھا لینا - سمجھا لیا - کرا لینا - کر لینا - کر لیا - منا لینا - جما لینا - رکھ لینا - جما لیا - منا لیا - رکھ لیا - وغیرہ ٭

بزور و قوت فعل کی تکمیل جس میں قربت اور نزدیکی بھی پائی جائے - جیسے - جا لینا - آ لینا - جا لے

جالیا - آلیا - وغیرہ ۔

(۳) جانا - یہ بھی مصدر لینا کا قریب المعنی ہے جیسے - بگڑ جانا - بکھر جانا - لوٹ جانا - کھا جانا - دیکھا جانا - مل جانا - ہو جانا - سو جانا - لکھ جانا - وغیرہ ۔

اس مصدر کے الحاق سے اور معنی بھی پیدا ہوتے ہیں جیسے - پا جانا - یعنی معلوم کرنا - یا تاڑ جانا - کھا جانا - کسی قسم کا نقصان کسی کو پہنچانا - یا ناجائز طریق پر کسی مال کو خورد برد کرنا - اور انہیں معنوں میں چاٹ جانا ہے ۔

حیران ہونے کے معنی ہیں جیسے - کھوئے جانا ۔

(۴) آنا - یہ مصدر اور اسکے صیغے یا تو تکمیل و تاکید کا فائدہ دیتے ہیں جیسے - ہو آنا - کہہ آنا - لے آنا - دے آنا - بن آنا - جما آنا - لٹا آنا - لڑ آنا - وغیرہ ۔

یا فعل کی تکمیل کے بعد واپسی پر دلالت کرتے ہیں جیسے - ہو آیا ہوں - کر آیا ہے - دیکھ آیا ہوں - دیکھ آیا ہے - لے آیا ہوں - کھا آئے ہیں - سن آئی ہے - وغیرہ ۔

(۵) ڈالنا - اس مصدر کے الحاق سے محنت اور زور کے ساتھ کسی کام کے پورا کرنے یا ہونے کو ظاہر کیا جاتا ہے - جیسے - پڑھ ڈالنا - کہہ ڈالنا - دھو ڈالنا - مروڑ ڈالنا - مار ڈالنا - مسل ڈالنا - پیس ڈالنا - گھس ڈالنا - نچوڑ ڈالنا - اٹھا ڈالنا - وغیرہ

(۶) سکنا - یہ مصدر اور اسکے مشتقات ہمیشہ فعل الحاقی ہوتے ہیں فعل اصلی نہیں ہوتے ۔ اس کا استعمال کبھی تو بطلب اجازت کرتے ہیں جیسے - کیا میں آسکتا ہوں - کیا وہ جا سکتا ہے - کیا وہ حاضر ہو سکتا ہے - کیا ہم کھا سکتے ہیں -

اور کبھی دریافت یا اظہار قابلیت و استعداد کے لئے - جیسے - کیا تم یہ کتاب پڑھ سکتے ہو - کیا تم اوپر چڑھ سکتے ہو - کیا وہ چل سکتا ہے - کیا وہ یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے - یا - میں جا سکتا ہوں - میں لکھ سکتا ہوں - میں دوڑ سکتا ہوں - میں اٹھا سکتا ہوں - وغیرہ ۔

(۷) رہنا - یہ مصدر اور اسکے صیغے بصورت الحاق کبھی تو تامنا سب تعویق کا اظہار کرتے

ہیں۔ جیسے۔ وہ وہاں جاکر بیٹھ رہا۔ تم تو وہیں کے ہو رہے۔ تم اتنی دیر کیوں رہیں۔

کبھی فعل کے جاری رہنے پر دلالت کرتے ہیں جیسے۔ وہ لکھ رہا ہے۔ وہ لکھتا رہا۔ میں کام کر رہا ہوں۔ وہ دیکھ رہی ہیں۔ وہ جا رہے ہیں۔ تم کہتے رہو۔ وغیرہ +

کبھی کسی شے کے گم یا مفقود ہونے کو ظاہر کرتے ہیں جیسے۔ اسکی عقل جاتی رہی۔ اس کے ہوش جاتے رہے۔ میری دوات جاتی رہی۔ اسکا قلم جاتا رہا +

کبھی کسی شے کے قابو سے باہر ہو جانے کے لئے بولتے ہیں جیسے۔ وہ کام ہاتھ سے جاتا رہا +

کبھی عادت کو ظاہر کرتے ہیں جیسے۔ وہ گاتا رہتا ہے۔ وہ آتے رہتے ہیں۔ وہ پڑھتی رہتی ہے۔ وہ بیٹھا رہتا ہے۔ وہ لکھتے رہتے ہیں +

کبھی کسی کام کی تکمیل میں محنت و سعی کے ظاہر کرنے کے لئے برتے جاتے ہیں جیسے میں یہ کام کر کے رہوں گا۔ میں اسے منا کر رہوں گی۔ وہ اسے اٹھا کر رہے گا۔ وہ اسے پورا کر کے رہیں گے +

(۸) چکنا۔ (چ کے پیش سے) اس مصدر اور اس کے مشتق افعال سے +

یا تو کام کا پورا ہونا ظاہر کیا جاتا ہے جیسے۔ میں کھا چکا۔ وہ پڑھ چکے۔ وہ لکھ چکی۔ وہ گا چکیں یا اصل فعل مثبت کی نفی کے لئے آتا ہے۔ وہ آ چکا۔ وہ جا چکے۔ وہ کہہ چکی۔ تم رہ چکیں۔ یہ نفی کے معنی قرینہ کلام سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ بس تم آ چکے۔ تم وہاں جا چکے۔ وغیرہ +

(۹) پانا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے کبھی تو جزائے عمل کے لئے بولتے ہیں جیسے۔ اس نے اپنا کیا پایا۔ میں نے سب کچھ بھر پایا +

اور بصورت فعل منفی نفی فعل کی تاکید کے لئے جیسے۔ وہ آنے نہ پائے۔ وہ جانے نہ پائے وہ دیکھنے نہ پائیں۔ وہ بولنے نہ پائیں +

اور کبھی فعل منفی بصورت خبریہ آتا ہے جیسے۔ وہاں کوئی جانے نہیں پاتا۔ وہاں کوئی ٹھہرنے نہیں پاتا۔ وہاں سے کوئی آنے نہیں پاتا +

(۱۰) کرنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے کبھی تو فعل جاری رکھنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔

جیسے۔ تم پڑھا کرو۔ تم پڑھا کرنا۔ تو لکھا کر۔ تم آتے رہا کرو۔ تم پھرتے رہا کرو۔

اور کبھی عادت ظاہر کرنے کے لیئے جیسے۔ وہ آیا کرتے ہیں۔ وہ جایا کرتی ہے۔ وہ لکھا کرتا ہے۔ وہ پڑھا کرتی ہے۔ وہ ہنسا کرتے ہیں۔ وہ رویا کرتی ہے۔

(۱۱) بیٹھنا۔ یہ مصدر اور اس کے مشتق افعال کبھی تو کام سے فراغت حاصل کرنے کے معنی میں آتے ہیں۔ جیسے۔ وہ پکا بیٹھا۔ وہ کھا بیٹھے۔ وہ کر بیٹھی۔ وہ سینا پرونا اُٹھا بیٹھیں۔

اور کبھی بلا تامل فعل کے سرزد ہو جانے کے معنی لیئے جاتے ہیں جیسے۔ میں کہہ بیٹھا۔ وہ سن بیٹھا۔ تم یہ کام کر بیٹھے۔ وہ لڑ بیٹھا۔ وہ جھگڑ بیٹھا۔

اور کبھی غلبہ حاصل کرنے کے معنی لئے جاتے ہیں۔ جیسے۔ وہ چڑھ بیٹھا۔ وہ دبا بیٹھا۔

اور کبھی کسی ضرر میں دوسرے کو شریک کرنے کے لئے۔ جیسے وہ اسے بھی لے بیٹھا۔

اور کبھی مستعد آمادہ ہونے یا ضد اور ہٹ کرنے کے لیئے برتا جاتا ہے جیسے وہ اٹھ بیٹھا۔ وہ سنبھل بیٹھا۔ وہ اکڑ بیٹھا۔ وغیرہ۔

(۱۲) اٹھنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے۔ یا تو تاکید کے واسطے آتے ہیں۔ جیسے۔ جاگ اٹھنا۔ بھڑک اٹھنا۔ یا تکمیل فعل کے لئے جیسے۔ سو اٹھا۔ دھو اُٹھا۔ کر اُٹھا۔ یا غیر متوقع طور پر فعل کے صادر ہونے کے لئے۔ جیسے۔ بول اٹھا۔ کہہ اٹھا۔ چیخ اٹھا۔ پکار اُٹھا۔

(۱۳) پڑنا۔ یہ مصدر اور اس کے افعال۔ کہیں تو تکمیل فعل کے لئے آتے ہیں۔ جیسے۔ مکان گر پڑا۔ چھت آ پڑی۔ دیوار جا پڑی۔

اور کہیں غیر متوقع طور پر وقوع فعل کے لئے جیسے۔ اینٹ آ پڑی۔ پتھر آ پڑا۔ وہ لڑ پڑا۔ وہ جھگڑ پڑا۔ وہ بحث پڑے۔

(۱۴) نکلنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے۔ علاوہ اپنے معمولی معنوں کے کبھی تو کسی کام میں مہارت کی توقع کے اظہار کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے۔ وہ چل نکلا۔ وہ کر نکلا۔

اور کبھی اچانک یا کثرت کے لئے جیسے پانی بہہ نکلا۔ آنسو پھوٹ نکلے +

(۱۵) لگنا۔ یہ مصدر اور اس کے افعال کبھی تو کام کے شروع کرنے پر دلالت کرتے ہیں جیسے۔ وہ کرنے لگا۔ وہ بولنے لگا۔ وہ پڑھنے لگا۔ وہ کہنے لگے وہ جانے لگی +

اور کبھی بے سوچے طور پر کسی فعل کے واقع ہونے پر جیسے۔ اینٹ آلگی۔ پتھر جا لگا +

(۱۶) چھوڑنا۔ یہ مصدر اور اس کے مشتقات کبھی تو بغیر معین وقت میں کسی کام کے کر لینے کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے۔ یہ کتاب دیکھ چھوڑنا۔ یہ کام کر چھوڑنا۔ یہ پیام دے چھوڑنا۔ ہم سے کہہ چھوڑو۔ یہ کبھی بنا چھوڑا ہے +

اور کبھی کسی فعل کے عارضی طریق پر کرنے کے لئے جیسے۔ یہ ان کو دے چھوڑا ہے۔ یہ انکو دے چھوڑی ہے۔ ان کو کبھی سا بھی کر چھوڑا ہے۔ وغیرہ +

(۱۷) چاہنا۔ یہ مصدر اور اس کے صیغے متعدد معانی میں آتے ہیں +

کبھی تو ارادہ ظاہر کرنے کے لئے جیسے۔ اس نے بولنا چاہا۔ میں نے اٹھنا چاہا۔ انھوں نے کہنا چاہا۔ وہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ دینا چاہتی ہے +

اور کبھی لفظ چاہئے بمعنی مناسب ہے برتا جاتا ہے جیسے۔ جانا چاہئے۔ کرنا چاہئے۔ لینا چاہئے دینا چاہئے۔ اٹھنا چاہئے بیٹھنا چاہئے۔ دیکھنا چاہئے۔

ماضی کے صیغہ کے ساتھ اسکا الحاق عام نہیں رہا یعنی کیا چاہئے۔ دیا چاہئے۔ لیا چاہئے کہا چاہئے۔ وغیرہ اب متروک ہیں۔ مگر۔ دیکھا چاہئے۔ اب بھی فصحا بولتے ہیں +

فعل کے سوا فعل کی ترکیب کسی اور لفظ سے

فعل کی ترکیب فعل سے۔ اس کا کسیقدر بیان ہو چکا ہے۔ اب فعل کی ترکیب دیگر الفاظ سے جو ہوتی ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے +

مرکب فعل کی تعریف ہم لکھ آئے ہیں۔ اس قدر یاد دلائے دیتے ہیں کہ مرکبہ افعال سے جب

تاکہ جدید اور نازک اور لطیف کوئی ایک مفہوم پیدا کرنا مقصود نہو جسکے لیے فعل مرکب بنایا گیا ہے۔ بلکہ اس فعل مرکب کے افعال صرف اپنے جداگانہ معانی موضوعہ پر دلالت کریں تو اس کو فعل مرکب نہیں کہتے۔ اور اس تعریف سے ایسے کلمے یعنی ؛

پوجا کرنا۔ رکھوالی کرنا۔ غوطہ کھانا۔ ڈبکی لگانا۔ یقین کرنا۔ فعل مرکب کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس نے ٹھاکر جی کی پوجا کی۔ اس جملہ میں پوجا مضاف اور ٹھاکر جی مضاف الیہ یہ دونوں مفعول واقع ہوتے ہیں اور کی فعل اپنے اصلی معنوں میں علیحدہ ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے کھیت کی رکھوالی کی۔ میں رکھوالی اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول ہے۔ اس نے غوطہ کھایا۔ اسمیں غوطہ خود مفعول ہے اور کھایا فعل جداگانہ اپنے اصلی معنی میں ہے۔ اس نے ڈبکی لگائی اس میں بھی ڈبکی مفعول ہے۔ یا اس نے مجھ پہ یقین کیا۔ ان میں یقین مفعول ہے اور مجھ پہ جار و مجرور مل کر متعلق فعل کیا۔ اس لئے یہ کلمات ہرگز فعل مرکب نہیں ہیں جیسا کہ بعض قواعد نویسوں نے لکھا ہے۔ یہی حال ان مثالوں کا ہے۔ کہ وہ ضعیف ہو گیا۔ وہ مشہور ہے۔ ان دونوں مثالوں میں ہو گیا اور ہے افعال ناقص لازم ہیں۔ اور ضعیف اور مشہور خبر نہ یہ کہ ضعیف ہو گیا۔ یا مشہور ہے فعل مرکب ہیں ؛

تم چراغ روشن کرو۔ اس مثال میں لفظ روشن مفعول ثانی ہے۔ نہ کہ روشن کرنا۔ فعل مرکب۔ یہ ظاہر ہے کہ امثلہ مذکورہ بالا میں اگر ان صفات کی ترکیب افعال کوئی جدید معنی پیدا کرتی تو فعل مرکب کہلاتے ؛

اُردو میں بجائے فعل اصلی کے یا تو کوئی اسم عربی یا فارسی زبان کا لاتے ہیں۔ یا فارسی افعال مرکب کا ترجمہ کرتے وقت ابتدائی لفظ قائم رکھتے ہیں اور فعل الحاقی اردو کا فعل لاتے ہیں ان دونوں صورتوں کو ہم بیان کرتے ہیں ؛

(۱) یا تو بہ تتبع زبان فارسی۔ جو لفظ مصدر سے پہلے آکر فعل اصلی کا قایم مقام ہو اس کو بدستور رکھیں اور مصدر یا اس کے مشتق کا ترجمہ کر دیں جو بطریق فعل الحاقی ہو۔ جیسے۔

برآوردن سے برلانا۔ یا۔ بازآمدن سے بازآنا۔ یا۔ بازداشتن سے باز رکھنا۔ یا برآمدن سے برآنا۔ مثالیں:۔

خدا تمہاری مراد برلائے۔ وہ اپنی حرکت سے باز آیا۔ تم نے مجھے وہاں جانے سے باز رکھا۔ الٰہی یہ میری مراد برآئے۔

ان مثالوں میں۔ برلائے کے معنی ہیں پوری کرے۔ اور باز آیا کے معنی ہیں رکا یا رک گیا اور باز رکھا کے معنی ہیں روکا۔ یا روک لیا۔ اور برآئے کے معنی ہیں پوری ہو۔ چونکہ افعال اصلی کے معنوں سے اس ترکیب میں ایک جدت پیدا ہو گئی ہے اس لئے یہ افعال مرکب ہیں۔ الفاظ بر۔ اور۔ باز علیحدہ جزو کلام نہیں ہیں۔

(۲) کسی اسم کے بعد خواہ وہ کسی زبان کا ہو فعل الحاقی لائیں اور فعل مرکب بنالیں۔ جیسے۔ خیال کرنا۔ گمان کرنا۔ یاد کرنا۔ شروع کرنا۔ ختم کرنا۔ شمار کرنا۔

ان کی مثالیں۔ تو نے اسے دانشمند خیال کیا۔ میں نے اس کو صاحب علم گمان کیا میں نے تمہیں یاد کیا۔ میں نے سبق شروع کیا۔ میں نے کتاب ختم کی۔ میں نے گھوڑوں کو شمار کیا۔ ان مثالوں میں۔ خیال کیا۔ گمان کیا۔ یاد کیا۔ شروع کیا۔ ختم کی۔ شمار کیا۔ افعال مرکب ہیں۔

فائدہ۔ فعل مرکب کی شناخت اس طرح ہوگی۔ کہ جس جملہ میں ایسے افعال واقع ہوں جو مرکب یا شاید مرکب ہوں۔ ان میں تمیز کرنے کے لئے یہ خیال کرنا چاہیئے کہ آیا فقرہ یا جملہ میں جو ایسے افعال واقع ہوئے ہیں۔ ان میں وہ کلمہ جو فعل الحاقی سے پہلے ہے۔ آیا صرف ترکیب کا فائدہ دیتا ہے یعنی اس سے فعل الحاقی کے معنی میں فعل الحاقی کے معمولی معنی کے مقابل کوئی جدت یا لطافت یا نزاکت پیدا ہوتی ہے اور ایک معنی پر بعد ترکیب دونوں الفاظ دال ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کلمہ مرکب ہے۔ ورنہ نہیں۔ مرکب ہونے کی صورت میں پہلا لفظ ضرور ہے کہ ترکیب نحوی میں مفعول یا متعلق فعل یا خبر واقع ہو۔

متعلقات فعل

متعلق فعل ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو اسم و ضمیر کے سوا کسی فعل یا صفت یا خبر یا کسی دوسرے متعلق فعل کی وضاحت کرے۔ اور وہ کلمہ نہ تو کسی مرکب فعل کا جز لازمی ہو۔ اور نہ مفعول یا خبر ہو جیسے۔ وہ جلدی آیا۔ اس کا جی اور بھی چھوٹ گیا۔ گھوڑا سرپٹ دوڑا ان مثالوں میں الفاظ (جلدی) اور (اور بمعنی زیادہ) اور (سرپٹ) متعلق فعل ہیں۔ اس لئے کہ فعل کی وضاحت کرتے ہیں۔ وضاحت کی حیثیت سے متعلق فعل کی تیرہ ۱۳ قسمیں ہیں۔

(۱) **متعلق عام** یعنی ایسا کلمہ جو فعل کی حالت یا کیفیت کی وضاحت کرے۔

متعلق عام کے لئے اکثر اس قسم کے کلمات بولے جاتے ہیں۔ یعنی:

اچھا۔ برا۔ بہت۔ آہستہ۔ تیز۔ الٹا۔ سیدھا۔ ٹھیک۔ برابر۔ پیہم۔ لگاتار۔ کم۔ زیادہ تیزی۔ جلد۔ سرپٹ۔ صحیح۔ جلدی۔ خوب۔ بجا۔ درست۔ اور (بمعنی زیادہ) سوا۔ سہج ضرور۔ ضرور۔ بالضرور۔ ہرگز۔ کبھی۔ زنہار۔ بھول کر۔ مطلق بالکل۔ اصلاً۔ کانوں کان۔ ہاتھوں ہاتھ۔ سراسر۔ سربسر۔ سراپا۔ سرتاپا۔ ہوبہو۔ بعینہ۔ این بین (اقتباس الفاظ عجم) لے دے۔ لے دے کے۔ لے دے کر کے۔ اور زیادہ۔ کا۔ سک۔ کی۔ کیت۔ کتنا۔ کہیں وغیرہ

استعمال متعلق عام۔ تم نے یہ کام اچھا کیا۔ اس نے یہ بات بری کہی۔ وہ مجھے بہت پسند۔ وہ آہستہ چلا۔ میں تیز دوڑا۔ وہ الٹا پھر گیا۔ وہ یہاں سے سیدھا گیا۔ تم نے یہ کام ٹھیک کیا۔ میں دو دن تک برابر چلا۔ وہ دو رات پیہم جاگا۔ مینہ لگاتار برستا رہا۔ تم نے کھانا کم کھایا اس نے پانی زیادہ پیا۔ وہ بہت تیزی سے بھاگا۔ وہ نہایت جلد آیا۔ اس نے گھوڑے کو سرپٹ دوڑایا۔ تم نے یہ بات صحیح کہی۔ اس نے جانے میں جلدی کی۔ تم نے وقت کے وقت خوب سوجھی۔ تم نے یہ بات بجا کہی۔ اس نے یہ لفظ درست لکھا۔ تم اسے اور دو۔ رات اس سوا پڑھی۔ وہ سہج سہج آیا۔ وہ ضرور گیا ہوگا۔ میں کل ضرور یا بالضرور جاؤں گا۔ وہ ہرگز نہیں آیا۔ اس نے

اسے کبھی نہیں دیکھا۔ تم زنہار وہاں مت جانا۔ یہ بات کبھی بھول کر بھی نہ کہنا۔ اس نے
مجھے مطلق خبر نہیں کی۔ مجھے بالکل اطلاع نہیں ہوئی۔ اس بات کی تو کانوں کان کسی کو خبر نہ
ہوئی۔ وہ میرا سامان ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر لے گئے۔ اس نے سراسر غلط خبر دی۔ مجھے اصلاً خبر نہیں
ہوئی۔ اس نے سر پیر چھوڑ کے بولا۔ وہ سر تا پا مکار ہے۔ وہ سراپا غلط لگا رہا ہے۔ یہ قلمدان تو
ہو بہو۔ یا۔ بعینہ۔ یا۔ عین بعین میرے قلمدان جیسا ہے۔ اس نے بڑی لے دے کی۔ میں بڑی
لے دے کے بعد وہاں سے نکلا۔ میں لے دے کر کے جا ہی گھسا۔ تم اور زیادہ جھکو۔ تم اور زیادہ
پڑھو۔ الفاظ۔ کا۔ کے۔ کی مختلف معانی میں متعلق فعل ہوتے ہیں ÷

(۱) تمام اور کل کے معنی ہیں جیسے آوے کا آوا بگڑ گیا۔ ڈھیر کے ڈھیر اکھڑ گئے۔ سب کے سب
لوٹ آئے۔ گٹھڑی کی گٹھڑی غائب ہو گئی ÷

(۲) کثرت اور بہتات کے معنی ہیں جیسے۔ لوگ گروہ کے گروہ آ رہے ہیں۔ قطاریں کی
قطاریں ہرنوں کی کھڑی تھیں۔ آٹے کا ڈھیر کا ڈھیر بہ گیا۔ دور کیوں جاتے ہو پاس
کے پاس ہو آؤ ÷

(۳) بالکل اور مطلق کے معنوں ہیں۔ جیسے۔ وہ جاہل کا جاہل رہا۔ تو بیوقوف کی بیوقوف
رہی۔ تم بیل کے بیل رہے ÷

(۴) قلت اور کم کے معنی ہیں جیسے تم گھڑی کی گھڑی ٹھہر جاؤ۔ بات کی بات میں یہیں آیا
پل کے پل صبر کرو۔ لفظ (کا) ان معنوں میں مستعمل نہیں ÷

(۵) تنگی وقت کے معنوں ہیں۔ الفاظ (وقت) یا (دن) کے ساتھ۔ جیسے۔ وقت کے وقت
آنے سے کیا فائدہ ہو گا ÷

(۶) عین وقت کے معنوں میں جیسے میں وقت کے وقت پہنچ گیا۔ خیر تم دن کے دن آ گئے

(۷) لفظ (ہر) کے معنوں ہیں جیسے میں اس کو مہینے کے مہینے تنخواہ دیتا ہوں۔ وہ برس کے
برس یہاں آتے ہیں ÷

(۸) کبھی خوف اور اندیشہ ظاہر کرنے کے لئے ان کلمات کو برت لیتے ہیں جیسے۔ جلدی نکلو یہ مکان تو گرا کا گرا ہے۔ بچ جاؤ یہ دیوار تو گری کی گری ہے ؂

کلمات کیسے۔ کتنا۔ کہیں۔ استفہام کے لئے آتے ہیں۔ مگر اردو میں علاوہ استفہام کے اور معنوں میں متعلق فعل ہوتے ہیں ؂

مثلاً۔ کثرت اور زیادتی کے معنی میں جیسے اس کی کیسی دھول اڑی یعنی بہت دھول اڑی۔ دیکھو یہ کیسا اڑیل ہے یعنی بہت اڑیل ہے۔ کیوں میں نے اسے کیسی کوری کوری سنائیں یعنی بہت کوری کوری سنائیں۔ کتنا شریر لڑکا ہے یعنی بہت شریر ہے۔ کتنی ذہین لڑکی ہے یعنی بہت ذہین ہے۔ کتنے اونچے درخت ہیں یعنی بہت اونچے ہیں۔ یہ اس سے کہیں بڑا ہے یعنی بہت بڑا ہے۔ یہ اس سے کہیں لمبی ہے یعنی بہت لمبی ہے ؂

(۲) متعلق زمانی۔ ایسا کلمہ جو وقت اور زمانہ پر دلالت کرے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ کلمات جو وقت معین کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے۔ صبح۔ شام۔ رات۔ دن۔ ہفتہ۔ برس۔ گھڑی۔ پل۔ گھنٹہ۔ منٹ۔ آج۔ کل۔ دوپہر۔ دن بھر۔ رات بھر۔ سویرے۔ پرسوں۔ ہفتہ۔ صدی۔ رات کی رات۔ گھڑی کی گھڑی۔ وغیرہ ؂

مثالیں۔ وہ صبح چلا گیا۔ میں شام کو جاؤں گا۔ وہ رات کو رہا۔ وہ دن میں گیا۔ وہ اگلے مہینہ میں آئے گا۔ میں ایک برس میں آیا ہوں۔ وہ میرے پاس ایک گھڑی ٹھہرا۔ ایک پل میں مجھے آیا سمجھو۔ میں وہاں ایک گھنٹہ بیٹھا رہا۔ زیادہ سے زیادہ ایک منٹ کی دیر ہوئی۔ وہ آج جائے گا۔ تم کل جانا۔ اس نے دوپہر کو یہاں آرام کیا۔ وہ دن بھر پڑھتا رہا۔ میں رات بھر جاگا کیا۔ وہ سویرے چل دیا۔ وہ پرسوں آئے گا۔ ہفتہ وہاں ایک ہفتہ لگے گا۔ ان باتوں کو تو ایک صدی گذر گئی۔ وہ رات کی رات ٹھہرا۔ وہ گھڑی کی گھڑی بیٹھا ؂

(۲) وہ کلمات جو وقت غیر معین کے لئے برتے جاتے ہیں جیسے۔ ہمیشہ۔ سدا۔ نت۔ اب۔ جب۔ آئے دن۔ شب و روز۔ رات دن۔ صبح و شام۔ زمانہ۔ وقت۔ کبھی۔ کب۔ ابھی۔ پھر

نوٹ۔ زمانہ معین کے الفاظ کے ساتھ لفظ (کو) یا (میں) بکسرہ میم۔ اکثر آتے ہیں اور زمانہ غیر معین کے ساتھ کم ؂

بعد۔ پہلے۔ پیچھے۔ پیشتر۔ آگے۔ فوراً۔ جھٹ پٹ۔ آخر۔ بارہا۔ یکایک۔ دفعتہً۔ اچانک۔ ناگہاں۔ نت نت۔ جم جم۔ اکثر۔ ابتک۔ جب تک۔ کب تک۔ وغیرہ*

مثالیں۔ تم ہمیشہ خط لکھتے رہو۔ وہ تو سدا روٹھا رہتا ہے۔ اس کی باتیں تو نت نئی ہوتی ہیں۔ وہ اب آتا ہے۔ تمھارا جب جی چاہے جاؤ۔ یہاں تو آئے دن مصیبت رہتی ہے۔ وہ شب و روز پڑھنے میں مصروف ہے۔ وہ رات دن کام کرتا ہے۔ صبح و شام اس کا یہی دھندا ہے۔ اسکو لئے ہوئے ایک زمانہ گذر گیا۔ اپنے آنے کا وقت بتاؤ۔ تم تو کبھی نہیں آتے۔ آپ کب آئے ہو۔ یہ تو ابھی آیا ہے۔ تم پھر آنا۔ میں تمھارے بعد پہنچا۔ وہ پہلے چلے گئے۔ تم پیچھے گئے وہ پیشتر ہی چلا گیا۔ تم آگے چلو۔ تم فوراً جاؤ۔ تم جھٹ پٹ تیار ہو جاؤ۔ وہ انتظار کرتا رہا آخر چلا گیا۔ میں بارہا تم سے ملا۔ وہ یکایک آگیا۔ وہ دفعتہً گر پڑا۔ وہ اچانک چونک پڑا۔ وہ ناگہاں پھر گیا۔ تم نت نت آؤ۔ تم جم جم جاؤ۔ میں تمھارے پاس اکثر آتا ہوں۔ وہ ابتک نہیں آیا۔ تم جب تک ارادہ کروگے میں پہنچ جاؤں گا۔ تمھارا جانے کا ارادہ کب تک ہے۔ تم ابتک نہیں گئے۔ وغیرہ*

کبھی زمانہ معین کے دو کلمہ خواہ مختلف ہوں یا متفق یکے بعد دیگرے لاتے ہیں اور غیر معین زمانہ لیتے ہیں جیسے۔ رات دن یہی کام ہے۔ گھڑی گھڑی کی خیر مناتا ہوں پل پل گزارنا مشکل ہے*

(۲) **متعلق مکانی۔** ایسا کلمہ جو جگہ یا سمت یا طرف پر دلالت کرے جیسے*

یہاں۔ وہاں۔ وہیں۔ یہیں۔ آگے۔ پیچھے۔ اوپر۔ نیچے۔ تلے۔ سامنے۔ ورے۔ پرے۔ دور۔ پاس۔ گرد۔ (بکسرۂ گاف) ارد گرد۔ اندر۔ باہر۔ ادہر۔ اُدہر۔ اس طرف۔ اُس طرف اِس جانب۔ اُس جانب۔ اِس سمت۔ اُس سمت۔ کو[۱] وغیرہ*

---

[۱] یہ کو بمعنی طرف ہے جیسے وہ دہلی کو گیا یعنی دہلی کی طرف گیا چونکہ گیا فعل لازم ہے۔ اسلئے کو علامت مفعول نہیں کیونکہ فعل لازم کا مفعول اردو زبان میں نہیں آتا۔ یہاں وہ فاعل ہے اور گیا فعل لازم اور دہلی کو متعلق فعل منہ۔

مثالیں۔ تم یہاں آؤ۔ میں وہاں جاتا ہوں۔ تم وہیں رہ گئے۔ تم یہیں ٹھہرو۔ تم آگے چلو۔ میں پیچھے آتا ہوں۔ وہ اوپر گیا ہے۔ تم نیچے آؤ۔ اسکے پیر تلے کی نکل گئی۔ میرے سامنے آؤ۔ تم ورے آؤ۔ تم پرے جاؤ۔ پلنگ کے گرد مت پھرو۔ میں اس کے ارد گرد دیکھ آیا ہوں۔ تم اندر مت جانا۔ تم باہر آؤ۔ وہ ادہر گیا ہے۔ تم اُدہر جاؤ۔ تم اِس طرف بیٹھو۔ وہ اُس طرف بیٹھیں۔ اس کا دروازہ اس جانب ہو۔ اس کے اُس جانب راستہ نہیں۔ اس کا گھراؤ اس سمت زیادہ ہے۔ اُس سمت کم ہے۔ تم کلکتہ کو جاؤ۔

(۴) **متعلق عددی**۔ ایسا کلمہ جس سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی تعداد معین یا غیر معین ظاہر کیجائے۔ ان کے لئے جدا جدا الفاظ ہیں جیسے۔

(۱) متعلق عددی معین۔ ایک ایک۔ دو دو۔ چار چار۔ دس دس وغیرہ۔ ایک بار۔ دو مرتبہ۔ تین دفعہ وغیرہ۔ یعنی اعداد کی تکرار۔ یا عدد کے تمام بعد۔ مرتبہ۔ یا دفعہ۔ یا بار۔ کا لفظ بڑھا دینا۔ ہر عدد کے ساتھ یہ عمل ہو سکتا ہے۔ جیسے۔ ایک ایک سے پوچھ لیا۔ تم دو دو بیٹھو۔ تین تین جاؤ۔ چار چار آؤ۔ وغیرہ یا میں دس بار گیا۔ میں بیس مرتبہ آیا۔ میں ان سے دو مرتبہ ملا۔ میرے پانچ پھیرے ہو چکے۔ یہ بات تین دفعہ پہلے کہہ چکا ہوں وغیرہ۔ اعداد معین میں سے دہائیوں یا سیکڑوں کی یا ان کے اضعاف کی جمع کو کثرت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جیسے بیسیوں آئے۔ سیکڑوں گئے۔ ہزاروں مرے۔ لاکھوں پیدا ہوئے اور عدد ایک کی تکرار سے تمام اور کل کے معنی لیتے ہیں۔ جیسے۔ ایک ایک سے ملو۔ میں ایک ایک سے سمجھوں گا۔ میں نے ایک ایک سے پوچھ لیا۔ وغیرہ۔

(۲) متعلق عددی غیر معین۔ کئی بار۔ کئی مرتبہ۔ کئی دفعہ۔ کتنی ہی بار۔ کتنی ہی دفعہ۔ کتنی ہی مرتبہ۔ وغیرہ۔ لفظ کتنی بغیر لفظ (ہی) کے استفہام کے لئے آتا ہے۔ اور لفظ ہی کے ساتھ عدد غیر معین کے لئے۔ جیسے میں کئی بار جا چکا ہوں۔ میں کتنی ہی دفعہ آیا۔ وہ کئی مرتبہ آئے۔ میں کتنی ہی مرتبہ گیا۔ وہ کئی دفعہ پوچھ چکے۔ انھوں نے کتنی ہی بار دریافت کیا وغیرہ۔

(۵) متعلق مقداری - ایسا کلمہ جو مقدار غیر معین ظاہر کرے - اس کے لئے اردو میں حسب ذیل الفاظ برتے جاتے ہیں یعنی - اتنا - ذرہ سا - قریب قریب - بالکل - سارا بہت - بہت سارا - نہایت (یعنی بہت) اتنا سا - اس قدر کس قدر - کچھ - کچھ کچھ - تھوڑا تھوڑا سا - وغیرہ +

مثالیں - اتنا نمک کیوں ڈالا - یہ تو ذرہ سا پانی ہے - تم تو ذرہ ذرہ سا دیتے ہو - ذرا ہی مصری رکھی - ذرہ سے چنے کھتا لاؤ - جتنے آم تم لائے ہو میں بھی قریب قریب اتنے ہی لایا ہوں - اس میں پورا بالکل نہیں - تم سارا دودھ پی گئے - تم نے ساری کھیر کھالی میں نے سارے آم چوس لئے - اس میں مٹھاس بہت ڈالدی - اس میں قند بہت سارا گھول دیا - اس میں بہت ساری سیاہی ہے - اس میں بہت سارے لڈو رکھے ہیں - وہ نہایت پیاسا تھا - اس قدر آٹا کیوں لائے - کس قدر بھوسی نکلی ہے - اس مٹھائی میں سے کچھ مجھے بھی دینا - کچھ کچھ گیہوں ڈھوئے ہیں سرکے پاس سرکہ تھوڑا رہ گیا ہے تھوڑا سا شربت پلانا تھوڑی سے روٹی لے آؤ - تھوڑی سے انگور بھی خرید لو - اتنا سا سبق پڑھایا - تم نے اب تک اتنی سی کتاب پڑھی - اتنے سے ٹکڑوں کو کیا کروں گا +

(۶) متعلق سببی - ایسا کلمہ جو سبب یا علت کے لئے بولا جائے جیسے - لئے - مارے - واسطے کیسے - کس لئے + یہ کلمات کسی اسم یا ضمیر کے ساتھ ملا کر بولے جاتے ہیں جیسے - یہ تمھارے لئے لایا ہوں میں نے تمھارے مارے ان سے لگاڑ لی - اس نے تمھارے واسطے یہ سب کوشش کی - آپ کا کیسے آنا ہوا - آپ کس لئے تشریف لائے +

اور لہذا - چنانچہ - چونکہ بھی ان معنوں میں برتے جاتے ہیں - جیسے - انھوں نے مجھے بلایا ہے لہذا میں جاتا ہوں - آپ نے مجھ سے کپڑا لانے کی نسبت ارشاد فرمایا تھا چنانچہ میں لے آیا ہوں - چونکہ وہ نہیں ملے اس لئے میں پیغام نہیں پہنچا سکا چونکہ تم نے کہا تھا میں نے ان کو خبر کردی +

(۷) متعلق ایجابی - ایسا کلمہ جو ندا کے یا کسی اور بات مان لینے کے لئے بطور جواب بولا جائے

جیسے۔ ہاں۔ جی۔ جی ہاں۔ ہاں جی۔ خیر اچھا۔ اچھا جی۔ بہت اچھا۔ خوب۔ بہت خوب۔ بھلا جی اچھا۔ ٹھیک۔ بہت ٹھیک۔ واقعی۔ درست۔ بہت درست۔ بجا۔ بالکل بجا۔ صحیح۔ بالکل صحیح۔ اور۔ وغیرہ

مثالیں۔ ہاں میں جاؤں گا۔ جی حاضر ہوا۔ جی ہاں وہ چلا گیا۔ ہاں جی آتا ہوں۔ خیر اس کو جانے دو۔ اچھا پھر چلے جانا۔ اچھا جی سن لیا۔ بہت اچھا جا رہا ہوں۔ جی اچھا۔ کہدوں گا۔ خوب صاحب پھر دیکھا جائے گا۔ بہت خوب ایسا ہی کیا جائے گا۔ بھلا آتا ہوں۔ ٹھیک یہی جواب دینا تھا۔ بہت ٹھیک یہی بات کہنے کی تھی۔ واقعی آپ کا فرمانا درست تھا۔ درست فرمایا۔ بہت درست کہا۔ بجا ایسا ہی ہوگا۔ بالکل بجا۔ اور کیا ہوسکتا تھا۔ صحیح ہے یہی طریقہ کامیابی ہے۔ بالکل صحیح اس کے سوا چارہ نہیں۔ لفظ (اور) بحالت نفی فعل ایجاب کے لئے آتا ہے۔ جیسے۔ وہ اور نہ آئے یعنی آئے گا۔ میں اور نہ کہوں یعنی کہوں گا +

(۸) متعلق انکاری۔ ایسے کلمات جو نفی کے لئے استعمال کئے جائیں +

ان میں سے الفاظ (نہ) (نہیں) (مت) کا ذکر تو نفی افعال کی بحث میں آچکا ہے ان کے سوا بے۔ بن۔ نا۔ پر۔ بلا۔ بغیر۔ بدون۔ کم۔ تھوڑا ہی۔ ان (یا الف مفتوح) صرف الف مفتوح۔ صرف کاف مضموم۔ صرف نون مکسور۔ صرف بائے مفتوحہ۔ اور۔ وغیرہ جیسے۔ وہ بے ملے چلا گیا۔ میں بن دیکھے کیا کہوں۔ تم نے یہ بات نا واجبی کہی۔ دیس چوری پردیس بھیک۔ بلا جائے یہ کام نہیں ہوگا۔ وہ بغیر پوچھے چلا گیا۔ دیکھو بدون خبر کئے نہ جانا۔ میں نے تو ایسے آدمی کم دیکھے ہیں۔ یہ بات میں نے تھوڑا ہی کہی تھی۔ ایسا تھوڑا ہی ہوسکتا تھا۔ لفظ کم اپنے اصلی معنوں میں بھی مثال مذکورہ میں سمجھا جا سکتا ہے مگر اکثر اس کا استعمال نفی کے لئے کرتے ہیں۔ اور لفظ تھوڑا۔ کے ساتھ جب لفظ ہی بلا فصل آئے گا تو اس کا استعمال نفی کے لئے ہی ہوگا +

وہ تو ان پڑھ ہے۔ تقدیر کا لکھا امٹ ہے۔ یہ بات نو تم نے کڈھب سنائی۔ وہ نہتا چور کے پیچھے بھاگا بڑا ہی نڈر ہے۔ بدیسی چیز مت لایا کرو +

اثبات فعل کی صورت میں لفظ (اور) نفی کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میں اور وہاں جاؤں یعنی نہ جاؤں گا۔ وہ اور میرا کام کرے یعنی نہ کرے گا۔ وہ اور یہاں آئے یعنی نہ آئے گا۔

(۹) **متعلق طور و طریقہ**۔ وہ کلمے جن سے کسی فعل کا طور اور طریقہ ظاہر کیا جائے۔ جیسے۔ یوں۔ اِس طرح۔ اُس طرح۔ ایسے بمعنی اس طرح۔ وغیرہ ۔

مثالیں۔ یوں مت کرو۔ یوں کرو۔ اس طرح پڑھا کرو۔ اُس طرح نہیں۔ اس طرح لکھنا چاہیے ایسے نہ چھپا تو ایسے چھپا تو۔ قلم ایسے نہ پکڑو ایسے پکڑو ۔

(۱۰) **متعلق تاکیدی**۔ وہ کلمات جو افعال کے اثبات یا نفی۔ یا دونوں کی تاکید یا تحقیق کے لئے بولے جائیں ۔

(۱) **صرف اثبات کی تاکید کے لئے**۔ لفظ (توسہی) اس لفظ کو نفی کی تاکید کے لئے نہیں بولتے۔ جیسے۔ آؤ توسہی۔ بیٹھو توسہی۔ چکھو توسہی۔ دیکھو توسہی۔ اٹھو توسہی وغیرہ۔

(۲) **صرف نفی کی تاکید کے لئے** کبھی۔ ہرگز۔ زنہار۔ یہ الفاظ اثبات کی تاکید کے لئے نہیں برتے جاتے۔ جیسے۔ ایسا کام کبھی نہ کرنا۔ اسے کبھی مت بلانا۔ تم اس کے پاس ہرگز نہ جانا۔ زنہار اس کا خیال نہ کرنا۔ ایسا خیال زنہار نہ کرنا۔ ان میں سے لفظ ہرگز کو تاکید کے لئے مکرر بھی لاتے ہیں۔ جیسے۔ ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ یا ہرگز ہرگز ان سے نہ ملنا۔ وغیرہ ۔

(۳) **نفی و اثبات دونوں کی تاکید کے لئے**۔ کلمات ذیل۔ ہاں۔ بیشک۔ البتہ واقعی۔ یقیناً۔ ہی۔ بھی۔ نہیں۔ دراصل۔ فی الحقیقت۔ حقیقت میں۔ درحقیقت۔ بے گمان لامحالہ۔ مقرر۔ ضرور۔ قطعاً۔ وغیرہ۔ نفی اور اثبات دونوں کی تاکید کے لئے برتے جاتے ہیں جیسے ہاں میں گیا۔ ہاں میں نہیں گیا۔ بیشک اس نے کہا۔ بیشک اس نے نہیں کہا۔ البتہ وہ اُن سے ملا۔ وہ اُن سے البتہ نہیں ملا۔ واقعی میں ان سے لڑا۔ واقعی میں ان سے نہیں لڑا۔ یقیناً وہ چلے گئے۔ یقیناً وہ نہیں گئے۔ وہاں تمھارا جانا ہی اچھا تھا۔ وہاں تمھارا جانا ہی اچھا نہ تھا۔ وہ کھا بھی چکے۔ وہ تو بیٹھ بھی نہیں سکے۔ نہیں میں جاؤں گا۔ نہیں وہ نہیں

جانے کا۔ دراصل اس نے ایسا ہی کیا۔ دراصل میں نے یہ کام نہیں کیا۔ فی الحقیقت وہ میرے پاس آئے۔ فی الحقیقت وہ میرے پاس نہیں آئے۔ حقیقت میں وہ چلا گیا۔ حقیقت میں اس کا جانا نہیں ہوا۔ درحقیقت اس نے گالی دی۔ درحقیقت اُس نے گالی نہیں دی۔ بے گمان میں وہاں بیٹھتا۔ بے گماں میں وہاں نہیں بیٹھا۔ لامحالہ مجھے اُن سے ملنا تھا۔ لامحالہ میں اُن سے نہ مل سکا۔ میرے گھر وہ مقرر آئے۔ وہ میرے گھر مقرر نہیں گئے وہ ضرور آئیں گے۔ وہ ضرور نہیں آنے کے۔ قطعاً میں سفر کے لئے تیار ہوں۔ قطعاً میں نہ جاؤں گا۔ وغیرہ۔

ان میں سے الفاظ بے گمان۔ اور مقرر اگرچہ آج کل بالکل تو متروک نہیں مگر ان کا استعمال شاذو نادر ہوتا ہے۔

(۱۱) متعلق ظنی۔ وہ کلمے جو شک اور ظن کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ شاید۔ غالباً۔ ہو نہ ہو (بواو مجہول) ہوں نہوں (بواو مجہول) دیکھئے۔ دیکھو۔ دیکھیے۔ اس سفر میں شاید تم سے ملنا ہو۔ غالباً میں کل شام کو روانہ ہوں گا۔ ہو نہ ہو کوئی آدمی ضرور آیا ہوں نہوں وہ تمھارے بھائی تھے۔ دیکھئے کل وہ جاتے بھی ہیں دیکھو ان سے مل نا ہو یا نہ ہو۔

(۱۲) متعلق استفہامی۔ وہ کلمات جو سوال یا دریافت کے لئے بولے جاتے ہیں۔ یہ کلمات۔ اکثر آٹھ قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) دریافت زمانہ کے لئے۔ کب۔ کس وقت۔ جیسے تم کب آئے۔ وہ کس وقت گئے۔

(۲) دریافت مکان کے لئے۔ کہاں۔ کہیں۔ کس جگہ۔ کسی جگہ۔ جیسے۔ تم کہاں گئے تھے مجھے کہیں جانا ہے۔ میں کہیں نہیں گیا۔ تم کس جگہ ٹھہرو گے۔ ان کا پتہ کسی جگہ نہ ملا۔

لفظ کہیں کبھی خوف اور اندیشہ کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ میاں چپکے ہو کہیں سنتے نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ آ جائے۔ ادھر سرک آئیے کہیں وہ دیکھتے نہ ہوں۔

(۳) دریافت سمت کے لئے۔ کدہر۔ کس طرف +

جیسے۔ کدھر کا ارادہ کیا۔ کس طرف جارہے ہو +

(۴) تعداد و مقدار کی دریافت کے لئے۔ کتنا۔ کتنی۔ کتنے۔ کس قدر +

جیسے۔ کتنے روپئے لوگے۔ کتنی اشرفیاں چاہئیں۔ کتنا روپیہ جمع کرلیا۔ کس قدر اینٹیں خریدنی ہیں۔ یا۔ کتنا گھی لاؤں۔ کتنے امرود خریدوگے کتنی مچھلیاں لیتا آؤں کس قدر آٹا درکار ہے +

(۵) دریافت حالت یا صفت کے لئے۔ کیسا۔ کیسے۔ کیسی +

آپ کا مزاج کیسا ہے۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ کے گرمی دانے اب کیسے ہیں۔ آپ کی پھنسیاں کیسی ہیں۔ یا۔ یہ انار کیسا ہے۔ یہ بڑھل کیسی ہے۔ یہ آم کیسے ہیں۔ یہ کھرنیاں کیسی ہیں

(۶) دریافت طور اور طریقہ کے لئے۔ کیونکر۔ کس طرح۔ کیسے +

جیسے۔ آپ کیونکر آئے آپ کا تشریف لانا کس طرح ہوا۔ آپ کیسے آئے۔ آپ کیسے آئیں اب میں کیسے کروں میں کیسے جاؤں۔ بصورت تکرار (کیسے) کا لفظ قسم قسم کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے۔ کیسے کیسے لوگ چل بسے۔ کیسے کیسے جانور دیکھے۔ کیسے کیسے ملک راستہ میں آئے

اسی لفظ سے تعجب کے اور عجیب عجیب کے معنی بھی انہیں مثالوں سے لئے جاسکتے ہیں +

(۷) دریافت سبب یا علت کے لئے۔ کیوں۔ کاہے کو۔ کس واسطے۔ کس لئے کیسے کیا (بمعنی کیوں) وغیرہ +

تم نے اسے کیوں مارا۔ تم کاہے کو اس سے لڑنے لگے۔ تم کس واسطے حکیم جی کے پاس گئے تم کس لئے دہلی جارہے ہو۔ تم نے کیسے اس طرف کا رخ کیا۔ اب تو قحط ہوگیا پھر گھبرائیں کیا جو مصیبت آنی تھی آگئی اب کیا گھبرائیں گے۔ جب تم ہی چپ ہوگئے تو ہم کیا بولتے +

(۸) دریافت خبر یا مضمون جملہ کے لئے۔ کیا۔ آیا +

جیسے تم کیا کررہے ہو۔ آیا آپنے بھی کسی سے سنا +

لفظ (کہیں) کے استعمال سے بعض جگہ فعل مثبت یعنی فعل منفی ہو جاتا ہے۔ جیسے کہیں ایسا ہو سکتا یعنی نہیں ہو سکتا۔ کیا اب وہ کہیں جا سکتا ہے یعنی نہیں جا سکتا۔

اور لفظ کیوں بعض جگہ تو فعل مثبت کو منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے۔ یہ کام کیوں ہونے لگا۔ یعنی نہیں ہونے کا۔ یا میں وہاں کیوں جاؤں یعنی نہیں جانا۔

اور بعض فعل منفی کو مثبت کے معنوں میں کر دیتا ہے۔ جیسے۔ یہ کام کیوں نہ ہوگا یعنی ہوگا۔ میں وہاں کیوں نہ جاؤں گا۔ یعنی جاؤں گا +

(۱۴۷) **دیگر کلمات متعلق افعال**۔ جن کلمات کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں ان میں ایسے کلمے بھی ہیں جو فی نفسہ مکرر بولے جاتے ہیں۔ اور ایسے بھی جو مختلف دو کلموں سے ترکیب پاتے ہیں۔ اور متعلق فعل ہوتے ہیں +

(۱) فی نفسہ مکرر۔ کہیں کہیں۔ کب کب۔ جہاں جہاں۔ کہاں کہاں۔ کہیں نہ کہیں۔ کبھی نہ کبھی۔ باہر باہر۔ اندر اندر۔ رفتہ رفتہ۔ خوشی خوشی۔ آہستہ آہستہ۔ سچ سچ۔ جلد جلد۔ جلدی جلدی گھڑی گھڑی۔ پل پل۔ روز روز۔ پاس پاس۔ الگ الگ۔ جدا جدا۔ پرے پرے۔ نیچے نیچے آگے آگے۔ پیچھے پیچھے۔ ویسے ویسے۔ اوپر اوپر۔ وغیرہ +

(۲) **کلمات مرکب**۔ جب کبھی۔ جہاں کہیں۔ کب تک۔ جب تک۔ اندر باہر۔ باہر اندر۔ اِدھر اُدھر۔ آئے دن۔ دھوم دھام۔ آس پاس۔ الگ تھلگ۔ وغیرہ +

اور اکثر عربی کے مرکب الفاظ اور بعض فارسی کے جو اردو میں آتے ہیں۔ وہ بھی متعلق فعل ہوتے ہیں جیسے۔ کما حقہ۔ حتی الامکان۔ حتی المقدور۔ حتی الوسع۔ کما ینبغی۔ من وعن۔ حاصل کلام۔ آخر الامر۔ القصہ۔ الغرض۔ انجام کار۔ وغیرہ +

بعض الفاظ کے ساتھ سے یا تک یا میں۔ یا پر۔ زیادہ کرکے متعلق فعل بناتے ہیں جیسے۔ زور سے۔ خوشی سے۔ بات سے۔ کام سے۔ دور سے۔ پھرتی سے۔ جلدی سے۔ کل تک۔ دوپہر تک۔ شام تک۔ صبح تک۔ رات تک۔ پرسوں تک۔ برسوں تک۔ کام میں۔ آرام میں۔

گھر میں غم میں۔ فکر میں خوشی میں۔ سوچ میں۔ غور میں۔ تردد میں۔ جوش میں غصہ میں۔ شوق میں۔ رستہ میں۔ باغ میں محفل میں۔ جلسہ میں۔ دل پر۔ کوٹھے پر۔ راہ پر۔ سر پر۔ آنکھوں پر۔ کان پر۔ جان پر۔ مکان پر۔ گھر پر۔ درخت پر۔

فارسی اور عربی الفاظ پر۔ زبر والی بے شروع میں زیادہ کرکے متعلق فعل کر لیتے ہیں جیسے بخوشی۔ بدل۔ بخوبی۔ بغم۔ بفکر۔ بشوق۔ بسر۔ بچشم۔ بسر و چشم۔ بچشم و سر۔ بجان بدل و جان۔ بجان و دل۔

بعض اسموں پر لفظ (وار) زیادہ کرکے متعلق فعل کا کام لیتے ہیں جیسے۔

ہفتہ وار۔ ماہوار۔ سال وار۔ شاہ وار۔ فرقہ وار۔ گروہ وار۔ نمبروار۔ وغیرہ۔

بعض اسماے عام پر حروف۔ واؤ۔ و نون غنہ۔ زیادہ کرکے متعلق فعل لاتے ہیں جیسے۔ انگلوں۔ بالشتوں۔ گھٹنیوں۔ بلیوں۔ گزوں۔ کوسوں۔ میلوں۔ لاٹھیوں۔ بانسوں۔ ہزار اور لاکھ وغیرہ بھی بمعنی کثرت متعلق فعل ہوتے ہیں۔

افعال کی تکرار سے بھی متعلق فعل کا کام لیا جاتا ہے۔

ایسا فعل جس سے حالت یا کیفیت ظاہر کی جائے متعلق فعل ہوتا ہے۔

اسی ترتیب سے۔ ان کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ وہ خوشی خوشی آیا۔ وہ کہیں کہیں گیا۔ وہ سہج سہج چلا۔ وہ جلدی جلدی آیا۔ یا۔

تم کب تک آؤ گے۔ تم جب کبھی جاؤ مجھے بھی لے چلنا۔ وہ اندر باہر گیا۔ وہ باہر اندر پھرا (یا) القصہ میں وہاں سے چلا۔ انجام کار تمھارے پاس آیا۔ حتی المقدور میں نے کوشش کی (یا) میں خوشی سے آیا ہوں۔ وہ گھر میں بیٹھا ہے۔ وہ باغ تک گیا تھا۔ وہ کوٹھے پر بیٹھا ہے۔ یا۔ میں بسر و چشم یہ کام کر دوں گا۔ میں بخوشی حاضر ہوتا ہوں۔ میں بجان و دل آپ کا حکم مانوں گا۔ (یا) وہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ وہ ہفتہ وار دورہ کو جاتا ہے۔

(یا) وہ گھٹنیوں چلا۔ پانی بانسوں چڑھ آیا۔ وہ کالے کوسوں چلا گیا۔

یا۔ میں نے اسکو ہزار کہا میں نے اسکو لاکھ سمجھایا +

یا۔ وہ بیٹھا بیٹھا چیختا رہا۔ وہ روتا روتا چلا گیا۔ اس نے تڑپ تڑپ کر جان دی +

یا۔ وہ بلبلا کر رو دیا۔ وہ تلملاتا پھرا۔ وہ بلکتا رہا۔ وہ للکتا رہا +

نوعیّت فعل

فعل کی نوعیت بتانے میں ذیل کی باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے +

(۱) فعل کی قسم یعنی فعل لازم تام ہے یا لازم ناقص۔ یا متعدی خواہ کسی قسم کا متعدی ہو۔ مثبت ہے یا منفی۔ مفرد ہے یا مرکب۔ یا شبہ فعل ہے اور فعل اصلی ہے یا الحاقی۔ یا تابع +

(۲) فعل کا غائب یا حاضر یا متکلم ہونا +

(۳) فعل کا واحد یا جمع ہونا +

(۴) فعل کا کسی قسم کی ماضی یا کسی قسم کا حال یا مستقبل۔ یا مضارع۔ یا امر۔ یا مصدر ہونا +

(۵) فعل کا معروف یا مجہول وضعی یا مجہول معنوی ہونا +

(۶) فعل کا مذکر یا مؤنث ہونا +

(۷) فعل کا متعلق فعل کی قسموں میں سے کسی قسم کا ہونا اور اُس کا تعلق کسی دوسرے فعل متعلق یا شبہ فعل یا صفت کے ساتھ ہونا +

اب ہم نوعیت بیان کرنے کی چند مثالیں لکھتے ہیں +

(۱) مجھے معاف کرنا کہ میرا آنا نہیں ہوا۔

(۱) کرنا مصدر۔ متعدی مثبت معروف۔ مذکر +

(۲) آنا۔ مصدر۔ لازم تام۔ مثبت معروف۔ مذکر +

(۳) نہیں ہوا۔ لازم ناقص منفی۔ صیغہ ماضی مطلق واحد مذکر۔ حاضر +

(۴) تم انھیں پہلے سبق پڑھا دینا پھر ساتھ لے جانا +

(۱) پہلے متعلق عام متعلق فعل پڑھا دینا۔

(۲) پڑھا دینا۔ مصدر مرکب متعدی مثبت معروف۔ مذکر۔

(۳) پھر متعلق زمانی غیر معین۔ اور ساتھ متعلق عام متعلق فعل لے جانا کے۔

(۴) لیجانا۔ مصدر مرکب متعدی۔ معروف۔ مثبت۔ مذکر۔

(۳) اس کے جانے پر تم آئے۔

(۱) جانے پر۔ مصدر لازم مثبت معروف مذکر۔ حالت مجروری میں۔

(۲) آئے۔ مضارع لازم تام مثبت معروف۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔

(۴) تمھیں ایسی سستی کرنی زیبا نہیں تھی۔

(۱) کرنی۔ مصدر متعدی مثبت معروف۔ معمول ہے اپنے اسم سستی کا۔ مؤنث۔

(۲) زیبا متعلق عام فعل نہیں تھی کا۔

(۳) نہیں تھی فعل منفی معروف۔ لازم ناقص۔ واحد مونث۔

(۵) میں رات آیا تھا۔ اب کھانا کھایا۔ اور تمھارے پاس چلا آیا۔

(۱) رات متعلق زمانی متعلق فعل آیا تھا کے۔

(۲) آیا تھا۔ فعل لازم تام مثبت معروف صیغہ واحد مذکر متکلم ماضی بعید۔

(۳) اب متعلق زمانی فعل کھایا کا۔

(۴) کھایا۔ فعل متعدی مثبت معروف صیغہ واحد مذکر متکلم۔ ماضی مطلق۔

(۵) پاس متعلق مکانی متعلق فعل چلا آیا کے۔

(۶) چلا آیا۔ فعل مرکب لازم تام۔ صیغہ واحد مذکر متکلم۔ ماضی مطلق مثبت معروف۔

(۶) تم بہت سوئے۔ اٹھو منھ دھوؤ مدرسے جاؤ۔

(۱) بہت متعلق عام متعلق فعل سوئے کے۔

(۲) سوئے۔ فعل لازم مثبت معروف۔ ماضی مطلق صیغہ جمع مذکر حاضر۔

(۳) اٹھو۔ فعل لازم مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ جمع مذکر حاضر +

(۴) دھوؤ۔ فعل متعدی مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ جمع مذکر حاضر +

(۵) جاؤ۔ فعل لازم مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ جمع مذکر حاضر +

اس مثال میں جمع کے صیغے تعظیم کے لئے واحد کے واسطے استعمال کئے گئے ہیں +

(۷) کوئی آیا ہے اور تمہیں بلاتا ہے +

(۱) آیا ہے۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی قریب۔ صیغہ واحد مذکر غائب +

(۲) بلاتا ہے۔ فعل متعدی مثبت معروف۔ حال مطلق۔ صیغہ واحد مذکر غائب +

(۸) میں جب ادھر آتا تھا تمہارے گھر ہو جاتا تھا +

(۱) جب متعلق زمانی۔ ادھر متعلق مکانی۔ دونو متعلق فعل آتا تھا کے +

(۲) آتا تھا۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی استمراری۔ صیغہ واحد مذکر متکلم +

(۳) گھر متعلق مکانی متعلق فعل ہو جاتا تھا کے +

(۴) ہو جاتا تھا فعل لازم مثبت معروف مرکب۔ ماضی استمراری صیغہ واحد مذکر متکلم

(۹) وہ کیا اب تک بیٹھا ہے گیا ہو گا +

(۱) اب تک متعلق زمانی متعلق فعل بیٹھا ہے کے +

(۲) بیٹھا ہے۔ فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی قریب۔ صیغہ واحد مذکر غائب +

(۳) گیا ہو گا فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی احتمالی۔ صیغہ واحد مذکر غائب +

(۱۰) وہ اگر جاتا تو تجھ سے مل کر جاتا +

(۱) جاتا فعل لازم تام مثبت معروف۔ ماضی شرطی۔ صیغہ واحد مذکر غائب +

(۲) مل کر۔ فعل متعدی مثبت معروف۔ امر۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ حالت عطفی میں +

(۳) جاتا۔ فعل لازم تام مثبت معروف ماضی شرطی۔ صیغہ واحد مذکر غائب +

(۱۱) میں بلا آیا ہوں۔ وہ آتا ہو گا +

(۱) بلا آیا ہوں فعل متعدی مثبت معروف مرکب - ماضی قریب صیغہ واحد مذکر متکلم +

(۲) آتا ہوگا فعل لازم تام مثبت معروف - حال احتمالی صیغہ واحد مذکر غائب +

(۱۲) وہ آئے گا اور یہیں ٹھہرے گا +

(۱) آئے گا فعل لازم تام مثبت معروف مستقبل صیغہ واحد مذکر غائب +

(۲) یہیں متعلق مکانی متعلق فعل ٹھہریگا کے +

(۳) ٹھہریگا فعل لازم تام مثبت معروف مستقبل صیغہ واحد مذکر غائب +

(۱۳) وہ جہاں بھیجا گیا تھا - وہاں سے لوٹ آیا ہے +

(۱) جہاں متعلق مکانی متعلق فعل بھیجا گیا تھا کے +

(۲) بھیجا گیا تھا فعل متعدی مجہول ضمنی مرکب مثبت معروف - ماضی بعید صیغہ واحد مذکر غائب

(۳) وہاں متعلق مکانی مجرور سے کا متعلق فعل لوٹ آیا ہے کے +

(۴) لوٹ آیا ہے فعل لازم تام مرکب مثبت معروف - ماضی قریب صیغہ واحد مذکر غائب

(۱۴) آپ کے بھیجے ہوئے چاول آج کل کھائے جاتے ہوں گے +

(۱) بھیجے ہوئے شبہ فعل - حالیہ ماضی متعلق فعل کھائے جاتے ہوں گے کے +

(۲) آج کل متعلق زمانی متعلق فعل کھائے جاتے ہوں گے کے +

(۳) کھائے جاتے ہونگے فعل متعدی مجہول ضمنی مثبت معروف - ماضی احتمالی صیغہ جمع مذکر غائب +

(۱۵) جب میں گھر سے چلا ہوں تو باغ سے پال کے لئے آم لائے جاتے تھے +

(۱) گھر سے بحالت مجروری متعلق مکانی متعلق فعل چلا ہوں کے +

(۲) چلا ہوں فعل لازم تام مثبت معروف - ماضی قریب صیغہ واحد مذکر متکلم +

(۳) پال کے لئے بہ ترکیب اضافی متعلق سببی متعلق فعل لائے جاتے تھے کے +

(۴) لائے جاتے تھے فعل متعدی مجہول ضمنی مثبت معروف - ماضی استمراری صیغہ جمع مذکر غائب

(۱۶) نہ کھانا لایا جاتا ہے نہ کپڑے جانے دیا جاتا ہے ۔

(۱) نہ لایا جاتا ہے فعل متعدی مجہول وضعی منفی ۔ حال مطلق صیغہ واحد مذکر غائب ۔

(۲) نہ جانے دیا جاتا ہے فعل متعدی مجہول وضعی منفی ۔ مرکب حال مطلق صیغہ واحد مذکر غائب ۔

(۱۷) میرے میلے کپڑے نہ لائے جائیں گے نہ دھوبی کو دیئے جائیں گے ۔

(۱) نہ لائے جائیں گے فعل متعدی مجہول وضعی منفی مستقبل صیغہ جمع مذکر غائب ۔

(۲) نہ دیئے جائیں گے فعل متعدی مجہول وضعی منفی مستقبل صیغہ جمع مذکر غائب ۔

(۱۸) زید آج اتنا پٹا کہ پٹتے پٹتے بیہوش ہو گیا ۔

(۱) آج متعلق زمانی متعلق فعل پٹا کے ۔

(۲) اتنا متعلق مقداری متعلق فعل پٹا کے ۔

(۳) پٹا فعل متعدی مجہول معنوی مثبت ۔ ماضی مطلق صیغہ واحد مذکر غائب ۔

(۴) پٹتے پٹتے ۔ حالیہ ماضی مع بیہوش کے خبر ہے فعل لازم ناقص ہو گیا کی ۔

(۵) ہو گیا فعل لازم ناقص مثبت صیغہ واحد مذکر غائب ۔ ماضی مطلق ۔

(۱) کلماتِ ربط[۱]

یعنی ایسے کلمے جو اسم یا ضمیر کا تعلق اور کلموں سے ظاہر کریں ۔ مگر کلمات عطف اور کلمات تبعی ان سے مستثنیٰ ہیں جن کا بیان آگے آئے گا ۔

علامت فاعل ۔ فاعل کی علامتیں دو ہیں ۔ اکثر اور عام تو لفظ (نے) ہے اور بعض جگہ لفظ (سے) بھی علامت فاعل کے طریق پر بولتے ہیں ۔ ان کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) علامت نے ۔ فعل متعدی معروف کی ۔ ماضی مطلق ۔ ماضی قریب ۔ ماضی بعید ماضی احتمالی ۔ اور اس ماضی شرطی کے فاعل کے ساتھ (جس پر لفظ (ہوتا) بڑھایا

---

[۱] ۔ ربط کے معنی باندھنے کے ہیں ۔

گیا ہو) خواہ یہ مثبت ہوں یا منفی علامت نے لاتے ہیں۔ اور جس ماضی شرطی پر صرف لفظ (تا) بڑھا یا گیا ہو اس کے فاعل کے ساتھ علامت نے نہیں لاتے۔ جیسے:-

ماضی مطلق۔ اس نے کہا۔ اس نے نہیں کہا۔ انھوں نے کہا۔ انھوں نے نہیں کہا۔ تو نے کہا۔ تو نے نہیں کہا۔ تم نے کہا۔ تم نے نہیں کہا۔ میں نے کہا۔ میں نے نہیں کہا۔ ہم نے کہا۔ ہم نے نہیں کہا۔

ماضی قریب۔ اس نے کہا ہے۔ اس نے نہیں کہا ہے۔ انھوں نے کہا ہے۔ انھوں نے نہیں کہا ہے۔ تو نے کہا ہے۔ تو نے نہیں کہا ہے۔ تم نے کہا ہے۔ تم نے نہیں کہا ہے۔ میں نے کہا ہے۔ میں نے نہیں کہا ہے۔ ہم نے کہا ہے۔ ہم نے نہیں کہا ہے۔

چونکہ لفظ نہیں میں من وجہ (ہے) موجود ہے اس لیے سیاق کلام سے جب ماضی قریب کا پتہ مل سکے تو لفظ (ہے) کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ہم فعل منفی کی بحث میں لکھ آئے ہیں۔

ماضی بعید۔ اس نے پڑھا تھا۔ اس نے نہیں پڑھا تھا۔ انھوں نے پڑھا تھا۔ انھوں نے نہیں پڑھا تھا۔ تو نے پڑھا تھا۔ تو نے نہیں پڑھا تھا۔ تم نے پڑھا تھا۔ تم نے نہیں پڑھا تھا۔ میں نے پڑھا تھا۔ میں نے نہیں پڑھا تھا۔ ہم نے پڑھا تھا۔ ہم نے نہیں پڑھا تھا۔

ماضی احتمالی۔ اس نے کھایا ہو۔ یا کھایا ہو گا۔ اس نے نہ کھایا ہو۔ یا نہ کھایا ہو گا۔ انھوں نے کھایا ہو۔ یا کھایا ہو گا۔ انھوں نے نہ کھایا ہو۔ یا نہ کھایا ہو گا۔ تو نے کھایا ہو۔ یا کھایا ہو۔ تو نے نہ کھایا ہو یا نہ کھایا ہو گا۔ تم نے کھایا ہو۔ یا کھایا ہو گا۔ تم نے نہ کھایا ہو۔ یا نہ کھایا ہو گا۔ میں نے کھایا ہو۔ یا کھایا ہو گا۔ میں نے نہ کھایا ہو۔ یا نہ کھایا ہو گا۔ ہم نے کھایا ہو۔ یا کھایا ہو گا۔ ہم نے نہ کھایا ہو۔ یا نہ کھایا ہو گا۔

ماضی شرطی۔ اس نے دیکھا ہوتا۔ اس نے نہ دیکھا ہوتا۔ تو نے دیکھا ہوتا۔ تو نے نہ دیکھا ہوتا۔ انھوں نے دیکھا ہوتا۔ انھوں نے نہ دیکھا ہوتا۔ تم نے دیکھا ہوتا۔ تم نے نہ دیکھا ہوتا۔

میں نے دیکھا ہوتا۔ میں نے نہ دیکھا ہوتا۔ ہم نے دیکھا ہوتا۔ ہم نے نہ دیکھا ہوتا ÷

البتہ مصادر۔ لانا۔ بھولنا۔ بولنا۔ وغیرہ مصادر مفرد میں سے۔ اور شرمانا۔ بخشنا۔ لیجانا وغیرہ مصادر مرکب میں سے۔ ایسے ہیں کہ ان کے فاعل کے ساتھ باوجود متعدی معروف ہونے کے علامت فاعل نہیں بولی جاتی جیسے۔ وہ لایا۔ وہ لائے۔ تم بھولے۔ میں بھولا۔ وہ بولی۔ تم بولیں۔ میں شرمایا۔ تم شرمائیں۔ تو بخشا۔ ہم بخشے۔ وہ لیگئی۔ تم لے گئے۔ ہم لے گئیں۔ میں لے گیا۔ میں لے گئی۔ ہم لے گئے۔

لیکن مصدر بولنا کے ساتھ جب مفعول بھی بولا جائے۔ تو اگر مفعول کے ساتھ علامت مفعول نہ آئے۔ تو فاعل کے ساتھ علامت فاعل آئے گی۔ اور اگر مفعول کے ساتھ علامت مفعول لائیں تو فاعل کے ساتھ علامت نہیں لاتے جیسے ÷

اس نے جھوٹ بولا۔ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا تھا۔ اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ اس نے جھوٹ بولا ہو۔ اس نے جھوٹ بولا ہوتا۔ یا۔ وہ تم سے بولا۔ وہ اس سے بولا ہے۔ وہ اس سے بولا تھا۔ وہ اس سے بولا ہو۔ وہ اس سے بولا ہوگا۔ وہ اس سے بولا ہوتا۔

اور مصادر جیسے سمجھنا۔ پکارنا۔ سیکھنا۔ وغیرہ ایسے مصادر ہیں کہ مذکورہ بالا۔ ماضیوں کے صیغوں کے ساتھ علامت کا لانا۔ یا نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ جیسے۔ وہ سمجھا۔ اس نے سمجھا۔ وہ پکارے۔ انھوں نے پکارا۔ میں سیکھا۔ ہم نے سیکھا۔ وہ سمجھا ہے۔ اس نے سمجھا ہے۔ تم سیکھے تھے۔ تم نے سیکھا تھا۔ وہ پکارا ہو۔ اس نے پکارا ہو۔ تم پکارے ہوگئے۔ تم نے پکارا ہوگا۔ تم نے پکارا ہوتا۔ وہ پکارتا۔ ماضی شرطی جس پر لفظ (ہوتا) بڑھایا جاتا ہے اسکے ساتھ علامت فاعل آتی ہے اور جس کے بعد لفظ (تا) بڑھایا جاتا ہے اسکے فاعل کے ساتھ علامت فاعل نہیں بولی جاتی ÷

مرکب افعال میں جب فعل اصلی اور فعل الحاقی دونوں متعدی معروف ہوں تو فاعل کے ساتھ علامت نے آئے گی۔ جیسے اس نے روٹی کھالی۔ تم نے پانی پی لیا۔ اس نے روپیہ دیدیا

میں نے سبق پڑھ لیا۔ تم نے خط پھاڑ ڈالا۔ اس نے لاٹھی توڑ دی ٭

اور اگر فعل اصلی لازم ہو اور فعل الحاقی متعدی یا اسکے برعکس۔ تو اگر فعل مرکب کا تعلق صرف فاعل سے ہو تو علامت فاعل نہیں لاتے۔ جیسے۔ تم رو دیئے۔ وہ ہنس دیا۔ وہ چلدیا۔ تم سو گئے۔ وہ بھاگ دیا۔ وہ سونے لگا۔ وہ جاگنے لگا۔ (یا) وہ کھا چکا۔ تم پڑھ چکے۔ وہ سیکھ آیا۔ تم دیکھ گئے۔ وہ دیکھ آئی۔ وہ لکھ آیا۔ وہ سیکھ گیا ٭

اور اگر فعل مرکب کا تعلق فاعل اور مفعول دونوں سے ہو تو علامت فاعل صورِ مذکورہ بالا میں سے پہلی صورت میں تو بولی جائے گی جیسے۔ اس نے مجھے سونے نہ دیا۔ تم نے اسے جا لیا۔ میں نے اُسے جا پکڑا۔ ہم نے تمھیں رونے نہ دیا۔ اور دوسری صورت میں یعنی جب فعل الحاقی لازم ہو۔ اور اصلی فعل متعدی تو باوجودیکہ فعل کا تعلق فاعل اور مفعول دونوں سے ہو۔ علامت فاعل نہیں لاتے جیسے ٭ وہ تجھ سے بڑھ گیا۔ وہ اُسے بنا آیا۔ وہ تمھیں مار گیا۔ وہ انھیں چھوڑ آیا۔ وغیرہ۔

بعض مفرد متعدی افعال اُردو میں ایسے بھی ہیں کہ ان کے فاعل کے ساتھ علامت فاعل کا بولنا۔ اور نہ بولنا۔ دونوں جائز ہیں۔ جیسے۔ میں بازی جیتا۔ (یا) میں نے بازی جیتی۔ وہ بازی ہارا۔ (یا) اس نے بازی ہاری۔ وہ چوسر کھیلا اُس نے چوسر کھیلی۔ تم بات سمجھے تم نے بات سمجھی۔ میں ہار مانا۔ میں نے ہار مانی۔ میں ایسا سبق نہیں پڑھا۔ میں نے ایسا سبق نہیں پڑھا۔ میں جوا نہیں کھیلا۔ میں نے جوا نہیں کھیلا۔ میں پالا جیتا۔ میں نے پالا جیتا۔ میں گیند بلا نہیں کھیلا۔ میں نے گیند بلا نہیں کھیلا۔ وغیرہ ٭

فعل لازم کے ساتھ خواہ وہ مفرد ہو۔ یا مستثنائے۔ ہگنا۔ موتنا۔ تھوکنا۔ سنکنا وغیرہ کے اور خواہ وہ فعل لازم مرکب ہو۔ علامت فاعل (نے) نہیں بولتے جیسے :-

مفرد لازم۔ وہ ہنسا۔ وہ روئے۔ تو بھاگا۔ تم بیٹھے۔ وہ سویا۔ میں جاگا وغیرہ ٭

مرکب لازم۔ وہ بھاگ چکا۔ وہ رو چکے۔ تم کود آئے۔ میں دوڑ آیا۔ ہم بیٹھ چکے ٭

مفرد مستثنے۔ اس نے ہگا۔ تم نے موتا۔ میں نے سنکا۔ ہم نے تھوکا ٭

جن مصادر کو مستثنےٰ کیا گیا ہے۔ یہ اگر اس طرح مرکب بولے جائیں کہ فعل الحاقی فعل متعدی ہو تو علامت نے فاعل کے ساتھ آئے گی جیسے اس نے ہگ دیا۔ تم نے موت لیا۔ ہم نے سنک دیا۔ میں نے تھوک دیا۔ اس نے ہگ لیا۔ اس نے موت لیا۔ وغیرہ ٭

لیکن فعل الحاقی ان مستثنےٰ لازم افعال کا فعل لازم ہو تو فاعل کے ساتھ علامت (نے) نہیں لاتے جیسے۔ وہ ہگ چکا۔ وہ موت گیا۔ تم سنک آئے۔ ہم تھوک آئے۔ وغیرہ ٭

اردو میں ایسے مصادر بھی ہیں جو لازم اور متعدی دونوں معنوں میں بولے جاتے ہیں۔ ان کو جب بطریق لازم برتا جائے تو علامت فاعل نہیں لاتے جیسے۔ تو بدلا تو سب بدلے یعنی جب تو ناراض ہوا تو سب ناراض ہوئے۔ یا۔ وہ پکارا یعنی اس نے فریاد کی ٭

اور جب بطور متعدی ان کو استعمال کیا جائے تو علامت فاعل لاتے ہیں۔ جیسے اس نے کپڑے بدلے۔ اس نے پکارا یعنی آواز دی ٭

مصدر چاہنا کے ساتھ خواہ مثبت برتیں یا منفی ہمیشہ علامت (نے) اسکے فاعل کے ساتھ لاتے ہیں۔ جیسے میں نے چاہا۔ تم نے چاہا۔ اس نے چاہا۔ ہم نے چاہا۔ (یا) میں نے نہیں چاہا۔ تم نے نہیں چاہا۔ اس نے نہیں چاہا۔ ہم نے نہیں چاہا ٭

لیکن جب الفاظ۔ دل۔ طبیعت۔ جی۔ بحالت فاعلیت استعمال کئے جائیں۔ تو فعل چاہا کے مثبت استعمال میں تو علامت (نے) فاعل کے ساتھ استعمال نہیں کرتے جیسے۔ میرا دل چاہا۔ میری طبیعت چاہی۔ میرا جی چاہا ٭ اور منفی استعمال میں (نے) مستعمل ہے۔ جیسے۔ میرے دل نے نہیں چاہا۔ میری طبیعت نے نہیں چاہا۔ میرے جی نے نہیں چاہا ٭

ضمائر مجھ اور تجھ کے ساتھ۔ جب ان کے بعد کوئی صفت بولی جائے۔ اور فعل متعدی ہو تو علامت نے استعمال کی جاتی ہے جیسے۔ مجھ بد نصیب نے کب کہا۔ مجھ کم بخت نے کچھ خیال نہ کیا۔ تجھ بد نصیب نے ہی تو کیا۔ اور تجھ بد بخت نے (ہی) تو کچھ خیال نہ کیا ٭

اور بعض جگہ نہیں لاتے۔ جیسے۔ مجھ بد نصیب کی جانت (؟) تجھ بد بخت سے کون ملے۔

اگر ضمیر واحد حاضر صیغہ امر یا ضمیر جمع حاضر صیغہ امر یا مصدر بمعنی امر کے ساتھ لائیں تو بحیثیت فاعل ہونے ان ضمیروں کے فعل خواہ لازم ہو یا متعدی - علامت فاعل نہیں لاتے جیسے - تو جا - تو پڑھ - تو آ - تو لکھ - تو مت جا - تو مت پڑھ - تو مت آ - تو مت لکھ (یا) تم جاؤ - تم پڑھو - تم آؤ - تم لکھو - تم نہ جاؤ - تم نہ پڑھو - تم نہ آؤ - تم نہ لکھو (یا) تم جانا - تم پڑھنا - تم آنا - تم لکھنا - تم مت جانا - تم نہ پڑھنا - تم نہ آنا - تم مت لکھنا ۔

(۲) **علامت سے** - یہ علامت بعض بعض جگہ فعل لازم کے ساتھ فاعل کے لئے لاتے ہیں جیسے - اس سے نہ بیٹھا گیا - مجھ سے نہ آیا گیا - اس سے نہیں چلا جاتا - مجھ سے نہیں آیا جاتا - اس سے کب اٹھا جاتا ہے - مجھ سے کب آیا جاتا ہے - یہ علامت فعل لازم کے مرکب ہونے اور منفی ہونے کی صورت میں برتی جاتی ہے ۔

آخر کی دو مثالوں میں لفظ (کب) نے نفی کے معنی دیئے ہیں - اور اسی طرح - لفظ (کہاں) کو بھی نفی کے لئے استعمال کرتے ہیں - جیسے اس سے کہاں چلا جاتا ہے اس سے کہاں بیٹھا جاتا ہے اس مضمون کو جو مثالوں میں بیان ہوا ہے یوں بھی ادا کرتے ہیں - کہ وہ نہیں آ سکتا - میں نہیں چل سکا - تم نہیں بیٹھ سکتے - وہ نہیں اٹھ سکتا وغیرہ چونکہ نہ بیٹھا گیا - نہ آیا گیا - نہیں چلا جاتا - نہیں آیا جاتا - کب اٹھا جاتا ہے - کب آیا جاتا ہے وغیرہ ۔

یہ سب افعال لازم مرکب منفی ہیں - اور فعل لازم سے مجہول نہیں آتا اس لئے یہ مجہول قرار نہیں دیئے جا سکتے - اور ان میں - اس - اُس - مجھ - ضمائر فاعل ہیں اور (سے) علامت فاعل - اور اگر غلط طور پر ان لازم افعال کو مجہول مان لو - تو یہ ضمائر مفعول مالم یسم فاعلہ ہوں گی - اور یہ افعال خلاف واقعہ مجہول معنوی ۔

فعل متعدی مجہول معنوی کے مفعول قایم مقام فاعل یعنی مفعول مالم یسم فاعلہ کے ساتھ کوئی علامت خواہ فاعل کی ہو یا مفعول کی نہیں لاتے - اس کا مفصل ذکر علامت مفعول کے بیان میں آئے گا ۔

علامت مفعول - کلمات - کو - تک - سے - اور ضمایر میں سے بعض ضمیروں کے ساتھ واحد کے لئے یائے مجہول اور جمع کے لئے یائے مجہول اور نون غنہ بطور علامت مفعول استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہم نے افعال کی بحث میں بطور فائدہ یہ لکھ دیا ہے کہ اردو زبان میں دو مفعول[۵] سے زیادہ نہیں آتے۔ بصورت عطف اگر متعدد مفعول ہوں تو ان کو ایک ہی مفعول مانا جائیگا۔ اب ہم ہر ایک علامت مفعول کا ذکر جداگانہ لکھتے ہیں +

(۱) **علامت کو** - یہ علامت اکثر یہ ہے۔ اور زیادہ تو اسی کا استعمال ہوتا ہے + مگر اس کے بولنے یا نہ بولنے کے - قاعدے قرار دیئے جا سکتے ہیں +

(الف) جب کسی فعل کا مفعول کسی شخص یا چیز کا اسم نام ہو اور اس کے لئے وہ یا - یہ صفت اشارہ جو واحد اور جمع دونوں کے لئے آتی ہیں ہوں یا نہ ہوں - تو علامت مفعول نہیں لاتے جیسے میں نے مکان دیکھا - میں نے وہ مکان دیکھا - میں نے یہ مکان دیکھا - میں نے سب مکان دیکھے - میں نے یہ سب مکان دیکھے - میں نے وہ سب مکان دیکھے +

لیکن جب صفت اشارہ واحد یا جمع بصورت - اِس یا اُس - یا - اِن - یا - اُن - لائیں تو علامت مفعول بولیں گے - جیسے میں نے اس مکان کو دیکھا - میں نے اُس آدمی کو دیکھا - میں نے ان

---

[۵] عربی میں پانچ قسم کے مفعول ہوتے ہیں - اول مفعول بہ یعنی ایسا مفعول جس پر فعل واقع ہو - جیسے زید نے بکر کو مارا - اس جملہ میں مارنے کا فعل بکر پر واقع ہوا ہے اس لئے بکر مفعول بہ ہے - یا زید نے بکر - اور خالد - اور ولید - اور ہندہ کو مارا - اس جملہ میں چاروں مار کھانے والے مفعول بہ ہیں - اردو میں مفعول بہ آتا ہے اور مفعول بحیثیت مفعول نہیں آتے - دوم مفعول مطلق یعنی ایسا فعل جس کے ساتھ اسی فعل کا مصدر - یا اس کا ہم معنی فعل بولا جائے - اردو میں مفعول مطلق نہیں ہوتا - البتہ مادہ مصدر اسی مصدر کے ساتھ بولتے ہیں - جیسے اس نے خوب مار ماری یہاں لفظ مار متعلق فعل ہے نہ کہ مفعول - سوم مفعول لہ یعنی ایسا کلمہ جو فعل کی غرض یا علت بتائے - جیسے زید پڑھنے گیا - یہاں پڑھنے کا لفظ متعلق فعل ہے - چہارم مفعول منہ یعنی وہ آلہ جس سے فعل کیا جائے - جیسے زید نے بکر کو لکڑی سے مارا - اس میں لکڑی سے جار و مجرور مل کر متعلق فعل ہیں - پنجم مفعول فیہ یعنی وہ جگہ یا وقت جس میں فعل واقع ہوا - جیسے زید کرسی پر بیٹھا - یا تم دوپہر کو آنا - ان میں کرسی ظرف مکان اور دوپہر ظرف زمان ہے ترکیب مجروری متعلق فعل ہیں - عربی میں فعل لازم کا مفعول بہ نہیں آتا - باقی چاروں مفعول آ سکتے ہیں مگر اردو میں یہ چاروں مفعول متعلق فعل ہوتے ہیں +

مکانوں کو دیکھا۔ یا میں نے ان مکانات کو دیکھا۔ یا میں نے اُن لڑکوں کو دیکھا۔ یا میں نے اُن اطفال کو دیکھا +

(ب) جب اسمائے عام کی جمع۔ واو اور نون غنہ سے بنائیں تو علامت مفعول آئے گی جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ اور اگر اسم عام کی جمع الف اور نون غنہ۔ یا۔ یائے مجہول اور نون غنہ یا صرف یائے مجہول سے بنائیں۔ تو علامت مفعول نہیں لاتے جیسے میں نے بکریاں چرائیں۔ میں نے لڑکیاں پالیں۔ میں نے گھوڑیاں بھیجیں۔ میں نے ککڑیاں کھائیں۔ یا میں نے نارنگیاں خریدیں۔ میں نے گھوڑیاں پالیں۔ میں نے لڑکیاں بیاہیں۔ یا میں نے گنے خریدے۔ میں نے ریچھ اکٹھے کئے۔ میں نے پونڈے چوسے۔ میں نے گھوڑے بیچے۔ لیکن اگر اسم واحد کا الف بوجہ عامل یائے مجہول سے بدل جائے تو بھی علامت مفعول لاتے ہیں۔ جیسے۔ میں نے گھوڑے کو کسا۔ میں نے لڑکے کو پڑھایا۔ میں نے پونڈے کو چھیلا +

(ج) اسمائے خاص یا ان کی جگہ ضمیر جب مفعول واقع ہوں تو ان کے ساتھ علامت مفعول لائی جائے گی۔ جیسے۔ میں نے خالد کو مارا۔ خالد نے ولید کو دھکا دیا۔ تو نے اسکو پیٹا۔ میں نے تجھکو پیار کیا +

(د) جہاں بجائے فعل یعنی امر مصدر مفرد یا مرکب آئے۔ اسکے مفعول کے ساتھ اگر وہ واحد ہو۔ علامت مفعول کا بولنا غیر فصیح مانا گیا ہے اگرچہ عام طور پر بولتے ہیں جیسے۔ تم سر اٹھانا۔ تم کمر باندھنا۔ تم رومال ہلانا۔ تم لکچر دینا۔ تم گیت گانا۔ اگر یوں بولیں کہ تم سر کو اٹھانا۔ تم کمر کو باندھنا۔ تم رومال کو ہلانا۔ تم لکچر کو دینا۔ تو یہ غیر فصیح ہی نہیں بلکہ کریہہ ہے +

اور اگر مفعول جمع ہو۔ خواہ الف اور نون کے ساتھ۔ یا یائے مجہول اور نون غنہ کے ساتھ یا صرف یائے مجہول کے ساتھ۔ جمع بنائی گئی ہو تو علامت مفعول نہیں لاتے

جیسے۔ تم لڑکیاں پڑھانا۔ تم گھوڑیں خریدنا۔ تم گنے چوسنا۔ اور اگر واؤ اور نون سے جمع بنائی جائے۔ تو علامت مفعول آئے گی۔ جیسے۔ تم لڑکوں کو پڑھانا۔ تم لڑکیوں کو کھلانا۔ تم گنّوں کو چوسنا۔ تم جامنوں کو اچھالنا۔ یہ مثالیں مصادر مفرد کی ہیں۔ مصادر مرکب کی مثالیں یہ ہیں۔ تم لڑکیاں بلا لانا۔ تم گھوڑیں بیچ ڈالنا۔ تم گنے چوس لینا۔ تم لڑکوں کو بلا لانا۔ تم لڑکیوں کو کھلا دینا۔ تم گنوں کو چوس لینا۔ تم جامنوں کو اچھال دینا۔ وغیرہ۔

(۵) غیر جاندار چیزیں اور کیفیات قلبی جب مفعول واقع ہوں بشرطیکہ ان کے بعد کوئی دوسرا مفعول یا کوئی متعلق فعل نہ آئے۔ تو ان کے ساتھ علامت مفعول نہیں آتی جیسے تم خوشی مناؤ۔ تم خوشی منانا۔ تم خوشیاں مناؤ۔ تم خوشیں مناؤ۔ تم خوشی منایا کرنا تم خوشی منایا کرو۔ تم خوشیاں منالو۔ تم خوشیں منالو۔ وغیرہ۔

تم کھانا کھاؤ۔ تم کھانا کھانا۔ تم کھانے کھاؤ۔ تم نارنگیاں خرید لینا۔ تم نارنگی خرید لینا تم ککڑیاں بیچ ڈالنا۔ تم فالسے کھا جانا۔ وغیرہ۔

لیکن جن الفاظ کی جمع واؤ۔ اور۔ نون سے آتی ہے۔ ان کے ساتھ علامت مفعول اس صورت میں بھی آتی ہے۔ جیسے۔ تم احسانوں کو دیکھو۔ تم قسمتوں کو پرکھو۔ تم ہنڈیوں کو اٹھواؤ تم کنکروں کو کٹواؤ۔ تم مہربانیوں کو چھوڑ دو۔ تم محبتوں کو توڑ دو۔ تم گنّوں کو چوس ڈالو تم لنگیوں کو نچوڑ لو۔

(۶) جب فعل متعدی بہ دو مفعول ہو تو پہلے مفعول کے ساتھ علامت مفعول آتی ہے دوسرے کے ساتھ نہیں آتی جیسے زید نے خالد کو کھانا کھلایا۔ خالد نے زید کو پانی پلایا۔ ولید نے بکر کو روپیے دیئے۔ بکر نے ولید کو مٹھائی دی۔

لیکن جہاں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول شخصی ہو۔ اور دوسرا کوئی شے۔ تو علامت مفعول مفعول شخصی کے ساتھ آئے گی۔ خواہ وہ مفعول اول ہو یا ثانی۔ جیسے میں نے لڑکے کو

کتاب دی۔ میں نے کتاب لڑکے کو دی۔ میں نے گھوڑے کو پانی پلایا۔ میں نے پانی گھوڑے کو پلایا۔ میں نے اس کو وہ چیز دی۔ میں نے وہ چیز اُس کو دی۔ وغیرہ ✤

(ش) اگر اُردو میں عربی کا مصدر بطریق اسم یا مفعول واقع ہو تو اس کے ساتھ بھی علامت مفعول نہیں بولتے۔ جیسے۔ میں نے امتحان دیا۔ میں نے تماشا دیکھا۔ اُس نے حکم دیا۔ اُس نے استفسار کیا۔ وغیرہ ✤

(ع) ضمایر۔ واحد۔ مجھ۔ تجھ۔ کس۔ جس۔ اِس۔ اُس۔ کے بعد یائے مجہول اور ضمایر جمع میں سے ضمیر (ہم) کے بعد یائے مجہول اور نون غنہ۔ اور ضمایر۔ تم۔ اِن۔ اُن۔ کن۔ جن۔ کے ساتھ۔ ہائے مخلوطی اور یائے مجہول اور نون غنہ۔ علامت مفعول ہوتے ہیں جیسے اس نے مجھے بلایا۔ میں نے تجھے بلایا۔ تو نے کسے ستایا۔ میں جسے کہوں اسے بلا لاؤ۔ تو نے اسے دھکا دیا۔ اِس نے اُسے گالی دی (یا) تم ہمیں چھوڑ گئے (یا) وہ تمھیں بلاتے ہیں۔ وہ انھیں پکڑ لائے۔ تم نے انھیں سلام کیا۔ تم کنھیں پوچھتے ہو۔ تم نے جنھیں بلایا تھا وہ آ گئے ✤

(ط) لفظ۔ اپنے۔ جب مفعول واقع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ علامت مفعول آتی ہے مگر علامت مفعول کے بغیر لفظ (آپ) بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ اپنے آپ کو بڑا عقلمند سمجھتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مالک خیال کرتا ہے۔ وغیرہ ✤

کلمات۔ اپنے تئیں۔ اپنے کو۔ اب بالکل متروک ہیں اور (آپ کو) صرف بصورت خطاب بولتے ہیں۔ جیسے میں آپ کو۔ بلانے آیا ہوں۔ میں آپ کو دیکھنے آیا تھا۔ مگر معنی اپنے آپ کو۔ اس کا استعمال اب نہیں کرتے ✤

(ی) بعض جملوں میں۔ لفظ (سے) اور لفظ (تک) بھی بطور علامت مفعول بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ میں زید سے ملا۔ میں نے بکر سے پوچھا (یا) تم یہ خط اُن تک پہنچا دو۔ میں نے یہ بات اس تک پہنچا دی ✤

فائدہ - الفاظ - کے۔ کا۔ کی - علامت اضافت ہیں اور لفظ (سے) جار ہوتا ہے - ان کو علامت مفعول قرار دینا صحیح نہیں +

(**کے**) کسنا - ایک ایسا مصدر ہے کہ اس کے ساتھ سب قسم کی علامات مفعول استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسے - تم اس سے کہو - تم اسے کہو - تم اس کو کہو - تم نے میری کہن کہتے سنی

علامت اضافت - اردو میں اضافت کی علامت کے تین لفظ ہیں +

(۱) **کا** - یہ لفظ اسم یا ضمیر کے بعد آتا ہے - اور جس اسم یا ضمیر کے بعد آتا ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں اور اسکے بعد کے اسم کو مضاف - مضاف کی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث سے علامت اضافت میں حسب ذیل تغیر ہوتا ہے +

مضاف کے واحد مذکر ہونے کی صورت میں (کا) جیسے - زید کا گھوڑا - ہندہ کا لڑکا +

مضاف کے جمع مذکر ہونے کی صورت میں (کے) بیائے مجہول جیسے - زید کے لڑکے ہندہ کے گھوڑے +

مضاف کے واحد اور جمع مؤنث ہونے کی صورت میں (کی) جیسے - زید کی گھوڑی اس کی لڑکیاں +

(۲) **را** - یہ علامت ضمیر شخصی - واحد حاضر اور جمع حاضر اور واحد متکلم اور جمع متکلم کے لئے مخصوص ہے یعنی - تو (بواو معروف) اور تم - اور میں - (بفتح میم) اور ہم کے لئے خاص ہے یہ علامت واحد مذکر کے لئے (را) جمع مذکر کے لئے (رے) بیائے مجہول - اور واحد اور جمع مؤنث کے لئے (ری) بیائے معروف آتی ہے - اور لفظ (تو) کی تے کو زیر دیتے ہیں اور اس کے واؤ کو یائے مجہول ساکن سے بدل کر - تیرا - تیرے - تیری - کہتے ہیں +

اسی طرح ضمیر (تم) کے میم کو زبر دیکر اور اسکے ساتھ ہائے مخلوطی بڑھا کر الف زیادہ کر دیتے ہیں - اور - تمھارا - تمھارے - تمھاری - بولتے ہیں +

اور ضمیر (میں) کے میم کو کسرہ دیکر نون غنہ گرا دیتے ہیں - اور میرا - میرے - میری بولتے ہیں

اور ضمیر (ہم) کے میم ساکن کو فتحہ دیکر الف بڑھاتے ہیں۔ اور ہمارا۔ ہمارے۔ ہماری کہتے ہیں۔ مضاف کی وحدت وجمع اور تذکیر وتانیث کا عمل لفظ (را) پر ہوتا ہے۔ جیسے:

تیرا لڑکا۔ تیرے لڑکے۔ تیری لڑکی۔ تیری لڑکیاں۔

اور۔ تمھارا لڑکا۔ تمھارے لڑکے۔ تمھاری لڑکی۔ تمھاری لڑکیاں۔

اور۔ میرا لڑکا۔ میرے لڑکے۔ میری لڑکی۔ میری لڑکیاں۔

اور۔ ہمارا لڑکا۔ ہمارے لڑکے۔ ہماری لڑکی۔ ہماری لڑکیاں۔

(۴) نا۔ یہ علامت صرف ضمیر آپ کے بعد آتی ہے۔ اور ضمیر آپ کا الف ممدودہ صرف الف مقصور مفتوح رہ جاتا ہے۔ اور اس کے الف کی حالت بھی وحدت وجمع اور تذکیر وتانیث کے لحاظ سے۔ کا۔ اور۔ را۔ کے الف جیسی ہو جاتی ہے۔ جیسے۔ اپنا لڑکا۔ اپنے لڑکے۔ اپنی لڑکی۔ اپنی لڑکیاں۔

اضافت جب کسی اسم یا ضمیر کو کسی اسم یا ضمیر کی طرف نسبت دیجائے۔ تو جس اسم کو نسبت دیجاتے۔ اسے مضاف کہتے ہیں اور جس اسم یا ضمیر کی طرف منسوب کیا جائے۔ اسے مضاف الیہ کہتے ہیں جیسے۔ زید کا لڑکا۔ میری لڑکی۔ اپنے گھوڑے۔ تمھاری مرغیاں ان مثالوں میں۔ لڑکا۔ لڑکی۔ گھوڑے۔ مرغیاں مضاف ہیں۔ اور۔ زید۔ میری۔ اپنے۔ تمھاری مضاف الیہ مع علامت اضافت۔ کا۔ ری۔ اپنے۔ ری۔ کے۔ اردو میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے۔ اور مضاف اس کے بعد۔ اور اس کے برخلاف لانا غیر فصیح ہے۔

غرض اضافت۔ اضافت سے غرض مضاف میں ایک قسم کی تخصیص پیدا کرنی ہوتی ہے۔ جس سے مضاف کی وہ عمومیت جو اضافت سے پہلے تھی۔ کم یا محدود ہو جاتی ہے۔ جیسے زید کی گھوڑی۔ اس مثال میں۔ لفظ گھوڑی اسم عام ہے یعنی ہر گھوڑی کو گھوڑی کہہ سکتے ہیں خواہ وہ کسی کی ملکیت ہو۔ یا جنگلی ہو۔ مگر زید کی گھوڑی کہنے سے وہ عمومیت باقی نہیں۔ بالفرض اگر زید کے پاس متعدد گھوڑیاں بھی ہوں۔ تب بھی ایک قسم کی گھوڑی

کے اہم پر عاید ہوتی ہے جس کی وجہ سے زید کی طرف نسبت کرنے سے پہلے جو عمومیت تھی۔ وہ اس اضافت سے قایم نہیں رہی + اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مضاف الیہ اور مضاف میں جو نسبت ہے۔ وہ اگر نسبت تباین۔ یا نسبت عموم و خصوص من وجہ ہے تو نسبت اضافت جایز ہو گی۔ اور اگر دو لفظوں میں نسبت مساوات۔ یا نسبت عموم و خصوص مطلق ہو۔ تو ان دونوں میں اضافت ممتنع ہو گی[ف ا] +

اور اس لئے برخلاف دیگر قواعد نویسوں کے ہم۔ کلمات۔ سب کا سب یا ڈھیر کا ڈھیر یا رات کی رات۔ یا۔ دن کے دن۔ وغیرہ میں۔ اضافت نہیں مانتے۔

جہاں مضاف الیہ مخصص یا معرّف مضاف ہو۔ وہاں اضافت ہو گی۔ یہ تخصیص یا تعریف جو نسبت اضافت سے پیدا کی جاتی ہے اس کے نام بمناسبت علّت تخصیص و تعریف متعدد ہیں +

(۱) اضافت مطلق یعنی ایسی اضافت جسمیں وجہ تخصیص۔ قبضہ۔ یا نسبت

[ف ا] اردو میں عربی کی طرح اضافت کی قسمیں یعنی اضافت معنوی جسکا دوسرا نام اضافت محضہ ہے۔ یا۔ اضافت لفظی جسکا دوسرا نام اضافت غیر محضہ ہے نہیں ہوتیں۔ اردو میں اضافت کی اتنی ہی شرط ہو سکتی ہے۔ کہ مضاف میں بوجہ نسبت مضاف الیہ کے کوئی تعریف یا تخصیص یا تخفیف پیدا ہو جائے۔ اس لئے اضافت کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ نسبت اور لگاؤ کو سمجھ لیا جائے۔ تاکہ اضافت لانے میں غلطی نہ ہو۔ نسبت کا حصر عقلی چار قسم پر ہے اور کوئی نسبت ان چار قسموں سے خارج میں مانی جا سکتی +

اوّل نسبت مساوات یہ نسبت ایسی دو کلیوں میں پائی جاتی ہے کہ جن دونوں کا مصداق اور جن دونوں کی افراد ایک ہی ہوں جیسے۔ ایک کلی لفظ انسان ہے اور دوسری کلی حیوان ناطق ان دونوں کا مصداق صاحب نطق یا ہم ہے جس طرح انسان صاحب نطق جاندار کو کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کو حیوان ناطق بھی کہتے ہیں۔ اور جس طرح زید۔ عمر۔ بکر۔ خالد۔ ولید۔ انسان کی افراد ہیں۔ اسی طرح حیوان ناطق کی بھی افراد ہیں۔ اس لئے۔ انسان اور حیوان ناطق میں نسبت مساوات ہے +

دوم نسبت عموم و خصوص مطلق۔ ایسی دو کلیتیں کہ ان میں سے ایک کلی عام تر ہو اور وہ دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے۔ اور دوسری کلی بمقابل اس پہلی کلی کے کم عام ہو یعنی عام تر کلی کی تمام افراد پر صادق نہ آئے یعنی بعض پر صادق آئے بعض پر نہ آئے جیسے حیوان جو عام تر کلی ہے اور ہر جاندار پر خواہ وہ ذی عقل ہو یا نہ ہو صادق آتی ہے دوسری کلی انسان۔ جو مقابلہ حیوان کے کم عام ہے۔ جو صرف جاندار ذی عقل پر صادق آتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۲۲۷ پر دیکھو)

یا تشبیہ۔ وغیرہ نہو۔ جیسے پینے کا پانی۔ کھانے کے دانت۔ دکھانے کے دانت۔ آم کا اچار۔ اورک کا مربّہ۔ گلے کا لٹّو کاگھی۔ پہاڑ کی چوٹی۔ میری ٹوپی۔ اپنی بات۔ ہماری دعوت۔ تمھاری تصویر۔ پانی کی بوند۔ لہو کا قطرہ +

(۲) اضافت مِلک یا قبضہ۔ ایسی اضافت جسمیں مضاف کی تخصیص کا سبب نسبت ملک یا قبضہ ہو۔ جیسے۔ زید کا گھر۔ خالد کا گھوڑا۔ ولید کا قلم۔ میری دوات۔ تمھاری کتاب۔ اپنا مکان۔ تیرا صحن۔ ہمارا باغ۔ تیری چھتری۔ اپنی لاٹھی +

(۳) اضافت نسبی۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص کسی رشتہ یا قرابت کی نسبت سے ہو۔ جیسے۔ اس کا لڑکا۔ اُس کی لڑکی۔ اِن کا بیٹا۔ اُن کا چچا۔ میرا بھائی۔ تیرا تایا۔ میری پھپھی۔ تیری خالہ۔ ہمارے والد۔ تمھارے دادا۔ وغیرہ +

(۴) اضافت ظرفی۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص کا سبب ظرف زمان

(بقیہ صفحہ ۲۲۶) پس حیوان کی کلی۔ زید۔ بکر۔ خالد۔ ولید۔ بکری۔ بھیڑ۔ اونٹ۔ گائے۔ بھینس وغیرہ سب جانداروں پر صادق آتی ہے اور اسمیں انسان کی افراد بھی ہیں مگر انسان کی کلی صرف۔ زید۔ بکر۔ ولید۔ خالد۔ وغیرہ پر صادق آتی ہے۔ اور بکری۔ بھیڑ۔ اونٹ۔ گائے۔ بھینس وغیرہ پر صادق نہیں آتی (جن کلمات میں یہ دونوں قسم کی نسبتیں پائی جائیں۔ ان میں اضافت ممتنع ہے +)

سوم۔ نسبت تباین یعنی ایسی دو کلیئیں کہ جن کا مصداق اور جن کی افراد الگ الگ ہوں اور دونوں کلیئیں باہم ایک دوسری کی جگہ کل افراد یا بعض افراد پر صادق نہ آئیں جیسے۔ درخت ایک کلی ہے۔ اور پتھر دوسری کلی۔ پہلی کلی کی افراد۔ شیشم۔ کیکر۔ پیپل۔ آم۔ جامن وغیرہ ہیں۔ اور دوسری کلی کی افراد۔ مرمر۔ سنگ خارا۔ دودھی۔ کسوٹی۔ خارا۔ یشب۔ وغیرہ ہیں۔ اور یہ افراد ایک کلی کی دوسری کلی کے تحت میں نہیں آسکتیں بلکہ الگ الگ ہیں +

چہارم۔ نسبت عموم و خصوص من وجہ۔ ایسی دو کلیئیں کہ جن میں سے۔ کہیں تو ایک کلی بمقابلہ دوسری کلی کے عام ہو۔ اور کہیں دوسری کلی بمقابلہ پہلی کے عام ہو۔ جیسے حیوان۔ اور ابیض (یعنی سفید رنگ) ظاہر ہے کہ جانور سفید رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ اور اور رنگوں کے بھی۔ اور بہت سی بے جان چیزیں بھی سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور۔ اور رنگوں کی بھی۔ پس حیوان بمقابلہ ابیض کے اس لئے عام ہے کہ ہر رنگ کے جانداروں کو شامل ہے کچھ ابیض کی خصوصیت نہیں۔ اور ابیض بمقابلہ حیوان کے اس لئے عام ہے کہ ہر سفید پر صادق آتی ہے کچھ حیوان کی خصوصیت نہیں۔ (ان دونوں نسبتوں میں) یعنی نسبت تباین۔ اور نسبت عموم خصوص من وجہ میں اضافت پائی جاتی ہے + ۱۲ منہ

یا ظرف مکان کی نسبت ہو۔ جیسے صبح کا ناشتہ۔ گھڑی بھر کا کام۔ چار دن کی بات۔ شام کی نماز۔ چھ مہینے کی لڑکی۔ ستر برس کے بوڑھے۔ سدا کا دکھیا۔ اور کبھی بجائے اسم زمانہ کے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو لفظاً تو نہیں مگر معناً زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے۔ دودھ کے دانت۔ جنم کا دکھیا۔ پوتڑوں کا امیر۔ (یا) کنوئیں کا پانی تالاب کی مچھلی۔ متھرا کی کھرچن۔ جے پور کا قلاقند۔ کابل کا سردہ۔ یا پیڑ کے پاپڑ۔ گھر کا سامان۔ وغیرہ۔

(۵) **اضافت بادنیٰ تعلق**۔ یعنی ایسی اضافت جو تھوڑے سے لگاؤ کی وجہ سے مضاف کی تخصیص کرے۔ جیسے۔ ہمارا گاؤں۔ میرا شہر۔ تیرا محلہ۔ اس کی گلی۔ تمہارا کوچہ ان کا ملک۔ وغیرہ۔

(۶) **اضافت توضیحی**۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص بذریعہ وضاحت کیجائے۔ اس اضافت اور اضافت مطلق میں یہ فرق ہے۔ کہ اضافت مطلق میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ مضاف۔ مضاف الیہ پر صادق آئے مگر اس اضافت توضیحی کے لئے ضروری ہے کہ مضاف۔ مضاف الیہ پر صادق آئے۔ گو مضاف الیہ کا مضاف پر صادق آنا لازمی نہ ہو جیسے جنوری کا مہینہ۔ جمعہ کا دن۔ برسات کا موسم۔ پیپل کا درخت۔ وغیرہ۔

(۷) **اضافت مادّی**۔ ایسی اضافت کہ مضاف کی تخصیص اس کے مادّے کی نسبت سے کی جائے۔ جیسے سونے کی انگوٹھی۔ چاندی کا چھلا۔ صندل کی چوکی۔ سال کی پٹی۔ مٹی کا پیالہ۔ پیتل کا گھڑا۔ بانات کی اچکن۔ کشمیرے کا کوٹ۔ ریشم کے کمربند۔ اون کا کپڑا۔

(۸) **اضافت علت و سبب**۔ ایسی اضافت کہ جس سے مضاف کی تخصیص اس کی علت یا سبب ظاہر کرنے سے کیجائے۔ جیسے۔ راستہ کا تھکا۔ دودھ کا جلا۔ بھوک کا دکھیا۔ سفر کا مارا۔ غم کا مارا۔ وغیرہ۔

(۹) **اضافت تشبیہی**۔ ایسی اضافت جس میں مضاف کی تخصیص تشبیہ سے کی جائے۔

تشبیہ میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ شے یا شخص جس کو تشبیہ دی جائے اسے مشبّہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ شے یا شخص جس سے تشبیہ دیجائے۔ اس کو مشبّہ بہ کہا جاتا ہے تیسرے وہ بات جس میں تشبیہ دیجائے۔ اس کو وجہ شبہ بولتے ہیں + چوتھے۔ وہ الفاظ جو مشبہ کو مشبہ بہ جیسا ظاہر کرنے کے لئے لائے جائیں ان کو اداتِ تشبیہ[ف] یا کلماتِ تشبیہ کہتے ہیں۔ پانچویں غرض تشبیہ یعنی اس تشبیہ سے کہنے والے کی غرض کیا ہے۔ اضافتِ تشبیہی سے تخفیف لفظی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے۔ نگاہ کا تیر۔ آہ کا نیزہ۔ غم کی برچھی۔ غصہ کی آگ۔ رنج کی گھٹا۔ مصیبت کا پہاڑ۔ ان مختصر کلمات کو اگر مفصل بیان کریں تو اس طرح کریں گے۔ کہ۔ نگاہ زخم کرنے یا تکلیف دینے میں ایسی ہے جیسے تیر (یا) آہ نقصان پہنچانے یا فگار کرنے میں نیزے کے مانند ہے۔ یا غصہ برباد و تباہ کرنے یا ملیامیٹ کر دینے میں آگ جیسا ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

اور اگر بطریق تشبیہ ان فقروں کو بولیں اور یوں کہیں کہ تیر جیسی نگاہ یا۔ نیزہ جیسی آہ۔ یا برچھی کی مانند غم۔ وغیرہ تو بھی اضافت میں بمقابلہ تشبیہ تخفیف ہے +

(۱۰) **اضافتِ استعارہ** - ایسی اضافت کہ جس میں مضاف کی تخصیص مضاف الیہ کو شخص یا شے تصور کرنے کے بعد اس کے لوازم کلی یا جزئی سے کی جائے۔ استعارہ کے معنی ہیں مانگ لینا۔ مانگ لینے میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ شخص یا شے کہ جس سے کچھ مانگ لیا جائے۔ اسے تو مستعار منہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ شے جسکے لئے مانگ لیا جائے۔ اس کو مستعار لہ کہتے ہیں تیسرے وہ شے جو مانگی ہوئی لی ہے اسے مستعار کہتے ہیں استعارہ کی بہت سی قسمیں ہیں جن کا مفصل ذکر متعلق علم بیان ہے نہ کہ متعلق علم صرف علم صرف اردو میں۔ اضافت اور علامت اضافت سے۔ یہ سب کام لئے جاتے ہیں جیسے غبار کا ہاتھ۔ ہوا کا دامن۔ فکر کا زانو۔ نگاہ کا پانو۔ عقل کے ناخن۔ بال کی کھال۔ خیال کا

[ف] اداۃ کے معنی دستِ افزار کے ہیں یعنی اس ہاتھ کے اوزار کے جس سے کام کیا جائے یہاں کلماتِ تشبیہ از۔

قاصد شوق کا نامہ ہے۔ محبت کی نظر۔ الفت کی انگلی۔ بیمار کے ہاتھ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہوا قبا پہنتی ہے جس کا دامن ہو۔ اور نہ فکر دو ٹانگ والا۔ یا چوپایہ جانور ہے جس کے زانو ہو۔ ان مضاف الیہوں کو ایک شخص تصور کر کے اس کے لئے مضاف ہاتھ۔ یا دامن۔ یا زانو۔ مانگ لیا گیا

تشبیہ اور استعارہ میں یہ فرق ہے کہ استعارہ میں تو مضاف الیہ کو اول کوئی شخص یا شے تصور کر لیا جاتا ہے۔ پھر اس کے لوازم کلی یا جزئی میں سے اس کا مضاف لاتے ہیں اور تشبیہ میں فی نفسہ مشبہ کو اظہار غرض کے لئے کسی مشترک وجہ شبہ کی بنا پر مشبہ بہ جیسا بتایا جاتا ہے۔

(۱۱) اضافت وصفی۔ ایسی اضافت میں مضاف کی تخصیص کسی وصف کی نسبت سے کی جائے جیسے۔ دل کا تنگ۔ طبیعت کا تیز۔ نیت کا خراب۔ کانوں کا کچا۔ دل کا بودا۔ عقل کا دشمن۔ محبت کا بندہ۔ ذہن کا موٹا۔

مضاف الیہ اور مضاف کے مجموعے کو مرکب اضافی کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ملکر جزو جملہ ہوا کرتے ہیں نہ ان میں سے کوئی ایک۔ اردو میں اکثر مضاف الیہ کو پہلے لاتے ہیں اور مضاف کو اس کے بعد۔ اور اسی ترتیب کو فصیح مانتے ہیں۔ البتہ۔ اضافت ظرفی اور اضافت وصفی میں بعض جگہ مضاف مقدم آتا ہے اور مضاف الیہ موخر جیسے

مثال اضافت ظرفی۔ دودھ کا پیالہ۔ پانی کا گھڑا۔ گھی کی چاٹی۔ آموں کے ٹوکرے۔ زردہ کی رکابی۔ کباب کی سیخ۔ شربت کا گلاس۔ فرنی کی تشتری۔ وغیرہ

مثال اضافت وصفی۔ پال کا آم۔ ڈال کا خربوزہ۔ تڑاقے کی دھوپ۔ غضب کی گرمی۔ آفت کا پرکالہ۔ چھٹن مٹن کی دال۔ بے دودھ کی چائے۔ وغیرہ

کبھی مضاف الیہ یا مضاف۔ یا دونوں بذریعہ عطف کے کئی کئی لاتے ہیں۔ جیسے
زید اور ولید۔ اور خالد کا خط اچھا ہے۔ یا۔ اس کے ہاتھ اور پانوں۔ اور سر کانپتا ہے
جب مضاف الیہ۔ مرکب ہو یعنی یا تو مضاف الیہ اور مضاف دونوں ملکر یا صفت

اور موصوف دونوں مل کر مضاف الیہ واقع ہوں۔ تو مرکب مضاف الیہ کے مابین جو علامت اضافت۔ واحد مذکر کے لئے آئے گی۔ اس کے آخر کا الف یائے مجہول سے بدل جائے گا۔ اور اسی طرح صفت اور موصوف کے آخر کا الف یا (ہے) یائے مجہول سے بدل جائیں گے۔ جیسے:

میرے کوٹ کی سلائی۔ زید کے گھوڑے کا زین۔ تمھارے لڑکے کی کتاب +

ان مثالوں میں مضاف الیہ اور مضاف مل کر پھر مضاف الیہ واقع ہوئے ہیں یا سچے لڑکے کی عزت۔ ذہین بچے کی محبت۔ بد لڑکے کی ذلت۔ ان مثالوں میں صفت اور موصوف مل کر مضاف الیہ واقع ہوئے ہیں اور لڑکا کا الف اور (بچہ) کی (ہے) یائے مجہول سے بدل گئے ہیں +

کلمات ربط کے آنے سے جبکہ مضاف الیہ مفرد ہو۔ یا بلا کلمات ربط جبکہ مضاف الیہ مرکب ہو۔ علامت اضافت واحد مذکر یعنی۔ کا۔ را۔ نا۔ کا الف بھی یائے مجہول سے بدل جائے گا جیسے +

اس کے ہاتھ میں میرے صندوق ہیں۔ اپنے پلنگ تک۔ یا۔ اس کے مکان کا کمرہ۔ میرے امتحان کا وقت۔ تمھارے حصّہ کی بٹوائی۔ اپنے کئے کا خمیازہ۔ زید کے آنے کا وقت پر موقوف نہیں کہ مرکب مضاف الیہ صرف مضاف الیہ اور مضاف مفرد ہی سے ترکیب پائے۔ بلکہ مرکب مضاف الیہ پھر کسی مضاف کا مضاف الیہ بطور مفرد واقع ہوتا ہے۔ اور سوائے علامت اضافت۔ اُس مضاف کے جو ترکیب پا کر مضاف الیہ نہیں بنتا۔ باقی سب علامتوں میں جو واحد مذکر ہوں یہی عمل ہوگا۔ جیسے۔ زید کے مکان کے کمرہ کا دروازہ۔ یا۔ زید کے مکان کے کمرے کے دروازے کے سامنے کا طاق۔ یا زید کے گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے کے بکسوے کا تسمہ

مصدر متعدی جب مضاف واقع ہو۔ تو بعض جگہ اس کے دو مفہوم ہوتے ہیں جیسے۔

خالد کا ہٹانا۔ یعنی خالد کا کسی کو ہٹانا۔ یا خالد کو کسی کا ہٹانا۔ یا۔ اس کا ہنسانا یعنی اس کا کسی کو ہنسانا۔ یا کسی کا اس کو ہنسانا۔ ایسے ہی۔ میرا بلانا۔ تمھارا اٹھانا۔

لیکن ضمیر اپنا کے ساتھ یہ اشتباہ واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب اپنا ہٹانا۔ یا۔ اپنا بلانا کہیں گے۔ تو اس سے کسی کا اپنے آپ کو ہٹانا۔ یا بلانا نہیں سمجھا جا سکتا۔

جب علامات اضافت یعنی۔ کا۔ کے۔ کی۔ کی جگہ بالترتیب الفاظ۔ والا۔ والے والی لائیں تو یہ بھی علامات اضافت کا کام دیتے ہیں۔ لیکن یہ عمل صرف اسماء کے ساتھ مخصوص ہے۔ ضمایر کے ساتھ یہ استعمال نہیں ہوتا جیسے۔ زید والا قلم ولید والے پونڈے۔ بکر والی دوات یعنی۔ زید کا قلم۔ ولید کے پونڈے۔ بکر کی دوات۔ البتہ ضمائر اضافی کے ساتھ۔ اگر والا۔ والے۔ والی۔ بولیں۔ تو یہ الفاظ اس مقام پر اضافت کے لئے نہیں ہوتے۔ بلکہ اضافت کی تاکید کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے۔ میرے والا پونڈا میرے والے پونڈے میرے والی گنڈیری۔

جہاں قرینہ کلام سے پتہ چل سکتا ہو وہاں اکثر مضاف کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے نہ اپنی کہی۔ نہ میری سنی۔ تم کہو تو ایمان کی کہوں۔ وہ نائی کا اپنا سا نہیں آیا۔

جب اپنا۔ یا۔ اپنے۔ یا۔ اپنی۔ مضاف الیہ واقع ہوں اور پیہم دوبار بولے جائیں تو مضاف ایک ہی بولا جائے گا جیسے۔ اپنا اپنا کام کرو۔ اپنے اپنے کپڑے لے جاؤ۔ اپنی اپنی کتاب اٹھا لو۔

اضافت نہ ہونے کی صورت میں ان ضمیروں کی تکرار کے وقت ایک ضمیر کو بطور اسم کے بھی استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ اپنا۔ اپنا ہی ہوتا ہے۔ اپنے اپنے ہی ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی ہی ہوتی ہے۔

اور بحالت اضافت ان ضمایر اضافی کا استعمال۔ ضمائر غائب و حاضر۔ بہتر کلمہ کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے جیسے۔ وہ اپنا حصہ لے گا۔ وہ اپنے گنے چوسے گا۔ وہ اپنی نیا سنبھالے

لے جائیگا - تو اپنا خیال ظاہر کر - تم اپنے کپڑے تہہ کر لو - تم اپنی صدری سی لو - میں اپنا گھوڑا کستا ہوں - ہم اپنے گھر جاتے ہیں - میں اپنی ٹوپی لے آیا ہوں - اپنا - اپنے - اپنی جب اور ضمائر کے ساتھ آتے ہیں - تو ایسی تخصیص ظاہر کرتے ہیں جس سے اپنے قبضہ یا مِلک میں تصرف ثابت ہو - جیسے - تم اپنا گھوڑا لاؤ - وہ اپنے مال میں سے دیں تم اپنی گرہ کو ٹٹولو ؛

کلمات جر[۱] یعنی ایسے کلمے جو اسم یا ضمیر کا تعلق کسی فعل یا شبہ فعل یا متعلق فعل یا صفت کے ساتھ ظاہر کریں - ان تعلق ظاہر کرنے والے لفظوں کو جار - اور جس کلمے سے تعلق پیدا کیا جائے اسے مجرور کہتے ہیں ؛

فائدہ بعض کلمات جار کا استعمال اردو میں - کا - کے - کی - کے بعد ہوتا ہے اور وہاں اضافت کا شبہ پڑتا ہے - حالت اضافت اور حالت مجروری میں تمیز ضروری ہے - اس میں یہ فرق ہے کہ مضاف - یا اسم ہوگا - یا ضمیر ہوگی - اگر بجائے مضاف کے کلمہ جر ہو تو وہ حالت مجروری ہے - اور اگر اسم یا ضمیر ہو تو حالت اضافی - مثلاً - تم اس کے ساتھ آنا - اس جملہ میں - اس کے ساتھ لفظ (کے) کی وجہ سے اضافت کا شبہ پیدا ہوگا مگر جب معلوم ہو گیا کہ لفظ ساتھ - جو بجائے مضاف آیا ہے نہ اسم ہے نہ ضمیر - تو اس کو جار و مجرور قرار دیا جائے گا - یا تم اس کی بات سن نا - اس مثال میں بات چونکہ اسم ہے اس لئے - کی علامت اضافت ہے ؛

کلمات جر اکثر یہ الفاظ ہوتے ہیں - میں (بکسرہ میم) سے - تک - پر - پہ - اوپر - نیچے - تلے - آگے - پیچھے - اندر - باہر - ساتھ - سمیت - واسطے - لئے - طرف - پاس - نزدیک - سامنے - گرد (بکسرہ گاف) پیش - قبل - بعد - بیچ - بیچ میں - مارے - گو یہ لفظ کو بمعنی طرف سے

---

[۱] جر کے معنی کھینچنے کے ہیں اور جار کے معنی کھینچنے والا - اور مجرور کے معنی کھینچا گیا - چونکہ یہ کلمات ایک لفظ کے معنی کو دوسرے لفظ کے معنی تک پہنچا دیتے ہیں - اس لئے ان کو جار کہتے ہیں - ۱۲ مصنف ؛

روبرو ، سمت ، جانب ، تلک ، اور تئیں ، اور ، درمیان ، بیچ ، یہ کلمات سب متروک ہیں
مثالیں ۔ وہ گھر میں آیا ۔ وہ صبح سے نہیں آیا ۔ وہ باغ تک گیا ۔ اس پر آفت آئی ۔
تم پر کیا مصیبت پڑی ۔ وہ کوٹھے کے اوپر گیا ۔ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ۔ میں نے
چراغ تلے اندھیرا پایا ۔ وہ میرے آگے رویا ۔ اس کے پیچھے مت جاؤ ۔ وہ کوٹھی کے اندر جا بیٹھا
وہ کمرے کے باہر چلا آیا ۔ وہ میرے ساتھ گیا تھا ۔ تم وہ ٹوکرا آموں سمیت لے آؤ ۔
میں نے تمھارے واسطے کوشش کی ۔ وہ ملنے کے لئے آیا تھا ۔ وہ تمھاری طرف گیا ہے
تم میرے پاس آؤ ۔ تم میرے نزدیک بیٹھو ۔ تم اس کے سامنے مت جاؤ ۔ تم اس کے
گرد مت پھرو ۔ میری کچھ پیش نہ گئی ۔ میں اس سے قبل تمھیں بتا چکا ہوں ۔ میں دوپہر
کے بعد جاؤں گا ۔ میں تمھارے بیچ میں پڑنا نہیں چاہتا ۔ وہ تمھارے مارے نہیں آیا ۔
وہ مدرسہ کو گیا ۔ تم میرے روبرو آؤ ۔ وہ دوسری سمت گیا ۔ یہ دوسری جانب جائے گا ۔

ان کلمات جار میں سے بعض کلمے متعدد معنی کے ربط کے لئے آتے ہیں ۔ جیسے ۔

(ا) میں میم کے زیر سے ۔ ظرف مکان کے ربط کے لئے ۔ جیسے وہ گھر میں گیا ۔ وہ گلی میں
کھڑا تھا ۔ تم اس بات کو دل میں سوچو ۔ اگر تم مرد ہو تو میدان میں آؤ ۔

ظرف زمان کے ربط کے لئے ۔ جیسے تم دیر میں آئے ۔ وہ گھڑی میں آتا ہے ۔ گھڑی میں
جاتا ہے ۔ تمھارے حصہ میں کتنی ریوڑیاں آئیں ۔ تم دو گھنٹہ میں آئے ۔

حالت یا کیفیت کے ربط کے لئے ۔ جیسے ۔ وہ نشے میں بیٹھا تھا ۔ وہ غصہ میں بھر گیا ۔ وہ
خوشی میں گیت گاتا رہا ۔ وہ رنج میں روتا تھا ۔ وہ فریب میں آگیا ۔

مقابلہ یا تفضیل کے ربط کے لئے ۔ جیسے میں عمر میں بڑا ہوں ۔ وہ قد میں بڑا ہے ۔ وہ علم میں
اس سے بڑھ گیا ۔ یہ نیکی میں اس سے بازی لے گیا ۔

انتخاب و امتیاز کے ربط کے لئے ۔ وہ شرافت میں لاثانی مانا جاتا ہے ۔ تم ذہانت میں
یکتا تسلیم کئے جاتے ہو ۔ وہ بہادری میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ۔

تعداد یا مقدار کے ربط کے لئے جیسے۔ پانچ میں سے ایک یہ آئے۔ ان دونوں میں کشتی بدی گئی۔ یہ پائے دس پیسے میں آئیں گے۔ آٹا وزن میں کم اترا۔

صرف ربط کے لئے۔ وہ حقیقت میں نہیں آیا۔ وہ سردی میں ٹھٹھر گیا۔ تم اسکی باتوں میں آگئے۔ وہ ہنسی میں گالیں بکتا رہا۔ وہ دھوپ میں بیٹھا تھا۔

(۴) سے۔ یہ کلمہ بھی متعدد معانی کے ربط کے لئے آتا ہے۔

ابتدائے مکانی یا زمانی کے ربط کے لئے۔ وہ گھر سے گیا۔ وہ دہلی سے آیا۔ حرف عین کو حلق سے نکالنا چاہئے۔ تم کہاں سے آئے۔ میں صبح سے بیٹھا ہوں۔ وہ شام سے سو رہا ہے۔ یہ ہمارے گھر قدیم سے رہتا ہے۔ وہ مدت سے چلا گیا۔

تعداد و مقدار کے ربط کے لئے۔ وہ ایک میل سے زیادہ بھاگا۔ میں سیر بھر سے زیادہ دودھ پی سکتا ہوں۔ مٹھی بھر دانوں سے اس کا پیٹ نہیں بھریگا۔ اس کی پیاس چلو بھر پانی سے نہیں بجھتی۔

جب ابتدا و انتہا دونوں کا ربط مقصود ہو تو ابتدا کے لئے کلمہ (سے) اور انتہا کے لئے کلمہ (تک) لاتے ہیں۔ جیسے۔ میں دہلی سے کلکتہ تک گیا۔ تمھارے پاس جاہل سے لیکر عالم تک آتے ہیں۔ اس گھر میں چھوٹے سے بڑے تک سب پڑھتے ہیں۔

علت و سبب کے ربط کے لئے۔ جیسے۔ میں فساد سے ڈرتا ہوں۔ وہ لالچ سے سبق پڑھتا ہے۔ میں بدنامی سے گھبراتا ہوں۔ اس نے ملک تلوار سے فتح کیا۔ اس نے ہرن بندوق سے مارا۔

تعلق یا نفی تعلق کے ربط کے لئے۔ کیا تم کانوں سے بہرے ہو گئے۔ کیا وہ آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ وہ پڑھنے سے اکتا گیا۔ وہ نوکری سے برخاست ہو گیا۔ میں تمھیں دل سے چاہتا ہوں۔

انتخاب و امتیاز کے ربط کے لئے۔ اس سے اچھا قلم لانا۔ یہ دوات تم اس دوات سے

بری لائے۔ میں اس سے اس کو بہتر جانتا ہوں۔ میں تم سے اس کو برتر سمجھتا ہوں۔
انتزاع کے ربط کے لئے۔ میں نے اس سے کتاب چھین لی۔ اس نے کمان سے تیر چلایا۔ تم کنوئیں سے پانی کھینچ کر لاؤ۔ اس کنجڑے سے آم لے لو۔
رغبت اور توجہ کے ربط کے لئے۔ جیسے میری بات اس نے غور سے سنی۔ مجھے اس نے محبت سے بٹھایا۔ وہ میرے ساتھ تواضع سے پیش آیا۔ وہ میرے پاس شوق سے آئیں۔
معیت کے ربط کے لئے۔ جیسے میں نے دال سے روٹی کھائی۔ وہ بڑے سامان سے آیا۔ اس نے مجھ سے اچھا برتاؤ کیا۔ وہ تم سے بولا۔ وہ مجھ سے ملا۔
مقابلہ اضداد کے ربط کے لئے۔ جیسے سخی کے سوم بھلا ہوتا ہے اگر صاف جواب دیدے بیہودہ بکو اس سے چپ رہنا بہتر مانا جاتا ہے۔ اس جانے سے تو تم نہ جاتے تو اچھا ہوتا
کلمہ سے۔ دوسرے کلمہ جر کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ گھر میں سے نکلا۔ وہ اوپر سے آیا۔ وہ چھتے کے نیچے سے کہیں چلا گیا۔ وہ درخت پر سے گر پڑا۔ وہ میرے آگے سے ہٹ گیا وہ میرے ساتھ سے بچھڑ گیا۔

(۱۳) **تک** یہ کلمہ بھی متعدد معنوں میں بحیثیت کلمہ جر مستعمل ہے۔ مثلاً۔
انتہا کے لئے۔ جیسے صبح تک۔ شام تک۔ گھر تک۔ باغ تک۔ یہاں تک وہاں تک اس تک۔ اُس تک۔ تم تک۔ مجھ تک۔ تجھ تک۔ ہم تک۔ ان تک۔ اُن تک۔
قربت کے لئے۔ جیسے۔ وہ مجھ تک نہیں پہنچا۔ وہ شاید تم تک بھی نہ پہنچا ہو گا۔
فرض اخلاقی کی عدم بجا آوری کے لئے۔ جیسے۔ تم نے خط تک نہ بھیجا۔ اس نے پانی تک نہ دیا۔ تو نے روٹی تک کو نہ پوچھا۔ مجھے تمہارا خیال تک نہ آیا۔ اس نے سلام تک نہ کیا۔
کلمات۔ (سے) اور تک جدا جدا۔ اسماء کے ساتھ اکثر شرکت اور شمول کا فائدہ دیتے ہیں جیسے۔ امیر سے غریب تک۔ چھوٹے سے بڑے تک۔ عالم سے جاہل تک۔ بچے سے بوڑھے تک۔ رعیت سے راجا تک۔ راجا سے پرجا تک۔ سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

(۴) اوپر۔ پر۔ پہ۔ ان کلمات میں اوپر کا مخفف پر ہے۔ اور پر کا مخفف۔ پہ۔ ہے (پے کے زیر سے) ان میں سے اوپر۔ اور پر کا استعمال اکثر ہے۔ لفظ (پہ) نثر میں کمتر آتا ہے یہ کلمات بھی مختلف مطالب کے اظہار میں کارآمد ہوتے ہیں۔ جیسے بلندی کے لئے۔ یہ بلندی خواہ واقعی ہو یا خیالی۔ یا نسبتی۔ ہر ایک کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً:

بلندی واقعی کے لئے۔ جیسے۔ زید کوٹھے کے اوپر سوتا ہے۔ وہ بالاخانہ پر گیا۔ تم تو چھت پہ کھڑے پتنگ اڑایا کرو ✣

بلندی خیالی کے لئے۔ جیسے۔ اُنکا دماغ تو آسمان پر ہوگا۔ تمھارا آنا میرے سر اور آنکھوں پر ہے یہ تمھارا احسان میرے اوپر ہے ✣

بلندی نسبتی۔ چاند تو آسمان پر ہے۔ اور چاندنی زمین پر پھیلی ہوئی ہے میرے سر پر تو ایک مصیبت کا پہاڑ ہے ✣

اعتماد اور بھروسے کے لئے۔ جیسے۔ میرا گزارہ کرایہ پر ہے۔ میری امید تو تم پہ ہے اس کا انصاف تمھارے اوپر چھوڑتا ہوں ✣

تسلیم و قبول کے لئے۔ جیسے۔ خدا کا دیا سر پر۔ تمھارا فرمانا سر ماتھے پر تمھارا حکم سر آنکھوں پہ ✣

واسطے اور لئے کے معنی ہیں۔ جیسے۔ وہ تو نام پر مرتا ہے۔ وہ تو روپئے پر جان دیتا ہے

لفظ (میں) بکسرۂ میم۔ کے قریب قریب معنوں میں۔ جیسے۔ وہ تو گھر پر موجود ہے۔ وہ دروازہ پر کھڑا ہے۔ وہ گھر پہ موجود ہے ✣

طرف اور جانب کے معنی ہیں۔ جیسے۔ اس کی باتوں پر مت جانا۔ اس معاملہ پر تم نے غور نہیں کیا۔ تم نے اس بات پر توجہ نہیں فرمائی ✣

ربط کے لئے۔ تم وقت پر آئے۔ تم موقع پر پہنچے۔ تم پر کیا گزری ✣

(۵) ساتھ۔ سمیت۔ یہ دونوں کلمے معیت کے لئے آتے ہیں۔ جیسے :-

تم اُن کے ساتھ جاؤ - میں اُن کے ساتھ آؤں گا - وہ دہلی تک میرے ساتھ رہا - تم گٹھلیوں سمیت بیر کھا گئے - وہ اُن کو پلنگ سمیت اٹھا کر لے گئے ٭

لفظ ساتھ رفاقت کے معنی میں بھی برتا جاتا ہے - جیسے اس معاملہ میں سب تمھارے ساتھ ہیں - تم نے میرا ساتھ دیا - میں تمھارا ساتھ دوں گا - وہ میرا ساتھ چھوڑ کے کبھی نہیں ہٹا ٭

ساتھ - واسطے اور لئے کے معنی میں - جیسے تم نے میرے ساتھ کیا کیا - میں اس کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں - تمھیں جو کچھ کرنا ہو میرے ساتھ کرو ٭

ساتھ کے لفظ کا استعمال اضافی طریق کے مشابہ ہے کہ اس کو اضافت سمجھ لینا - ہم بتا چکے ہیں کہ لفظ ساتھ مضاف نہیں ہوا کرتا ٭

(۶) آگے - سامنے - روبرو - یہ کلمات ایک دوسرے کی جگہ بھی برتے جاتے ہیں اور ان میں سے لفظ آگے - اور معنوں میں بھی مستعمل ہے ٭ مثلاً ٭

مترادف المعنی استعمال - جیسے - اسے میرے آگے رہنے دو - یا - اسے میرے سامنے رہنے دو - یا - اسے میرے روبرو رہنے دو - اور میرے آگے اس کی کیا حقیقت ہے - یا میرے سامنے - اس کی کیا حقیقت ہے - یا میرے روبرو اس کی کیا حقیقت ہے - اور - تم آگے آؤ - یا - تم سامنے آؤ - یا - تم روبرو آؤ ٭

لفظ آگے - فارسی کے لفظ پیش کے معنی میں بھی آتا ہے - جیسے - تم اور آگے آؤ - وہ تم سے آگے چلا گیا - وہ آگے جا رہا ہے - میرا گھر ابھی آگے ہے ٭

اور زمانہ آئندہ کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے - جیسے - میں نے کہدیا آگے تم جانو - میں رائے دے چکا - آگے تم سوچ لو - میں تو اسے سمجھا آیا - آگے وہ جانے ٭

(۷) طرف - سمت - جانب - اردو میں یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں جیسے - اس نے میری طرف دیکھا - یا میری سمت دیکھا - یا - میری جانب دیکھا -

وہ بازار کی طرف گیا۔ یا سمت گیا۔ یا۔ جانب گیا۔

حمایت کے لئے۔ جیسے۔ وہ میری طرف ہے۔ یا سمت ہے۔ یا۔ جانب ہے۔ اور میں کسی کی طرف نہیں تھا۔ یا سمت نہیں تھا۔ یا۔ جانب نہیں تھا۔

(۸) نزدیک۔ ایک تو یہ کلمہ الفاظ۔ پاس۔ اور قریب کا مترادف ہے۔ جیسے تم اس کے نزدیک نہ جانا۔ یا۔ پاس نہ جانا۔ یا قریب نہ جانا۔ اور۔ وہ میرے نزدیک کھڑا تھا۔ یا پاس کھڑا تھا۔ یا۔ قریب کھڑا تھا۔

اور لفظ نزدیک رائے اور خیال کے معنی میں بھی برتا جاتا ہے۔ جیسے۔

میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ ان کے نزدیک تمہارا یہ خیال صحیح نہیں۔ میں نے اپنے نزدیک ان کو اچھی طرح سمجھا دیا۔

کبھی بجائے حرف جر کے واو مجہول اور نون غنہ کسی اسم عام کے بعد لاتے ہیں جیسے۔ بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ تمہارے ہاتھوں یہ کام ہوا۔

کبھی کلمہ جر کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے۔ میں تمہاری خاطر اس کام میں پڑا یعنی خاطر سے۔ یا۔ وہ نہ اپنی خوشی آیا نہ اپنی خوشی گیا یعنی خوشی سے۔ یا وہ اس جھگڑے میں مفت مارا گیا۔ یعنی مفت میں۔

عربی حروف جر کا استعمال فارسی اور اردو الفاظ کے ساتھ جائز نہیں یعنی۔ فی مرد۔ فی ماہ۔ فی ہفتہ۔ فی گھڑی۔ کہنا غلط ہے۔

زماں اگرچہ عربی لفظ ہے لیکن اس کے بعد ہائے نسبت بقاعدہ فارسی زیادہ کر کے جب زمانہ کہیں تو یہ فارسی لفظ سمجھا جائے گا۔ اور اس لئے۔ فی حرف جر کا لانا صحیح نہیں ہو گا۔ یعنی فی زمانہ کہنا غلط ہے۔ فی الزمان۔ یا۔ فی زماننا کہنا چاہیئے۔

کلمات شمول یعنی ایسے کلمے۔ جو دو یا دو سے زیادہ شخصوں یا چیزوں کو ایک حکم میں شامل کریں۔ شمول کے لئے اکثر یہ کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ بھی۔ نیز۔ سوا۔

علاوہ - کا - کے - کی +

جیسے - تم بھی آئے اور میں بھی - یہ بھی گرا اور وہ بھی - اس نے بھی کہا اور اس نے بھی وہ گیا اور نیز میں - تم یہ کہنا اور نیز یہ - آم خریدنا اور نیز جامنیں +

تمہارے سوا زید گیا - تیرے سوا کر آیا - اس کے سوا وہ کیا گا +

ان کے علاوہ میں گرا - میرے علاوہ آپ بولے - تیرے علاوہ میں آیا تھا - آدمی کا آدمی اور بندر کا بندر - روپئے کا روپیہ گیا - اور عزت کی عزت +

لالہ کے لالہ اور پتھر کے پتھر - بدنام کے نام ہوئے اور بات کی بات گئی +

کلمات حصر و تخصیص - کلمات ذیل حصر و تخصیص کے لئے برتے جاتے ہیں +

ہی - ایک یا اک - اکیلا - اکیلے - اکیلی - نرا - نرے - نری (نون کے زبر سے) تنہا - صرف فقط - محض - خالی - بس (بمعنی فقط - یا - صرف) اپنا - اپنے - اپنی - کی - پر - اور - یا + سے

یہ کام اس نے ہی کیا ہے - میں ہی گیا تھا - زید ہی آیا تھا - بندہ نے ہی گایا تھا - وقت گزر جاتا ہے ایک بات رہجاتی ہے - نوابی تو گئی ایک نام رہ گیا ہے +

بدن تو گھل گیا اک جان باقی ہے - میرا اک کام ہے اگر تم کر دو +

حصر کے موقع پر اکثر بجائے ایک کے اک بولتے ہیں +

مرغیاں تو مر گئیں اکیلا مرغا ہے - اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑ دے گا - اکیلا لڑکا کیونکر رہے گا - اکیلے آم کیا بھیجوں - اکیلے تم کیا کرو گے - وہ اکیلے چلے گئے +

آج کل اکیلی عربی سے کام نہیں چلتا - اکیلی بچی پڑی رو رہی ہے +

نرا لکھنا کافی نہیں - نرے امرودوں کا کیا بتاؤں - نری چلم کو لیکر کیا کروں - میں تنہا رہ گیا اس گھر میں صرف وہی ہے - فقط لڑکی آئی - میں محض تم سے ملنے آیا تھا - ان کے پاس تو خالی ٹٹو ہی ٹٹو ہے - نہ زین نہ کاٹھی - بس تم چلے جانا - بس میں ہوں یا میرا خدا - تم نے اپنا کیا پایا - تم نے اپنی بنی بنائی بات بگاڑ دی - وہ اپنے کئے پر پشیمان ہے - تم رات کی رات ٹھر جاؤ -

اس کا گزارہ کرایہ پر ہے۔ میں ہوں یا تمھاری یاد + میں ہوں اور تیرا دامن میں ہوں اور تیری چوکھٹ +

کبھی لفظ آپ کے ساتھ خود کا لفظ تاکید کے لئے بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے وہ آپ خود آئے تھے کبھی آپ پر یا خود پر۔ یا خود آپ یا آپ خود۔ پر لفظ ہی کا اضافہ کر دیا جاتا ہے زیادہ زور دینے اور تاکید کے لئے۔ جیسے۔ وہ آپ ہی آئے تھے۔ وہ خود ہی آئے تھے۔ وہ خود آپ ہی آئے تھے۔ وہ آپ خود ہی قرار ہے تھے +

لفظ (ہی) علامت فاعل اور علامت مفعول اور کلمات جار سے حصر یا تخصیص کے لئے پہلے بھی آتا ہے۔ اور پیچھے بھی۔ جیسے۔ زید ہی نے کہا تھا۔ یا۔ زید نے ہی کہا تھا۔ ولید ہی کو بلایا تھا۔ یا۔ ولید کو ہی بلایا تھا۔ مشین ہی سے سیا تھا۔ یا مشین سے ہی سیا تھا۔ تم ہی پر آفت آئی۔ تم پر ہی آفت آئی +

البتہ ضمائر شخصی میں سے ضمیر (میں بفتح میم) اور (تو) جب حالت فاعلی میں ہوں تو علامت فاعل سے پہلے لفظ (ہی) نہیں لاتے۔ علامت فاعل کے بعد بولتے ہیں۔ جیسے۔ میں نے ہی کہا تھا یوں نہیں کہتے کہ میں ہی نے کہا تھا + تو نے ہی پکارا تھا۔ اس طرح نہیں کہ تو ہی نے پکارا تھا۔ اور ضمائر۔ اس۔ اُس۔ مجھ۔ تجھ۔ اور ضمیر اشارہ۔ یہ۔ وہ۔ کے ساتھ جب لفظ ہی لانا ہوں تو اسکی (ہے) کو حذف کر کے صرف یائے معروف سے کام لیتے ہیں۔

اور علامت فاعل یا علامت مفعول یا کلمات جر سے پہلے بولتے ہیں۔ جیسے +

اسی نے مارا تھا۔ اُسی نے پکارا تھا۔ مجھی کو مارا تھا۔ تجھی کو پکارا تھا۔ باقی ضمائر میں فاعل اور مفعول کی علامتوں سے اور کلمات جار سے پہلے اور پیچھے دونوں طرح لفظ (ہی) لاتے ہیں جیسے۔ تم ہی نے بلایا تھا۔ تم نے ہی بلایا تھا۔ ہم ہی نے پکارا تھا۔ ہم نے ہی پکارا تھا۔ اور اگر ضمائر اس۔ اور اُس۔ اور مجھ اور تجھ میں۔ لفظ ہی کو یائے معروف سے نہ بدلیں تو ان میں بھی لفظ ہی کے قبل و بعد لاتے ہیں حسب بالا عمل کیا جائے گا۔ جیسے۔ اس ہی نے

مارا۔ اس ہی کو مارا۔ اس نے ہی مارا۔ اس کو ہی مارا۔ اس ہی پر پھٹکنے پڑے۔ اس پر ہی پھٹکنے پڑی۔ مگر ضمائر مجھ اور تجھ میں بحالت فاعلی یہ عمل البتہ بحالت مفعولی و مجروری ہوتا ہے جیسے۔ مجھ ہی کو کھلایا تھا۔ یا۔ مجھ کو ہی کھلایا تھا۔ تجھ ہی کو پکارا تھا۔ یا۔ تجھ کو ہی پکارا تھا۔ تجھ ہی پر مار پڑی تھی۔ تجھ پر ہی مار پڑی تھی۔ مجھ ہی سے کہا تھا۔ مجھ سے ہی کہا تھا۔

مگر ضمائر شخصی میں بعد علامات فاعلی و مفعولی و کلمات جار۔ لفظ ہی کا لانا زیادہ فصیح ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ لفظ ہی کو صرف یا یائے معروف سے بدلا جائے ان ضمائر میں لفظ ہی۔ یا۔ یائے معروف کا علامات وغیرہ سے پہلے لانا فصیح ہے۔ جہاں زیادہ زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ وہاں بجائے ہی کے صرف یائے معروف نہیں لاتے اور لفظ ہی کو علامات وغیرہ سے قبل یا مابعد جن کی مثالیں اوپر گذر چکیں ۔۔

ضمیر (سب) کے بعد جب لفظ (ہی) زیادہ کرتے ہیں تو سب کی ب کو ساکن کر کے کسرہ دیتے ہیں اور لفظ ہی کی ہائے مخلوطی کو تنافر کی جہت سے بدل لیتے ہیں۔ اور سبھی کہتے ہیں۔ جیسے۔ سبھی آگئے۔ سبھی نے کہا۔ سبھی کو بلایا۔ سبھی سے کہا۔ سبھی پر پڑی۔ اور یہی عمل الفاظ۔ جب۔ تب۔ کب۔ اب وغیرہ میں کیا جاتا ہے ٭

اور بلا تصرف کے بھی لفظ ہی کو استعمال کرتے ہیں۔ جیسے۔ سب ہی کو اکٹھا کیا۔ سب ہی سے کہا۔ سب ہی پر بوچھاڑ پڑی ٭

بعد علامت فاعل و مفعول و کلمہ جار کے لفظ ہی کا ضمیر سب کے ساتھ لانا غیر فصیح ہے

کلمات تاکید۔ ایسے کلمے جو تاکید کے لئے یا کلام میں زور دینے کے لئے بولے جاتے ہیں جیسے۔ بھر۔ (بے کے زبر سے) آپ۔ خود۔ ہی۔ نہیں۔ ہاں۔ ہرگز۔ بیشک۔ ضرور۔ مثالیں۔ تم دن بھر کام کرو۔ تم خود آپ کرو۔ تم آپ خود کرو۔ تم ہی کرو۔ تاکید اکید کے لئے دو کلمے ملا کر بولتے ہیں۔ جیسے۔ گھر بھر میں دن بھر پڑا تھا۔ وہ آپ ہی آئے تھے ٭

حسب ضرورت دو کلموں سے زیادہ بھی ایک فقرہ میں بولتے ہیں۔ جیسے۔ وہ خود آپ

ہی آئے تھے - دن بھر وہ آپ خود ہی کام کرتے رہے +

فعل منفی کی تکرار کی صورت میں - لفظ (پر) بھی تاکید کے لئے لاتے ہیں - جیسے +

وہ کام ہوا پر نہوا - گھٹا نہ آئی پر نہ آئی - تم نہ گئے پر نہ گئے +

کبھی فعل کی تکرار سے تاکید کا کام لیتے ہیں - جیسے - میں گیا گیا - یا - وہ نہیں گیا نہیں گیا -

وہ آتا ہے آتا ہے - وہ بتاویگا - بتاویگا +

لفظ ہاں اکثر ابتدا میں آتا ہے اور اسکو مکرر بھی بولتے ہیں جیسے - ہاں میں گیا تھا -

ہاں میں جاؤں گا - ہاں ہاں میں نے کہدیا - ہاں ہاں یہ مجھ سے نہیں اٹھتا +

کبھی مکرر فعلوں کے مابین - ہرگز - ضرور - بیشک - بے شبہ وغیرہ بھی تاکید کے لئے استعمال

کرتے ہیں - اور بصورت عدم تکرار ابتدا میں - جیسے - میں ہرگز نہ جاؤں گا - وہ ہرگز

نہیں آیا - اس نے ہرگز نہیں کہا - بیشک وہ نہیں بیٹھا - وہ بیشک نہیں بولا - اس نے

بے شبہ تمھاری شکایت کی - وہ بے شبہ کل یہاں آیا تھا - میں ضرور جاؤں گا - وہ

ضرور آئے گا - وہ کہے گا ضرور - وہ جائے گا بیشک - وہ کہے گا بے شبہ - وغیرہ +

جیسے میں نہ جاؤں گا ہرگز نہ جاؤں گا - وہ آئیں گے اور ضرور آئیں گے - میں اُن سے

ملونگا اور بے شک ملوں گا - میں ان سے کہوں گا اور بے شبہ کہوں گا +

ان مثالوں سے مقام استعمال کلمات تاکید بھی واضح ہو گئے +

کلمات قسم - ایسے کلمے جو قسم کے لئے برتے جائیں +

قسم کے لئے ہندی کا لفظ تو ایک صرف (سوں) ہے - بواؤ معروف و نون غنّہ -

جیسے - تیری جان کی سوں - اپنے سر کی سوں - اس بچے کی سوں - مگر اس کا استعمال

اردو میں متروک ہے +

البتہ عربی اور فارسی حروف و الفاظ اردو میں قسم کے لئے بولے جاتے ہیں - جیسے -

قسم - سوگند - بواو لین - صرف واؤ - صرف بے +

مثالیں۔ خدا کی قسم۔ علم کی قسم۔ تیرے سر کی قسم۔ اپنی جان کی قسم +

سوگند کا استعمال بموقع قسم تو نہیں ہوتا۔ قسم کھانے کے ظاہر کرنے کے لئے گو بول تے ہیں۔ مگر بہت کم۔ وہ سوگند کھا گیا۔ اس نے سوگند اٹھا رکھی ہے +

حرف واؤ بمعنی قسم اردو میں صرف اللہ کے نام کے ساتھ بولتے ہیں۔ جیسے۔ واللہ۔ میں ان سے نہیں ملا۔ واللہ میں گیا تھا +

ایسے ہی حرف (بے) اردو میں صرف (خدا) کے نام ساتھ قسم کے لئے لاتے ہیں۔ جیسے۔ بخدا میں نے نہیں کہا۔ بخدا میں شام آیا تھا +

اردو نظم میں۔ باللہ۔ بربت کعبہ۔ بجان۔ وغیرہ۔ لاتے ہیں۔ مگر یہ ہماری بحث سے خارج ہیں کیونکہ نظم قواعد کی پابندی کی متحمل نہیں ہو سکتی +

اسی طرح حرف الف قسم کے لئے نظم میں آتا ہے۔ نثر میں نہیں آتا۔ جیسے۔ حقّا +

کلمات تشبیہ و مثال۔ عربی زبان میں مثل ایسے شخص یا شئے کو کہتے ہیں۔ جو دوسرے شخص یا شئے کی مانند تمام صفات میں ہو۔ اور مثال میں۔ تمام صفات کے اندر مانند ہونا داخل نہیں۔ اردو والوں نے آخر کے معنوں میں لفظ تشبیہ کو برتا ہے اور پہلے معنوں میں لفظ مثال کو۔ اگرچہ عربی میں تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہ شبہ کا بالکل یکساں ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ یوں ہی سا تشابہ تشبیہ کے لئے کافی ہے۔ اس تشریح سے تشبیہ اور مثال۔ اور مثل بکسر میم کا فرق ظاہر ہو گیا +

اردو میں جو الفاظ تشبیہ و مثال کے لئے برتے جاتے ہیں ان میں اس قسم کا امتیاز کچھ نہیں کیا جاتا۔ اور ایک ہی لفظ ہر ایک موقع کے لئے برتا جاتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ ایسا۔ جیسا۔ جیسا۔ سا۔ کا سا۔ جوں (بواو معروف بمعنی مانند) مانند۔ طرح (بمعنی مانند) گویا۔ ہو بہو۔ عین بعین (بفتح الف و میم و یائے مجہول)

یہ کلمات ایسے موقع پر برتے جاتے ہیں۔ کہ جہاں کسی شخص یا شئے کا کسی دوسرے شخص

یا شے کی مانند کسی ایک یا چند صفات میں - ہونا - یا - بننا - یا - خیال کرنا - یا کہنا بیان کیا جاسکے ؛

ان کلمات میں - ایسا - ویسا - جیسا - سا - کا سا - کا آخری الف اور کا سا کے دونوں الف - جمع مذکر میں یائے مجہول سے - اور واحد اور جمع مونث میں یائے معروف سے بدل جاتے ہیں - اب مثالیں سنو ؛

وہ لڑکا بھی ایسا ہی تھا جیسا یہ ہے - یہ لڑکے ایسے ہی شریر ہیں جیسے ہمارے محلہ کے ہیں - یہ لڑکی بالکل ایسی ہے جیسی تیری لڑکی - یہ لڑکیاں ایسی ہی چنچل ہیں جیسی تمھاری لڑکیاں - یہ قلم ایسا نہیں جیسا پہلا قلم تھا - یہ گنے ویسے میٹھے نہیں جیسے وہ لائے تھے یہ دوات ویسی نہیں جیسی زید کی ہے - یہ جامنیں ویسی اودی نہیں جیسی ہمارے باغ کی ہیں تم سا عقلمند اور کون ہے - تم سے خیر خواہ اب پیدا نہیں ہوتے - تجھ سی سگھڑ میرے دیکھنے میں تو نہیں آئی - تم سی گانے والیں بہت کم ہوتی ہیں ؛

اسوقت تو برسات کا سا موسم ہے - آج بھی کل کی سی پھوار پڑ رہی ہے ؛

اس دن کے سے آم پھر نہیں آئے - کل کی سی ککڑیاں آج نہیں ملیں ؛

جون (بواو معروف) اب متروک ہے ؛

یہ بھی تمھاری مانند بہادر ہے - تمھاری طرح یہ بھی بڑا محنتی ہے - جب وہ بولتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تم بول رہے ہو - اس کا خط ہو بہو تم سے ملتا ہے - یہ لڑکا بعینہٖ زید معلوم ہوتا ہے - یہ لڑکی این این تمھاری لڑکی کی صورت ہے ؛

ان کلمات میں سے - گویا - ہو بہو - بعینہٖ - این این وغیرہ تاکید تشبیہ و مثال کے لیے بھی آتے ہیں - جیسے - اس کی چال ایسی ہے گویا تم چل رہے ہو - وہ ہو بہو ایسا ہے جیسے تم وہ بعینہٖ اس طرح گاتا ہے جس طرح تم گاتے ہو - اس کی آواز این این تمھاری آواز جیسی

کلمات تفریع - یعنی ایسے کلمے جو کسی کلام کے نتیجہ کے لیے - یا حاصل شدہ مطلب

کے لئے۔ بغرض وضاحت بولے جائیں۔ جیسے:۔
اس کے لئے اردو کا لفظ۔ تو (بضم اوّل وواو مجہول) اور فارسی کا لفظ۔ پس مستعمل ہیں جیسے۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا۔ اچھا تو تمھارا مطلب یہ ہے۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ پس اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہے۔ پس تمھارا مدعا یہ ہے:۔

کلمۂ تسلسل کلام۔ ایسا کلمہ جو کلام ماسبق و مالحق میں ربط پیدا کرے:۔
اردو میں اس کے لئے ایک لفظ (سو) ہے بضم سین وواو مجہول جیسے:۔
تم نے مجھے بلایا تھا سو میں آگیا۔ تم جو کام بتا گئے تھے سو میں کرتا رہا:۔

کلمات خلاصہ کلام۔ ایسے کلمے جو شروع جملہ پر اس لئے لائے جائیں کہ کلام سابق کا خلاصہ ان کے بعد بیان کر دیا جائے۔ جیسے:۔
مختصر۔ المختصر۔ قصہ مختصر۔ غرض۔ الغرض۔ سخن کوتاہ۔ قصہ کوتاہ۔ خلاصہ۔
مثالیں مختصر یہ کہ میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا۔ المختصر وہ یہاں سے خوش گئے۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ اب نہیں پڑھنے کا۔ القصہ وہ نالش ضرور کریں گے۔ غرض وہ تم سے ناراض ہیں۔ الغرض وہ مکان بیچ دیں گے۔ سخن کوتاہ خانہ آباد دولت زیادہ۔ قصہ کوتاہ نہ وہ آئیں گے نہ ہم جائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ چوتھی کی رسم ضرور ادا ہو گی:۔

(۲) کلمات عطف

ایسے کلمے۔ جو مفرد کلموں یا مرکب جملوں کو۔ ایک حالت یا ایک حکم میں جمع کر دیں جن کلموں یا جملوں کے مابین کلمات عطف آتے ہیں ان میں سے پہلے کو معطوف علیہ اور دوسرے کو معطوف کہتے ہیں۔ معنوی اعتبار سے کلمات عطف کی آٹھ قسمیں ہیں:۔

(۱) **کلمات عطف**۔ ان کی تعریف تو اوپر لکھی جا چکی۔ اور کلمات یہ ہیں۔ اور کہ۔ کے۔ پھر۔ حرف واؤ صرف:۔ ان میں سے:۔

(الف) لفظ اور عام ہے۔ جو مفرد اور مرکب کلموں اور جملوں میں مستعمل ہوتا ہے جیسے۔ پانی اور ہوا پر زندگی کا مدار ہے۔ ہم میں اور تم میں اتفاق رہنا چاہیئے۔ میں تم سے ملنے گیا۔ اور ملا ملے واپس چلا آیا۔ تم باغ گئے اور مجھے نہ لے گئے۔ کبھی دو مختلف کاموں کے لگاتار ہونے کا اظہار لفظ اور سے کیا جاتا ہے جیسے :-

تم گئے اور وہ آیا۔ میں پہنچا اور وہ چلا۔ روٹی نبڑی اور بوچا سٹکا +

ان جملوں میں ماضی سے مستقبل کے معنی لئے گئے ہیں +

کبھی لفظ اور سے ترہیب یعنی دھمکانے کے معنی لئے جاتے ہیں۔ جیسے :-

بس۔ اب تم ہو اور میں ہوں +

کبھی اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ تم جانو اور وہ جانے +

ایسے دو لفظوں میں جو ایک مدعا کے لئے ہوں۔ خواہ ان میں سے کوئی تابع ہو یا نہو کلمہ عطف نہیں لاتے۔ جیسے۔ وہ رات دن پڑھتا ہے۔ اسے بھلے برے میں تمیز نہیں۔ وہ چلنے پھرنے لگا۔ وہ دکھ سکھ میں میرا ساتھی ہے۔ وہاں رونا جھیکنا پڑ گیا۔ وغیرہ +

کبھی کلمہ عطف حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے۔ ہم ہوے۔ تم ہوے۔ جاہل ہوئے۔ عالم ہوئے۔ فقیر ہوے بادشاہ ہوے۔ امیر ہوئے۔ وزیر ہوئے خطیب ہوئے طبیب ہوئے۔ سب کو ایسا ہی ستہ طے کرنا ہے۔

جناب۔ زید آیا۔ بکر آیا۔ ولید آیا۔ خالد آیا۔ ہندہ آئی۔ غرض کس کس کا نام لوں +

ان مثالوں میں اگر کلمہ عطف لایا جائے۔ تو فعل کو بار بار لانا نہیں پڑے گا بلکہ کلمہ عطف بار بار آئے گا +

(ب) کر۔ کے۔ یہ دونوں کلمے عطف کے لئے صیغہ امر واحد حاضر کے بعد آتے ہیں اور ایک دوسرے کی جگہ برتے جاتے ہیں۔ اور ایسے موقع پر بولے جاتے ہیں جہاں ایک فعل کی تکمیل کے بعد۔ دوسرے فعل کے عمل میں لانے کا اظہار مقصود ہو۔ جیسے۔ وہ نہا کر سو گیا

وہ نہا کے سو گیا۔ وہ اچھے ہو کر چلے گئے۔ وہ اچھے ہو کے چلے گئے۔ وہ مدرسے آکر کہیں چلے گئے۔ یا وہ مدرسے آکے کہیں چلے گئے +

کر۔ اور۔ کے۔ کے استعمال میں کوئی تمیز نہیں۔ البتہ جہاں مصدر کرنا کا امر کر کلام میں آئے گا۔ وہاں عطف کے لئے لفظ (کے) بولیں گے۔ لفظ (کر) کی تکرار غیر فصیح ہے + جیسے وہ کام کر کے چلا گیا۔ وہ اپنا وعدہ پورا کر کے آیا +

(ج) پھر۔ یہ کلمہ ایسے عطف کے لئے برتا جاتا ہے جس میں کام کرنے کی ترتیب بھی ملحوظ ہو جیسے۔ پہلے زید آیا پھر بکر۔ پہلے نہا لو پھر کھانا کھانا۔ پہلے تم گئے پھر میں گیا۔ پہلے لکھ لو پھر پڑھ لینا اس نے پہلے گاڑی خریدی پھر گھوڑا لیا +

کر۔ اور کے۔ اور پھر۔ کے استعمال سے جو ایک فعل کی تکمیل کے بعد دوسرے فعل کا کرنا یا ہونا ظاہر کیا جاتا ہے اس سے دوسرے فعل کا وقوع پہلے فعل سے بلا فصل اور متصل ہونا ہی ضروری نہیں۔ بلکہ باوجود جدائی زمانہ وقوع بھی یہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں +

(۲) کلمات تردید[1]۔ ایسے کلمے جن سے کلام میں تردد یعنی دبدا پیدا کی جائے وہ کلمات یہ ہیں۔ یا۔ کہ۔ یا تو۔ خواہ۔ چاہے۔ چاہو +

کلمات۔ یا۔ کہ۔ ایک دوسرے کی جگہ بولے جاتے ہیں جیسے۔ وہ آیا۔ یا نہیں۔ یا وہ آیا کہ نہیں۔ دیکھئے وہ پاس ہوتا ہے یا نہیں۔ یا۔ دیکھئے وہ پاس ہوتا ہے کہ نہیں۔ وہ بیمار ہے یا تندرست۔ یا۔ وہ بیمار ہے کہ تندرست۔ وہ اچھا ہے یا برا۔ وہ اچھا ہے کہ برا۔ تم یہ لوگے یا وہ۔ تم یہ لوگے کہ وہ +

یہ دونوں کلمے ابتدائے کلام پر نہیں آتے +

کلمہ یا تو۔ یہ کلمہ جملہ کی ابتدا یا اسم و ضمیر کے بعد جب کہ اسم یا ضمیر حالت مفعولی میں ہو آتا ہے اور اس کے جواب میں لفظ (یا) لاتے ہیں جیسے۔ انھیں یا تو تم لکھو یا میں لکھوں

---

[1] تردید کے معنی ہیں دبدا میں ڈالنا +

یا تو وہ مجھے بلالیں یا وہ آپ آجائیں۔ یا تو تم جاؤ۔ یا میں جاؤں۔ وہ یا تو میرے پاس آئیں یا میں اُن کے پاس جاؤں۔

خواہ۔ چاہے۔ چاہو۔ یہ کلمات دو جملوں پر آتے ہیں۔ اور پہلے جملہ پر یا تو ابتدا انھیں کلمات سے ہوتی ہے۔ یا اسم یا ضمیر کے بعد یہ کلمات بولے جاتے ہیں۔

ان کلمات کے بعد جو اسم یا ضمیر یا صفت واقع ہوگی۔ وہ مکرر ان کلمات کے آنے پر خواہ یہ کلمات بنفسہ آئیں۔ یا بالمقابل اُن کے لفظ (یا) آئے۔ وہ اسم یا ضمیر یا صفت بھی بصورت مثبت و منفی مکرر آئے گی۔ اور ان دونوں فقروں کے بعد ایک جملہ مضمون کا پورا کرنے والا ضرور بولا جائے گا۔ جیسے۔

خواہ تم کھاؤ یا نہ کھاؤ۔ وہ کھلائیں گے ضرور۔ خواہ تم سنو خواہ نہ سنو۔ وہ کہے جائیگا۔

تم خواہ اچھے ہو۔ خواہ بُرے ہو ہمارے دوست۔

زید خواہ ہم سے لڑے یا ہم اُس سے لڑیں۔ تم بیچ میں کون ہو۔

چاہے وہ آئیں چاہے تم آؤ۔ آنا ضرور پڑیگا۔ تم چاہے آؤ چاہے نہ آؤ۔ میں ضرور آؤں گا۔ تم چاہے کہنا یا نہ کہنا میں خود کہلوں گا۔ تم چاہو مانو۔ یا۔ نہ مانو۔ اس نے صلاح تو اچھی دی ہے۔ چاہو تم اسکو بُرا کہو یا اچھا۔ وہ تو تمھارے گن گاتا پھرتا ہے۔ تم چاہو پوچھنا۔ چاہو نہ پوچھنا۔ میں ان سے دریافت کر دونگا۔

(۱۴) کلمۂ اضرابؔ۔ ایسا کلمہ جس کے ذریعہ سے اعلیٰ کو ادنیٰ یا ادنیٰ کو اعلیٰ ظاہر کیا جا سکے اُردو میں اس کے لئے۔ صرف کلمہ (بلکہ) آتا ہے۔ جیسے۔

وہ آدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ یا۔ وہ آدمی نہیں بلکہ شیطان ہے۔

وہ امیں نہیں بلکہ چور ہے۔ یا۔ وہ شریر نہیں بلکہ نہایت شریف ہے۔

کبھی ظاہر کردہ صفت کے علاوہ اور صفت یا صفات زاید کو بطریق اضراب بیان کرتے ہیں۔

لہ۔ اضراب کے معنی منھ پھیرنے یا ظاہر کرنے کے ہیں۔ ۱۲

جیسے۔ وہ خوبصورت ہی نہیں بلکہ خوب سیرت بھی ہے وہ صرف حافظ ہی نہیں۔ بلکہ عالم اور طبیب اور قاری بھی ہے۔ وہ جواری ہی نہیں بلکہ چور اور اچکا بھی ہے۔ وہ افیون ہی نہیں کھاتا بلکہ چرس بھی پیتا ہے۔ وہ صرف انگریزی ہی نہیں پڑھتا۔ بلکہ عربی اور فارسی بھی پڑھتا ہے اس مثال میں کہ آدمی کیا فرشتہ ہے لفظ (کیا) اضراب کے لئے نہیں بلکہ کلمہ اضراب تحذوف ہے

(۴) کلمات استدراک۔ ایسے کلمے جو پہلے کلام کے ابہام رفع کرنے کے لئے بولے جائیں۔ کلمات ذیل سے اکثر یہ غرض پوری کی جاتی ہے ٭

مگر۔ لیکن۔ الاّ۔ البتہ۔ اگرچہ۔ بلکہ۔ گو۔ پہ۔ پہ۔ سو (بضم سین بسکون واو مجہول) ٭

مثالیں۔ باتیں تو سب بناتے ہیں۔ مگر کام کوئی نہیں کرتا۔ اس نے وعدہ تو کیا تھا۔ لیکن آیا نہیں۔ اسے بہت کچھ کہا۔ الاّ۔ وہ اپنے ارادہ پر جما رہا۔ انھوں نے تمھیں تو کچھ نہیں کہا۔ البتہ۔ زید کو پیام دیا تھا۔ ہر کوئی امتحان کے نام سے گھبراتا ہے۔ اگرچہ کیسا ہی لائق ہو۔ نصیحت سے اسکی اصلاح تو کچھ بھی نہ ہوئی۔ بلکہ وہ اور بگڑ گیا۔ اسکو اپنی گرفتاری کا سخت رنج ہے۔ گو چہرہ سے ظاہر نہ ہوتا ہو۔ بنی کے ساتھی بہت پہ بگڑی کا ایک بھی نہیں تم آئے پہ نا وقت آئے میں نے تم سے صلاح پوچھی تھی۔ سو تم نے بھی کچھ جواب نہ دیا ٭

(۵) کلمات استثناء۔ ایسے کلمے جن سے چند چیز یا چیزوں یا شخص یا شخصوں میں سے دوسری چیز یا چیزوں۔ یا شخص یا شخصوں کو جدا کیا جائے ٭

جو جدا کی جائیں انھیں مستثنیٰ۔ اور جن سے جدا کی جائیں انھیں مستثنیٰ منہ کہتے ہیں اگر جدا شدہ۔ اور وہ جن سے جدا کیا جائے۔ ایک ہی جنس کی چیزیں یا شخص ہوں تو اس کو استثنائے متصل کہتے ہیں ٭

اور اگر یہ دونوں ایک جنس سے نہ ہوں۔ تو اس کو استثنائے منقطع کہا جاتا ہے ٭

مثال استثنائے متصل کی۔ زید کے سوا سب آدمی کھانا کھا گئے ٭

مثال استثنائے منقطع کی شیطان کے سوا سب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا

ان دونوں قسم کے استثناؤں کے لیے کلمات استثناء ایک ہی ہیں یعنی مگر
اِلّا۔ لیکن۔ سوا۔ بجز۔ با ستثنار + جیسے +

استثنائے منصل کی مثالیں۔ سب آ گئے مگر زید نہیں آیا۔ سب لڑکوں نے سبق پڑھا
اِلّا زید نے نہیں پڑھا۔ سب دوست تماشا دیکھنے گئے۔ لیکن میں گھر پڑا رہا۔ سوا ولید
کے سب لڑکے کھیلے۔ بجز میرے سب لوگ پٹے۔ باستثنائے زید کے سب کو انعام ملا +

استثنائے منقطع کی مثالیں۔ سب گھوڑے روانہ کر دیئے مگر میں نہیں گیا۔ ہرن چوکڑیاں
بھرتے جا رہے تھے۔ الا۔ زید ہار اتھ کا پڑا تھا۔ کتے بھونک رہے تھے۔ لیکن تم چپ
سادھے پڑے تھے۔ سوا میرے کے گھر میں چڑیا تک نہ تھی + بجز بندر کے وہاں کوئی
آدمی نہ تھا۔ باستثنائے چرواہے کے بکریاں سب بھاگ گئیں +

(۶) حرف بیان یعنی ایسا حرف کہ وہ اس جملہ کی ابتدا میں آئے۔ جو اپنے سے پہلے
جملہ کی وضاحت کرتا ہو۔ پہلے جملہ کو مبیَّن۔ بفتح یائے مشدّدہ۔ اور دوسرے کو جس کی ابتدا
میں حرف بیان ہے۔ بیان۔ یا عطف بیان کہتے ہیں +

بیان کے لئے صرف فارسی حرف (کہ) ہے جو اردو میں بھی مستعمل ہے۔ جیسے۔
تم جانتے ہو کہ میں تمہارا مخالف نہیں ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ میں حساب میں کمزور ہوں۔
مصادر۔ کہنا۔ فرمانا۔ وغیرہ کے یا ان کے مشتقات کے بعد جو جملہ بیان آئے اسے مقولہ
بھی کہتے ہیں۔ جیسے۔ اس نے کہا۔ کہ آج کل بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ
صحبت بد سے بچنا چاہیئے +

الفاظ۔ ارشاد۔ ہدایت نصیحت قول وغیرہ کے بعد بھی مقولہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے۔
آپ کا ارشاد ہے۔ کہ آپس میں لڑا نہ کرو۔ آپ کی ہدایت ہے۔ کہ تکبر کبھی مت کرنا
آپ کی نصیحت ہے کہ بدگمانی بہت بری ہے۔ یا۔
آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ سب انسان بھائی ہیں۔ آپ ہدایت کرتے ہیں +

کہ مذہب پر قایم رہنا چاہیے - آپ کا قول ہے - کہ ہمیشہ مظلوم کی مدد کی جاسے +

(۷) **کلمات علت** - ایسے کلمے جو سبب اور علت کے ظاہر کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں

کیوں - اس لئے - اس واسطے - کہ (بمعنی کیوں) - تا - لہذا - ان کلمات میں سے (لہذا) اور (کہ) کے سوا باقی تمام کلمات کے ساتھ کاف بیانیہ آتا ہے خواہ متصل آئے یا منفصل مگر آتا ہے ضرور - جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے واضح ہوگا +

مثالیں محنت کرو - کیونکہ محنت ہی راحت کی دائی ہے - وہ اس لئے آئے ہیں کہ تمھیں ساتھ لیجائیں - میں اس واسطے ان کے پاس گیا تھا کہ تمھاری سفارش کروں پڑھے جاؤ کہ پڑھنا ہی سب سے بڑی نعمت ہے - میں انھیں لے آیا ہوں تاکہ تمھیں جانے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے - آپ تو تشریف نہ لائے مجھے ضروری کام تھا لہذا میں چلا آیا -

(۸) **کلمات شرط و جزا** - جب کسی ایک بات کو دوسری بات پر منحصر کرنا چاہیں تو جو کلمات حصر کرنے کے لئے لائے جائیں وہ کلمات شرط و جزا کہلاتے ہیں جیسے ، اگر تم مدرسہ جاؤ گے تو میں بھی جاؤں گا - اس جملہ میں اگر - اور - تو - کلمات شرط و جزا ہیں +

کلمات شرط - جس بات پر حصر کیا جائے - اس پر حصر کرنے کے لئے جو کلمات لائے جاتے ہیں - ان کلمات کو کلمات شرط کہتے ہیں اور اس بات کو موقوف علیہ - وہ کلمات یہ ہیں + جو - جب - چونکہ - اگرچہ - ہرچند - گو - تاوقتیکہ - کیوں نہ - نہیں تو - ورنہ - وگرنہ - باوجودیکہ - باآنکہ - جوہیں - اگر - گر - ہرچند کہ - گو کہ - بسکہ - ازبسکہ

کلمات جزا - جس بات کو دوسری بات پر منحصر کیا جائے - اس پر منحصر کرنیکے لئے جو کلمات لائے جائیں - ان کو کلمات جزا اور اس بات کو موقوف کہتے ہیں -

کلمات جزا - اکثر یہ ہوتے ہیں - مگر - لیکن - الاّ - تاہم - اس لئے - اسی لئے - اس واسطے اسی واسطے - تب - سو - پر - یہ - لہذا - کہ - پھر بھی - تو - (بضم اوّل و واو مجہول) -

شرط کے کلمات میں سے تاوقتیکہ - چونکہ - باوجودیکہ - میں کاف بیانیہ ہے - اور ان

کلمات کا استعمال بلاکاف بیانیہ نہیں ہوتا +

اور کلمات نہیں تو - ورنہ - وگرنہ - نفی کے معنی شرط میں پیدا کرتے ہیں اور جزا میں شرط کے خلاف مضمون آتا ہے +

طریق استعمال - کلمہ (جو) کی جزا میں اکثر کلمہ (سو) آتا ہے - جیسے - جو کیا - سو پایا - جو سویا سو چوکا +

اور کبھی اس کی جزا میں کلمہ (تو) آتا ہے - جیسے میں جو باغ میں گیا تو زید وہیں ملا +

کبھی جو - اگر کے معنی دیتا ہے - جیسے - جو تم نے ادھر کا رخ کیا تو اپنا کیا پاؤ گے .

کبھی - جو - کو - جب - کی جگہ بولتے ہیں - جیسے - وہ تو ایسا ہی ہے - کہ جو وہ روٹھے تو پھر نہیں منتا -

کلمہ جب کی جزا میں تب آتا ہے - جیسے - جب میں بلاؤں تب آنا +

اور کلمہ جب جس وقت کے معنی میں بھی آتا ہے - جیسے - جب وہ آئیں گے تب میں آؤں گا -

کلمہ جب کے بعد جب لفظ (ہی) بولا جائے تو اس کی جزا میں حرف (کہ) آتا ہے - جیسے - یہ جھگڑا جبھی طے ہوگا - کہ تم اسکا فیصلہ کرو - یہاں جبھی بمعنی اسی وقت ہے +

اور کلمہ جبھی کے جواب میں لفظ (جب) بھی بولا جاتا ہے - جیسے - میں نے تو جبھی بتا دیا تھا جب تم نے پوچھا تھا +

کلمہ جب جزا میں بجائے تب کے بھی استعمال کیا جاتا ہے - جیسے - عربی صرف ونحو کے لیے بڑی محنت کی ضرورت ہے - جب وہ آتی ہے +

کلمہ چونکہ - اس کے جواب میں - اس لئے - یا اسی لئے - یا اس واسطے - یا اسی واسطے یا لہذا وغیرہ بولتے ہیں - جیسے - چونکہ تم نے خط نہیں بھیجا - اس لئے میں نے بھی کوتاہی کی - چونکہ تم نے میری بات نہیں سنی اسی لئے میں خاموش ہو گیا - چونکہ تم نے مجھے یاد فرمایا +

اس واسطے میں چلا آیا - چونکہ تم روٹھ گئے تھے - اسی واسطے میں بھی غیر حاضر رہا +

چونکہ تم کو اس وقت فرصت نہیں لہذا میں جاتا ہوں +

اس لئے اور اس واسطے کی جگہ اسی لئے اور اسی واسطے اس وقت کہتے ہیں جب زور دینا مقصود ہوتا ہے ۔

کلمہ اگرچہ کے جواب ہیں ۔ کلمات مگر ۔ لیکن ۔ الا ۔ تاہم ۔ پھر بھی ۔ پر ۔ بولے جاتے ہیں جیسے اگرچہ وہ نہیں آئے مگر میں گیا ۔ اگرچہ وہ بلایا گئے لیکن میں چلا آیا ۔ اگرچہ وہ مجھے بہت اینٹھا الا میں نے اس طرف توجہ نکی ۔ اگرچہ وقت بہت تنگ سا تھا تاہم میں نے چلنے کا ارادہ کرلیا اگرچہ انھوں نے تمھیں نہیں بلایا ۔ پھر بھی تمھارا جانا مناسب ہے ۔ اگرچہ اس نے اصرار کیا پر میں نے نہ مانا ۔

کلمہ ہر چند کی جزا میں بھی وہی کلمات آتے ہیں ۔ جو اگرچہ کی جزا کے لئے بیان کئے گئے ہیں جیسے ہر چند میں نے سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا ۔ ہر چند اس نے پوچھا لیکن میں چپ رہا ۔ ہر چند میں نے اسکو بلایا الا وہ ٹس سے مس نہوا ۔ ہر چند اس سے کہا گیا ۔ الا وہ نہ مانا ۔ ہر چند وہ مجھ پر خفا ہوا کئے پھر بھی میں نے کچھ نہ کہا ۔ ہر چند تمھارا آنا جانا نہیں تاہم اس وقت جانا چاہئے ہر چند میں نے چپ رہنا چاہا پر مجھ سے نہ رہا گیا ۔

اسی طرح کلمہ گو کے جواب ہیں ۔ مگر ۔ لیکن ۔ الا ۔ تاہم ۔ پھر بھی ۔ پر ۔ لائے جاتے ہیں جیسے ۔ گو وہ گئے مگر میں نہیں گیا ۔ گو تم بلاتے رہے لیکن وہ نہ آیا ۔ گو تم اقرار کرتے رہے ۔ الا وہ انکار ہی کرتا رہا ۔ گو انھوں نے بہت اکسایا تاہم میں صبر کئے بیٹھا رہا ۔ گو وہ نہایت عاجزی کرتا رہا پھر بھی تم نے اسکی نہ سنی ۔ گو اس نے بہت کہا ۔ پر میں راضی نہوا ۔

کلمات تا وقتیکہ ۔ اور ۔ جو ہیں ۔ کی جزا میں کوئی کلمہ نہیں بولتے ۔ جو ہیں کے جواب میں تیوں اب متروک ہے ۔ جیسے تا وقتیکہ وہ نہ آجائیں میں نہ جاوں گا ۔ تا وقتیکہ میں اس شادی کے کاموں سے فارغ نہوں حاضر نہیں ہوسکتا ۔ یا ۔ جو ہیں اس نے تمھاری آواز سنی ۔ وہ دروازہ کی طرف دوڑا ۔ جو ہیں تم کھنکارے وہ چپکا ہو گیا ۔

باوجودیکہ ۔ اور باآنکہ ۔ ان دونوں کلموں کی جزا میں ۔ مگر اور پھر بھی اکثر آتے ہیں جیسے ۔

باوجودیکہ میں اس جھگڑے میں نہ تھا مگر میرا نام لے دیا۔ یا آنکہ وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اس کو بھیجا گیا۔ یا وجودیکہ مجھے ہر طرح تنگ کیا۔ پھر بھی میں نے کچھ بتا کر نہیں دیا۔ باآنکہ میں اُن سے آگاہ تھا پھر بھی اپنا کام نکال لایا +

کلمہ اگر کی جزا میں (تو) آتا ہے۔ جیسے اگر وہ نہ آئے تو تم کیا کرو گے۔ یا۔ اگر تم نہ جاتے تو میں جاتا +

کیوں نہ۔ یہ کلمہ بھی شرط کے معنی دیتا ہے اور اس کی جزا میں۔ پر۔ مگر۔ پھر بھی۔ تاہم لیکن۔ الّا۔ وغیرہ بولے جاتے ہیں جیسے:۔

ان پر وہاں جھڑکیاں ہی کیوں نہ پڑیں۔ مگر یہ جائیں گے ضرور۔ مجھے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ لیکن اس کام کو کر کے چھوڑوں گا۔ ان پر بہت پھبتیاں کسی گئیں + الّا یہ وہاں سے نہ ٹلے۔ ان کے ساتھ کیسی ہی بدی کیوں نہ کی جائے تاہم یہ بدلہ لینے کے لئے آمادہ نہوں گے۔ ساری رات ہی کیوں نہ تنبیت ہو جائے۔ پر میں یاد کئے بغیر نہ اٹھوں گا اس کو کتنا ہی کیوں نہ مارو۔ پھر بھی یہ گالیاں دیئے جائے گا +

نہیں تو۔ ورنہ۔ وگرنہ۔ یہ ایسے کلمات شرط ہیں جو کلام سابق کے خلاف مضمون ظاہر کرتے ہیں اور فعل ماسبق کی نفی کے ساتھ فعل لاحق کا اثبات کرتے ہیں اور پورے جملہ شرط کے معنی دیتے ہیں جیسے +

میرا کہنا مانو نہیں تو پچھتاؤ گے۔ یعنی۔ اگر میرا کہنا نہ مانا تو پچھتاؤ گے۔ محنت کرو ورنہ کامیابی دشوار ہے۔ یعنی۔ اگر محنت نہ کرو گے تو کامیابی دشوار ہے۔ تم آتے ہو تو آؤ۔ وگرنہ میں جاتا ہوں۔ یعنی۔ اگر تم نہیں آتے تو میں جاتا ہوں +

باقی کلمات شرط کی کچھ مثالیں مجملاً لکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ کافی تفصیل ہو چکی ہے +

ہرچند کہ میں ان کی تلاش میں ہوں مگر ابتک کامیاب نہیں ہوا۔ گو کہ انھوں نے مجھے یاد دلایا۔ لیکن میں تعمیل نہ کر سکا۔ یہ اذبسکہ مشتاق زیارت تھا اس لئے حاضر خدمت ہوا ہے

مگر۔ اور بلکہ نثر میں مستعمل نہیں ہوتے البتہ نظم میں ان کا استعمال ہے ۔

کلمات شرط کبھی حذف کر دیئے جاتے ہیں ۔ جیسے ۔ تم کہو تو جاؤں ۔ تم مانو تو کہوں تم کہتے ہو تو کہو ورنہ میں کہتا ہوں ۔

کبھی جزا کے کلمہ کو حذف کر دیتے ہیں ۔ جیسے ۔ اگر جانا ہے جاؤ ۔ اگر کھانا ہے کھا لو ۔ اگر لانا ہے لے آؤ ۔

کبھی شرط اور جزا دونوں کے کلمات حذف کر دیئے جاتے ہیں ۔ جیسے ۔

تمھیں ٹھہرنا ہے ٹھہر جاؤ ۔ جانا ہے چلے جاؤ ۔ آنا ہے آجاؤ ۔ وغیرہ ۔

جب جزا شرط پر مقدم ہو تو کلمہ جزا نہیں لاتے ۔ جیسے ۔ تم کچھ مت کہو اگر وہ نہیں سنتا ۔ تم اسے نہ بلاؤ ۔ اگر وہ نہیں آتا ۔

مگر جزا کے مقدم لانے میں کلمہ تب بولا جاتا ہے ۔ جیسے ۔

تم تب جانا جب وہ بلائیں ۔ تم تب آنا جب وہ آجائیں ۔

کبھی شرط اور جزا کے کلمات حذف کر کے دونوں جملوں کے مابین (اور) کا لفظ بولتے ہیں ۔ جو فوراً یا معاً کا مترادف ہوتا ہے ۔ جیسے ۔

تم وہاں گئے اور پکڑے گئے ۔ وہ اس گلی میں آیا اور پٹا یعنی اگر تم وہاں گئے تو پکڑے جاؤ گے اگر وہ اس گلی میں گیا ۔ تو پٹے گا ۔

ایسے موقع پر ماضی بمعنی مستقبل آتی ہے ۔

بعض جگہ شرط کا کلمہ لا کر امر یقینی کو مشتبہ طریق پر ظاہر کرتے ہیں ۔ جیسے ۔

اگر سورج چھپے گا ۔ تو چھٹکارا ہو گا ۔ اگر خدا ہے تو میری ضرور سنے گا ۔

کلمات ندا

وہ کلمات جو پکارنے کے وقت بولے جائیں جس کو پکارا جاتا ہے ۔ اس کو منادی

کہتے ہیں۔ اگر منادیٰ قریب ہو تو بغیر مد صوت یعنی بلا آواز بڑھانے کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بصورت بعید مد صوت کے ساتھ۔ وہ کلمات جو منادیٰ سے پہلے بولے جاتے ہیں۔ یہ ہیں * اے۔ او۔ اجی۔ ارے۔ اری۔ ابے۔ ابے او۔ اوبے۔ یا۔ جیسے * اے خدا۔ او لڑکے۔ اجی حضرت۔ یارب۔ ان کلمات میں تذکیر و تانیث یا وحدت و جمع منادے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے۔ اے لوگو۔ او لڑکیو۔ او لڑکو اے صاحبو۔ لیکن کلمہ اجی واحد ہی کے لئے استعمال پاتا ہے اور *

اور کلمہ (یا) بجز نام خدا کے دوسرے منادیٰ کے ساتھ لانا کریہہ ہے۔ جیسے *

یا پیر۔ یا رسول۔ وغیرہ *

ارے لڑکو۔ ارے لڑکے۔ اری لڑکی۔ اری لڑکیو۔ یہ دونوں کلمے تذکیر و تانیث میں تو منادیٰ کے موافق ہوتے ہیں مگر جمع میں بدستور رہتے ہیں * اور یہ کلمات حقارت یا محبت کے اظہار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے *

ارے نالایق۔ اری پھوہڑ۔ ارے لاڈلے۔ اری لاڈو *

ابے احمق۔ ابے او بیوقوف۔ اوبے نالایق۔ یہ کلمات تحقیر کے لئے آتے ہیں اور منادیٰ مذکر کے لئے برتے جاتے ہیں *

کلمات او۔ اور اے۔ تحقیر۔ اور تعظیم اور محبت۔ تینوں صورتوں میں مستعمل ہیں جیسے۔ او مردود۔ او اندھے۔ او بہرے۔ او خدا۔ او مالک۔ او رزاق۔ او پیارے۔ او لاڈلے۔ اے جاہل۔ اے لنگڑے۔ اے نکھٹو۔ اے خدا۔ اے زاہد۔ اے عابد۔ اے عزیز۔ اے لاڈلے۔

کلمہ اجی تعظیم کے لئے خاص ہے۔ جیسے اجی حضور۔ اجی قبلہ۔ اجی حضرت۔ وغیرہ *

کلمات ارے اور اری کے ساتھ جب (او) زیادہ کریں خواہ اول میں خواہ آخر میں تو یہ تحقیر کے لئے خاص ہو جاتے ہیں۔ جیسے۔ ارے او نائی۔ اورے بھنگی۔ اری او تیلن

اوری مالن +

کلمہ ہوت - رے - ری - منادیٰ کے بعد بولے جاتے ہیں - اور منادیٰ سے پہلے باوجود ان کلمات ندا کے - دوسرا کلمہ ارے یا اری بھی لاتے ہیں - یا صرف انہیں پر بس کرتے ہیں - جیسے - زید ہوت - ارے جانے والے ہوت - اری جانے والی ہوت - جانے والے ہوت - جانے والے رے - ارے جانے والے رے - زید رے - ارے زید رے +

جانے والی ری - اری جانے والی ری - ہندہ ری - اری ہندہ ری +

بعض موقع پر منادیٰ کے اسم یا صفت کے حرف اعرابی کی آواز کو لمبا کر کے کلمہ ندا کا کام لیتے ہیں - اور ایسے منادیٰ کے لیے کلمہ ندا کا لانا اور نہ لانا - دونوں جائز ہیں - جیسے کلو منو - میں واؤ کی - اور کلوا اور بھورا میں الف کی - اور سندری اور ہندری - میں یے کی آواز بڑھا دیں - اسی طرح - پونڈے والے - ساگ والی - لنگڑے - اندھے - ہیں - یا - ارے اوکلوا ارے او جانے والے - اری او ساگ والی - اری او سندری ہیں یائے مجہول و معروف و الف کی آواز بڑھا کر ندا کا کام لیتے منادیٰ کے آخر میں اگر کلمات ندا آئیں تو انھیں کے حروف اعرابی کی آواز بڑھاتے ہیں منادیٰ کے حرف اعرابی میں یہ عمل نہیں ہوتا +

ندا اور منادیٰ مل کر ہمیشہ قائم مقام جملہ مفرد ہوا کرتے ہیں +

کلمات جواب

ایسے کلمے جو ندا کے جواب میں بولے جائیں - جیسے - جی - جی ہاں - ہاں جی - ہاں - بھلا - اچھا - بہت اچھا - ہوت - حاضر - حاضر ہوا - جناب - حضور +

یہ کلمات ندائے قریب و بعید - دونوں میں مستعمل ہیں + ندائے قریب کے جواب میں کم اور ندائے بعید کے جواب میں زیادہ حروف اعرابی کی آواز کو بڑھا دیتے ہیں - ان میں سے بھلا اور اچھا اور ہوت اور ہاں میں تو تحقیر یا تعظیم کی کوئی خصوصیت نہیں - باقی کلمات جواب

تعظیمی میں بولتے ہیں ✣

کلمات ایجاب

ایسے کلمے جو امر ۔ یا نہی ۔ یا متکلم کے کلام کی تصدیق کے لیئے بولتے ہیں ۔ جیسے ✣ جی ۔ جی ہاں ۔ ہاں جی ۔ ہاں ۔ اچھا ۔ بہت اچھا ۔ خوب ۔ بہت خوب ۔ ٹھیک ۔ بہت ٹھیک ۔ بالکل ٹھیک ۔ بجا ۔ درست ۔ واقعی ۔ صحیح ۔ کیوں نہیں ۔ ہوں ۔ بضم اول وواؤ معروف ۔

کلمات ۔ جی ۔ ہاں ۔ ہوں ۔ ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں بات کرنے والے کی بات کی طرف اپنا متوجہ ہونا ظاہر کرنا مقصود ہو ۔ جیسے ۔ ایک شخص نے تم سے کہا کہ میں کل دہلی گیا تھا ۔ تم نے اس کے جواب میں کلمہ جی ۔ یا ۔ ہاں ۔ یا ۔ ہوں کے کوئی کلمہ کہدیا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ یہ بات میں نے سن لی اور اب جو تم کہوگے اس کے سن نے کے لیئے متوجہ ہوں ✣

کیوں نہیں ۔ ایجاب نفی کے لیئے بولتے ہیں جبکہ کلام میں استفہام ہو ۔ جیسے ✣ کوئی تم سے پوچھے ۔ کہ کیا زید میرا شاگرد نہیں ۔ اور تم جواب دو کہ ۔ کیوں نہیں یعنی زید تمہارا شاگرد ہے ۔ چونکہ اصل کلام اور ایجاب دونوں میں نفی کا استعمال ہوا ۔ اس لیئے نفی کی نفی اثبات ہوگئی ✣

ہوت کا کلمہ ایجاب میں ہر وقت بولتے ہیں ۔ خواہ ندا میں کلمہ ہوت کا استعمال ندا کے لیئے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو جیسے ۔ زید ہوت ۔ اس کے جواب میں زید کہے ہوت ۔ یا اے زید ۔ یا اے زید یا او زید ۔ ان سب کے جواب میں ہوت کہا جاسکتا ہے ✣

باقی کلمات ۔ امر یا نہی ۔ یا تصدیق کلام متکلم کے لیئے بولے جاتے ہیں ۔ جیسے ✣ کسی نے تم سے کہا ۔ کہ دہلی جاؤ ۔ اس کے جواب میں تم نے ۔ اچھا ۔ یا بہت اچھا ۔ یا ۔ بھلا ۔ میں سے کوئی کلمہ کہدیا ۔ یا کسی نے کہا کہ تم دہلی مت جانا ۔ اس کے جواب میں بھی انہیں کلمات

میں سے کوئی سا کلمہ تم نے کہا۔ یا بہت خوب کہدیا۔ یا کسی نے کہا کہ میری رائے ہے کہ باہمی فیصلہ ہو جائے۔ عدالت سے چارہ جوئی نہ کرنی پڑے۔ اور اس کے جواب میں تم۔ صحیح یا بہت صحیح۔ یا۔ بالکل صحیح۔ یا درست۔ یا۔ بالکل درست یا بجا۔ یا۔ بالکل بجا یا ٹھیک۔ یا۔ بالکل ٹھیک میں سے کوئی سا کلمہ استعمال کرو۔

کلمہ تفسیر

وہ کلمہ جو اپنے سے پہلے کلمہ یا کلام۔ کی تشریح کے لئے جو کلام کیا جائے اس پر آئے۔ یہ عربی کے دو لفظ۔ یعنی[له] اور۔ اعنی۔ اردو میں مستعمل ہیں۔ جیسے۔ تبذیر یعنی ناحق۔ یا۔ فضول خرچ کرنا تشریح اعنی کسی بات کا کھول کر بیان کرنا فعل یعنی کام۔ فاعل اعنی کام کرنے والا۔

کلمات تمنّا

ایسے کلمات جن سے آرزو یا تمنّا۔ ظاہر کی جائے۔ اس کے لئے فارسی کے دو کلمے کاش۔ اور کاشکے۔ اردو میں مستعمل ہیں۔ جیسے۔ کاش وہ آتا اور مجھے اپنے ساتھ لے جاتا کاشکے مینہ برستا۔ اور میرا کھیت پنپتا۔

کلمات تحقیر

ایسے کلمے۔ جو اپنی یا کسی دوسرے کی حقارت یا انکسار کے لئے بولے جائیں۔ اور ان کا استعمال طنز کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ ان معنوں میں اکثر یہ کلمات بولتے ہیں۔ کیا۔ کہاں۔ کیوں تہو۔ کیوں نہیں۔

[له] ۔ یعنی کے معنی ہیں وہ چاہے یا وہ قصد کرے اور اعنی کے معنی ہیں میں چاہوں یا قصد کروں ۱۲

جیسے۔ کیا بڑی کیا پدی کا شوربا۔ میں کیا اور میری خدمت کیا۔ آپ کی سمجھ کا کیا ٹھکانا آپ کے کیا کہنے خوب۔ ملّا کا نٹھا۔ کہاں کی نماز کہاں کا روزہ۔ کیوں نہو۔ آپ تو بڑے متقی ہیں۔ کیوں نہیں آپ تو بالکل بے عیب ہیں۔ فارسی کے کاف تصغیر سے اردو میں تحقیر کا کام لیا جاتا ہے۔ جیسے ہرٹ پرسے ہو مردک +

کلمات تزئین کلام

ایسے کلمے جن کے معنی تو کلام میں مقصود نہوں۔ البتہ اُن سے کلام میں خوش نمائی پیدا کی جائے اچھا۔ بھلا۔ بارے۔ آخر۔ ہاں۔ لو۔ آؤ نہ ۔ لے۔ اچھا تو آؤ۔ تو سہی۔ بھی تو۔ ائے۔ (الف کے زبر اور ہمزہ کے روم سے) ائے ہئے (الف اور ہے کے زبر اور ہمزہ کے روم سے) +

جیسے۔ اچھا پھر کیا ہوا۔ بھلا تم بھی تو کچھ کہو۔ بارے آپ تشریف لے آئے۔ آخر اُس کا کیا گناہ تھا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم گئے تھے کہاں۔ لو یہ بھی جارہے ہیں۔ لے میں ہی تیرے پاس آرہا ہوں۔ اچھا تو۔ تم نے بھی کچھ کھایا یا نہیں۔ آؤ ہم تم مل کر تجارت کریں آؤنہ ہم بھی چلیں تو سہی اور بھی اور تو۔ آخر میں بولے جاتے ہیں۔ جیسے۔ دیکھو تو سہی سنو تو سہی بیٹھو بھی چلے جانا۔ جاؤ بھی۔ تم بتاؤ تو۔ کہ اس نے کیا کہا۔ ٹھیرو تو چلے جانا +

ائے اور ائے ہئے۔ اکثر عورتیں بولتی ہیں۔ ائے پھر تمھیں کیا پڑی۔ ائے ہئے تم ہی نے کونسی گئی کی +

کلمات طبعی

ایسے کلمے جو۔ تنبیہ۔ یا تاسف و ندبہ۔ یا تحسین۔ یا نفرت۔ یا نفریں۔ یا تحقیر و شدت یا تعجب۔ یا انبساط۔ یا تہنیت۔ یا قدوم کے لئے۔ یا مقتضائے طبیعت۔ زبان پر آئیں

ترتیب مذکورہ بالا کی بموجب ہم ان کا بیان کرتے ہیں +

(۱) **کلمات تنبیہ** - ایسے کلمے جتنے کسی کو کام پر چھیڑ کا - یا کسی کام سے کچھ سختی کے ساتھ روکا جائے - ہیں - ہائیں - ہوں - ہار - خبردار - دیکھنا - دیکھیو - دیکھ - سن - سنو - دیکھیو جی سنو جی - دیکھو تو سہی - سنو تو سہی - خیر - کیا - کیسا +

جیسے ہیں تم مانتے نہیں - ہائیں یہ کیا کر رہے ہو - ہوں یہ کیا کیا - ہار ایسا کام نہیں کیا کرتے - خبردار جو تم پھر وہاں گئے - دیکھنا بھول نہ جانا - دیکھیو ان سے نہ کہہ دینا - دیکھ پھر گالی نہ دیجیو - سن پھر پتنگ مت اڑائیو - سنو - اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو میں ماروں گا - دیکھیو جی اس طرح آوارہ مت پھرا کرو - سنو جی ہیں ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا - دیکھو تو سہی ان کی کیسی خبر لیتا ہوں - سنو تو سہی تم جاتے کہاں ہو - خیر تم سے بھی سلٹ لیا جائے گا - کیا تمہیں سوجھتا نہیں - کیسا غل مچا رکھا ہے - چپ رہو -

ان کلمات میں سے بعض کو زور دینے کے موقع پر مکرر بولتے ہیں - جیسے +

ہیں ہیں - کرتہ مت چباؤ - ہائیں ہائیں مٹی ہیں مت لوٹو - ہوں ہوں اسے مت چھیڑو - ہار ہار - گالی نہیں دیا کرتے - خبردار خبردار - ایسا ہرگز ہونے نہ پائے - دیکھنا دیکھنا - آج کبھی نہ ملنا - دیکھو دیکھو - بدی سے بچو - دیکھ دیکھ - کدھر منہ اٹھائے جا رہا ہے - سن سن - اب کی مرتبہ پھر تجھے معاف کرتا ہوں - سنو سنو - بدگمانی اچھی نہیں - خیر خیر - پھر کسی وقت یہ کام ہو جائے گا +

دیکھیو جی - سنو جی - دیکھو تو سہی - سنو تو سہی - کیا - کیسا - ان کلمات کی تکرار مروج نہیں

(۲) **کلمات تاسف وندبہ**[۱] - ایسے کلمے - جو درد - یا دکھ - یا - افسوس یا رنج یا ماتم - یا تعزیت کے وقت - بولے جاتے ہیں یعنی +

آہ - ہائے - ہائے رے - ہے ہے - اے ہے - افسوس - افسوس صد افسوس

۱؎ - ندبہ اسم ہے ندب کا - ندب کے معنی ہیں - مردے پر رونے کے +

حیف۔ حیف صد حیف۔ ہیہات۔ ان کلمات میں سوائے افسوس صد افسوس اور حیف صد حیف اور ہائے رے اور ہیئے ہیئے۔ اور ائے ہے کے سوا باقی کو رنج والم کی زیادتی ظاہر کرنے کے لیئے اکثر بھی بولتے ہیں۔ اور کلمات۔ وائے۔ اے وائے۔ دریغ دریغا۔ واحسرتا۔ وامصیبتاہ۔ نثر میں مستعمل نہیں۔ البتہ نظم میں استعمال ہوتے ہیں جو ہماری بحث سے خارج ہے ٭

مثالیں۔ آہ کیا کروں۔ ہائے کس سے کہوں۔ ہائے رے۔ میں تو چلا ٭

ہیئے ہیئے۔ بچے تجھے کہاں ڈھونڈوں۔ افسوس تیری بھری جوانی۔ حیف کہ تو یوں نامراد جائے۔ ہیہات۔ اس صدمہ نے تو مار دیا۔ افسوس صد افسوس کہ میں آخر وقت میں کچھ خدمت نہ کرسکا۔ حیف صد حیف کہ میں نے تیری صورت بھی نہ دیکھی۔ آہ آہ۔ اب میں تجھے کہاں دیکھنے جاؤں۔ ہائے ہائے۔ میری گود کی کھلائی کہاں گئی۔ افسوس افسوس تو اور یوں نامراد مرے۔ حیف حیف کہ تو نے اپنے بچے کی صورت بھی نہ دیکھی۔ ہیہات ہیہات میری بھری گود خالی ہو گئی ٭

کلمات ہائے۔ آہ۔ ہائے رے۔ تکلیف و درد کی زیادتی میں بھی بولتے ہیں ٭

(۳) کلمات تحسین۔ ایسے کلمے جو تعریف یا دفع نظر بد یا داد دینے کے مواقع پر استعمال کیئے جاتے ہیں۔ یعنی۔

شاباش۔ آفریں۔ خوب۔ بہت خوب۔ واہ۔ واہ وا۔ واہ رے۔ واہ رے واہ کیا کہنے بل بے۔ اف رے۔ ہائے ہائے۔ ہائے۔ سبحان اللہ۔ چشم بد دور۔ ماشاء اللہ۔ بارک اللہ۔ جزاک اللہ۔ مرحبا۔ جیندا۔ صل علے۔ نام خدا۔ کیا بات۔ کیا بات ہے۔ آفریں صد آفریں ٭

جیسے۔ شاباش خوب سبق یاد کیا۔ آفریں تیری ہمت کو۔ خوب فرمایا۔ بہت خوب تقریر کی۔ نہایت اچھا کام کیا۔ بہت اچھا گایا۔ وہ اچھی ناچی۔ واہ کیا چال کی ہے۔ واہ وا۔ کیا تقریر کی ہے۔ واہ رے تیری پھرتی۔ واہ رے واہ خوب چل دیا۔ تمھاری تدبیر کے کیا کہنے

بل بے تیرا زور - اف رے تیری جوانی - ہائے ہائے کیا نازنین ہے - ہائے کیا [illegible] سبحان اللہ پھر فرمایئے - چشم بد دور - کیا نازک مضمون ہے - ماشاء اللہ کیسا ذہین بچہ ہے بارک اللہ کیا کلا پایا ہے - جزاک اللہ - بڑی محنت کر رہے ہو - مرحبا کیا مضمون پیدا کیا جنداکیا نئی تراش ہے - صل علی کیسی بھینی بھینی خوشبو ہے - نام خدا اب تو تم جوان ہو گئے - تمھاری تحریر کی کیا بات ہے - آپ کی کیا بات ہے - تقریر کی [illegible] کی آفرین صد آفرین کس جرأت سے میدان مارا ✤

(۴) **کلمات نفرین** - ایسے کلمے جو لعنت یا پھٹکار کے موقع پر بولے جائیں ✤

جیسے - خدا کی مار - خدا کی سنوار - تھو - دُر - دُر دُر - تھو تھو - پھٹے منہ - پھٹ پھٹ لعنت - تُف - زوف - کالا منہ - نیلے ہاتھ پیر ✤

جیسے - تجھ پر خدا کی مار - تجھ پر خدا کی سنوار - تھو ہے ایسی ایمانداری پر - تیری بدمعاشی تو ہر طرف سے تھو تھو ہوتی ہے - پھٹے منہ تو پھر مدرسے بھاگا - وہ وہاں چلا تو کیا مگر بڑی دُر دُر پھٹ پھٹ ہوئی - لعنت ہے ایسی کمائی پر - تف ہے تیری اس زندگی پر - زوف ہے اس بے حیائی پر - ارے کم بخت تیرا کالا منہ - ارے تیرا کالا منہ نیلے ہاتھ پیر ✤

کلمات دُر - اور - دُر - دُر - اکثر عورتیں استعمال کرتی ہیں - جیسے - دُر موے چل گئے - دُر دُر - دھگڑوں پٹی ✤

دُر دُر پھٹ پھٹ - یا پھٹ پھٹ دُر دُر - اس طرح عام بولتے ہیں ✤

(۵) **کلمات نفرت** - ایسے کلمے جو گھن اور بیزاری کے وقت بولے جائیں ✤

جیسے - چھی - ہشت - ہٹ - پرے ہٹ - دھت - ہٹ تیری - دور ہو - دور دور - تھو - تھو تھو - الگ - الگ الگ - آخ تھو ✤

چھی ہاتھ نہ لگانا - ہشت یوں نہیں کہا کرتے - کیسا میلا ہے ہٹ - پرے ہٹ میرے پاس مت آئیو - انھوں نے مجھے دھتکارا - اور کہا دھت - ہٹ تیری دم میں نمدا -

چل۔ دور ہو۔ ہٹ۔ پرے پرے۔ دور دور۔ مٹی کھا رہا ہے۔ تھو۔ یہ منہ میں کیا لے لیا۔ تھو تھو۔ ارے یہ کیا پھول رہا ہے۔ آخ تھو۔ بس مجھ سے الگ۔ الگ الگ۔ یہاں سے جاؤ۔

نفرت کے پیدا ہونے پر یا کسی نفرت کی حکایت کے وقت یہ کلمات زبان پر آتے ہیں

(۶) **کلمات سختی و شدت**۔ ایسے کلمات جو کسی دکھ یا تکلیف یا ضرر کی زیادتی کے وقت زبان سے نکلیں۔ جیسے ✦

اُف۔ اُف اُف۔ اوفوّ۔ اوخوّ۔ توبہ۔ خدا کی پناہ۔ الحفیظ۔ الامان۔ العظمت للّٰہ وغیرہ ✦

مثالیں۔ اُف کیسی گرمی ہے۔ اُف اُف۔ گھونٹ کے مارے دم گھٹا جاتا ہے ✦ اوفوّ کیسی ٹھنڈی ہوا ہے۔ اخوّ کیا تڑاقے کی دھوپ پڑ رہی ہے۔ توبہ کیسا غبار چھایا ہے الٰہی توبہ سخت ہولیں اٹھ رہی ہیں۔ ایسا درد ہوا کہ خدا کی پناہ۔ اتنا او لا پڑا کہ الحفیظ۔ ایسا سر چکرایا کہ الحفیظ الحفیظ۔ الامان الامان کتنی بارش ہوئی۔ الامان کس شدت کی آندھی اٹھی ہے۔ وہ آگ لگی کہ العظمت للّٰہ۔ وہ بخار چڑھا کہ العظمت للّٰہ ✦

(۷) **کلمات تعجب**۔ ایسے کلمے جو اچنبھے کے وقت زبان پر آئیں ✦

اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اللّٰہ۔ اللّٰہ رے۔ اللّٰہ غنی۔ العظمۃ للّٰہ۔ تعالیٰ اللّٰہ۔ سبحان اللّٰہ۔ صلِّ علیٰ۔ اوہو۔ اے ہے۔ آہا۔ افوّ۔ اخوّ۔ کیا۔ ایں۔ کیسا۔ ہیں۔ ہائیں۔ کا۔ کے۔ کی ✦

اللّٰہ اکبر۔ اتنا بلند مینار۔ اللّٰہ اللّٰہ وہ اتنا اونچا چڑھ گیا۔ اللّٰہ رے تیری بے نیازی اللّٰہ غنی۔ ایسی وسیع عمارت العظمۃ للّٰہ کیسی ہوتی ناک ہے۔ تعالیٰ اللّٰہ کیا صورت پائی ہے۔ سبحان اللّٰہ جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔ صلِّ علیٰ کیا بھینی بھینی خوشبو ہے۔ اوہو۔ تم آ گئے۔ اے ہے دیکھو تو کیسی سنہری تیتریاں ہیں۔ آہا کیا میٹھا آم نکلا افوّ کیا آپ بھی یہیں ہیں۔ اخوّ۔ کیا سج دھج ہے۔ کیا بانکا جوان ہے۔ ایں کون گرا۔ کیسا

خوبصورت جانور ہے۔ ہیں وہ بیمار ہوگیا۔ ہائیں کیا وہ چل بسیں۔ وہ اکڑا اکا اکڑا رہ گیا وہ کھڑی کے کھڑے گر پڑے۔ وہ لیٹی کی لیٹی رخصت ہوئی۔ وہ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں +

(۸) **کلمات انبساط** وہ کلمے جو خوشی اور فرحت کے وقت زبان پر لائیں جیسے۔

آہا۔ اہا ہاہا۔ اُہو۔ اہوہو۔ اہوہوہو۔ واہ وا۔ وغیرہ +

مثالیں۔ آہا۔ آپ تشریف لے آئے۔ اہا ہا وہ ہوا چلی۔ اہا ہاہا۔ ہمارے سب آم میٹھے نکلے اُہو مجھے پیسہ پایا۔ اہوہو نارنگیاں آئیں۔ اہوہوہو۔ وہ پتنگ کٹا۔ واہ وا باغ میں آکر دل خوش ہوگیا +

(۹) **کلمات تہنیت**۔ وہ کلمے جو کسی خوشی یا شادی۔ یا تہوار کے وقت ایک دوسرے سے بطریق نیک شگون کہے جائیں۔ یہ عربی الفاظ ہیں جو اُردو میں برتے جاتے ہیں۔ ایک مبارک دوسرا سلامت۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کے جواب میں بولتے تھے مگر اب جواب میں بھی مبارک ہی مستعمل ہے۔ اور لفظ سلامت بطور تابع کے مبارک کے ساتھ بولتے ہیں۔ جیسے عید مبارک۔ شادی مبارک۔ ترقی مبارک۔ لڑکا مبارک۔ وہاں تو مبارک سلامت کی دھوم ہے۔ آؤ ہم بھی ان کو مبارک سلامت دیتے چلیں +

(۱۰) **کلمات قدوم**۔ ایسے کلمے جو کسی کے آنے کی خوشی میں کہے جائیں +

نظم میں تو۔ بارک اللہ۔ اور خیر مقدم۔ اور اہلاً سہلاً۔ وغیرہ برتے جاتے ہیں۔ مگر نثر میں ان کا استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ عورتیں ایسے موقع پر۔ کلمات۔ جم جم۔ نت نت۔ بولتی ہیں۔ جیسے۔ جم جم آؤ۔ نت نت بسو۔ وغیرہ +

علم نحو[1]

یعنی وہ علم جس میں اُن کلمات کے باہمی تعلق اور ترتیب اور مناسبت اور عمل سے بحث کی جائے جن سے کلام مرکب ہوتا ہے ÷

چونکہ ہم علم صرف میں یہ بتا آئے ہیں کہ کلمہ بامعنی لفظ کو کہتے ہیں اس لئے تعریف علم نحو کے سمجھنے کے لئے ہم کلام - اور تعلق - اور ترتیب - اور مناسبت اور عمل کا ذکر کریں گے -

کلام - جب دو یا دو سے زیادہ کلمے باہم اس طرح ملا کر بولے جائیں کہ کہنے والے کی غرض اور مدعا سننے والے پر پوری اور تمام ظاہر ہوجائے اور سننے والے کو کہنے والے کے کچھ اور کہنے کی انتظار نہ ہو تو ایسے مرکب کو کلام کہیں گے - جیسے خالد بڑا نیک مرد ہے - اے خدا مجھے علم پڑھنے کی توفیق عطا فرما - میرا ارادہ ہے کہ کل شام کی گاڑی سے دہلی جاؤں - ایسے کلام کو مرکب تام - یا مرکب مفید - یا جملہ کہتے ہیں -

مرکب ناقص - اگر دو یا دو سے زیادہ کلمے اس طرح ملائے جائیں کہ اُن سے کہنے والے کی غرض و مدعا - پورے طور پر سننے والے کو معلوم نہ ہو سکے - اور سننے والے کو تمام مطلب کہنے والے کا سمجھنے کے لئے کسی اور بات کی انتظار رہے تو ایسے مرکب کو مرکب ناقص کہیں گے - جیسے زید کا گھوڑا - بھولی لڑکی - دو سو ایک - بکر اور ولید - قلمدان - محمد صالح - خالد کا بھائی زید - صہبائی مٹھائی - روٹی و وٹی - چھینا جھپٹی - عمر بھر - چار کبوتر - سارا گھر - یہ مہینہ - تمہاری لڑکی - میری بیٹھک - سب سے اچھا - بہت ہی نیک - بڑا بگڑا - صاحب علم - جانیوالا - دیکھا ہوا - پٹنے والا -

فائدہ - جہاں قرینہ ایسا موجود ہو کہ اسکے قائم ہونے پر بطریق جواب مرکب ناقص بولا جاسکے اور اس سے سننے والے کو کہنے والے کا پورا مطلب معلوم ہوجائے - تو ایسا مرکب ناقص بوجہ قیام قرینہ مرکب تام ہوگا - مثلاً تم کسی سے دریافت کرو کہ کیا زید چلا گیا - اور وہ جواب میں کہے کہ

---

[1] نحو کے معنی علاوہ پھیرنے کے رستہ اور طریقہ کے بھی ہیں ÷

ہاں چلا گیا۔ تو اگرچہ ہاں چلا گیا مرکب ناقص ہے مگر سوال کے قرینہ سے یہ مرکب تام ہو گیا۔ کیونکہ معناً یہ کلام پورا ہے یعنی ہاں زید چلا گیا +

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بصورت فعل لازم فعل و فاعل۔ اور بصورت فعل متعدی فعل و فاعل و مفعول اور بصورت فعل مجہول فعل و مفعول مالم یسمّ فاعلہٗ۔ مرکب ناقص نہیں ہوا کرتے یعنی فعل جن کلمات سے پورا ہوتا ہے وہ مرکب ناقص میں یکجا نہیں آیا کرتے +

امثلہ بالا سے تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ مرکب ناقص کی اٹھارہ قسمیں اکثر آتی ہیں۔ اب مرکب ناقص کا قسم وار ہم بیان کرتے ہیں +

مرکب اضافی۔ ایسا مرکب جسکے کلموں کی ترکیب بذریعہ کلمات اضافت کی جائے اضافت کا مفصل ذکر علم صرف میں ہو چکا ہے۔ جیسے۔ زید کا گھوڑا۔ میرا قلم۔ اپنی کتاب۔ بانس کی لاٹھی۔ ولید کے کبوتر۔ تمھاری میز۔ ہماری کرسیاں۔ اپنا گھر وغیرہ۔

مرکب توصیفی۔ ایسا مرکب جس سے کسی شخص یا چیز کی بھلائی یا برائی ظاہر کی جائے اس مرکب میں صفت خواہ مفرد ہو یا مرکب پہلے آتی ہے اور موصوف اسکے بعد آتا ہے۔ جیسے چلبلا لڑکا۔ بھولی لڑکی۔ کالی عورت۔ بخیل آدمی۔ شریر بچہ۔ نیک خصلت گھوڑا۔ بدطینت مرد۔ زبان دراز لڑکی +

مرکب عددی۔ ایسا مرکب جو دو عددوں کے ناموں سے اس طرح ترکیب دیا جائے کہ دونوں عددوں کے نام اپنی اصلیت پر رہیں۔ اور ترکیب کے لئے خفیف سا تصرف ان میں کر لیا جائے۔ جیسے۔ چھبیس[۲۶] یعنی چھ اور بیس۔ اکتیس[۳۱] یعنی ایک اور تیس۔ چھتیس[۳۶] یعنی چھ اور تیس۔ اکاسی[۸۱] یعنی ایک اور اسی۔ چھیاسی[۸۶] یعنی چھ اور اسی۔ ستاسی[۸۷] یعنی سات اور اسی۔ اٹھاسی[۸۸] یعنی آٹھ اور اسی۔ نواسی[۸۹] یعنی نو اور اسی۔ اکانوے[۹۱] یعنی ایک اور نوے۔ اور جن اسمائے اعداد میں دو عددوں کے ناموں میں اسقدر تصرف کیا گیا ہو کہ ان مرکب ناموں میں اعداد کے نام اپنی اصلیت پر باقی نہ رہیں۔ بلکہ وہ مرکب تام ہی دو عددوں کے مجموعہ کے لئے

بنایا گیا ہو۔ تو وہ مرکب عددی نہیں ہوگا +

مرکب عطفی[1]۔ ایسا مرکب جس سے ایک کلمہ مفرد یا مرکب ناقص کو کسی دوسرے کلمہ مفرد یا مرکب ناقص کے ساتھ ایک حکم میں شامل کیا جائے۔ پہلے کلمہ کو معطوف علیہ اور دوسرے کو معطوف کہتے ہیں۔ جیسے۔ زید اور خالد۔ گھوڑا اور اونٹ۔ گھڑا اور گھڑیا۔ میں اور زید کا باپ۔ ولید کا بھائی اور تم۔ خالد کا بھتیجا اور بکر کی لڑکی۔ کالا کوّا اور لال سرخاب۔ گلابی اُوڑھنی اور دھانی کرتہ۔ عطف بعد عطف خواہ کتنے ہی ہوں مگر وہ مرکب ناقص ہی رہیں گے۔ جیسے گھوڑا اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور گائے اور بھینس اور بھینسا۔ اور بکری اور بھیڑ +

مرکب ظرفی۔ ایسا مرکب جو ظرف اور مظروف سے ترکیب پائے اُردو میں مظروف پہلے آتا ہے اور ظرف بعد میں۔ جیسے۔ اگالدان۔ پیکدان۔ قلمدان۔ سنگاردان۔ باورچی خانہ۔ آبدار خانہ۔ گھڑونچی۔ جامدانی۔ سرمہ دانی +

مرکب امتزاجی[2]۔ دو یا دو سے زیادہ اسم یا اسم وصفت اس طرح باہم ملائے جائیں کہ خواہ وہ دونوں اپنی اصلیت پر قائم ہوں۔ یا ان کی ہئیات لفظی کو بکمی و زیادتی بعض حروف متغیر کر دیا جائے۔ اور اُن دونوں سے ایک معنی مراد لیا جائے۔ جیسے۔ عبداللہ۔ محمد صالح۔ طاہر حسین۔ خادم علی۔ بہادر خاں۔ مظہر بیگ۔ یا۔ مرغابی۔ کبوتر۔ لم ڈھینگ۔ نیل کنٹھ۔ زرین مرغ۔ یا۔ ہاون دستہ۔ کفگیر۔ دستپنا۔ یا۔ گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ۔ اکیس۔ بتیس۔ ستتر۔ اکاون۔ باون۔ ننانوے۔ وغیرہ +

مرکب بالبدل۔ ایسے دو یا دو سے زیادہ کلمات جن میں سے ایک تو مقصود بالذات ہو اور دوسرے سے صرف وضاحت مقصود ہو۔ جو کلمہ مقصود بالذات ہو اُس کو مبدل منہ اور دوسرے کو بدل کہتے ہیں +

---

[1] عطف کے متعدد معانی میں سے یہاں کے مناسب بات پھیرنے کے ہیں +

[2] امتزاج کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز میں گھل مل جانا +

اُردو میں بدل کی صرف دو قسمیں[1] ہیں۔ ایک بدل الکل۔ جیسے۔ خالد کا باپ ولید۔ یا ولید خالد کا باپ۔ یا زید تمہارا بھائی۔ یا تمہارا بھائی زید۔ یا تمہارے چچا کا چھوٹا بیٹا بکر۔ یا بکر تمہارے چچا کا چھوٹا بیٹا۔ دوسرے بدل الغلط۔ یعنی غلط لفظ جو زبان سے نکل جائے اس کی عوض صحیح لفظ بولنا۔ جیسے پیٹھ۔ نہیں پیٹ۔ دایاں ہاتھ نہیں بایاں۔ دہلی گیا نہیں دہلی سے آیا +

مرکب بیانی۔ ایسا مرکب جس کے دونوں اسم۔ باہم ایک دوسرے کی توضیح کرنیوالے ہوں اور بحیثیت وضاحت آپس میں ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح نہ ہو +

مرکب بالبدل میں صرف مبدل منہ مقصود بالذات ہوتا ہے اور مرکب بیانی میں دونوں اسم مقصود بالذات ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو پہلے ہو اسے مبیّن۔ اور دوسرے کو بیان کہتے ہیں۔ مبیّن کی وضاحت خواہ تو اسم خاص سے کیجائے خواہ کسی نسبت یا پیشہ یا صفت سے۔ جیسے۔ مصلح الدین سعدی عرفی شیرازی۔ ہمام تبریزی۔ عبدالرحمٰن جامی۔ اسد اللہ خاں غالب شمس العلماء حالی صہبائی معمائی۔ زاہد علی بیروپیں۔ لنگڑا ممن۔ بھینگا کان۔ بہلول دانا۔ اخفش نحوی۔ قفال مروزی۔

مرکب تابع۔ ایسا مرکب جس میں ایک کلمہ کے بعد کوئی دوسرا لفظ۔ خواہ وہ بامعنی ہو یا بےمعنی۔ زیادہ کر دیں۔ پس اسکی دو قسمیں ہوئیں۔

(۱) تابع محض۔ ایسا تابع یعنی اصل کلمہ پر زیادہ کیا ہوا کلمہ۔ کہ گو وہ بامعنی ہے مگر اس کے معنے سے بولنے والے کو کچھ سروکار نہیں۔ جیسے دیکھ بھال۔ چال ڈھال۔ رونا دھونا۔ چیخ پکار۔ توڑ مروڑ۔ ٹوٹ پھوٹ۔ کھینچ تان۔ چھینا جھپٹی۔ جھگڑا رگڑا۔ ان مثالوں میں جو زاید لفظ بامعنی ہیں ان کے معنی مقصود نہیں +

(۲) تابع مہمل۔ ایسا تابع جو اس زبان میں جس زبان کا کلمہ متبوع ہے کسی معنی کے لئے نہ بنایا گیا۔ یہ لفظ التزاماً ہم قافیہ اور ہم وزن ہوا کرتا ہے۔ جیسے۔ روٹی ووٹی۔ پانی وانی۔ دانہ

[1] عربی میں بدل کی چار قسمیں ہیں۔ ایک بدل الکل۔ دوسرا بدل البعض۔ تیسرا بدل الاشتمال۔ چوتھا بدل الغلط۔ درمیانی دونوں قسمیں اُردو میں مستعمل نہیں +

جانا وانا۔ کھیلنا دیلنا۔ وغیرہ۔ ان مثالوں میں کلمہ متبوع کے پہلے حرف کو واؤ سے بدل دیتے ہیں اور یہ عمل بکثرت اُردو میں ہوتا ہے۔ یا۔

سچ مچ۔ جھوٹ موٹ۔ غلط سلط۔ بچا کچھا۔ اکڑ تکڑ۔ ان میں قافیہ اور وزن کا لحاظ ہی۔ یا میل کچیل۔ ڈانڈ ڈنکا۔ پوچھ کچھ۔ ان میں قافیہ کا تو لحاظ ہے مگر وزن کا نہیں غرض توابع کے لئے خواہ وہ مہمل ہوں یا مستعمل کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ استعمال کے وقت متبوع کو پہلے بولتے ہیں اور تابع کو اس کے بعد۔ جھگڑا رگڑا میں تابع پہلے بھی بولا جاتا ہے یعنی رگڑا جھگڑا یہ شاذ ہے۔

مرکبِ تاکیدی۔ ایسا مرکب جو کلمۂ تاکید اور کسی اسم سے مرکب ہو۔ اس میں کلمۂ تاکید کو مؤکِّد کاف کے زیر سے اور اسم کو مؤکَّد کاف کے زبر سے کہتے ہیں۔ اُردو میں کلمۂ تاکید مؤکَّد سے پہلے بھی آتا ہے اور بعد میں بھی۔ کلماتِ تاکید کی تفصیل کلماتِ ربط کے بیان میں دیکھو۔ جیسے۔ کل مرد۔ ساری عورتیں۔ سب کبوتر۔ تمام سامان۔ یا۔ گھر بھر۔ عمر بھر۔ چلو بھر۔ ہاتھ بھر۔ مٹھی بھر۔ انگل بھر۔ وغیرہ۔

مرکبِ تمیزِ عددی۔ ایسا مرکب جس میں کسی اسم یا صفت کے ابہام و شک کو گنتی یا ناپ۔ یا تول کے الفاظ سے رفع کیا جائے۔ جن اعداد سے رفع ابہام کیا جائے انھیں عدد اور جس سے رفع ابہام و شک ہوا انھیں معدود کہتے ہیں۔ جیسے۔ دو آدمی۔ تین گھوڑے۔ چار کبوتر۔ پانچ گھوڑے۔ یا دو من آٹا۔ پانچ سیر گھی۔ سات گز لٹھا۔ دس گز بانات۔ یا ایک کٹورا پانی۔ ایک گھڑا رس۔ دو بوتل سرکہ۔ ایک مٹھی دانے۔ ایک چٹکی آٹا۔

مرکبِ تمیزی۔ ایسا مرکب کہ جس میں ان الفاظ کا رفع ابہام کیا جائے جو عموم و شمول کے معنی دیتے ہیں اس تعریف سے اعداد خارج ہو گئے۔ کیونکہ وہ عموم و شمول کے معنی نہیں دیتے۔ اس مرکب میں ابہام دُور کرنے والے لفظ کو تمیز کہتے ہیں اور جس کلمہ سے ابہام دُور کیا جائے اسے ممیَّز۔ یے کے زبر سے کہتے ہیں۔ جیسے۔ تمام عمر۔ سب لوگ۔ سارا گھر۔ سارے اناز۔ ساری نارنگیاں۔ کئی کبوتر۔ کتنے ہی انڈے۔ کتنی ہی مرغیاں۔ سینکڑوں جانور

ہزاروں تلیر - کتنا ہی سامان - چند خطوط - متعدد کرسیاں - وغیرہ -

مرکب اشارہ - ایسا مرکب جو اشارہ اور مشارٌ الیہ کی ترکیب سے بنایا جائے - جیسے -
یہ آدمی - وہ لوگ - یہ کرسی - وہ میز - یہ اونٹ - وہ گھوڑا وغیرہ -

مرکب ربطی - وہ مرکب جس میں اسم یا ضمیر یا اسماء اور ضمائر کو بذریعہ کلمہ ربط باہم
ترکیب دیا جائے - جیسے - زید نے - اس کو - بکر کا - ان کے - اس کا - میرا - تمھاری - اپنے
اپنا - زید کا بھائی - تمھاری لڑکی - اپنا لڑکا - کنوئیں کا پانی - زید کا گھر - صبح کا ناشتہ - سونے
کی انگوٹھی - نگاہ کا سر - پہاڑ کا دامن - طبیعت کا تیز - ہمارا شہر - دُودھ کا پیالہ - بے دُودھ کی چائے
میز پر - دہلی سے میرٹھ تک - گھر میں - صندوق کے اندر - کمرہ کے باہر - کونڈے کے تلے - حاکم کے
آگے - گھوڑے کے پیچھے - دن بھر - رات بھر - تم ہی - میں ہی - وہ آپ - وہ خود آپ - اس کا سا
تم جیسا - سو وہ - جو تم - میں اور وہ - تم اور میں - کھا کر - نہا کے - خواہ میں - چاہے تم - لیکن زید -
الّا بکر - سب کے سوا - اگر تم - الّا وہ - اے بکر - کیا آدمی - بہت ٹھیک - یعنی کام - بھلا تم ہی تو
وغیرہ - وغیرہ +

مرکب تفضیلی - ایسا مرکب جو تفضیل کے لئے بولا جائے - اُردو میں عربی کی طرح
کوئی وزن تو تفضیل کے لئے مقرر نہیں صرف مرکبات ہی سے یہ کام لیا جاتا ہے جیسے سب سے اچھا - سب سے بڑا
اُس سے بہتر - اس سے کمتر - تم سے ذہین - مجھ سے غبی +

مرکب بہ مبالغہ - ایسا مرکب جو مبالغہ کے لئے برتا جائے - مبالغہ کے لئے بھی اُردو
میں اوزان مقرر نہیں ترکیب سے اس کو ظاہر کیا جاتا ہے - جیسے - بہت نیک - نہایت اچھا
بیحد کمزور - نہایت ہی لمبا - بہت ہی چوڑا - وغیرہ +

مرکب تکبّر - ایسا اسم تکبّر جو مرکب ہو - جیسے شہسوار - شاہ راہ - شاہ بیت - شہتوت
بڑا پہلوان - بڑا اُستاد - بڑا بادشاہ - وغیرہ -

بڑا کا لفظ جب صفت کے ساتھ آئے تو مبالغہ کے معنی دیتا ہی اور اسم کے ساتھ بڑائی کے -

اسم فاعل ترکیبی ۔ اس کا مفصل ذکر علم صرف میں ہو چکا ہے ۔ یہاں یہ بتانا ہے کہ صرف اسم فاعل ترکیبی بھی ۔ مرکب ناقص ہوا کرتا ہے ۔ جیسے ۔ جانے والا ۔ آنے والا ۔ راہ چلتا ۔ دودھ پیتا ۔ بے چین ۔ بے قرار ۔ پالن ہار ۔ وغیرہ ۔

اسم مفعول ترکیبی ۔ اس کا ذکر بھی ہم علم صرف میں کر چکے ہیں ۔ چونکہ اسم مفعول ترکیبی بھی مرکب ناقص ہوتا ہے اس لئے اس کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں ۔ جیسے ۔ لایا ہوا ۔ روٹھا ہوا ۔ گاڑا ہوا ۔ کپڑا پھٹا سیا ہتا ۔ دل پسند ۔ دلپذیر ۔ ناز پرودہ ۔ چشم دیدہ ۔ دست گرفتہ ۔ وغیرہ ۔

فائدہ ۔ مرکبات ناقص کی کل تو نہیں مگر اکثر قسمیں لکھدی ہیں ۔ یہ مرکبات ہمیشہ جزو کلام ہوتے ہیں ۔ اور تمام مرکب ایک جزو ہوتا ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مرکب ناقص کے الگ الگ الفاظ جزو کلام ہو سکیں بلکہ تمام مرکب جزو کلام ہوتا ہے ۔

مرکب تام ۔ ایسا مرکب کہ جس سے کہنے والے کی غرض و غایت سننے والے پر منکشف ہو جائے ۔ اور سننے والے کو کہنے والے کا پورا مطلب و مدعا سمجھنے کے لئے کسی اور کلمہ کے سننے کی ضرورت نہ ہے ۔ یہ انکشاف خواہ بدیہی ہو ۔ یعنی جو لفظ کہنے والے نے کہے ہیں وہ مطلب سمجھ لینے کے لئے کافی ہوں ۔ یا یہ انکشاف بواسطہ قرینہ کلام ہو ۔ یعنی مثلاً کسی استفہام کے جواب میں جو کہا جائے وہ فی نفسہ بلالحاظ مضمون استفہام تو مرکب ناقص ہوگا ۔ اور بلحاظ مضمون استفہام مرکب تام بواسطہ ۔ ایسے مرکب کو مرکب تام ۔ یا مرکب مفید ۔ یا کلام یا جملہ کہتے ہیں ۔ جیسے زید بیٹھا ہے ۔ بکر جا رہا ہے ۔ ولید کھانا کھا رہا ہے ۔ زید امرود لے آیا ۔ یہ تمام جملے مرکب تام ہیں لفظاً ۔ اور جب کسی سے پوچھا کہ کیا زید مدرسہ چلا گیا ۔ اور تم نے جواب میں کہا کہ ہاں ۔ یا ۔ جی ہاں چلا گیا ۔ یا ۔ چلا گیا ۔ تو یہ جواب کے مرکبات اگر سوال کے قرینہ کو نظر انداز کر دیں تو مرکب ناقص ہیں ۔ اور بلحاظ قرینہ سوال مرکب مفید ہیں ۔ کیونکہ اس جواب کے بہ قرینۂ سوال یہ معنی ہیں کہ ۔ جی ہاں زید مدرسہ کو چلا گیا ۔

مرکب تام یا مرکب مفید یا کلام یا جملہ میں اسناد کا ہونا لازم ہے ۔

اسناد [عل] - مرکب مفید کے اجزا کا وہ تعلق جو سننے والے کو کہنے والے کے مدعا پر ایسا آگاہ کر دے - کہ سننے والے کو کہنے والے کے مدعا سمجھنے کے لئے کسی اور علاقہ کی ضرورت نہ ہے - اس تعلق کا نام اسناد ہے +

مسند الیہ - جس چیز کا تعلق کسی دوسری چیز سے ظاہر کیا جاتا ہے اس کو مسند الیہ کہتے ہیں اردو میں اکثر مسند الیہ پہلے آتا ہے +

مسند - نون کے زبر سے - جس چیز سے کسی دوسری چیز کا تعلق قایم کیا جاتا ہے - اس کو مسند کہتے ہیں اردو میں مسند - مسند الیہ کے بعد بولا جاتا ہے -

مثلاً - زید انسان ہے - اس مرکب مفید میں - زید کا تعلق انسان ہونیکے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے اس لئے (زید) مسند الیہ ہے - اور انسان ہونے کے ساتھ یہ تعلق قایم ہے اس لئے انسان مسند ہے - اور وہ تعلق جو زید کا انسان ہونا ظاہر کر رہا ہے اسناد ہے - ہم مسند الیہ اور مسند اور اسناد کو چند اور مثالوں میں واضح کرتے ہیں تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں +

مرکب مفید	مسند الیہ	مسند	اسناد
بھائی صاحب تشریف لائے ہیں	بھائی صاحب	تشریف لائے ہیں	بھائی کا آنا -
یہ رائے نہایت صحیح ہے -	یہ رائے	نہایت صحیح ہے	رائے کا صحیح ہونا
میرا تمام مدعا پورا ہو گیا -	میرا تمام مدعا	پورا ہو گیا	مدعا کا پورا ہونا
تمہارے استاد چلے گئے -	تمہارے استاد	چلے گئے	استاد کا چلا جانا
میں ہر وقت جاتا ہوں	میں	ہر وقت جاتا ہوں	اپنا ہر وقت جانا
میرا تمہارا برسوں کا ساتھ آج چھوٹ گیا	میرا تمہارا برسوں کا ساتھ	آج چھوٹ گیا	ساتھ کا چھوٹ جانا

[عل] اسناد کے لغوی معنی کسی کو کسی کی طرف لوٹانے یا ایک کو دوسرے کا سہارا دینے یا کہنے والے کی طرف بات کے منسوب کیے گئے ہیں اور اصطلاح میں - ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے اس طرح ملانے کو کہتے ہیں کہ ایک کلمہ کا مفہوم دوسرے کلمہ کو ثابت ہو یا نہیں اسناد کی تین صورتیں ہیں - یعنی ایک ابتدائی - دوسری طلبی - تیسری انکاری - اور اسناد کی دو قسمیں یعنی حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلی ہیں اور پھر انکی بھی بلحاظ طرفین یعنی مسند و مسند الیہ چار چار قسمیں ہیں - یہ سب باتیں چونکہ علم معانی سے متعلق ہیں اور مسلم نحو سے ان کا کچھ لگاؤ نہیں اس لئے ہم نے اس ذکر کو نہیں لکھا + ۱۲ منہ

مسند الیہ اور مسند۔ کلمات ذیل ہوتے ہیں :۔

(الف) ایک یا ایک سے زیادہ اسم۔ خواہ کسی قسم کے ہوں۔ جیسے زید انسان ہے۔ ہندہ عورت ہے۔ بکر آدمی ہے۔ ولید گدھا ہے۔ زید اور بکر کے بچوں کا نام خالد اور ولید ہے شمس العلماء، خان بہادر ہوگئے۔ غالب اور مومن اور ذوق۔ ناسخ اور آتش۔ اور آباد۔ ت اچھے تھے +

(ب) ایک یا ایک سے زیادہ صفت خواہ کسی قسم کی ہو۔ جیسے۔ اچھے اچھوں سے ملتے ہیں برے بروں کو ڈھونڈھتے ہیں۔ صاف اور ستھرے صاف اور ستھرے دلوں کے دوست ہوتے ہیں۔ دُبلا موٹا ہوگیا۔ اندھوں میں کانا سردار ہوتا ہے۔ دو تین کبھی نہیں ہو سکتے۔ پانچ اور پانچ دس ہوتے ہیں۔ صفت مسند الیہ اسی حالت میں ہوتی ہے جب اس کو بطریق اسم استعمال کیا جائے +

(ج) ضمیر خواہ کسی قسم کی ہو جیسے۔ میں اس سے نہیں بولتا۔ وہ مجھ سے نہیں ملا۔ تم اس کے پاس مت جانا۔ میرا جانا ان کے پاس نہیں ہوا۔ وہ مجھ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں وہ تو کچھ کچھ تک رہا ہے۔ کوئی کسی کے پاس چلا گیا۔

(د) ایسا اسم یا ضمیر جو لفظ تک کے ساتھ برتی جائے۔ جیسے۔ تم تک وہ نہیں پہنچا۔ میں تم تک کیونکر آؤں۔ بھائی تک کو اسکی خبر نہیں۔ اس کا گھر تک جل گیا۔ اس کے پاس تنکا تک نہ رہا۔ پانی تک کو بھی کسی نے نہ پوچھا +

(لا) مصدر۔ جیسے۔ ٹہلنا صحت کے لئے مفید ہے۔ امتحان دینا آسان نہیں۔ میرا جانا نہیں ہوا۔ مجھے کام کرنا ہے۔ چلنا پھرنا مفید ورزش ہے۔ کھانا پینا جاندار کے ساتھ لگا ہوا

(و) مرکبات ناقص کی تمام قسمیں جیسے۔ میرا قلم تم نے لے لیا۔ تم اپنی کتاب لائے یا نہیں۔ تمہاری بھولی لڑکی کہاں ہے۔ بخیل آدمی سے تم مت ملا کرو۔ چنبیلی کبوتر اڑ گئے۔ یہ آم گنتی میں نواسی ہیں۔ زید اور بکر تم سے ملنے آئے ہیں۔ تم نے زید اور بکر کو کیوں نہیں بلایا۔

گھڑو نچی پر گھڑے رکھ دو۔ تم اگالدان اٹھا لاؤ۔ دستپنا شاید تم لے گئے۔ میرا کف گیر کھو یا گیا۔
زید تمھارا بھائی کل میرے پاس آیا تھا۔ مجھے تمھارے بھائی زید سے ملنا ہے + وغیرہ وغیرہ

(ن) صلہ اور موصول مل کر ہمیشہ مسند الیہ ہوتے ہیں اور ان کے بعد کا جملہ صلہ ہوا کرتا ہے۔ فعل بحیثیت فعل مسند الیہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر بطریق اسم بولا جائے تو مسند الیہ ہوتا ہے۔ جیسے آیا ہے ماضی قریب کا صیغہ ہے۔ کھایا تھا ماضی بعید کا صیغہ ہے۔ ان دونوں مثالوں میں آیا ہے اور کھایا تھا مسند الیہ ہیں +

اسی طرح کلمات ربط و عطف وغیرہ بھی جب تک بطریق کلمات عاملہ استعمال کئے جائیں مسند الیہ نہیں ہوتے۔ اور جب بطریق اسم برتے جائیں تو مسند الیہ ہوتے ہیں۔ جیسے۔ سے ابتدا کے لئے آتا ہے۔ تک انتہا کے معنی میں آتا ہے اور عطف کے لئے بولا جاتا ہے۔ از کے معنی میں سے۔ تک تا کا مترادف ہے +

متعلقات ۔ مسند الیہ اور مسند کی توضیح یا تخصیص جن کلمات سے کی جاتی ہے وہ متعلقات کہلاتے ہیں۔ اور اکثر کلمات ذیل وضاحت یا تخصیص کے لئے برتے جاتے ہیں

اسم جیسے۔ مئی کا مہینہ ختم ہوگیا۔ وحید الرحمٰن صاحب عرفانی تشریف لائے۔ زید آج آئے گا۔ تم نے لڈو کھا لئے +

ضمیر۔ جیسے۔ تمھاری باتیں ناپسند ہیں۔ سارے بچے کھیلیں گے۔ اس کے پاس کوئی آیا ہوگا۔ میری ملاقات کسی سے نہیں ہوئی +

صفت۔ جیسے۔ ہرا بھرا باغ زید کا ہے۔ ولید لنگڑا ہوگیا۔ تم بڑے دانشمند ہو یہ لڑکا بہت شریر ہے۔ یہ لڑکی بہت بھولی ہے +

مقدار۔ تم دو من آٹا لے آؤ۔ میں نے دس گز ململ منگوائی ہے۔ یہ شہد تو سیر بھر ہوگا۔ یہ دیوار بیس گز لمبی ہے۔ تم مٹھی بھر دانے لے آؤ +

عدد۔ چار مہمان آگئے ہیں۔ بیسیوں مرد جا رہے ہیں۔ مجھے دو آدمیوں نے بلایا ہے۔

اُسے تین روپئے ملے ۔ تم چاروں طرف کیوں دیکھ رہے ہو +

اضافت ۔ جیسے ۔ وہ زید کا دشمن جا رہا ہے ۔ یہ میرا دوست بیٹھا ہوا ہے ۔ میں زید کے بھائی سے ملا ۔ اس کی گائے کا بچھڑا گم ہو گیا +

مرکب ناقص ۔ جیسے ۔ تمھارا بھیجا ہوا آدمی میرے پاس آیا ۔ تمھاری رائے میرے نزدیک بالکل صحیح ہے ۔ زید کا کام سب سے اچھا ہے +

شبہ فعل ۔ جو کلمات شبہ فعل کہلاتے ہیں ان میں سے :۔

(۱) اسم فاعل ۔ مسند الیہ کی وضاحت کے لئے آتا ہے جیسے ۔ وہ جانے والا گیا ۔ وہ آنے والا بھاگ گیا ۔ یہ مانگنے والا آیا ہے ۔ یہ دوڑنے والا خوب دوڑا ۔ یہ جانے والا بہت تھکا

یہ یاد رکھو کہ فعل لازم کی صورت میں اسم فاعل ہمیشہ مسند الیہ کی وضاحت کرے گا

(۲) اسم مفعول ۔ اس کا استعمال بالعموم مسند کی وضاحت کے لئے کیا جاتا ہے ۔ جیسے میں نے خریدے ہوئے آم پھیر دئے ۔ میں چری ہوئی لکڑیاں خرید لایا ۔ میں نے سڑی ہوئی امبیوں کو پھینک دیا ۔ اس نے ٹوٹی ہوئی رکابیوں کو جوڑ دیا ۔ چوری گیا ہوا مال نہیں ملا ۔ کٹی ہوئی کھیتی بھیگ گئی ۔

حالیہ ماضی ۔ اگر اصل فعل لازم ہے تو حالیہ ماضی سے مسند الیہ کی وضاحت کیجاتی ہے جیسے ۔ وہ ہنستا ہوا آیا ۔ وہ روتا ہوا بھاگا ۔ ولید کھیلتا ہوا سو گیا +

اور اگر اصل فعل متعدی ہے تو حالیہ ماضی سے خواہ وضاحت مسند الیہ کیجائے یا مسند کی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے ۔ جیسے وہ جاتا ہوا مجھے ملا ۔ وہ مجھے جاتا ملا ۔ وہ گاتا ہوا چنے بانٹ رہا تھا ۔ وہ لڑتا ہوا پکڑا گیا ۔ تم نے کھیلتے ہوئے بچے کو مارا ۔ اس نے کھڑے ہوئے آدمی کو دھکا دیا +

حالیہ ماضی ۔ جس میں ماضی مطلق کے صیغوں کو مکرر بولتے ہیں ہمیشہ مسند الیہ کی وضاحت کے لئے برتا جاتا ہے ۔ جیسے ۔ وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا ۔ یا وہ بیٹھا بیٹھا سو گیا ۔ وہ کھڑے کھڑے دیکھتا

رہا۔ یا وہ کھڑا کھڑا دیکھتا رہا۔ مفعول مالم یسمّٰی فاعلہ کی مثال۔ وہ بیٹھا بیٹھا پٹا کیا۔ یا وہ بیٹھے بیٹھے پٹا کیا +

متعلق فعل کلمات جو متعلق فعل ہوتے ہیں وہ بھی مسند الیہ کی وضاحت کرتے ہیں جیسے۔ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ پڑا پڑا کروٹیں بدلتا رہا۔ وہ بولتے بولتے چپکا ہو گیا +

افعال معطوف ۔ یہ مسند الیہ اور مسند دونوں کی وضاحت میں مستعمل ہیں جیسے وہ نہا کر سو گیا۔ وہ کہہ کر چلا گیا۔ وہ کام پورا کر کے جائیگا۔ وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر چمپت ہوا۔ اس نے مجھے اٹھا کر ٹپک دیا۔ میں عید کا چاند دیکھ کر آ رہا ہوں +

جار و مجرور ۔ یہ بھی مسند الیہ اور مسند دونوں کی توضیح کے لئے آتے ہیں جیسے۔ زید گھر میں چلا گیا۔ اس پر آفت پڑ گئی۔ میں آج تک باغ کی طرف نہیں گیا۔ میں آموں کو ٹوکری سمیت لے آیا۔ وہ تمہارے لئے گھوڑا لایا ہے +

طریق استعمال مسند الیہ اور مسند کے استعمال میں ان چھ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے :۔

(الف) اگر ایک جملہ میں دو اسم ہوں ایک اسم خاص دوسرا اسم عام۔ اور یہ دونوں اسم خواہ کسی قسم کے ہوں۔ ان میں سے اسم خاص مسند الیہ ہوتا ہے اور اسم عام مسند۔ جیسے :۔ زید آدمی ہے۔ ولیؔ بچہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ صحابی تھے۔

اور اگر دونوں اسم عام ہوں تو ان میں سے جس اسم عام کی عمومیت کم ہو وہ مسند الیہ ہوگا اور جس میں عمومیت زیادہ پائی جائے۔ وہ مسند لایا جائیگا۔ جیسے۔ گائے چوپایہ ہے۔ کبوتر پرندہ ہے۔ شیر درندہ ہے۔ شیشم درخت ہے +

(ب) اگر کسی جملہ میں ایک اسم ہو اور دوسری صفت تو اسم مسند الیہ ہوگا اور صفت مسند۔ جیسے۔ زید لمبا ہے۔ بکر ٹھنگنا ہے۔ زمین گول ہے۔ کرسیاں مضبوط ہیں۔ لڑکا شریر ہے۔ کپڑا سرخ ہے۔ گھوڑا اچھو بھرا ہے +

اور اگر ایک جملہ میں دو اسم ہوں۔ اور ایک کا استعمال بطریق اسم ہو اور دوسرے کا بطور صفت تو اسم مسند الیہ ہوگا اور جس اسم کو بطریق صفت لایا گیا ہے وہ مسند ہوگا۔ جیسے۔ گھوڑا ہوا ہوگیا۔ کاغذ عنقا ہوگیا۔ زید گدھا ہے +

اور یہی صورت اس وقت ہوگی جب ایک ہی اسم کو مکرر لائیں ایک جگہ بطور اسم اور دوسری جگہ بطریق صفت۔ جیسے عالم عالم ہی ہے اور جاہل جاہل ہی ہے۔ آدمی آدمی ہے۔ جانور جانور ہے حیوان حیوان ہے اور انسان انسان۔ فرشتہ فرشتہ ہے اور شیطان شیطان +

(ج) اگر کسی جملہ میں دو صفت کے لفظ آئیں۔ تو ان میں سے بمقابلہ دوسرے کے جس میں خصوصیت زیادہ پائی جائے وہ مسند الیہ ہوگا۔ اور جس میں عمومیت پائی جائے وہ مسند۔ جیسی سپید کپڑا اچھا ہوتا ہے۔ سیاہ رنگ بھدّا پڑگیا۔ ذہین لڑکا شوخ ہوا کرتا ہے۔ نیک لوگ بدوں کی صحبت سے گھبراتے ہیں +

(د) اگر دو اسم خاص ایک جملہ میں آئیں تو اسم خاص کی قسموں میں سے علم بمقابلہ تخلص پہلے آئے گا۔ اور بمقابلہ لقب یا خطاب یا کنیت کے انکے بعد۔ جیسے وحید الرحمٰن صاحب عرفانی آئے۔ خان بہادر مولوی کریم الدین احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ صاحب بڑے زبردست عالم تھے۔ ابوالکلام سید محمد احمد صاحب کلکتہ رہتے ہیں +

(ہ) اگر ایک جملہ میں مشبہ اور مشبہ بہ آئیں تو مشبہ مسند الیہ ہوگا اور مشبہ بہ مسند۔ جیسے۔ اس کی تقریر موتیوں کی لڑی ہے۔ پانی برف جیسا ٹھنڈا ہے۔ اس کا منہ چاند سا ہے۔ گھوڑا کیا ہے بجلی ہے +

(و) اگر کسی لفظ کا ترجمہ کیا جائے۔ یا کلمات ربط و عطف وغیرہ سے بروئے لفظ بحث کیجائے نہ بروئے معنی۔ یا کسی فعل کی نوعیت بتائی جائے۔ ان سب صورتوں میں اصل لفظ یا کلمہ۔ یا فعل مسند الیہ ہوں گے اور ان کا ترجمہ یا تعریف یا نوعیت مسند۔ جیسی چشم آنکھ کو کہتے ہیں۔ دست ہاتھ ہے۔ ریش داڑھی ہے اور بروت مونچھ۔ با۔ سے۔ حرف جر ہے۔ میں ظرف کے لئے

آتا ہے۔ تک انتہا کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ یا۔ آیا صیغہ واحد مذکر ماضی مطلق کا ہے گیا ہے فعل لازم صیغہ واحد مذکر۔ ماضی قریب ہے +

بیان حذف مسند الیہ یا مسند کا حذف اکثر یکساں طریقوں پر ہوتا ہے یعنی جس وجہ سے مسند الیہ کو حذف کرتے ہیں اسی وجہ سے مسند کو حذف کر دیتے ہیں اور بعض موقع پر دونوں کو۔ ہم ہر ایک قاعدہ میں تفصیل کر دینگے کہ اس قاعدہ کی رو سے کس کس کا حذف ہو سکتا ہے +

اوّل۔ جہاں قرینہ قایم ہو یعنی مسند الیہ۔ یا مسند۔ قرینہ سے معلوم ہو سکتا ہو وہاں خواہ مسند الیہ کو حذف کر دو جیسے اس سوال کے جواب میں کہ تم آگئے تم کہو کہ ہاں آگیا۔ تو یہاں میں جو مسند الیہ ہے حذف ہو گیا۔ خواہ مسند کو حذف کر دو جیسے سوال۔ زید اور ولید میں سے کوئی حاضر ہے؟ جواب۔ زید یہاں حاضر ہے جو مسند تھا حذف ہو گیا +

یا دونوں حذف کر دئے جائیں۔ سوال۔ کوئی آیا۔ جواب۔ نہیں۔ یہاں دونوں حذف ہو گئے خطاب کی صورت میں بھی مسند الیہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے تم کسی سے کہو۔ کہ کہاں سے آئے یعنی تم۔ کہاں جا رہے ہیں یعنی آپ۔ کیسے گزرتی ہے۔ یعنی زندگی +

دوم۔ بصورت خطاب یا تو صرف مسند الیہ کو جواب میں حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے تم نے زمین خرید لی۔ اسکے جواب میں کہا جائے۔ خرید لی۔ یا مسند الیہ اور مسند دونوں حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ سوال۔ تم کپڑا لے آئے۔ جواب جی ہاں۔ یہاں مسند الیہ اور مسند دونوں حذف ہو گئے۔ مسند الیہ کا حذف نہ کرنا اور صرف مسند کا حذف کرنا زبان اردو میں مروج نہیں +

ایک صورت خطاب کی یہ بھی ہے۔ کہ کوئی سائل آئے اور کہے کہ سیّد ہوں، مظلوم ہوں مفلس ہوں، قابل رحم ہوں۔ یہاں مسند الیہ کو بقیام قرینہ یعنی حاضری قابل حذف کر دیا +

سوم۔ بصورت استفہام۔ جواب میں صرف مسند الیہ یا صرف مسند۔ یا دونوں حذف کر دئیے جاتے ہیں جیسے کیا تم نے سبق پڑھ لیا۔ جواب پڑھ لیا۔ یہاں مسند الیہ حذف ہو گیا۔ یا۔ کون چلا گیا۔ جواب۔ زید۔ یہاں مسند کو حذف کر دیا۔ یا کیا زید بیمار ہے۔ جواب۔ ہاں۔

یہاں دونوں حذف ہو گئے +

چہارم۔ کسی کے اثنائے ذکر میں اگر کوئی اور بات کہی جائے جو ذکر کرنے والے نے نہیں کہی تو بقرینۂ ذکر مسند الیہ کو حذف کر دیا جاتا ہی جیسے زید کا ذکر ہو رہا ہے اسکی نسبت کہا گیا۔ کہ زید کھیلتا ہی اور تم کہو کہ چوری بھی کرتا ہی تو زید جو مسند الیہ ہی حذف ہو گیا +

ضرب الامثال میں بھی اکثر مسند الیہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔ شاماں بولی۔ بن کھنکھنایا۔ خالہ اماں کا کہنا یاد آیا۔

اور بعض جگہ مسند بھی حذف ہو جاتا ہی۔ جیسے تیرا کالا منہ۔ چوری کا گڑ میٹھا۔ خانہ آباد دولت زیادہ۔

پنجم۔ ڈرانے یا بچنے کی تنبیہ کرنے کے موقع پر مسند کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے۔ سانپ سانپ۔ یا۔ بندر بندر۔ یا۔ آگ آگ۔ اور مسند الیہ کو بھی حذف کر دیا جاتا ہی۔ جیسے بچیو بچیو۔ دوڑیو دوڑیو۔ لیجو لیجو۔ دیکھو جانے نپائے۔ لپکنا لپکنا۔ پکڑنا پکڑنا لینا لینا وغیرہ۔

ششم۔ کبھی مسند الیہ کو اس لئے حذف کر دیتے ہیں کہ اس سے غرض نہیں ہوتی۔ اور اسکی جگہ مفعول مالم یسم فاعلہ لاتے ہیں اور اس میں فعل مجہول وضعی یا معنوی بطریق مسند لایا جاتا ہے۔ جیسے زید مارا گیا۔ ڈھول بج رہا ہے۔ کھیتی کٹ گئی۔ یا۔ خالد پٹا۔ ناج بکا۔ کھیتی کٹی +

فائدہ۔ مسند الیہ اور مسند کے حذف کی جہاں وجہ نہ ہوں وہاں ان کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔ اور ان کا بار بار ذکر کرنا۔ اور مسند الیہ کو مضمر لانا۔ اور مسند کو بصورت فعل لانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں علم معانی کے متعلق ہیں +

مسند الیہ و مسند کی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا بیان

وحدت و جمع میں مسند الیہ اور مسند میں مطابقت ہوتی ہی۔ البتہ مؤنث کی جمع کا اثر چونکہ اصل فعل پر اس حالت میں نہیں پڑتا جب کہ فعل کے بعد افعال تصریحی ہوں۔ بلکہ افعال تصریحی

پڑتا ہے اور فعل واحد ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے یہ لڑکا جانے والا ہے۔ یہ لڑکے جانے والے ہیں۔ یہ لڑکی جانے والی ہے۔ یہ لڑکیاں جانے والی ہیں۔ یا۔ اس نے گھوڑا بیچدیا ہے۔ میں نے گھوڑے بیچدیئے ہیں۔ اس نے گھوڑی بیچدی ہے۔ میں نے گھوڑیاں بیچدی ہیں۔

فعل لازم اور فعل متعدی مجہول معنوی کی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث فاعل یا مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ کی بموجب ہوگی۔ یعنی جیسا فاعل یا مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ ہوگا۔ ویسا ہی فعل آئیگا۔

فاعل فعل لازم کی مثالیں۔ زید گیا۔ ہندہ گئی۔ لوگ گئے۔ عورتیں گئیں۔ یا۔ وہ آیا۔ وہ آئی۔ وہ آئے۔ وہ آئیں +

مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ فعل مجہول معنوی کی مثالیں۔ زید پٹا۔ ہندہ پٹی۔ آدمی پٹے۔ عورتیں پٹیں۔ یا۔ گھی بکا۔ چنے بکے۔ جوار بکی۔ مرچیں بکیں +

فعل متعدی کا۔ اگر مفعول مذکور نہو اور صرف فاعل کا ذکر کیا جائے تو فعل فاعل کی مطابق ہوگا۔ جیسے۔ زید لایا۔ ہندہ لائی۔ زید اور بکر لائے۔ ہندہ اور سلمٰے لائیں +

اور جہاں فاعل کے ساتھ علامت (نے) آئے اور مفعول مذکور ہو اور اسکے ساتھ علامت مفعول یعنی (کو) بولا جائے تو فعل واحد مذکر بولا جائیگا۔ جیسے۔ زید نے گھوڑے کو پکڑا۔ ہندہ نے گھوڑی کو پکڑا۔ لوگوں نے گھوڑوں کو پکڑا۔ عورتوں نے گھوڑیوں کو پکڑا۔

اور اگر فاعل کے ساتھ تو علامت (نے) آئے۔ مگر مفعول کے ساتھ علامت (کو) نہ آئے۔ تو فعل متعدی مفعول کی بموجب آئیگا۔ جیسے زید نے گھوڑا باندھا۔ زید نے گھوڑے باندھے۔ زید نے بکری باندھی۔ زید نے بکریاں باندھیں +

متعدی بہ دو مفعول میں فعل کی مطابقت مفعول ثانی سے ہوگی۔ جیسے۔ زید نے لڑکوں کو مٹھائی بانٹی۔ زید نے مزدوروں کو انعام دیا۔ ہندہ نے بچوں کو نارنگیاں دیں۔ ہندہ نے لڑکیوں کو گہنے دیئے۔ انھوں نے تم کو مکان دلوایا۔ ہم نے تم کو روپئے دیئے۔ میں نے ان کو جلیبی کھلوائی۔ تم نے اسکو جانمیں دلوائیں +

ماضی استمراری میں مفعول کی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا اثر فعل پر نہیں پڑتا۔ یعنی امور مذکورہ میں فعل مطابق مفعول نہیں ہوتا۔ بلکہ فاعل کا اثر فعل پر ہوتا ہے۔ جیسے۔ میں کتاب پڑھتا تھا۔ وہ کتابیں پڑھتا تھا۔ تو گھوڑا کستا تھا۔ میں گھوڑے کستا تھا۔ (یا) تم کتابیں پڑھتے تھے۔ وہ کتابیں پڑھتی تھیں۔ ہم آموں کو پلپلاتے تھے۔ ہندہ کتابیں پڑھتی تھی۔ ہندہ اور سلمیٰ روٹیاں پکاتی تھیں۔ ہندہ روٹیاں پکاتی تھی +

لفظ (ہوگا) پر بھی مفعول کی وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث کا اثر پڑتا ہے۔ جیسے۔ اس نے کھانا کھایا ہوگا۔ اس نے کھانے کھائے ہوں گے۔ اس نے روٹیاں پکائی ہوں گی۔ اس نے جامنیں کھائی ہوں گی۔ مگر فاعل کا اثر ان امور میں ہوگا پر نہیں پڑتا +

حالیہ ماضی جب کسی اسم یا ضمیر یا صفت کے ساتھ مل کر فاعل واقع ہوں تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں فعل فاعل کی مطابق ہوگا۔ جیسے۔ اڑا ہوا کبوتر آگیا۔ یا۔ اڑا کبوتر آگیا۔ سوئے ہوئے لڑکے جاگے۔ یا۔ سوئے لڑکے جاگے۔ بیٹھی ہوئی بلی کودی۔ یا بیٹھی بلی کودی۔ بھاگی ہوئی گھوڑیاں آگئیں۔ یا۔ بھاگی گھوڑیاں آگئیں +

ان مثالوں میں اصل فعل لازم ہے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں فعل اپنے قریب تر اسم کی بموجب ہوگا۔ جیسے۔ وہ اور اسکے بچے آگئے۔ باپ بیٹے جا رہے تھے۔ لڑکوں کے ساتھ ان کا باپ آیا ہے۔ بچوں کے ساتھ ان کی ماں گئی ہے +

لیکن مسند الیہ کے بعد اگر ایسا مفعول آئے جس کے ساتھ علامت مفعول بھی ہو تو بصورت جمع بھی فعل واحد مذکر بولا جائیگا۔ جیسے۔ میں نے ان لوگوں کو ہنستا ہوا۔ یا ہنستے ہوئے پایا۔ میں نے ان آموں کو پھونس میں دبا دیا۔ ہم نے بچوں کو کھیلتا ہوا یا کھیلتا۔ یا کھیلتے دیکھا۔

ایسی صورت میں متعلق فعل کو اگر بطریق صفت برتا جائے تو اسم حالیہ یا صفت کے آخر میں (الف) لاتے ہیں۔ اور اگر بطریق خبر استعمال کیا جائے تو بجائے الف کے یائے مجہول لاتے ہیں مگر یہ قید بلحاظ فصاحت کلام ہے عام گفتگو میں اس پر عمل نہیں ہوتا جیسے۔ میں نے لڑکیوں کو گاتے یا گاتا دیکھا۔ میں نے

ان کو باتیں کرتے یا کرتا سنا۔ میں نے بچوں کو کودتے یا کودتا پایا۔ ہم نے لڑکوں کو سبق یاد کرتے یا کرتا۔ دیکھا +

مسند الیہ اگر ضمیر ہے اور اسکے بعد ضمیر شخصی کسی صفت کی موصوف ہو کر حالت مفعولی میں ہو اور اسکے بعد علامت مفعول بھی ہو تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں ان موصوف و صفت میں مطابقت ہوگی۔ جیسے تم مجھ دکھیا پر رحم کرو۔ تم مجھ نکمی کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ تم ہم دکھیوں کو کیوں ستاتے ہو۔ تم ہم نکمیوں کو کیوں دکھ دیتے ہو +

اور اگر موصوف و صفت مل کر مفعول واقع ہوں۔ اور علامت مفعول صفت سے پہلے بولی جائے تو صفت واحد آئے گی۔ جیسے۔ میں نے ان بچوں کو گورا پایا۔ میں نے ان لڑکیوں کو کالا دیکھا۔ میں نے سب آموں کو کھٹا پایا۔ میں نے سب انبیوں کو کچا پایا +

اور بحالت اضافت مسند الیہ اور مسند میں وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ہوگی۔ جیسے میرا لڑکا اچھا ہے۔ میرے لڑکے اچھے ہیں۔ میری لڑکی اچھی ہے۔ میری لڑکیاں اچھی ہیں +

جب مسند الیہ دو اسم ہوں ایک مذکر ایک مونث تو اگرچہ اسم مذکر مسند کے قریب نہ ہو پھر بھی فعل کو مذکر لاتے ہیں۔ جیسے۔ میرے بچے اور بچی چلے گئے۔ کیا تمھارے لڑکے اور لڑکیاں آگئے۔ دو مرد اور ایک عورت جارہے تھے +

جو صفت بطریق متعلق فعل یا خبر استعمال کی جائے۔ وہ وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنے موصوف کی مطابق ہوگی۔ جیسے۔ تم نے یہ کام اچھا کیا۔ تم نے سب باتیں اچھی کہیں۔ تم نے سب کام اچھے کئے۔ تم نے یہ بات اچھی کہی +

اگر مسند الیہ جمع ہو۔ یا اسکے لئے ضمیر جمع تعظیماً بولیں تو مسند کو بھی جمع ہی لائیں گے۔ جیسے تمھارے جیسے اچھے لوگ اب کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ تمھارے اچھے کام سراہے جاتے ہیں۔

جو مسند الیہ اضافی حالت میں ہو اور مضاف اس میں بحیثیت معطوف متعدد ہوں اور ان کے بعد لفظ سب آئے۔ تو مسند یعنی فعل وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں مسند الیہ کے آخری

مضاف کے مطابق ہوگا۔ جیسے۔ اس کا پاجامہ اور کرتہ اور کوٹ۔ اور سر کے بال سب جھلس گئے
اسکی گائے اور بکری اور گھوڑیاں سب چوری گئیں۔ اسکے گھر کا تمام سامان اور گھر لٹ گیا +
مگر یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں۔ کیونکہ جب مضاف کے بعد لفظ سب آیا ہو۔ اور وہ واحد ہے
اور اس سے پہلے جمع۔ تو بھی مسند یعنی فعل کو جمع لاتے ہیں۔ جیسے اس کے گھڑے اور گھڑیا سب
ٹوٹ گئے۔ اسکے کرتے اور پاجامے اور انگرکھا سب کھوئے گئے +
اور اگر لفظ سب کے بعد لفظ کچھ بھی آئے تو فعل واحد آئے گا۔ جیسے۔ بازار میں آلوچے۔
کھرنیاں۔ ناشپاتیاں سب کچھ بک رہا ہے۔ یہاں آڑو۔ رنگ ترے نارنگیاں سب کچھ
ملتا ہے۔ میں نے پیڑے۔ گلاب جامنیں امرتیاں سب کچھ کھایا + اِن مثالوں میں سب کا
لفظ کل اور تمام کے معنی میں برتا گیا۔ اور اس پر وحدت و جمع کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ جیسے ا۔
یہ سب قصور میرے ہیں۔ یہ سب خطا میری ہے +
جب بصورت عطف مختلف ضمیریں مسند الیہ ہوں۔ تو ضمیر واحد کا ضمیر جمع سے پہلے لانا
فصیح ہے۔ اگرچہ اس ترتیب کے خلاف بھی بولا جاتا ہے جیسے۔ میں اور تم چلیں۔ اس نے اور
ہم نے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ تو فصیح ہے۔ اور تم اور میں چلیں۔ ہم نے اور اس نے ساتھ کھانا کھایا
اس کو فصیح نہیں مانا جاتا +
جہاں ضمائر مختلف مسند الیہ ہوتی ہیں۔ وہاں فعل یعنی مسند جمع آئے گا۔ جیسے۔ تو اور میں
چلیں۔ یہ اور وہ اکٹھے گئے۔ میں اور وہ ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں +
جب وحدت و جمع اور حاضر و غایب اور متکلم ہونے میں ضمیریں مختلف ہوں۔ تو ضمیر جمع
ضمیر واحد سے پہلے لاتے ہیں۔ اور اگر ضمیریں صرف واحد یا صرف جمع ہوں تو ضمیر حاضر سے ضمیر
غائب پہلے آئے گی۔ اور اگر ان میں ضمیر متکلم بھی ہو تو اس کو حاضر و غائب دونوں سے
پہلے لائیں گے۔ اس ترتیب کا لحاظ کرنا فصیح مانا جاتا ہے۔ اور عام گفتگو میں اس ترتیب کا
لحاظ لزوماً نہیں کیا جاتا۔ جیسے۔ میں اور وہ اور تم ایک ہی جگہ ٹھہریں گے۔ وہ اور تم

ایک تحصیل کے بیٹے ہو۔ ہم اور تم ایک اُستاد کے شاگرد ہیں۔ میرا اور تمہارا۔ یا ان کا اور تمہارا ساتھ نبھنا مشکل ہے ✦

یہ مثالیں تو بروئے ترتیب بالا ہیں۔ اور امثلہ ذیل میں اس ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا تم اور میں چلیں۔ تم اور وہ اکٹھے جایا کرو۔ وہ اور میں آج ہی جا رہے ہیں۔ تمہارا اور میرا کیا ساتھ

اسمائے جمع۔ اور اسمائے کتب و رسایل و اخبار اگرچہ بصورت جمع ہوں لیکن مسند الیہ ہونے پر ان کے لئے مسند واحد آتا ہے البتہ تذکیر و تانیث میں مسند الیہ اور مسند مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے۔ فوج جا رہی ہے۔ پلٹنیں آ رہی ہیں۔ رسالہ چلا گیا۔ جتھا روانہ ہو گیا۔ فقیروں کا گروہ آیا ہوا ہے۔ قواعد اُردو چھپ گئی۔ صفوۃ المصادر پڑھ لی۔ مجالس العشاق کی جلد بندھ گئی۔ غیاث اللغات چھپ رہی ہے ✦

یہ اخبار تصاویر کا پرچہ ہے۔ اخبار کاروان جاری ہو گیا۔ تہذیب النسوان خرید لی۔ اور اداحسانی نہیں ملی۔ تہذیب الاخلاق پھر جاری ہو گئی ✦

جب مسند الیہ اور مسند دونوں مرکب اضافی ہوں اور مضاف الیہ دونوں میں اسم یا ضمیر ہوں تو فعل وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں مسند الیہ کی بموجب آئے گا۔ جیسے۔ ہماری خوشی کا دن ماتم کی رات ہوتا ہے۔ ہمارا روز فراق صبح محشر کا ہمتا ہے۔ یہ مصیبت کا وقت میرے لئے قیامت کی گھڑی ہو گیا ✦

اور اگر ان مثالوں میں فعل مسند کی بموجب لائیں تو معنی بدل جائیں گے۔ جیسے۔ ہماری خوشی کا دن ماتم کی رات ہو گئی۔ یعنی ماتم کی رات ہماری خوشی کا دن ہو گئی۔ پہلے مثال میں خوشی کے دن کو ماتم کی رات سے مثال دی ہے۔ اور دوسری میں ماتم کی رات کو خوشی کا دن مانا ہے۔ اس لئے مطلب کچھ کا کچھ ہو گیا ✦

جب دو اسم خواہ دونوں مذکر ہوں۔ یا ایک مذکر اور ایک مونث ہو اور وہ مسند الیہ واحد ہوں تو فعل جمع مذکر آتا ہے۔ جیسے۔ رات دن چین سے گزرتے ہیں۔ باپ بیٹے

باتیں کر رہے ہیں۔ ایک عورت اور ایک مرد جا رہے ہیں۔ گھوڑا اور گھوڑی ہنہنا رہے ہیں اور اگر دونوں اسم مونث ہوں تو فعل جمع مونث آئے گا۔ جیسے۔ چڑیں اور گرسلیں اڑ رہی ہیں۔ گھوڑیاں اور بچھیریاں دانہ کھا رہی ہیں۔ عورتیں اور لڑکیاں چرخہ کات رہی ہیں۔ گھڑونچیں اور گھڑیں چوری جاتی رہیں +

اور اگر دو اسم مل کر ایک اسم ہو گئے ہوں تو فعل اسم ثانی کی مطابق ہوگا۔ جیسے۔ گھوڑا گاڑی درستی کے لئے گئی ہے۔ اونٹ گاڑی ٹوٹی ہوئی ہے۔ مال گاڑی چھوٹ گئی۔ سواری گاڑی آ رہی ہے +

رشتے کے ناموں میں اکثر چھوٹے رشتہ کا نام بڑے رشتہ کے نام کے بعد بولتے ہیں اور چھوٹے رشتہ کے نام کے آخر میں اگر الف ہو یا حرف (ہے) ہو۔ تو اس کو واحد کے لئے بھی یائے مجہول سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے۔ چچا بھتیجے جا رہے تھے۔ ماموں بھانجے کھانا کھا رہے ہیں۔ دادا پوتے باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن بلا حرف الف اور حرف ہے کے بدل دینے کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ چچا بھتیجا۔ جا رہے ہیں۔ ماموں بھانجہ کھانا کھا رہے ہیں۔ دادا پوتا باتیں کر رہے ہیں۔ مگر اہل دہلی اسکو فصیح نہیں مانتے۔ ہاں اگر دونوں کلموں میں کلمہ عطف ہو تو الف اور ہے کا یائے مجہول سے بدلنا یا نہ بدلنا دونوں طرح درست ہے۔ جیسے چچا اور بھتیجے دونوں اس مشورے میں شریک ہیں۔ یا چچا اور بھتیجا دونوں اس مشورہ میں شریک ہیں باپ اور بیٹا اٹھ کر چلے گئے۔ باپ اور بیٹے اٹھ کر چلے گئے۔ ماموں اور بھانجہ آ رہے ہیں۔ یا۔ ماموں اور بھانجے آ رہے ہیں +

اس صورت میں۔ واحد اور جمع کے لئے ایک ہی نام برتا جائیگا۔ اور اس تشابہ کی وجہ سے بہتر بھی ہے کہ (الف یا ہے) کو یائے مجہول سے بدلا نہ جائے +

جو رشتے مساوی یا قریب مساوی کے ہیں۔ انکا الف یائے مجہول سے نہیں بدلتے۔ جیسے تایا چچا دونوں چلے گئے۔ نانا اور دادا بیٹھے ہوئے ہیں۔ دادا۔ نانا تو مجھ سے متفق ہیں

چچا۔ اور پھوپھا۔ آم چوس رہے ہیں۔ پھوپھا۔ چچا۔ تایا شکار کھیلنے گئے +

جہاں مصدر اور افعال تصریحی میں سے کوئی فعل مسند ہو۔ وہاں اسم مصدر پر وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث مسند الیہ کا اثر پڑتا ہے۔ جیسے مجھے دانہ دلوانا ہے۔ اسے آٹا لانا ہے۔ تمھیں بازار جانا ہے۔ یا۔ اسے گنے خریدنے ہیں۔ مجھے آم لانے ہیں۔ تمھیں خود پڑے کھانے ہیں۔ یا۔ اسے چلم بھرنی ہے۔ مجھے دہی لانی ہے۔ تمھیں دال دھونی ہی + افعال ناقصہ۔ اور افعال قلوب میں فعل مسند الیہ کی مطابق ہوتا ہے۔ جیسے۔ وہ مرد تندرست ہو گیا۔ وہ عورت تندرست ہو گئی۔ وہ لڑکا اس شعر کو نہیں سمجھا۔ وہ لڑکی میری بات نہیں سمجھی۔ تم نے اس بات کا خیال نہیں کیا تھا۔ ہم نے اس معاملہ میں فکر نہیں کی تھی۔ مجھے اس کا گمان نہ تھا۔ اسے اس کی خواہش نہ تھی +

اگر معطوف علیہ اور معطوف اسم واحد کی خبر واقع ہوں تو فعل ناقص واحد آئے گا جیسے یہ لڑکا شکیل اور جمیل ہے۔ یہ لڑکی ذہین اور طباع ہے۔ زید بھلا مانس اور نیک ہے۔ یعنی فعل ناقص وحدت و جمع میں۔ اپنے اسم کی مطابق ہوگا۔ جیسے یہ لڑکیاں سمجھدار اور ہوشیار ہیں۔ یہ لڑکے شریر ہیں۔ زید اور بکر دغا باز اور مکار ہیں +

اگر دو یا دو سے زیادہ۔ اسم۔ یا۔ فعل۔ یا مفعول مالم یسمّ فاعلہٗ۔ یا اسم فاعل۔ یا اسم مفعول مالم یسمّ فاعلہٗ۔ بذریعہ کلمات عطف ملائے جائیں۔ تو اگر یہ سب ذوی العقول میں سے ہیں تو خبر۔ اور فعل خواہ کسی قسم کا فعل ہو بصورت جمع بولیں گے۔ جیسے زید اور بکر محنتی ہیں۔ خالد اور ولید دوڑے۔ زید اور بکر اور خالد بیٹھے۔ جانے والے اور آنے والے سب بیٹھ گئے۔ کہنے والے اور سننے والے بلائے گئے۔ زید اور بکر اور خالد اور ولید کھانا کھا چکے ہیں۔ اور غیر ذوی العقول کے لئے فعل وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں کہیں تو قریب تر معطوف کی موجب آتا ہے۔ جیسے اس نے پیڑا اور لڈو اور جلیبی کھائی۔ میں نے رس اور دودھ پیا۔ اس نے جلیبی اور امرتی اور پیڑا کھایا۔ میں نے امرود اور آڑو اور نارنگیاں کھائیں

اور کہیں بلا کسی قسم کے لحاظ معطوف قریب تر کے فعل جمع مذکر بولیں گے بشرطیکہ کوئی معطوف علیہ مذکر ہو۔ جیسے ۔گھڑا اور گھڑیا بھر دیئے۔ طباق اور رکابی مانج دیئے ۔گھوڑا اور گھوڑی کس دیئے ۔ گٹھڑا اور کٹیا نہلا دیئے۔ اور اگر قریب تر معطوف جمع ہو تو فعل جمع بلحاظ تذکیر و تانیث معطوف آئے گا۔ جیسے صراحیاں اور گھڑیاں بھر دیں ۔ دیگچیاں اور رکابیاں مانج دیں ۔گھڑا اور گھڑیں بھر دیئے۔ گھڑے اور گھڑیاں بھر دیں ۔ مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ۔ اہل زبان یوں بھی کہتے ہیں کہ ۔ ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی خریدا۔ ایک بوڑھا اور ایک بچہ آیا ۔ اس نے ایک ٹوکرا اور ایک ٹوکری کھودی ۔ قلم اور دوات چوری گئے ۔ قلم اور دوات میز پر رکھ دی ۔ قلم اور دوات میز پر رکھ دیئے ۔ قلم اور دواتیں میز پر رکھ دیں ۔ الغرض فعل کا جمع اور واحد اور مذکر و مونث لانا سماعت پر منحصر ہے ⁺

اور اگر کلمہ تاکید جمع معطوف علیہ اور معطوف واحد کے بعد آئے تو فعل جمع مذکر آئے گا۔ جیسے ۔ قلم اور دوات دونوں ندارد ہیں ۔ بوٹ اور گرگابی دونوں ٹوٹ گئے ۔ ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑا تینوں چلے گئے ۔ بکر اور خالد اور ولید اور زید چاروں آگئے ⁺

جب عطف بذریعہ کلمات تردید ظاہر کیا جائے تو وحدت و جمع اور تذکیر و تانیث میں فعل قریب معطوف کی مطابق بولا جائے گا ۔ جیسے زید یا بکر آیا تھا۔ گھوڑا یا ہاتھی چوری گیا۔ کلھڑا یا کلھیا ٹوٹ گئی ۔ گھوڑیاں یا گھوڑے کسے گئے ۔ گھوڑیاں یا گھوڑا کسا گیا۔ گھوڑے یا گھوڑی کسی گئی گھوڑا یا گھوڑیاں کسی گئیں ۔ مرد یا عورتیں آئی تھیں ⁺

کلام یا مرکب تام یا مرکب مفید یا جملہ

ہم ان کلمات کی تعریف لکھ آئے ہیں ۔ یہاں ہمیں یہ بتانا ہے کہ اردو میں جملہ کی تین قسمیں ہیں ۔

(۱) جملہ مفرد ۔ (۲) جملہ مرکب ۔ (۳) جملہ مخلوط ⁺

جملہ مفرد ۔ اُردو میں جملہ مفرد کی ضمنی تقسیم نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اُردو میں جملہ اسمیہ بموجب

اصطلاح عربی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ صرف اسم و خبر سے مرکب تام نہیں بنتا۔ بلکہ مرکب ناقص رہتا ہے۔ جب تک کہ افعال ناقصہ میں سے اس کے ساتھ کوئی فعل نہ بولا جائے۔ جیسے زید کھڑا ہے۔ یہ جملہ بوجہ (ہے) فعل ناقص کے جملہ فعلیہ ہے۔ اگر صرف زید کھڑا کہیں۔ اور فعل ناقص ہوا۔ یا ہے۔ یا تھا اسکے بعد بولیں تو یہ جملہ نہیں ہوگا۔ بلکہ مرکب ناقص رہے گا +

جملہ کی ابتدا جس اسم یا ضمیر یا متعلق فعل یا مرکب ناقص سے کی جاتی ہے۔ وہ یا تو اسم ہوتا ہے یا فاعل یا اسم فاعل۔ یا مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ۔ یا اسم مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ +

اور اگر متعلق فعل ابتدائے جملہ میں آئے تو فاعل یا مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ کی ضمیر اس میں مستتر یعنی چھپی ہوئی ہوگی +

مثالیں

(۱) اسم کی مثال۔ زید تندرست ہے۔ اس جملہ میں زید اسم اور تندرست خبر اور ہے فعل ناقص ہے۔ یہ جملہ مفرد ہوا +

(۲) فاعل کی مثال۔ زید آیا ہے۔ اس جملہ میں زید اسم خاص فاعل ہے۔ اور آیا ہے صیغہ واحد مذکر غائب ماضی قریب فعل لازم ہے جو فاعل سے مل کر پورا جملہ مفرد ہوا۔

(۳) اسم فاعل کی مثال۔ آنے والا آرہے گا۔ اس جملہ میں آنے والا اسم فاعل ہے۔ اور آرہے گا صیغہ واحد مذکر غائب فعل مستقبل مرکب۔ دونوں مل کر جملہ مفرد ہوا +

(۴) مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ کی مثال۔ زید بلایا گیا۔ اس جملہ میں زید مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ ہے اور بلایا گیا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مطلق مجہول وضعی۔ جملہ مفرد ہوا +

زید پیٹا۔ اس میں زید مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ اور پیٹا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مطلق مجہول معنوی۔ جملہ مفرد ہوا +

(۵) اسم مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ کی مثال۔ جانے والا مارا گیا۔ اس میں جانے والا اسم مفعول مالم یسمّٰی فاعلہٗ ہے اور مارا گیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مطلق مجہول وضعی یہ بھی جملہ مفرد ہوا +

آنے والا لُٹا۔ اس میں آنے والا۔ اسم مفعول مالم یسمّ فاعلہ۔ لُٹا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مطلق مجہول معنوی۔ جملہ مفرد ہوا ٭

(۶) متعلق فعل کی مثال۔ آہستہ آہستہ چل۔ اس میں تو ضمیر فاعل مستتر ہے۔

چپکے چپکے بولو۔ اس میں تم ضمیر فاعل مستتر ہے۔

کدھر سے آنا ہوا۔ اس میں آپ کا یا تمھارا ضمیر فاعل مستتر ہے۔

اس بیان بالا سے چار باتیں اصولی معلوم ہوتی ہیں :۔

(اوّل) فعل لازم جب فاعل کی طرف نسبت کیا جائے۔ تو جملہ مفرد ہو جائے گا۔ جیسے ہوا چلی۔ مینہ برسا۔ گھوڑا دوڑا ٭

(دوم) فعل متعدی معروف اپنے مفعول کے ساتھ جب فاعل کی طرف نسبت دیا جائے تو جملہ مفرد بن جائیگا۔ جیسے زید نے بکر کو پکڑا۔ وہ تم کو پکارتا ہے۔ میں روٹی کھاؤں گا۔ اس نے پانی پی لیا ٭

(سوم) فعل متعدی مجہول خواہ مجہول وضعی ہو یا مجہول معنوی جب اپنے مفعول مالم یسمّ فاعلہ کی طرف نسبت دیا جائے گا تو جملہ مفرد بن جائے گا۔ جیسے حساب لکھا گیا۔ وہ بُلایا جائے گا۔ اسکو آواز دی گئی۔ یا ناچ بجا۔ ڈھول بجا۔ سوت کتا۔ قافلہ لُٹا۔ کھیت کٹا۔ زید پٹا ٭ (چہارم) فعل ناقص لازم مع خبر کے جب اپنے اسم کی طرف منسوب ہو۔ تو جملہ مفرد ہو جاتا ہے جیسے زید بدبخت ہے۔ مجھے رونا نہیں آتا۔ اسے ہنسی آتی ہے۔ وہ بزدل نکلا۔ وہ تندرست تھا۔ وہ حاضر ہو گیا۔ چاندی دھات ہے ٭

تنبیہ۔ فاعل یا مفعول مالم یسمّ فاعلہ۔ یا تو اسم ہوگا یا ضمیر ہوگی یا ایسی صفت جو اپنے موصوف کے اسم کی قائم مقام ہو۔ علم صرف میں اس کا ذکر مفصل ہو چکا ہے ٭

اجزائے جملہ مفرد۔ جملہ مفرد کے اجزا دو سے کم اور چار سے زیادہ نہیں ہوتے ٭

(اوّل) صرف مسند الیہ اور مسند۔ ان دونوں سے جملہ مفرد بن جاتا ہے ٭

(دوم) مسند الیہ اور متعلقات مسند الیہ اور مسند۔ ان سے بھی جملہ مفرد بن جاتا ہے۔

(سوم) مسند الیہ۔ اور مسند اور متعلقات مسند۔ ان سے بھی جملہ مفرد بن جاتا ہے۔

(چہارم) مسند الیہ اور متعلقات مسند الیہ۔ اور مسند اور متعلقات مسند۔ ان کے باہم ملنے سے بھی جملہ مفرد مکمل ہو جاتا ہے +

ترکیب جملہ ۔ جملہ کے اجزاء کو اور ان کے باہمی تعلق کو بیان کرنے کا نام علم نحو میں ترکیب ہے۔ اجزاء اور ان کے تعلقات دو طریقوں پر بتائے جا سکتے ہیں +

(۱) **بطریق متعارف** ۔ یعنی وہ طریقہ ترکیب جو سابق سے مروج ہے۔ جیسے:-

(۱) **زید آیا ہے** ۔ آیا ہے صیغہ واحد غائب فعل ماضی قریب لازم تام۔ فعل۔ زید۔ اسم خاص فاعل۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۲) اے لڑکے آ۔ اے کلمہ ندا۔ لڑکے منادیٰ۔ یہ دونوں مل کر فاعل ہوئے۔ آ صیغہ واحد حاضر۔ امر فعل لازم تام فعل۔ فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ندائیہ ہوا +

اگر صرف (اے لڑکے) کہیں تو بھی یہ جملہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا مسند یعنی فعل آ بقرینہ ندا محذوف ماننا پڑے گا +

(۳) **وہ جانے والا چلا گیا** ۔ چلا گیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مطلق مرکب لازم تام فعل۔ وہ ضمیر واحد غائب موصوف۔ جانے والا صفت۔ موصوف صفت مل کر فاعل ہوئے۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۴) **وہ بھاگتا ہوا آیا** ۔ آیا صیغہ واحد غائب ماضی مطلق فعل لازم تام فعل۔ وہ ضمیر واحد غائب فاعل۔ بھاگتا ہوا حالیہ ماضی متعلق فعل آیا کے۔ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۵) **وہ سنتا ہوا جا رہا تھا** ۔ جا رہا تھا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی بعید فعل مرکب لازم تام وہ ضمیر واحد غائب۔ فاعل۔ سنتا ہوا حالیہ ماضی متعلق فعل جا رہا تھا کے۔ یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوا

(۶) **زید نے روٹی کھائی** ۔ کھائی صیغہ واحد مونث فعل متعدی فعل زید اسم خاص فاعل

(نے) علامت فاعل۔ روٹی اسم عام مفعول۔ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۷) ہم اس بات پر غور کرینگے۔ کریں گے صیغہ جمع مذکر مستقبل متعدی فعل۔ ہم ضمیر جمع متکلم فاعل۔ اس صفت اشارہ بات مشارٌ الیہ دونوں مل کر مجرور ہوئے۔ پر جار۔ جار و مجرور مل کر متعلق فعل کرینگے۔ غور مفعول۔ یہ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۸) سب لوگوں کو تم سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ چاہیئے صیغہ امر فعل لازم ناقص۔ سب لوگوں کو اسم۔ تم سے جار و مجرور متعلق فعل۔ سبق حاصل کرنا۔ خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۹) میں خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ کھاتا ہوں صیغہ واحد متکلم فعل حال مطلق متعدی فعل۔ میں ضمیر شخصی فاعل۔ خدا کی قسم بہ ترکیب اضافی مفعول۔ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

اگر کوئی شخص اثنائے گفتگو میں کہے خدا کی قسم۔ تو اس میں فاعل اور فعل کا حذف قرینہ سے پایا جائے گا۔ اور اس کا قسم کھانا۔ جملہ فعلیہ ہوگا +

(۱۰) اس نے ہنستے ہوئے ایک جاتے ہوئے لڑکے کو پکڑ لیا۔ پکڑ لیا فعل متعدی مرکب صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مطلق۔ اس ضمیر اشارہ بعید فاعل نے علامت فاعل۔ ہنستے ہوئے حالیہ ماضی متعلق فعل پکڑ لیا۔ ایک عدد لڑکے معدود دونوں مل کر مفعول ہوئے۔ کو علامت مفعول۔ جاتے ہوئے حالیہ ماضی متعلق مفعول یعنی (ایک لڑکے کو) یہ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۱۱) زید کے گھوڑے نے کل شام کو اپنے سائیس کے بازو پر کاٹا۔ کاٹا فعل متعدی صیغہ واحد مذکر ماضی مطلق۔ زید مضاف الیہ کے علامت اضافت گھوڑے مضاف۔ دونوں مل کر فاعل۔ نے علامت فاعل۔ کل شام بہ ترکیب ظرفی مفعول۔ اپنے مضاف الیہ سائیس مضاف۔ دونوں ملکر مضاف الیہ ہوئے۔ بازو مضاف۔ یہ دونوں مل کر مجرور ہوئے۔ پر کلمہ جار کے۔ جار و مجرور مل کر۔ یا تو متعلق فعل کاٹا مانو۔ یا جار و مجرور کو مفعول ثانی

قرار دو - دونوں طرح درست ہے - یہ سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

(۱۳) میں اپنے بچہ کو یاد کرتا ہوں - کرتا ہوں صیغہ واحد متکلم حال مطلق فعل متعدی معروف میں ضمیر شخصی واحد متکلم فاعل - اپنے مضاف الیہ - بچہ مضاف - بہ ترکیب اضافی مفعول کو علامت مفعول - یاد مفعول ثانی - سب مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

اگر کسی درد کے وقت کوئی شخص کہے - کہ ہائے میرے بچے - تو اگر اس سے مراد یہی ہوگی کہ میں اپنے بچے کو یاد کرتا ہوں - تو بقرینہ کلام فاعل اور مفعول محذوف معلوم ہو جانے پر - یہ بھی جملہ فعلیہ ہوگا +

(۲) ترکیب بطریق جدید - یعنی ایسی ترکیب جو اب ہم نے بہ نظر سہولت پیدا کی ہے - بہ نظر اختصار اسکو ہم ذیل کے نقشہ میں لکھتے ہیں :-

جملہ	ترکیب: مسند الیہ	متعلقات مسند الیہ	مسند	متعلقات مسند	جملہ خبریہ
زید آیا ہے -	زید	،	آیا ہے	،	//
اے لڑکے آ -	اے لڑکے	،	آ	،	//
وہ جانے والا چلا گیا -	وہ	جانے والا	چلا گیا	،	//
وہ بھاگتا ہوا آیا -	وہ	بھاگتا ہوا	آیا	،	//
وہ سنتا ہوا جا رہا تھا -	وہ	سنتا ہوا	جا رہا تھا	،	//
زید نے روٹی کھائی -	زید نے	،	کھائی	روٹی	//
ہم اس بات پر غور کریں گے - ..	ہم	،	کریں گے	اس بات پر غور	//
میں خدا کی قسم کھاتا ہوں -	میں	-	کھاتا ہوں	خدا کی قسم	//
اس نے ہنستے ہوئے ایک جاتے ہوئے لڑکے کو پکڑ لیا -	اس نے	ہنستے ہوئے	پکڑ لیا	ایک جاتے ہوئے لڑکے کو	//
زید کے گھوڑے نے کل شام کو اپنے سائیس کے بازو پر کاٹا -	زید کے گھوڑے نے	کل شام کو	کاٹا	اپنے سائیس کے بازو پر	//
میں اپنے بچہ کو یاد کرتا ہوں - ..	میں	اپنے بچہ کو	کرتا ہوں	یاد	//
سب لوگوں کو تم سے سبق حاصل کرنا چاہیئے -	سب لوگوں کو اسم	،	چاہیئے فعل لازم ناقص	تم سے متعلق فعل بترکیب مجروری - سبق حاصل کرنا خبر	//

جو جملہ فعل ناقص لازم اور اس کی اسم خبر سے بنتا ہے۔ اسکو جملہ اسمیہ قرار دینا اس لئے صحیح نہیں کہ اس کا اسم حالت فاعلی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی صفت کا قیام اسکی ذات میں ثابت کیا جاتا ہے۔ گو کہ صدور فعل نہو۔ اِس لئے ہم بوجہ فعل ناقص لازم اسکو جملہ فعلیہ ہی قرار دیتے ہیں +

فائدہ۔ جس جملہ میں ایک ہی فعل ہو خواہ وہ فعل مفرد ہو یا مرکب وہ جملہ مفرد ہوتا ہی جیسا کہ امثلہ بالا سے ظاہر ہو چکا ہے +

اشتباہ۔ بعض جملوں میں اس قسم کا شبہ پڑ جاتا ہی کہ افعال لازم تام کا بھی مفعول ہوتا ہے یا علامت فاعل بجز (نے) کے اُردو میں اور کوئی کلمہ نہیں ہوتا۔ اس شبہ کو رفع کرنے کے لئے ہم چار جملے اور ان کی ترکیبیں لکھتے ہیں تاکہ طلبا اس دھوکہ میں نہ آئیں :-

(۱) ہمیں رونا نہیں آتا۔ اس جملہ میں نہیں آتا فعل لازم ناقص منفی ہے اور ہمیں اسم اور رونا خبر۔ اس لئے یہ جملہ مفرد فعلیہ ہے۔ ہمیں کو مفعول سمجھنا غلطی ہی کیونکہ فعل لازم کا اُردو زبان میں مفعول نہیں ہوتا +

(۲) مجھے ہنسی آتی ہے۔ اس جملہ میں بھی حسب جملہ بالا۔ مجھے اسم ہے اور ہنسی خبر اور آتی ہے فعل لازم ناقص۔ اور یہ جملہ فعلیہ ہے +

(۳) مجھ سے نہیں چلا جاتا۔ نہیں چلا جاتا فعل لازم تام منفی صیغہ ماضی مطلق واحد مذکر مرکب مجھ فاعل اور سے علامت فاعل۔ جملہ فعلیہ ہوا۔ چلا جاتا فعل مرکب ہے نہ کہ فعل مجہول کیونکہ فعل لازم مجہول نہیں ہوا کرتا +

(۴) اس سے نہیں آیا گیا۔ حسب بالا اس جملہ میں بھی۔ نہیں آیا گیا فعل لازم منفی صیغہ واحد مذکر ماضی مطلق مرکب ہے۔ اور اس ضمیر فاعل اور سے علامت فاعل۔ فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا +

جملہ مرکب

ایسا جملہ کہ جس میں دو یا دو سے زیادہ فعل آئیں۔ یہ افعال خواہ لفظاً مذکور ہوں یا بقرینہ کلام تقدیراً پائے جائیں۔ جیسے زید آیا اور بکر گیا۔ یا۔ زید آیا اور بکر کو پکڑ کر لے گیا۔ یا۔ وہ تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا۔ مگر تم نہ آئے۔ یا۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ تمھیں ساتھ لے جائے۔ ان مثالوں میں افعال لفظاً مذکور ہیں۔ اور

خدا کی قسم میں نے نہیں کہا۔ یعنی میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے نہیں کہا۔ یا۔ اے خدا مجھ پر رحم فرما۔ یعنی میں خدا کو پکارتا ہوں تاکہ وہ مجھ پر رحم فرمائے۔ ان جملوں کے پہلے اجزا میں افعال بقرینہ کلام تقدیراً موجود ہیں +

ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ جملہ مرکب دو یا دو سے زیادہ مرکبات مفید کے ساتھ ترکیب دیا جاتا ہے مگر کبھی دو یا دو سے زیادہ مرکب غیر مفید سے ترکیب نہیں پاتا۔ یہ مرکبات دو قسم کے ہوتے ہیں:-

(۱) مرکب مفید۔ یعنی منجملہ جملہ مرکب کے ایسا مرکب جو ان کلمات کو الگ کر دینے کے بعد جن کے ذریعہ سے دو یا دو سے زیادہ مرکبات مفید کو باہم ربط دیا گیا ہے بذاتہ وہ مفرد جملے اپنے پورے معنی دیں یعنی اُن میں سے ہر ایک کلام تام یا جملہ مفرد ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ مرکب مفید اپنے پورے معنی اسی ترتیب یا شرط۔ یا شمول وغیرہ کے ساتھ دے۔ جیسا کہ وہ دوسرے مرکب سے ربط پا کر دیتا۔ بلکہ اس مرکب کا بروئے معنی بذاتہ مرکب مفید ہونا کافی ہے۔ جیسے۔ زید آیا اور بکر گیا۔ اس جملہ مرکب میں سے اگر لفظ اور کو خارج کر دیا جائے۔ تو زید آیا۔ ایک مرکب مفید ہے اور بکر گیا دوسرا مرکب مفید۔ یہ الگ الگ کلام تام ہیں۔ گو لفظ اور سے جو ترتیب۔ یا شمول پایا جاتا تھا وہ بروئے معنی ترکیبی ان سے نہ پایا جائے۔ کلمہ عطف کے آنے سے جیسے یہ دونوں مرکب مفید آپس میں ملکر شمول بحکم واحد کے معنی پیدا کریں تو ہر ایک ان میں سے مرکب مفید کہلائے گا +

(۴) مرکب غیر مفید۔ یعنی منجملہ جملہ مرکب کے ہر ایسا مرکب جو بذاتہ اپنے پورے معنی نہ دے جب تک کہ کلمات ربط کے ذریعہ سے وہ دوسرے مرکب مفید سے نہ ملایا جائے۔ مرکب غیر مفید کہلائے گا۔ جیسے زید اس لئے آیا ہے کہ تم اس کے ساتھ جاؤ۔ اس جملہ میں پہلا مرکب کہ۔ زید اس لئے آیا ہے۔ مرکب غیر مفید ہے کیونکہ اس سے زید کے آنے کی غرض معلوم نہیں ہوتی۔ اور لفظ اس لئے جو زید اور۔ آیا ہے کو ملاتا ہے نظر انداز نہیں کیا جائیگا۔ کیونکہ یہ کلمہ دو دیگر کلمات کا ملانے والا ہے نہ کہ مرکب غیر مفید کا۔ البتہ کاف بیانیہ جو دو مرکب غیر مفید کو ملا کر مرکب مفید بناتا ہے نظر انداز کر دیا جائیگا۔ اس لئے تم اس کے ساتھ جاؤ۔ بھی مرکب مفید ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ابہام نہیں +

پس جن مرکبات سے جملہ مرکب ترکیب پاتا ہے ان کو مرکب مفید یا مرکب غیر مفید کہتے ہیں +

جملہ مرکب کے مرکبات کے باہم ملانے کے لئے۔ کلمات شمول۔ یا کلمات حصر و تخصیص یا کلمات تسلسل کلام۔ یا کلمات عطف۔ یا کلمات تردید۔ یا کلمہ اضراب۔ یا کلمات استدراک یا۔ کلمات استثنا۔ یا۔ حرف بیان۔ یا۔ کلمات علت۔ یا کلمات شرط و جزا۔ یا۔ کلمات ایجاب یا۔ کلمات تزئین کلام۔ برتے جاتے ہیں +۔ اور کلمات قسم۔ اور کلمات ندا۔ اور کلمات ندبہ اپنے مقسم بہ[1]۔ اور منادئے[2]۔ اور مندوب[3]۔ سے ملکر پورا مرکب مفید ہو جاتے ہیں۔ اور مرکب جملہ کا جب جزو ہوتے ہیں تو دوسرے مرکب سے ملانے کے لئے۔ ان کلمات ثلثہ میں سے کوئی کلمہ استعمال نہیں کرتے +

اب ہم مرکب جملوں کی دونوں طرح کی ترکیبیں لکھتے ہیں :۔

---

[1] مقسم بہ۔ میم کے پیش اور قاف کے سکون اور سین کے زبر سے اسکے معنی ہیں جس کی قسم کھائی جائے +
[2] منادیٰ۔ میم کے پیش اور نون کے اور دال کے زبر سے اس کی یے الف کی طرح پڑھی جائے گی۔ اس کے معنی ہیں۔ جسکو پکارا جائے + [3] مندوب میم کے زبر سے جس پر رویا جائے +

(۱) ترکیب بطریق متعارف - اس میں جملہ کے تمام کلمات کا اجمالی ذکر کیا جائیگا۔

(۱) زید کھانا کھاتا رہا اور بکر بیٹھا ہوا تکتا رہا۔ کھاتا رہا فعل مرکب متعدی زید فاعل کھانا مفعول۔ جملہ مفرد معطوف علیہ۔ اور کلمہ عطف۔ تکتا رہا فعل مرکب متعدی۔ بکر فاعل۔ بیٹھا ہوا حالیہ ماضی متعلق فعل کے جملہ مفرد معطوف۔ دونوں مل کر جملہ مرکب ہوا۔ اس کو جملہ عاطفہ یا جملہ معطوفہ یا جملہ جمع بھی کہتے ہیں +

ایسے جملوں میں کلمہ عطف ضرور ہوتا ہے خواہ لفظاً جیسا کہ جملہ مذکورہ بالا میں ہے خواہ تقدیراً جیسے۔ کمائیں خانخاناں۔ اڑائیں میاں فہیم - اس میں کلمہ عطف محذوف ہے - اور ایسے جملہ مرکب کو جس میں حرف تردید سے عطف ظاہر کیا جائے جملہ تردیدیہ بھی کہتے ہیں +

فائدہ - معطوف علیہ اور معطوف میں جب کلمہ۔ کر۔ یا۔ کے۔ آئے۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ۔ یہ کلمات عطف کے لئے استعمال کئے جائیں۔ جیسے - زید گھر سے کھانا کھا کر مدرسہ گیا۔ اس جملہ کی ترکیب بطریق جدید تو یوں کریں گے کہ زید گھر سے کھانا کھا۔ مرکب غیر مفید کر۔ کلمہ عطف۔ مدرسہ گیا۔ مرکب غیر مفید۔ دونوں مرکب غیر مفید بذریعہ کلمہ عطف مل کر جملہ مرکب ہوا۔ اور بطریق متعارف۔ اس کی ترکیب دو طرح ہوگی :-

اوّل یہ کہ۔ زید فاعل مسند الیہ۔ گھر مجرور سے جار۔ جار و مجرور متعلق مسند۔ کھانا کھا کر متعلق مسند۔ مدرسہ ظرف مکان متعلق مسند۔ گیا فعل لازم مسند۔ مسند الیہ اور مسند اپنے متعلقات سے مل کر جملہ مفرد ہوا +

دوم یہ کہ۔ اس جملہ کے مضمون کو یوں ادا کریں کہ۔ زید نے گھر میں کھانا کھایا اور مدرسہ گیا۔ اس کی ترکیب یوں ہے کہ۔ زید فاعل نے علامت فاعل گھر ظرف مکان مجرور۔ میں جار۔ دونوں متعلق فعل کھانا مفعول۔ کھایا فعل یہ جملہ مفرد یا مرکب مفید معطوف علیہ۔ اور کلمہ عطف زید فاعل بقرینہ کلام۔ مدرسہ ظرف مکان مجرور۔ کو۔ محذوف جار۔ جار و مجرور متعلق فعل - گیا فعل لازم جملہ مفرد یا مرکب مفید معطوف۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ ہوا +

یا۔ یوں اداکریں کہ۔ زید گھر سے کھانا کھانے کے بعد مدرسہ گیا +
اس کی ترکیب یوں کرو کہ۔ گیا فعل لازم۔ زید فاعل گھر سے۔ جار ومجرور مل کر متعلق فعل۔ کھانا کھانے کے مجرور۔ بعد جار۔ مجرور وجار مل کر متعلق مسند الیہ یعنی زید کے مدرسہ مجرور۔ کو محذوف جار۔ مجرور جار متعلق مسند یعنی فعل گیا۔ فعل اور فاعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ مفردہ ہوا +
دوسری صورت یہ کہ کلمات (کہ) اور (کے) کو کلمات عطف نہ مانیں بلکہ کلمات ربط مانیں اور اس جملہ کی تقدیر یوں کریں کہ زید نے گھر میں آکر کھانا کھایا اور پھر مدرسہ کو گیا۔
اس کی ترکیب یوں ہوگی کہ کھایا فعل متعدی زید فاعل۔ نے علامت فاعل کھانا مفعول آکر متعلق فعل۔ جملہ مفرد معطوف علیہ۔ اور کلمہ عطف۔ پھر متعلق زمانی غیر معین متعلق فعل۔ گیا فعل لازم زید بقرینہ کلام فاعل مستتر۔ مدرسہ کو۔ ترکیب مجروری متعلق فعل۔ جملہ مفرد ہوکر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ ہوا +
(۲) زید نے فریاد کی کہ بکر نے میری کھیتی کاٹ لی۔ ترکیب۔ زید فاعل نے علامت فاعل۔ فریاد مفعول۔ کی فعل متعدی۔ یہ سب مل کر مبین ہوئے۔ کہ حرف بیان۔ بکر فاعل نے علامت فاعل۔ میں مضاف الیہ۔ ری علامت اضافت۔ کھیتی مضاف۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر مفعول ہوئے۔ کاٹ لی فعل مرکب متعدی۔ جملہ مفردہ ہوکر بیان ہوا۔ مبین وبیان مل کر جملہ مرکب بیانیہ ہوا +
(۳) انھوں نے ارشاد فرمایا کہ تمھیں علم دین ضرور پڑھنا چاہیئے۔ انھوں فاعل نے علامت فاعل ارشاد مفعول۔ فرمایا فعل متعدی جملہ مفردہ ہوکر مقولہ ہوا۔ کہ حرف بیان تمھیں مفعول۔ علم مضاف الیہ۔ دین مضاف۔ دونوں مل کر مفعول ثانی ضرور کلمہ تاکید متعلق فعل۔ پڑھنا چاہیئے فعل متعدی۔ اس کا فاعل جملہ سابقہ بقرینہ کلام ہے۔ یہ سب مل کر جملہ مفردہ ہوکر قول ہوا۔ مقولہ اور قول مل کر جملہ مرکب بیانیہ ہوا +
تنبیہ۔ ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ جس مبین میں ارشاد۔ یا نصیحت وغیرہ کے ساتھ کرنا یا فرمانا

یا کہنا - یا - بولنا - وغیرہ کے مشتقات آئیں اور وہ فعل واقع ہوں تو اس مبین کو مقولہ کہتے ہیں اور بیان کو قول - اور جملہ کو جملہ بیانیہ +

(۴) علم پڑھو اس لئے کہ علم ہی دولت و عزت کی کنجی ہے - پڑھو فعل متعدی با فاعل بقرینہ خطاب علم مفعول جملہ مفرد معلول ہوا - اس لئے کہ کلمہ علت - علم - اسم - ہی کلمہ حصر - دولت و عزت بہ ترکیب عطفی مضاف الیہ - کی علامت اضافت - کنجی مضاف مضاف الیہ اور مضاف مل کر خبر - ہے فعل لازم ناقص - سب مل کر جملہ مفرد ہو کر علت ہوا معلول کی معلول و علت مل کر جملہ مرکب معللہ ہوا +

(۵) میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا - میں - فاعل ... خدا مضاف الیہ مقسم بہ - کی علامت اضافت - قسم مضاف - مضاف الیہ اور مضاف مل کر مفعول ہوئے - کھاتا ہوں فعل متعدی - جملہ مفرد قسم ہوا - کہ - زائد ربط کے لئے - میں فاعل نے علامت فاعل یہ صفت اشارہ خط موصوف مشار الیہ اشارہ اور مشار الیہ مل کر مفعول ہوئے - نہیں لکھا فعل منفی متعدی - یہ بھی جملہ مفرد جواب قسم ہوا - قسم اور جواب قسم مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوا +

تنبیہ - جب قسم لفظاً پورا جملہ ہو - تو جواب قسم سے پہلے کاف زائد ربط کے لئے ضرور آتا ہے جیسا کہ مثال بالا سے ظاہر ہے - اور اگر قسم لفظاً پورا جملہ نہو - بلکہ تقدیراً ہو - تو ربط کے لئے کاف زائد نہیں لاتے - جیسے :-

(۶) خدا کی قسم مجھ سے زید نہیں ملا - ترکیب - خدا مقسم بہ مضاف الیہ - کی علامت اضافت - قسم مضاف - بہ ترکیب اضافی قسم ہوئے - مجھ مفعول سے علامت مفعول - زید فاعل - نہیں ملا فعل متعدی منفی یہ جملہ جواب قسم ہوا - قسم اور جواب قسم مل کر جملہ مفرد قسمیہ ہوا - یا بہ ترکیب اضافی - کلمات خدا کی قسم - کو تقدیراً جملہ مانا جائے - خواہ اس کی تقدیر یوں پائی جائے - کہ - میں خدا کی قسم کھاتا ہوں - یا یوں کہ مجھے خدا کی قسم ہے - ان دونوں صورتوں

ہیں یہ جملہ مفرد نہ رہے گا بلکہ جملہ مرکب قسمیہ ہوجائیگا ۔ کیونکہ پہلی صورت میں فعل متعدی اپنے فاعل و مفعول اضافی سے مل کر جملہ مفرد قسم ہوجائے گا ۔ اور دوسری صورت میں فعل لازم ناقص اپنے اسم ۔ اور خبر اضافی سے مل کر جملہ مفرد قسم ہوگا +

اسی طرح یہ جملہ ہے کہ ۔ بخدا میں انکے پاس خود گیا تھا ۔ اس کی ترکیب اگر یوں کریں کہ حرف بے جار خدا مجرور متعلق فعل ۔ گیا تھا فعل لازم میں فاعل ۔ ان کے پاس بتہ کیب اضافی متعلق فعل ۔ خود تاکید فاعل تو یہ جملہ مفرد قسمیہ ہوگا ۔ اور بخدا کو تقدیراً یوں سمجھیں کہ میں خدا کو گواہ لاتا ہوں ۔ تو لاتا ہوں فعل متعدی مثبت ۔ میں فاعل ۔ خود مفعول کو علامت مفعول ۔ گواہ مفعول ثانی ۔ جملہ مفرد قسمیہ ہوگا ۔ اور جملہ جواب قسم سے مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوجائے گا ۔ اور بخدا کی تقدیر بوجہ جواب قسم کے صحیح ہونے کی یوں مانیں کہ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں ۔ تو بھی یہ جملہ مفرد قسمیہ ہوکر جواب قسم سے مل کر ۔ جملہ مرکب قسمیہ ہوجائے گا +

(۷) اے خدا مجھ پر رحم فرما ۔ ترکیب :-

چونکہ ندا ۔ اور منادے ۔ مل کر ہمیشہ قائم مقام جملہ مفرد ہوتے ہیں اس لئے ۔ اے کلمہ ندا ۔ خدا منادے ۔ دونوں مل کر جملہ مفرد ہوئے ۔ ندا اور منادے کو جملہ مفرد اس لئے تسلیم کیا جاتا ہے ۔ کہ اس کی تقدیر یا تو یوں کیجائے گی کہ ۔ میں خدا کو پکارتا ہوں ۔ یا یوں کہ ۔ میں خدا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہوں ۔ یا یوں کہ ۔ میں خدا سے التجا کرتا ہوں ۔ یہ ہر سہ صورتیں جملہ ہائے مفرد ہیں +

دوسرے جملہ کی ترکیب ضمیر تو بقرینہ خطاب مستتر فاعل ۔ مجھ مجرور ۔ پر جار متعلق فعل ۔ رحم مفعول ۔ فرما فعل متعدی مثبت ۔ جملہ مفرد مدعائے ندا ہوا ۔ اس کو جواب ندا بھی کہتے ہیں ۔ ندا اور جواب ندا مل کر جملہ مرکب ندائیہ ہوا +

الٰہی ۔ الٰہا ۔ بارالٰہا ۔ خدایا ۔ بار خدایا ۔ کریما ۔ رحیما ۔ وغیرہ بھی کلمات ندا اور منادے

مرکب ہوتے ہیں۔ اور قایم بمقام جملہ مفرد تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جیسے :۔

(۸) الٰہی میں تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں۔ ترکیب :۔

الٰہی تقدیراً جملہ مفرد ہے یعنی اے میرے خدا میں تیرا بندہ ہوں۔ لہٰذا اس کی ترکیب یوں کیجائے گی۔ الٰہی یعنی اے میرے خدا۔ اے کلمہ ندا۔ میرے خدا بہ ترکیب اضافی منادیٰ۔ ندا اور منادیٰ قایم بمقام جملہ مفرد ہو کر ندا ہوا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ ہوں فعل ناقص لازم۔ میں اسم۔ تیرا بندہ بہ ترکیب اضافی خبر۔ جملہ مفرد ہوا۔ اور کلمہ عطف بقرینۂ کلام مقدر ہے۔ میں اسم۔ تیرے مضاف الیہ۔ فضل و کرم بہ ترکیب عطفی مضاف۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر مضاف الیہ ہوئے۔ کا علامت اضافت۔ امیدوار مضاف۔ یہ مضاف الیہ مرکب اور مضاف مل کر خبر ہوئے۔ ہوں فعل لازم ناقص کی۔ یہ جملہ مفرد جواب ندا ہوا۔ ندا اپنے جواب سے مل کر جملہ مرکب ندائیہ ہوا۔ اور اگر صرف اے میرے خدا سے ترکیب کیجائے گی تو چونکہ اس جملہ میں دو فعل نہیں آئیں گے۔ اس لئے جملہ مفرد رہے گا۔

(۹) ہائے میرے بھائی مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں گئے۔

ندبہ اور مندوب بھی باہم مل کر قایم بمقام جملہ مفرد ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ مراد قائل۔ کلمات ہائے میرے بھائی۔ سے۔ یہ ہوتی ہے کہ میں اپنے بھائی کی جدائی پر افسوس کرتا ہوں۔ اس لئے اس کی ترکیب یوں ہوگی۔ کہ۔ ہائے کلمہ ندبہ۔ میرے بھائی بہ ترکیب اضافی مندوب۔ ندبہ اور مندوب مل کر قایم بمقام جملہ مفرد ہوئے۔ گئے فعل لازم۔ تم ضمیر مستتر فاعل۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر مرکب ناقص۔ اور کہاں ظرف مکان ہر دو متعلق فعل۔ یہ سب مل کر جملہ مفرد ہو کر جواب ہوا ندا کا۔ ندا اور جواب ندا مل کر جملہ مرکب مندوبہ ہوا۔

(۱۰) میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے پاک تمھیں تندرست رکھے۔ ترکیب :۔

کرتا ہوں فعل متعدی۔ میں فاعل۔ دعا مفعول۔ جملہ مفرد مبین ہوا۔ کاف بیانیہ۔ خدائے پاک بہ ترکیب توصیفی فاعل۔ تمھیں مفعول اول۔ تندرست مفعول ثانی۔ رکھے فعل

متعدی مثبت جملہ مفرد ہو کر بیان ہوا۔ بیین و بیان مل کر جملہ مرکب دعائیہ ہوا۔

ایسے جملہ کو جس میں خواہ دعائے نیک ہو یا بد جملہ دعائیہ کہتے ہیں +

اس مرکب جملہ میں سے - ہم نے - خدائے پاک تمھیں تندرست رکھے - کو جملہ مفرد دعائیہ مانا ہے - اگر کہا جائے - کہ لفظ خدائے پاک - تقدیراً خود جملہ ہے کیونکہ اس سے مراد قائل یہ ہے کہ میں خدائے پاک سے عرض کرتا ہوں - یا میں خدائے پاک سے چاہتا ہوں - یا میں خدائے پاک سے دعا کرتا ہوں - اور اس لئے یہ جملہ مفرد بھی مرکب ہے - تو ہم کہیں گے کہ اگر اس طرح تقدیراً جملے بنائے جائیں گے تو ندائیہ و دعائیہ وغیرہ جملے بکثرت بجائے مفرد کے مرکب ماننے پڑیں گے +

(۱۱) اگرچہ تم نے فرما دیا تھا - مگر مجھے یاد نہیں رہا - ترکیب :-

اگرچہ کلمہ شرط - فرما دیا تھا فعل مرکب متعدی مثبت تم فاعل نے علامت فاعل - مجھ سے بقرینہ کلام مفعول محذوف - جملہ مفرد ہو کر شرط ہوا +

مگر کلمہ جزا - نہیں رہا فعل منفی ناقص لازم - مجھے اسم - یاد خبر - یہ جملہ مفرد جزا ہوا - شرط و جزا مل کر جملہ مرکب شرطیہ ہوا +

کلمات نہیں تو - ورنہ - وگرنہ - پورے جملہ شرط کے قائم مقام ہوتے ہیں - اور ترکیب کرنے کے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے - اس کا ذکر کلمات شرط میں ہم نے مفصل کر دیا ہے - یہاں ایک جملہ کی ترکیب لکھے دیتے ہیں :-

(۱۲) تم ان کے پاس جاؤ نہیں تو میں جاتا ہوں -

اس جملہ مرکب میں لفظ نہیں تو - قائم مقام جملہ شرط ہے کیونکہ اس جملہ کا مضمون یہ ہے کہ - تم ان کے پاس جاؤ - اگر تم نہیں جاتے - تو میں جاتا ہوں - پس نہیں تو - یا ورنہ - یا وگرنہ کوئی سا کلمہ یہاں ہوتا اس سے مراد قائل یہی ہوتی - کہ - اگر تم نہیں جاتے - اس لئے ترکیب یوں کرو :-

جاؤ فعل لازم مثبت۔ تم فاعل۔ ان کے پاس بہ ترکیب اضافی متعلق فعل۔ جملہ مفرد ہوا اگر کلمہ شرط۔ نہیں جانے فعل منفی لازم۔ تم فاعل۔ باہم مل کر جملہ مفرد شرط ہوا۔ تو کلمہ جزا۔ جاتا ہوں فعل لازم مثبت۔ میں فاعل۔ جملہ مفرد ہو کر جزا ہوا۔ یہ تینوں مفرد جملے مل کر جملہ مرکب شرطیہ ہوا +

(۱۳۱) زید پکڑا گیا یعنی وہ شخص جس نے تمہاری شکایت کی تھی ۔

پکڑا گیا فعل مجہول وضعی۔ زید مفعول مالم یسم فاعلہٗ۔ جملہ مفرد مفسَّر ہوا۔ یعنی کلمہ تفسیر۔ وہ صفت اشارہ شخص موصوف صفت و موصوف مل کر۔ پھر موصوف ہوئے صفت جس کے اور یہ موصوف و صفت مل کر فاعل ہوئے۔ نے علامت فاعل۔ تمہاری شکایت بہ ترکیب اضافی مفعول۔ کی تھی فعل متعدی مثبت۔ فعل اپنے فاعل و مفعول سے مل کر جملہ مفرد مفسِّر ہوا۔ اور دونوں جملے مل کر جملہ مرکب تفسیریہ ہوا +

یہ ترکیب جملہ مذکورہ کی اسی عبارت کی ہے جس سے لفظاً مضمون ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر تقدیراً فعل مستتر مان کر اس جملہ مرکب کو یوں کہیں۔ کہ :-

زید پکڑا گیا۔ یعنی وہ شخص پکڑا گیا کہ جس نے تمہاری شکایت کی تھی ۔

تو اس کی ترکیب یوں ہوگی۔ کہ زید مفعول مالم یسم فاعلہٗ۔ پکڑا گیا فعل مجہول وضعی۔ فعل مجہول اپنے مفعول مالم یسم فاعلہٗ سے مل کر جملہ مفرد مفسَّر ہوا۔ یعنی کلمہ تفسیر۔ وہ صفت اشارہ شخص مشار الیہ موصوف صفت موصوف مل کر مفعول مالم یسم فاعلہٗ۔ پکڑا گیا فعل مجہول وضعی۔ یہ جملہ مفرد مبین ہوا۔ کاف بیان۔ تمہاری مضاف الیہ شکایت مضاف۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر مفعول ہوئے۔ جس فاعل نے علامت فاعل کی تھی فعل متعدی مثبت یہ جملہ مفرد ہو کر بیان ہوا۔ مبین اور بیان مل کر مفسِّر ہوئے ۔

لہ اس جملہ مرکب میں دوسرا جملہ پہلے جملہ کی تفسیر بیان کرتا ہے اس لئے پہلے جملہ کو مفسَّر سین کی تشدید اور زبر سے یعنی تفسیر کیا گیا۔ اور دوسرے جملہ کو مفسِّر سین کی تشدید اور زیر سے یعنی تفسیر کرنے والا بھی کہتے ہیں ۱۲۔ فرحاد علیہ الرحمۃ +

جملہ اوّل مفسَّر کے۔ مفسَّر اور مفسِّر مل کر جملہ مرکب تفسیریہ ہوا +

(۱۴) خاک ساری سے بڑائی ملتی ہے کیونکہ جب تک بیج خاک ساری اختیار نہیں کرتا۔ درخت نہیں ہوتا۔ ترکیب :-

ملتی ہے فعل متعدی مثبت۔ بڑائی فاعل۔ خاک ساری مجرور سے کلمہ جار۔ مجرور وجار متعلق فعل انسان کو۔ بقرینہ کلام مفعول مقدر۔ فعل متعدی اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد مبین مُدَلَّل (لام مشدد مفتوح ہے) (یعنی جس پر دلیل لائی جائے) ہوا۔ کیوں کلمہ علت کاف بیانیہ۔ جب کلمہ شرط مجرور۔ تک جار۔ مجرور وجار متعلق فعل۔ خاک ساری مفعول اوّل۔ اختیار مفعول ثانی۔ نہیں کرتا فعل متعدی منفی۔ فعل متعدی منفی اپنے فاعل اور ہر دو مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد شرط ہوا۔ بقرینہ کلام۔ تب حرف جزا مجرور۔ تک جار۔ مجرور وجار مل کر متعلق فعل ناقص نہیں ہوتا کے۔ نہیں ہوتا فعل لازم ناقص۔ بقرینہ کلام ضمیر اشارہ وہ جس کا مشارٌ الیہ بیج ہی۔ اسم۔ درخت خبر۔ یہ فعل ناقص اپنے اسم خبر اور متعلق سے مل کر جزا ہوا۔ شرط اور جزا مل کر جملہ مرکب بیان دلیل ہوا۔ مدلّل اور دلیل مل کر جملہ مرکب مدلّلہ ہوا +

(۱۵) حضرت ندیم[1] دنیا سے رخصت ہوگئے گویا آفتاب علم دین ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ ترکیب :-

ہوگئے فعل لازم ناقص حضرت مضاف۔ ندیم مضاف الیہ۔ مضاف ومضاف الیہ مل کر اسم ہوئے۔ دنیا مجرور سے جار۔ مجرور وجار مل کر متعلق فعل۔ رخصت خبر۔ یہ جملہ مفرد مشبہ ہوا۔ گویا کلمہ تشبیہ۔ آفتاب مضاف۔ علم موصوف۔ دین صفت۔ صفت وموصوف مل کر مضاف الیہ ہوئے۔ یہ مضاف ومضاف الیہ مل کر اسم ہوئے۔ ہمیشہ کے مجرور لئے جار مجرور وجار متعلق فعل۔ غروب خبر۔ ہوگیا فعل لازم ناقص۔ یہ جملہ مفرد مشبہ بہ ہوا۔ دونوں

[1] ندیم تخلص ہے مولوی حکیم احتشام الدین احمد صاحب مرحوم برادر معظم واستاد مؤلف کا +

جملے مل کر جملہ مرکب تشبیہیہ ہوا +

(۱۶) اس کو کتنا ہی سمجھاؤ وہ کبھی نہ مانے گا۔ بھلا کہیں پتھر کے بھی جونک لگتی سنی ہے + ترکیب :-

سمجھاؤ بقرینہ خطاب فعل متعدی مثبت با فاعل۔ اس مفعول۔ کو علامت مفعول۔ کتنا کلمہ مقدار اسم ہی کلمہ تاکید۔ دونوں متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد ہوا۔ نہ مانے گا فعل متعدی منفی۔ وہ فاعل۔ کبھی متعلق فعل۔ بقرینہ کلام تمہاری بات یہ ترکیب اضافی مفعول۔ یہ فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد ہوا۔ یہ دونوں جملے مل کر ممثّل ہوئے۔ (ممثّل تشدید والی ثے کے زبر سے) بھلا کلمہ تزئین کلام +

سنی ہے فعل متعدی مثبت۔ بقرینہ کلام کسی فاعل نے علامت فاعل محذوف۔ کہیں ظرف مکان متعلق فعل لگتی یعنی لگتی ہوئی حالیہ ماضی حال۔ جونک ذوالحال۔ پتھر مجرور۔ کے جار۔ مجرور جار متعلق فعل۔ بھی کلمہ شمول۔ حال اور ذوالحال متعلق مفعول فعل و فاعل و مفعول و متعلقات مل کر جملہ مفرد ممثّل ہوا (ممثّل تشدید والی ثے کے زیر سے)۔

یہ تینوں جملے مل کر جملہ مرکب تمثیلیہ ہوا +

(۱۷) جو بوؤ گے سو کاٹو گے + ترکیب :-

جو اسم موصول۔ بوؤ گے فعل متعدی مثبت تم ضمیر مستتر فاعل چیز بقرینہ کلام مفعول محذوف۔ فعل اپنے فاعل و مفعول سے مل کر جملہ مفرد موصول ہوا +

کاٹو گے فعل متعدی مثبت۔ تم ضمیر مستتر فاعل۔ پیز بقرینہ کلام مفعول محذوف۔ سو کلمہ صلہ متقابل جو۔ فعل و فاعل و مفعول مل کر جملہ مفرد صلہ ہوا۔

صلہ اور موصول مل کر جملہ مرکب موصولہ ہوا +

(۱۸) کام کرو تری باتوں سے کچھ نہیں ہوگا + ترکیب :-

کرو فعل متعدی مثبت با فاعل۔ کام مفعول۔ جملہ مفرد ہوا +

نری کلمہ تخصیص۔ نہیں ہو گا فعل منفی لازم ناقص۔ باتوں مجرور سے جار۔ دونوں مل کر اسم ہوئے۔ کچھ خبر۔ جملہ مفرد ہوا۔

دونوں جملے مل کر جملہ مرکب تخصیصیہ یا حصریہ ہوا +

(۱۹) اور تو کوئی نہیں آیا صرف میں ہی آیا ہوں + ترکیب :-

نہیں آیا فعل منفی لازم۔ اور کلمہ حصر۔ تو کلمہ تفریع کوئی فاعل۔ جملہ مفرد ہوا۔ صرف کلمہ تخصیص میں فاعل ہی کلمہ حصر۔ آیا ہوں فعل لازم تام مثبت ۔ جملہ مفرد ہوا۔

دونوں مل کر جملہ مرکب حصریہ یا تخصیصیہ ہوئے +

(۲۰) تم نے جو پیام دیا تھا سو میں نے بجنسہ اُن کو پہنچا دیا + ترکیب :-

دیا تھا فعل متعدی مثبت۔ تم فاعل نے علامت فاعل۔ جو پیام مفعول۔ جملہ مفرد ہوا +

سو کلمہ برائے سلسلہ کلام۔ پہنچا دیا فعل متعدی مثبت میں فاعل نے علامت فاعل۔ بجنسہ متعلق فعل۔ اُن مفعول کو علامت مفعول۔ جملہ مفرد ہوا +

یہ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب مسلسلہ ہوا +

(۲۱) وہ نہا کر سو گیا + ترکیب :-

اس جملہ کی ترکیب دو طرح ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ بصورت موجودہ اس کو جملہ مفرد مانا جائے یعنی۔ سو گیا فعل لازم تام مثبت وہ فاعل نہا کر متعلق فعل جملہ مفرد ہوا۔

دوسرے یہ کہ تقدیراً اس جملہ کو یوں کہیں کہ وہ نہایا اور سو گیا۔ نہایا فعل لازم تام مثبت وہ [illegible] فعل و فاعل مل کر معطوف علیہ ہوئے اور کلمہ عطف۔ سو گیا فعل لازم تام مثبت وہ ضمیر مستتر فاعل فعل و فاعل مل کر معطوف ہوئے۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ مرکب عاطفہ اتصالیہ ہوا

(۲۲) زید آیا۔ یا۔ بکر آیا + ترکیب :-

آیا فعل لازم تام مثبت۔ زید فاعل۔ جملہ مفرد معطوف علیہ ہوا۔ یا۔ کلمہ تردید۔ آیا فعل لازم تام مثبت بکر فاعل جملہ مفرد معطوف ہوا۔ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب عاطفہ تردیدیہ ہوا +

(۲۳) میں نے تمھیں بلایا تھا۔ مگر تم نہیں آئے + ترکیب :-
بلایا تھا فعل متعدی مثبت۔ میں فاعل نے علامت فاعل۔ تمھیں مفعول۔ جملہ مفرد ہوا۔
مگر کلمہ استدراک۔ نہیں آئے فعل لازم منفی۔ تم فاعل۔ جملہ مفرد ہوا +
دونوں جملے مل کر جملہ مرکب استدراکیہ ہوا +

(۲۴) گھر بار سب آپکا ہے۔ لیکن کوٹھی کٹھلہ کو ہاتھ مت لگانا +
ہے فعل ناقص لازم۔ گھر متبوع بار تابع محض۔ متبوع و تابع مل کر اسم ہوئے۔ آپکا خبر۔
جملہ مفرد ہوا۔ لیکن کلمہ استدراک۔ مت لگانا فعل منفی متعدی۔ کوٹھی متبوع کٹھلہ تابع محض
متبوع و تابع مل کر مفعول ہوئے۔ کو علامت مفعول۔ ہاتھ متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل
و مفعول و متعلق سے مل کر جملہ مفرد ہوا۔ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب استدراکیہ ہوا +

(۲۵) وہ میرا دوست تو ہے پر بگڑی کا دوست نہیں + ترکیب
ہے فعل ناقص۔ وہ اسم۔ میرا دوست یہ ترکیب اضافی خبر۔ تو کلمہ تزئین کلام۔ سب مل کر
جملہ مفرد ہوا۔ پر کلمہ استدراک۔ نہیں فعل ناقص لازم (کیونکہ لفظ نہیں میں لفظ ہے موجود ہے
یہ کلمہ نہ ہے کی اصلاح یافتہ صورت ہے) وہ ضمیر مستتر اسم۔ بگڑی کا دوست یہ ترکیب اضافی
خبر۔ یہ بھی جملہ مفرد ہوا۔ دونوں مفرد جملے مل کر ایک جملہ مرکب استدراکیہ ہوا +

(۲۶) سب لوگ آگئے مگر جوہر میاں نہیں آئے + ترکیب :-
آگئے فعل لازم تام مثبت سب لوگ فاعل۔ دونوں مل کر جملہ مفرد مستثنیٰ منہ ہوا۔ مگر کلمہ استثناء۔
نہیں آئے فعل منفی لازم۔ جوہر میاں فاعل۔ یہ جملہ مفرد مستثنیٰ متصل ہوا۔ مستثنیٰ منہ اور
مستثنیٰ مل کر جملہ مرکب استثنائیہ ہوا +

(۲۷) میں نے کیا کہا اور تم نے کیا کیا + ترکیب :-
کہا فعل متعدی مثبت میں فاعل۔ نے علامت فاعل۔ کام بقرینہ کلام مفعول محذوف۔
کیا کلمہ استفہام۔ سب مل کر جملہ مفرد معطوف علیہ ہوا۔ اور کلمہ عطف۔ کیا فعل متعدی مثبت

تم فاعل نے علامت فاعل۔ کام محذوف مفعول۔ کیا کلمۂ استفہام۔ سب مل کر جملہ مفرد معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ عاطفہ استفہامیہ ہوا +

(۲۸) میرا جانا فضول ہوگا شاید وہ چلا گیا ہو + ترکیب :۔
ہوگا فعل لازم ناقص۔ میرا جانا یہ ترکیب اضافی اسم۔ فضول خبر جملہ مفرد ہوا۔ شاید کلمۂ شک۔ ہو فعل ناقص۔ وہ اسم۔ چلا گیا خبر۔ یہ بھی جملہ مفرد ہوا۔ یہ دونوں جملے مل کر جملہ مرکب شکیہ ہوا +

(۲۹) میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ دفعتہً آگیا + ترکیب :۔
تھا فعل لازم ناقص۔ میں اسم۔ بیٹھا ہوا حالیہ ماضی خبر۔ جملہ مفرد مبین ہوا۔ کاف بیانیہ آگیا فعل لازم تام مثبت۔ وہ فاعل دفعتہً کلمۂ مفاجات متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ مفرد بیان ہوا۔ مبیّن و بیان مل کر جملہ مرکب بیانیہ فجائیہ ہوا +

الغرض مرکب جملہ سے جس قسم کا مضمون ظاہر ہوتا ہو اسی کے لحاظ سے اس جملہ مرکب کا نام رکھدیا جاتا ہے۔ علاوہ اُن مرکب جملوں کے ناموں کے جن کی ترکیب ہم نے لکھی ہے۔ اور جدید ناموں کے جملے بلا ترکیب اس لئے لکھتے ہیں کہ طالب علم ان پر قیاس کر لے :-

(۱) یہ وہی لڑکے آئے ہیں جن کو تم پڑھاتے ہو۔ چونکہ دوسرا جملہ لڑکوں کی صفت کے طریق پر ہے اس لئے اس جملہ کو۔ جملہ مرکب وصفیہ کہدیں گے + یا

(۲) جب تک میں نہ کہوں۔ تم یہاں سے نہ ٹلنا۔ چونکہ دوسرے جملہ سے ٹلنے کے وقت کی تمیز ہوتی ہے اس لئے اس جملہ کو۔ جملہ مرکب ممیزہ کہیں گے۔ اِسی پر قیاس کر لینا چاہیئے +

اب ہم انھیں جملوں کی ترکیب جن کی ترکیب بطریق متعارف لکھی جا چکی ہے بطریق جدید لکھتے ہیں یہ ترکیب نہایت آسان اور سہل اور اُردو زبان کے لئے موزون ہے :۔

(۲) ترکیب بطریق جدید۔ چونکہ نوعیت بتانے میں طالب العلم کو اجزائے جملہ کی

کافی شناخت ہو جاتی ہے اس لیے ترکیب میں ہر جزو کو بتانا تحصیل حاصل خیال کر کے صرف مرکب مفید اور مرکب غیر مفید اور کلمات ربط کا ظاہر کرنا اس ترکیب میں کافی سمجھا جاتا ہے۔ مرکب مفید اور مرکب غیر مفید کی ہم نے ایسی تعریف کر دی ہے جو زبان اردو کی مناسب ہے۔ اور اسی ترکیب کو ہم ترکیب جدید سے موسوم کرتے ہیں ❊

(۱) زید کھانا کھاتا رہا۔ اور بکر بیٹھا ہوا لکھتا رہا ❊ ترکیب :-

پہلا مرکب مفید۔ بذریعہ اور کلمہ عطف کے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب عاطفہ ہوا ❊

(۲) زید نے فریاد کی کہ بکر نے میری کھیتی کاٹ لی ❊ ترکیب :-

پہلے مرکب مفید کو بذریعہ کاف بیانیہ دوسرے مرکب مفید سے ملایا گیا تو جملہ مرکب بیانیہ ہوا۔

(۳) انھوں نے ارشاد فرمایا کہ تمھیں علم دین ضرور پڑھنا چاہیے ❊

پہلے مرکب غیر مفید کو بذریعہ کاف بیانیہ دوسرے مرکب مفید سے ترکیب دیا گیا تو یہ جملہ مرکب بیانیہ ہوا ❊

(۴) علم پڑھو اس لئے کہ علم ہی دولت و عزت کی کنجی ہے ❊ ترکیب :-

پہلا مرکب مفید کلمہ علت۔ اس لئے کہ۔ کے ذریعہ سے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب معللہ ہوا ❊

(۵) میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا ❊ ترکیب :-

پہلا مرکب مفید۔ بذریعہ کاف بیانیہ کے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوا ❊

(۶) خدا کی قسم مجھ سے زید نہیں ملا ❊ ترکیب :-

پہلا مرکب تقدیراً مرکب مفید۔ یعنی میں خدا کی قسم کھاتا ہوں یا مجھے خدا کی قسم ہے بذریعہ کاف بیانیہ مقدر کے دوسرے مرکب مفید سے مل کر جملہ مرکب قسمیہ ہوا ❊

(۷) اے خدا مجھ پر رحم فرما ❊ ترکیب :-

پہلا مرکب ندا و منادا اے قایم مقام مرکب مفید کیونکہ اس کی تقدیر یہ ہے کہ۔ میں خدا کو پکارتا ہوں۔ اسی طرح دوسرا مرکب تقدیراً مرکب مفید ہے کہ۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ اور دونوں کو ملانے والا کاف بیانیہ بقرینہ کلام محذوف ہے۔ اس لئے یہ جملہ مرکب ندائیہ ہوا

(۸) الٰہی میں تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں + ترکیب :-

الٰہی تقدیراً قائم مقام دو مرکب مفید کے یعنی (اے میرے خدا میں تیرا بندہ ہوں) کے اور کلمہ عطف محذوف۔ میں تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں تیسرا مرکب مفید۔ یہ تینوں مرکب مفید مل کر جملہ مرکب ندائیہ ہوا +

(۹) ہائے میرے بھائی مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں گئے + ترکیب :-

پہلا مرکب تقدیراً مرکب مفید ہے یعنی میں اپنے بھائی کی جدائی پر افسوس کرتا ہوں۔ دوسرا مرکب غیر مفید۔ کیونکہ تم ضمیر فاعل مستتر ہے۔ اور کاف بیانیہ محذوف۔ اس لئے یہ جملہ مرکب مندویہ ہوا +

(۱۰) میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے پاک تمہیں تندرست رکھے + ترکیب :-

اس میں دو مرکب مفید بذریعہ کاف بیانیہ ملائے گئے ہیں اس لئے یہ جملہ مرکب دعائیہ ہوا +

(۱۱) اگرچہ تم نے فرما دیا تھا مگر مجھے یاد نہیں رہا + ترکیب :-

پہلا مرکب غیر مفید شرط تو مگر حرف جزا کے ذریعہ سے دوسرے مرکب مفید جزا سے ملا دیا۔ اس لئے یہ جملہ مرکب شرطیہ ہوا +

(۱۲) تم ان کے پاس جاؤ نہیں تو میں جاتا ہوں + ترکیب :-

پہلا مرکب مفید۔ دوسرا مرکب (نہیں تو) لفظاً اور تقدیراً یعنی (اگر تم نہیں جاتے) مرکب غیر مفید۔ تو کلمہ جزا ملانے والا محذوف۔ تیسرا مرکب مفید۔ یہ تینوں مل کر جملہ مرکب شرطیہ ہوئے +

(۱۳) زید پکڑا گیا۔ یعنی وہ شخص جس نے تمہاری شکایت کی تھی۔ ترکیب

پہلا مرکب مفید یعنی کلمہ تفسیر ملانے والا۔ دوسرا مرکب غیر مفید۔ دونوں مل کر جملہ مرکب تفسیریہ ہوا + اور اگر تقدیراً یوں کہیں کہ زید پکڑا گیا یعنی وہ شخص پکڑا گیا جس نے تمہاری شکایت کی تھی تو دو مرکب مفید اور ایک مرکب غیر مفید یہ جملہ مرکب مانا جائیگا۔

(۱۴) خاک ساری سے بڑائی ملتی ہی - کیونکہ - جب تک بیج خاک ساری اختیار نہیں کرتا - درخت نہیں ہوتا + ترکیب :-

پہلا مرکب - مرکب مفید - کیونکہ کلمہ علت مع کاف بیانیہ ملانے والا کلمہ - دوسرا مرکب - مرکب غیر مفید - تیسرا مرکب بھی مرکب غیر مفید - یہ سب مل کر جملہ مرکب مدللہ ہوا +

(۱۵) حضرت ندیم[۱] دنیا سے رخصت ہوگئے - گویا - آفتاب علم دین ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا + ترکیب :-

پہلا فقرہ مرکب مفید - گویا کلمہ تشبیہ ملانے والا - دوسرا فقرہ مرکب مفید - یہ دونوں مل کر جملہ مرکب تشبیہیہ ہوا +

(۱۶) اس کو کتنا ہی سمجھاؤ - وہ کبھی نہ مانے گا - بھلا کہیں پتھر کے بھی جونک لگتی سنی ہے + ترکیب :-

پہلا مرکب غیر مفید - دوسرا فقرہ مرکب مفید - بھلا کلمہ تزئین کلام - تیسرا فقرہ مرکب مفید - یہ سب مل کر جملہ مرکب تمثیلیہ ہوا +

(۱۷) جو بوؤگے - سو کاٹوگے + ترکیب :-

جو اسم موصول - پہلا فقرہ مع فاعل و مفعول مستتر مرکب مفید - سو کلمہ صلہ - کاٹوگے مع فاعل و مفعول مستتر - مرکب مفید - دونوں مل کر جملہ مرکب موصولہ ہوا +

(۱۸) کام کرو - نری باتوں سے کچھ نہیں ہوگا + ترکیب :-

فقرہ اول مرکب مفید - نری کلمہ تخصیص - فقرہ دوم مرکب مفید - یہ سب مل کر جملہ مرکب تخصیصیہ ہوا +

(۱۹) اور تو کوئی نہیں آیا صرف میں ہی آیا ہوں + ترکیب :-

اور کلمہ حصر - تو کلمہ تفریع - کوئی نہیں آیا مرکب مفید - صرف کلمہ حصر - میں ہی آیا ہوں

[۱] ندیم تخلص ہے مولوی و حکیم احتشام الدین احمد صاحب برادر معظم و اُستاد مؤلف کا +

مرکب مفید۔ سب مل کر جملہ مرکب حصریہ ہوا +

(۲۰) تم نے جو پیام دیا تھا سو میں نے بجنسہٖ ان کو پہنچا دیا + ترکیب :۔

پہلا فقرہ مرکب غیر مفید۔ سو کلمہ سلسلہ کلام۔ دوسرا فقرہ مرکب مفید۔ یہ مل کر جملہ مرکب متسلسلہ ہوا +

(۲۱) وہ نہا کر۔ سو گیا + ترکیب :۔

پہلا فقرہ مرکب غیر مفید۔ دوسرا مرکب مفید۔ دونوں ملے اور جملہ مرکب عاطفہ اتصالیہ ہوا +

(۲۲) زید آیا۔ یا۔ بکر آیا + ترکیب :۔

پہلا فقرہ مرکب مفید۔ یا کلمہ تردید۔ دوسرا مرکب بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب عاطفہ تردیدیہ ہوا۔

(۲۳) میں نے تمھیں بلایا تھا۔ مگر تم نہیں آئے + ترکیب :۔

پہلا مرکب مرکب مفید۔ مگر کلمہ استدراک۔ دوسرا مرکب بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب استدراکیہ ہوا

(۲۴) گھربار سب آپ کا ہے۔ لیکن۔ کوٹھی کٹھلہ کو ہاتھ مت لگانا + ترکیب

پہلا فقرہ مرکب مفید۔ لیکن کلمہ استدراک۔ دوسرا فقرہ بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب استدراکیہ ہوا۔

(۲۵) وہ میرا دوست تو ہے پر بگڑی کا دوست نہیں + ترکیب :۔

پہلا مرکب مرکب غیر مفید۔ پر کلمہ استدراک۔ دوسرا مرکب مرکب مفید۔ جملہ مرکب استدراکیہ ہوا +

(۲۶) سب لوگ آگئے مگر جوہر میاں نہیں آئے + ترکیب :۔

پہلا فقرہ مرکب مفید۔ مگر کلمہ استثناء۔ دوسرا فقرہ بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب استثنائیہ ہوا

(۲۷) میں نے کیا کہا اور تم نے کیا کیا + ترکیب :۔

پہلا مرکب مرکب مفید۔ اور کلمہ عطف۔ دوسرا مرکب بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب عاطفہ استفہامیہ ہوا

(۲۸) میرا جانا فضول ہوگا۔ شاید۔ وہ چلا گیا ہو + ترکیب :۔

مرکب اوّل مرکب مفید۔ شاید کلمہ شک۔ مرکب دوم مرکب مفید۔ جملہ مرکب شکیہ ہوا +

(۲۹) میں بیٹھا ہوا تھا کہ۔ وہ دفعتہً آگیا + ترکیب :-

پہلا فقرہ مرکب مفید۔ کاف بیانیہ۔ دوسرا فقرہ بھی مرکب مفید۔ جملہ مرکب بیانیہ فجائیہ ہوا +

اختیار۔ جملہ مرکب کے ساتھ۔ اس کی قسم کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ خواہ قسم بیان کی جائے یا نہ کی جائے +

جملہ مخلوط

زبان اُردو میں جملہ مخلوط دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جملہ معترضہ۔ دوسرا جملہ مستانفہ ہم ان دونوں کی اوّل تعریف لکھیں گے اور پھر مثالیں مع ترکیب لکھیں گے +

(۱) جملہ معترضہ[1]۔ ایسا جملہ جو کسی دوسرے جملہ کے اوّل یا بیچ میں یا آخر میں حائل ہو جائے اور اصل جملہ کے مضمون سے اس کا لگاؤ نہ ہو۔ یعنی بغیر اس جملہ کے حائل کرنے کے بھی مضمون اصل جملہ پورا ادا ہو جائے + جیسے :-

(۱) جیواد۔ ماشاء اللہ۔ بڑا ہوشیار ہے + ترکیب :-

ہے فعل ناقص لازم۔ جیواد۔ اسم۔ بڑا ہوشیار کلمہ مبالغہ خبر۔ ماشاء اللہ۔ جملہ معترضہ یہ سب مل کر جملہ مخلوط ہوا + یا۔ یوں ترکیب کرو کہ جیواد بڑا ہوشیار ہے مرکب مفید ماشاء اللہ مرکب مفید معترضہ۔ جملہ مخلوط ہوا +

(۲) خدا بخشے۔ زید نہایت سیدھا آدمی تھا + ترکیب :-

خدا بخشے جملہ معترضہ۔ تھا فعل ناقص لازم۔ زید اسم۔ نہایت سیدھا صفت مبالغہ آدمی موصوف۔ صفت و موصوف مل کر خبر۔ یہ جملہ مفرد ہوا۔ دونوں مل کر جملہ مخلوط ہوا + یا یوں کہو۔ کہ زید نہایت سیدھا آدمی تھا۔ مرکب مفید۔ خدا بخشے جملہ معترضہ

[1] اعتراض کے معنی ہیں کسی شے کے آگے حائل ہونا۔ معترضہ حائل ہونے والا +

بقرینہ کلام مرکب مفید۔ جملہ مخلوط معترضہ ہوا +

(۳) میرے منجھلے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ اللہ مغفرت فرمائے +

ہوگیا فعل ناقص لازم۔ میرے مضاف الیہ۔ منجھلے صفت بھائی موصوف صفت و موصوف مل کر مضاف ہوئے۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر اسم۔ کا کلمہ اضافت۔ انتقال خبر + فرمائے فعل متعدی۔ اللہ فاعل۔ مغفرت مفعول۔ جملہ معترضہ ہوا۔ یہ سب مل کر جملہ مخلوط ہوا۔ یا۔ پہلا مرکب مرکب مفید۔ دوسرا معترضہ بھی مرکب مفید۔ جملہ مخلوط معترضہ ہوا +

(۲) جملہ مستانفہ[1] ۔ یعنی دو یا دو سے زیادہ مرکبوں میں سے ایسا ایک مرکب کہ جس کو لفظاً اپنے ساتھ کے دوسرے مرکب یا مرکبوں سے۔ کوئی تعلق نہ ہو۔ گو معناً تعلق ہو۔ جیسے :۔

(۱) یہ تو بور کے لڈو ہیں۔ جو کھائے گا سو پچھتائے گا + ترکیب :۔

ہیں فعل لازم ناقص۔ یہ اسم۔ تو کلمہ تزئین کلام بور مضاف الیہ کے علامت اضافت لڈو مضاف۔ مضاف الیہ اور مضاف مل کر خبر۔ جملہ مستانفہ ہوا۔ جو ضمیر موصول۔ کھائے گا فعل متعدی مثبت۔ کوئی بقرینہ کلام فاعل یہ صفت اشارہ لڈو موصوف مشارٌ الیہ دونوں مل کر مفعول محذوف جملہ مفرد موصول ہوا۔ سو کلمہ جواب صلہ پچھتائے گا فعل متعدی مثبت وہ ضمیر مستتر فاعل اس صفت اشارہ فعل مشارٌ الیہ موصوف صفت اور موصوف مل کر مفعول ہوئے۔ سے علامت مفعول۔ یہ سب محذوف جملہ مفرد ہو کر صلہ ہوئے۔ صلہ اور موصول مل کر جملہ مرکب ہوا۔ جملہ مستانفہ اور جملہ مرکب مل کر جملہ مخلوط ہوا۔ یا یوں ترکیب کرو۔ پہلا فقرہ مرکب مفید۔ دوسرا مرکب غیر مفید۔ تیسرا مرکب غیر مفید

---

[1] استیناف ہمزہ کے ساتھ یعنی اس کی فا کلمہ میں ہمزہ ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی کام کا شروع کرنا۔ یا از سر نو کسی کام کا کرنا۔ مجازاً جدا ہونا، الگ ہونا۔ مستانفہ یعنی جدا گانہ ۱۲ منہ ۱۲ ق ۱۲ ق ق

جو اسم موصول - سو جواب موصول - سب مل کر جملہ مخلوطہ مستانفہ ہوا +

(۳) سانپ کے منہ میں چھچھوندر - کھائے تو کوڑھی چھوڑے تو اندھا +

ایک ترکیب تو یوں ہوگی - کہ اس جملہ کی تقدیر یوں ہے کہ :-

سانپ کے منہ میں چھچھوندر ہے - اور سانپ حیران ہے - اس لئے کہ اگر چھچھوندر کو کھائے تو کوڑھی ہو جائے گا - اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اندھا ہو جائے گا ۔

ہے فعل ناقص لازم - سانپ مضاف الیہ کے علامت اضافت منہ مضاف مضاف الیہ اور مضاف مل کر اسم ہوئے - چھچھوندر خبر جملہ مفرد معطوف علیہ ہوا - اور کلمہ عطف - ہے فعل ناقص لازم سانپ اسم - حیران خبر جملہ مفرد معطوف ہوا - یہ معطوف علیہ اور معطوف مل کر معلول ہوئے اس لئے کہ کلمہ علت - اگر کلمہ شرط - کھائے فعل متعدی با فاعل - چھچھوندر مفعول - کو علامت مفعول - تو کلمہ جزا - ہو جائے گا فعل لازم ناقص - سانپ اسم محذوف - کوڑھی خبر - جزا ہوئی شرط کی - شرط و جزا مل کر جملہ مرکب شرطیہ معطوف علیہ ہوا - اور کلمہ عطف - اگر کلمہ شرط - چھوڑ دے فعل متعدی با فاعل - اس مفعول کو علامت مفعول - یہ شرط ہوئی - تو کلمہ جزا - ہو جائے گا فعل لازم ناقص - سانپ اسم محذوف - اندھا خبر - یہ جزا ہوئی شرط کی - شرط و جزا مل کر معطوف ہوئے - معطوف علیہ اور معطوف مل کر جملہ مرکب عاطفہ ہو کر علت ہوئی معلول کی - علت اور معلول مل کر جملہ مخلوطہ ہوا +

یا - یوں ترکیب کرو - کہ اصل مثال کا پہلا مرکب بقرینہ کلام ہے - فعل محذوف مرکب مفید دوسرا مرکب بھی بقیاس حذف فعل مرکب مفید - اسی طرح تیسرا مرکب بھی مرکب مفید - ہر سہ مرکب مفید مل کر جملہ مخلوطہ مستانفہ ہوا +

ان دونوں مثالوں کے پہلے جملے جملہ مستانفہ ہیں -

الحمد للہ - بتاریخ ۲۵ ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء نامی پریس میرٹھ میں طبع ہوئی

اطلاع

یہ آئین اردو۔ صرف و نحو اردو کے لئے مکمل قواعد کا علمی ذخیرہ ہے جو اعلیٰ جماعتوں
کے لئے ایسی کافی اور مفید ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد کسی دوسری کتاب کے
پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اس میں صرفی و نحوی قاعدوں کو ایسی
تفصیل و تشریح کے ساتھ آسان و سہل اور سلیس و فصیح اردو میں بیان کیا ہے
کہ پڑھنے والے کو استاد سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔
نا جماعتوں کے طلبہ بھی اپنی تعلیم کے معیار تک اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں
لیکن بدیں خیال سے کہ اس کتاب سے نفع حاصل کرنے میں مزید سہولتیں پیدا
کی جائیں اور ادنے جماعتوں کے طالب علموں پر ان جزئی قاعدوں کی یاد
کا بوجھ ڈالا جائے جس کی برداشت کے لئے ابھی ان کے دماغ تیار نہیں۔
مؤلف صاحب آئین اردو۔ اسکے ایسے اجزا تالیف فرما رہے ہیں جو بسلسل
ادنے جماعتوں کی علمی ترقی کے ساتھ ساتھ انکی رفاقت صحیح طور پر کر سکیں۔
اور ان جماعت وار اجزائے آئین اردو کو مشقی اور امتحانی سوالات سے
سریع الفہم بنانے میں ساعی اور کوشاں ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قریب
آئندہ زمانہ میں ہم ان حصص سابہذا کی اشاعت کر دیں گے جو چھوٹی
جماعتوں کے نصاب تعلیم کے لئے موزوں ہوں گے۔

پبلشر۔ نامی بک ڈپو۔ محلہ اندر کوٹ شہر میرٹھ

اعلان

جملہ اہل علم و اہل مطابع و تاجرین کتب کی خدمت میں ادب
انکسار کے ساتھ التماس ہے کہ کتاب ہذا کے حق طباعت و
اشاعت کے متعلق جملہ حقوق جناب مؤلف علّامہ نے عاجز کے
نام حسب ضابطہ قانون رجسٹری محفوظ و مامون فرمادئے ہیں
لہذا کوئی صاحب ملکی یا غیر ملکی اسکی طبع و اشاعت کا عزم
نہ فرمائیں البتہ جسقدر جلدیں مطلوب ہوں صرف مجھ مُعلِن سے
طلب فرمائیں۔

خاکسار
محبوب علی پروپرائٹر۔ نامی بک ڈپو
و نامی پریس میرٹھ